کشف الباری
عما فی صحیح البخاری
شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان
ناشر

بدء الخلق

کشف الباری (کتاب بدء الخلق)

افادات

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ

ترتیب و تحقیق

حبیب اللہ زکریا

ناشر

ادارہ الفاروق کراچی

1442ھ / 2021ء

ملنے کا پتہ

ادارہ الفاروق کراچی

جامعہ فاروقیہ، پوسٹ بکس نمبر: 11009 شاہ فیصل کالونی نمبر 4، کراچی، پوسٹ کوڈ نمبر: 75230

فون: 34599167, 34571132، ای میل: info@farooqia.com

www.farooqia.com

مطبع ..... القادر پرنٹنگ پریس

بسم الله الرحمن الرحيم

فهرس الأبواب

أسماء الأبواب الصفحة

❁❁❁❁❁

ایک وضاحت

اس تقریر میں ہم نے صحیح بخاری کا جو نسخہ متن کے طور پر استعمال کیا ہے، اس پر مصطفیٰ دیب البغا نے تحقیقی کام کیا ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ دیب نے احادیث پر نمبر لگانے کے ساتھ ساتھ، احادیث متکررہ کی نشان دہی کا بھی التزام کیا ہے۔ اگر کوئی حدیث بعد میں آنے والی ہے تو حدیث کے آخر میں نمبرات سے اس کی نشان دہی کرتے ہیں کہ اس نمبر پر یہ حدیث آرہی ہے اور اگر حدیث گذری ہے تو نمبر سے پہلے [ر] لگا دیتے ہیں، یعنی اس نمبر کی طرف رجوع کیا جائے۔

فہرستِ مضامین

١٥- باب خير مال المسلم

فهرس أسماء المترجم لهم

على ترتيب حروف الهجاء

نام	باب	صفحہ
ابن مجمع (ابراہیم بن اسماعیل)	باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة﴾	۵۷۱
ابو یونس قشیری	باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال	۶۱۰
حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا	باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال	۶۰۵
حارث بن عبید	باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة	۳۲۶
الحسن بن الربیع	باب ذكر الملائكة	۲۱۱
الربیع بن خُثَیم	باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وهو الذي يبدأ﴾	۵۳
رقبہ بن مصقلہ	باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿وهو الذي يبدأ﴾	۹۰
رؤبہ بن عجاج	باب صفة الشمس والقمر بحسبان	۱۶۳
روح بن عبدالمومن	باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة	۳۵۳
زِرّ بن حُبَیش	باب إذا قال أحدكم: آمين	۲۷۵
حضرت زید بن الخطاب	باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة﴾	۵۶۴

❀❀❀

عرض مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين.

اللهم لك الحمد، لا أحصي ثناء عليك، أنت كما أثنيت على نفسك، اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك.

رب کریم کا بے پایاں احسان وکرم اور اس کی انتہائی نوازش ومہربانی، لطف وانعام ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے احقر کو یہ توفیق بخشی کہ آپ کے ہاتھوں میں استاذ المحدثین، استاذ محترم حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی بخاری شریف کی عظیم الشان شرح ''کشف الباری'' کی ایک اور جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

یہ جلد صحیح بخاری کی کتاب بدء الخلق کی ابحاث پر مشتمل ہے، جہاں سے صحیح بخاری کا حصہ تواریخ شروع ہوتا ہے، یہ کل ۱۷ ابواب کی ترتیب وتدوین اور تحقیق ومراجعت پر مشتمل ہے، واضح رہے کہ اردو زبان میں غالباً اس موضوع پر یہ پہلا مرتب کام ہے۔

اس جلد میں بھی الحمد للہ ان تمام امور کا التزام کیا گیا ہے جن کا اہتمام کتاب الایمان، کتاب العلم اور کتاب الوضوء، نیز کتاب الجہاد کی جلدوں میں کیا گیا ہے اور دوران ترتیب وتعلیق اسی نہج وانداز کو برقرار رکھنے

کی بھرپور کوشش کی گئی ہے جس کا اہتمام مذکورہ بالا جلدوں میں کیا گیا۔

جہاں کہیں عربی عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے کہ اردوخواں طبقے کے لیے بھی اس سے استفادہ آسان سے آسان تر ہو۔

علاوہ ازیں تراجم رجال کے تحت رواۃ سند کے احوال بیان کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، چوں کہ کتاب بدء الخلق صحیح بخاری جلد اول کے تقریباً آخر میں ہے اور ابتدائے کتاب سے کتاب الجہاد تک بہت ساری کتبؔ کا کشف الباری کا کام ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوا، اس لیے جہاں بھی حاشیے میں یہ لکھا گیا مثلاً ''ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب......'' یا ''ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصوم، باب......'' تو اس سے مراد صحیح بخاری کی مذکورہ کتاب اور باب ہے اور اگر کسی راوی یا شخصیت کا نام پہلی بار بدء الخلق کے کسی باب میں آیا ہے تو وہیں ان کا تذکرہ بھی لکھ دیا گیا ہے اور اگر کشف الباری کی ابتدائی جلدوں یا کتاب الجہاد کی تین جلدوں میں ان کا تذکرہ ہے تو بقید جلد وصفحہ اس کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

احقر کو اپنی علمی بے بضاعتی اور میدان تحقیق میں اپنی ناتجربہ کاری کا نہ صرف احساس ہے، بلکہ اس کا مکمل اعتراف بھی ہے۔ تاہم محض توکلاً علی اللہ، حضرت شیخ الحدیث صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے حکم، آپ کی توجہات وعنایات اور آپ کی مقبول دعاؤں کے طفیل اس عظیم خدمت کا بیڑا اٹھالیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس میں بلاقصد وارادہ غلطیوں کا صدور ہو گیا ہو، لہٰذا حضرات اہل علم کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتاب میں کسی قسم کی فروگذاشت پر نظر پڑے تو احقر کو اس سے مطلع فرمائیں۔

اس کتاب کی ابتدا سے انتہا تک ترتیب وتحقیق کے دوران احقر کو جن حضرات کی راہ نمائی حاصل رہی ان میں سب سے بلند نام حضرت شیخ الحدیث صاحب نوّر اللہ مرقدہ کے بعد استاذ مکرم حضرت مولانا نور البشر صاحب حفظہم اللہ کا ہے کہ ان کی راہ نمائی بندہ کو قدم قدم پر حاصل رہی۔ خداوند کریم انہیں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

نیز اپنے محسن وشفیق استاذ حضرت مولانا عبید اللہ خالد صاحب دامت برکاتہم مہتمم جامعہ فاروقیہ، کراچی کا بھی بندہ انتہائی شکر گذار ہے، جو جامعہ کے عمومی اہتمام کی گراں بار ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ، شعبہ

تصنیف وتالیف کے اشراف کی بھی ذمے داریاں سنبھالے ہوئے ہیں اور انہیں بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں اور اس شعبے کے لیے مقدور بھر سہولیات فراہم کرنے کے لیے اپنی توانائیاں صرف فرمارہے ہیں، اللہ تعالی انہیں جزائے خیر اور مزید توفیق وتقویت عطا فرمائے۔

کتاب کی مکمل پروف ریڈنگ احقر نے خود ہی کی ہے، البتہ بعض امور میں کچھ دوستوں کا تعاون حاصل رہا ہے، اللہ تعالی ان تمام معاونین کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور علمی وعملی ترقیوں سے نوازے، دنیا وآخرت میں سرخ رُو کرے۔ نیز بندہ ان تمام اساتذہ ومخلصین ومحبین کا بھی نہایت شکر گزار ہے جن کی حوصلہ افزائی اور دعائیں احقر کو حاصل رہیں۔

آخر میں تمام قارئین سے حضرت شیخ الحدیث صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ کے لیے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالی حضرت کے درجات عالیہ کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ملک وبیرون ملک جو علمی افادات کا سلسلہ (بالخصوص جامعہ فاروقیہ کراچی کی صورت میں) تقریباً نصف صدی سے جاری ہے اس کو تا قیامت جاری وساری رکھے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اللھم آمین۔

نیز احقر مرتب کے لیے بھی خصوصی دعاؤں کی التجا ہے کہ بقیہ کام کو اللہ تعالی آسان فرمائے اور جلد از جلد مکمل کرنے کی توفیق بخشے اور اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور ہمارے لیے، ہمارے اساتذہ ومشائخ اور والدین ومتعلقین کے واسطے ذخیرہ آخرت وذریعہ نجات بنائے۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه محمد وعلی آله وصحبه أجمعین.

حبیب اللہ زکریا

رفیق شعبہ تصنیف وتالیف

واستاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٣ - کتاب بدء الخلق

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب بدء الخلق کو شروع کررہے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب الجامع الصحیح ہے اور جامع وہ کتاب کہلاتی ہے جس میں بقول عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (١) کے حدیث کے آٹھوں ابواب موجود ہوں۔ اور بعض محققین کا خیال یہ ہے کہ عام مضامین کو وہ جامع ہوتی ہے، انہیں مضامین میں سے ایک مضمون تاریخ کا بھی ہے۔ (٢)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے تاریخ کا مضمون شروع فرمارہے ہیں اور کتاب المغازی تک یہی تاریخ کا مضمون چل رہا ہے۔

تاریخ کے دو حصے ہیں، ایک کا تعلق ابتدائے آفرینش سے ہے اور دوسرے کا تعلق سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، حضرات علماء نے دونوں اجزا اور دونوں قسموں پر مستقل کتابیں تالیف فرمائی ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تاریخ وسیر کی حدیثوں کی دو قسمیں کی گئی ہیں:

١۔ وہ حدیثیں جو آسمان وزمین، حیوانات، شیاطین، فرشتوں کی پیدائش، گذشتہ انبیاء علیہم

---

(١) عجالہ نافعہ فارسی، مطبوعہ مع فوائد جامعہ، ص: ٧٨، اقسام کتب حدیث۔

(٢) تفصیل کے لیے دیکھیے، کشف الباری ١/١٤۔١٥، ساتویں بحث از مقدمہ۔

السلام اور پہلی امتوں سے متعلق ہیں، اس قسم کی حدیثوں کو "بدء الخلق" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۲۔ وہ حدیثیں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود با مسعود اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم آل واولاد سے متعلق ہیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے وفات کے حالات پر مشتمل ہیں، وہ "سیر" کے نام سے موسوم ہیں، جیسے سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، سیرت ملاعمر، نیز اس موضوع پر اور بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں"۔(۱)

بدء الخلق اور سیرت کی ابتدائی مولفات

ابتدائے آفرینش کے موضوع پر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ایک مستقل تالیف ہے، جس کا نام "کتاب بدء المخلوقات" ہے، نیز "البدء والتاریخ" کے نام سے ابوزید احمد بن سہل بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا تذکرہ بھی ملتا ہے(۲) اور سیرت نبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے سلسلے میں تو بلا مبالغہ سینکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں کہ شمار بھی ان کو نہیں کیا جاسکتا۔

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ سیرت پر سب سے پہلے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی ہے اور ابوالقاسم عبدالرحمن سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ سیرت کے موضوع پر سب سے پہلے امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ نے قلم اٹھایا ہے۔(۳)

راجح قول

لیکن درست بات یہ ہے کہ سیرت نگاری کا آغاز حضرت ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا

(۱) مجالہ نافعہ اردو ۲۳۴-۲۳۵۔

(۲) فوائد جامعہ شرح مجالہ نافعہ ۲۳۴۔

(۳) كشف الظنون ۲/۱۰۱۲، والروض الأنف للسهيلي ۱/۱۲۲.

ہے، پھر عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، پھر شرحبیل بن سعد کا نام آتا ہے اور پھر امام زہری کا۔(۱)

ابومعشر نجیح سندھی (۲)، واقدی اور ابن سعد رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، ابن سعد نے الطبقات الکبری لکھی ہے، ہے تو یہ طبقات کی کتاب، لیکن اس میں انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل سیرت لکھ ڈالی ہے۔

بعض علمائے امت ایسے ہیں جنہوں نے مستقل تاریخ لکھی ہے اور تاریخ کے ان دونوں اجزا، یعنی ابتدائے آفرینش و سیرت نبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کو ذکر کیا ہے۔ جیسے امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہما اللہ تعالی۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان دونوں زمانوں کو اپنی صحیح جامع میں جمع فرمایا ہے۔

چناں چہ مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ اب یہاں بدء الخلق کو ذکر کر رہے ہیں، اس کے بعد پھر بدء الخلق ہی کے ضمن میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا تذکرہ آئے گا اور حضرات انبیائے عظام علیہم السلام چوں کہ اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے اعلی واکمل، اشرف و برتر ہیں لہذا ان کا ذکر پہلے ہے اور انبیائے کرام میں سے اشرف واکمل، سید المرسلین، خاتم النبیین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

---

(۱) مصر کے نام ور متکلم شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"إن المؤلفين كثيرون، وليس ابن هشام المتوفى ٢١٨هـ أقدمهم، فالتأليف يبتدئ من أبان بن عثمان رضي الله عنه، المولود ٢٠هـ، ثم عروة بن الزبير، المولود بعد أبان بقليل، ثم شرحبيل بن سعد، ثم الزهري، المولود ٥٠هـ، وهو أستاذ أستاذ البخاري، وإمام كبير في الحديث، لقي عبدالملك بن مروان، وعمر بن عبد العزيز، ويحتمل أن يكون تأليفه في المغازي بإشارة الأخير".

موقف العقل والعلم والعالم من رب العالمين ٤٧/١، بحوالہ فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ ٢٣٥.

(۲) یہ نجیح بن عبدالرحمٰن ہیں، ابومعشر ان کی کنیت ہے، سندھ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سندھی کہلاتے ہیں اور چوں کہ بنوہاشم کے آزاد کردہ غلام تھے، اس لیے ولاءً ہاشمی کی نسبت رکھتے ہیں، یہ دوسری صدی کے نصف آخر کے نام ور سیرت نگاروں میں سے ہیں۔ تاہم علم روایت حدیث میں ضعیف اور کمزور شمار ہوتے ہیں۔

دیکھیے، خلاصة الخزرجي ٤٠٦، فصل التفاريق، حرف النون، و الكنى والأسماء لمسلم بن الحجاج وتعليقاته ٨١٢/٢، رقم (٣٢٨٦).

کا تذکرہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک زریں باب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی اجمعین ہیں تو ان کے مناقب اور محاسن کو بھی ذکر کیا ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ایک وسیع ودل کش باب ''مغازی'' بھی ہیں، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مغازی کا بھی اہتمام سے ذکر کیا ہے کہ مغازی کے ذریعے جو عروج اسلام کو حاصل ہوا ہے وہ دنیا جانتی ہے۔(۱)

نسخوں کا اختلاف اور راجح قول

اکثر رواۃ بخاری شریف نے بسملہ یہاں ذکر کی ہے، سوائے ابوذر کے..... کہ ان کے نسخے میں بسملہ نہیں ہے۔

نیز اکثر کے ہاں عنوان ''کتاب'' سے معنون ہے، البتہ نسفی کے نسخے میں عنوان "أبواب بدء الخلق" سے معنون ہے۔(۲)

تاہم راجح اکثر ناسخین کے نسخے ہیں، کیوں کہ مولف علام رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے بالکل ایک نئی بحث شروع فرمارہے ہیں، اس لیے ان کی عادت کے موافق یہاں بسملہ بھی ہونی چاہیے اور عنوان بھی لفظ ''کتاب'' سے معنون۔

لفظ "بدء" ۔بفتح الباء وسکون الدال وفي آخره همزة۔ فعل کے وزن پر مصدر ہے، بدأت الشيء، بدأ کے معنی ہیں: ابتدأت به کہ میں نے اس کام کو شروع کیا۔ باب افعال سے بھی اس کے یہی معنی ہیں۔

اور لفظ خلق بمعنی مخلوق یعنی مصدر بمعنی مفعول ہے اور بدء الخلق سے مراد خلق المخلوق ہے کہ اس کتاب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مخلوقات باری تعالی کی ابتداء وغیرہ پر گفتگو فرمائیں گے۔(۳)

---

(۱) تعلیقات اللامع ۳۳۱/۷، والکنز المتواري ۱۱۵/۱۳۔۱۱٦.

(۲) عمدة القاري ۱۰۷/۱۵، وفتح الباري ۲۸۷/٦، وشرح القسطلاني ۲٤۸/۵.

(۳) عمدۃ القاری ۱۰۷/۱۵، وفتح الباری ۲۸۷/٦۔

ماقبل کتاب کے ساتھ مناسبت

کتاب بدء الخلق کی ماقبل کی ابحاث جہاد، خمس وجزیہ کے ساتھ دو مناسبتیں بیان کی گئی ہیں:۔

ا۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں جان سے بھی بسا اوقات ہاتھ دھونے پڑتے ہیں، چناں چہ اس مضمون کے ذکر کے بعد بدء الخلق کو ذکر کرکے اس جانب اشارہ کر دیا گیا کہ مخلوقات حادث ہیں، بالآخر ایک دن ان کو فنا ہو جانا ہے اور یہ کہ خدائے لم یزل کے علاوہ کسی کو بھی خلود اور دوام حاصل نہیں ہے۔ ہدی الساری میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"......إنما ذكر بدء الخلق عقيب كتاب الجهاد؛ لما أن الجهاد يشتمل على إزهاق النفس، فأراد أن يذكر أن هذه المخلوقات محدثات، وأن مآلها إلى الفناء، وأنه لا خلود لأحد".(۱)

۲۔جب کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خیال میں یہ احتمال بھی بعید نہیں کہ نبی علیہ السلام کے مغازی کا تذکرہ کتاب الجہاد کا تکملہ ہے کہ مغازی بہت سے مسائل جہاد میں اسوہ ومقتدا ہیں، چناں چہ مقصود اصلی یہاں ذکر مغازی تھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ نے ابحاث مغازی کو انتہائی بسط وتفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور جب انہوں نے مغازی کو ذکر کیا اور اس کو اس قدر اہمیت وحیثیت دی تو مناسب یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے احوال کو بھی ذکر کیا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ بھی مقاصد میں سے ہے، چناں چہ ان احوال کی بھی خوب وضاحت کی گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا تذکرہ کیا گیا کہ ان مغازی میں یہی تو مجاہد ومقاتل تھے۔ علاوہ ازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ مبارکہ پر حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے تذکرے کو تمہیداً مقدم کیا گیا، ان میں کے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں، چناں چہ ان کا تذکرہ کیا گیا اور ان کی پیدائش وتخلیق کا تذکرہ کیا گیا، اس سے پہلے تمہیداً بدء الخلق کو بیان کیا گیا کہ آنے والی ابحاث کا تعلق اسی بدء الخلق سے ہے۔ فتأمل (۲)

---

(۱) هدي الساري ٦٥٥، ذكر مناسبة الترتيب المذكور......

(۲) الأبواب والتراجم للكاندهلوي ۱/۲۰۹، والكنز المتواري ۱/۳۲۹، المقدمة، الفائدة الثالثة عشرة.

١ - باب : ما جاءَ في قَوْلِ اللهِ تعالَى : «وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ» /الروم: ٢٧/.

قالَ الرَّبيعُ بنُ خُثَيمٍ وَالحَسَنُ : كُلٌّ عَلَيْهِ هَيِّنٌ. وَهَيْنٌ وَهَيِّنٌ مِثْلُ لَيْنٍ وَلَيِّنٍ ، وَمَيْتٍ وَمَيِّتٍ ، وَضَيْقٍ وَضَيِّقٍ.

«أَفَعَيِينَا» /ق: ١٥/ : أَفَأَعْيَا عَلَيْنا حِينَ أَنْشَأَكُمْ وَأَنْشَأَ خَلْقَكُمْ. «لُغُوبٌ» /فاطر: ٣٥/ و /ق: ٣٨/ : النَّصَبُ. «أَطْوَارًا» /نوح: ١٤/ : طَوْرًا كَذَا وَطَوْرًا كَذَا ، عَدَا طَوْرَهُ أَيْ قَدْرَهُ.

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس باب کا مقصود یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری مخلوق ہیں، وہی ایک قدیم ذات ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والمقصود من هذا الباب إثبات أنه ليس شيء سواه تبارك وتعالى قديما، بل الكل محدث ومخلوق".(١)

مزید تفصیل آگے اپنے مقام پر آئے گی ان شاء اللہ۔

مکمل آیت کریمہ اور اس کی مختصر توضیح

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ترجمۃ الباب کے تحت جو آیت ذکر کی وہ مکمل یوں ہے

﴿وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه وله المثل الأعلى في السموٰت والأرض وهو العزيز الحكيم﴾.

''اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے، پھر اس کو دوہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان وزمین میں اور وہی ہے زبردست، حکمتوں والا''۔(٢)

---

(١) الأبواب والتراجم للكاندهلوي ١/ ٢٠٩، ولامع الدراري ٧/ ٣٣٤، والكنز المتواري ١٣/ ١٢٢۔

(٢) ترجمہ شیخ الہند مطبوعہ مع تفسیر عثمانی ٥٤١۔

شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی قدرت الٰہی کے سامنے تو سب برابر ہیں، لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دوہرا دینا آسان ہونا چاہیے، پھر یہ عجیب بات ہے کہ اول پیدائش پر اسے قادر مانو اور دوسری مرتبہ پیدا کرنے کو مستبعد سمجھو۔ یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ صفات اور اونچی سے اونچی شان اس کی ہے، آسمان وزمین کی کوئی چیز اپنے حسن وخوبی میں اس کی شان وصفت سے لگا ؤ نہیں کھا سکتی، مساوی ہونا تو کجا!! وہ تو اس سے بالا وبرتر ہے، جہاں تک مخلوق اس کے جلال وجمال کا تصور کر سکتی ہے۔ بلکہ جو خوبی کسی جگہ موجود ہے وہ اسی کے کمالات کا ادنیٰ پرتو ہے......''۔(۱)

وقال الربيع بن خُثَيْم والحسن: كل عليه هين.

اور حضرت ربیع بن خثیم اور بصری رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں کہ سب اس کے لیے آسان ہے۔

مذکورہ اثر کا مطلب ومقصد

اس اثر میں ''کل'' سے مراد بدء اور اعادہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنا، پھر اس کو لوٹانا، دونوں امر اللہ کے لیے آسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے سب برابر ہیں۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس اثر کے ذکر کرنے سے یہاں یہ ہے کہ آیت کریمہ میں جو لفظ ﴿أهــــون﴾ آیا ہے، وہ اگرچہ اسم تفضیل ہے، لیکن مراد اس سے صفت محضہ ہے۔ اس بات کو یوں سمجھیے کہ اسم تفضیل فعل سے مشتق ایسی صفت کو کہتے ہیں جو دو چیزوں میں مثلاً مشترک ہو، لیکن ان میں سے ایک میں وہ صفت کچھ زیادہ پائی جاتی ہو، جیسے خليل أعلم من سعيد، اس مثال میں خلیل وسعید دونوں صفت علم میں مشترک ہیں، تاہم یہ صفت سعید کے مقابلے میں خلیل میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

---

(۱) حوالہ بالا. قال الإمام الكشميري رحمه الله (فيض الباري ٤/١): "أتى بصيغة التفضيل رعاية لحال المخاطبين، ومجاراة لهم؛ فان الإعادة عندهم أسهل من الإبداع، وإلا فالكل سواء بالنسبة إلى قدرته؛ فإن الله تعالى لا مكره له".

یہ تو ہوا اسم تفضیل کا اصل مطلب ومفہوم، لیکن اسم تفضیل کبھی کبھار معنی تفضیل سے خالی وعاری بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ اکبر، اسی طرح مشہور شاعر فرزدق کا یہ شعر: (۱)

إن الذي سمك السماء بنى لنا بيتا دعائمه أعز وأطول

اگر آیت کریمہ کے لفظ ﴿أهون﴾ کو تفضیل پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ خلق کے مقابلے میں اعادہ اللہ تعالی کے لیے آسان ہے، جو خلاف مقصود ہے، مقصود تو اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کا بیان ہے، اس لیے أهون یہاں هين کے معنی ہے، جو صفت محضہ ہے کہ اللہ تعالی کے لیے دونوں فعل آسان ہیں، چناں چہ اسم تفضیل یہاں اپنے اصل مفہوم پر نہیں ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وغرضه أن أهون بمعنى هين، أي: لا تفاوت عند الله بين الإبداء والإعادة، كلاهما على السواء في السهولة".(۲)

یہ تو ہوئی حضرت ربیع، حضرت حسن اور امام بخاری رحمہم اللہ تعالی وغیرہ کی رائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے، بلکہ حضرت ابن مسعود کی تو قراءت ہی ﴿وهو عليه هين﴾ ہے۔(۳)

جب کہ بہت سے مفسرین، جن میں حضرت مجاہد بھی شامل ہیں، لفظ ﴿أهون﴾ کو معنی تفضیل پر محمول کرتے ہیں، اسی کو شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تفسیر میں اختیار کیا ہے اور آیت کریمہ کا محمل محسوسات انسانی ہیں کہ عموما لوگوں کے ہاں پہلی بار کسی چیز کو بنانا مشکل ہوتا ہے، ایک بار جب چیز تیار ہوگئی تو اس کا مثل بنانا مشکل نہیں ہوتا، اب یہ کتنی عجیب بات ہے باری تعالی کو خالق تو مانا جائے، تاہم معید نہ مانا

---

(۱) انظر، هداية النحو ۸۲، وجامع الدروس العربية ۱٤۹، الباب الثاني......: (أفعل) لغير التفضيل، وديوان الفرزدق ۱۵۵/۲، وروح المعاني ۲۲/۲۱، الروم/ ۲۷.

(۲) شرح الكرماني ۱۵۰/۱۳، وعمدة القاري ۱۰۷/۱۵.

(۳) فتح الباري ۲۸۷/٦، وتفسير الإمام ابن كثير ۸٤/۵، وروح المعاني ۵۱/۲۱-۵۲، والكشاف ٤٦۱/۳-٤٦۲.

جائے؟؟!!(۱)

بہرحال دونوں تفسیریں اپنی اپنی جگہ درست ہیں، لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔(۲)

هَيْن، وهيِّن، مثل: ليْن وليِّن، وميْت وميِّت، وضيْق وضيِّق.

ان تمام کلمات میں پہلا لفظ تخفیف کے ساتھ اور دوسرا تشدید کے ساتھ ہے، اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہاں ان کلمات میں دولغتیں ہیں (۳)، امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سورۃ الفرقان کی آیت ﴿لنحيي به بلدة ميتا﴾ (۴) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "هي مخففة بمنزلة هين ولين وضيق بالتخفيف فيها والتشديد". (۵)

اس سے متعلقہ کچھ ابحاث کتاب التفسیر میں ہم بیان کر چکے ہیں۔(۶)

الربیع بن خُثَیم

یہ تابعی کبیر، حضرت ربیع بن خُثَیم (۷) بن عائذ بن عبداللہ بن موہبۃ بن منقذ ثوری کوفی رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) حوالہ جات بالا، آیت کریمہ میں دیگر احتمالات بھی ہیں، ان کے لیے دیکھیے محولہ بالا کتب و دیگر کتب تفسیر۔

(۲) قال الإمام السندي رحمه الله: "((كل عليه هين)): يريد أن أهون مجرد عن معنى التفضيل لاستواء الكل. وغالب العلماء حملوه على التفضيل بالنسبة إلى قياس العباد، أي هو أسهل عليه بالنظر إلى قياسكم، فكيف تنكرونه مع إثبات البدء".

حاشية السندي على البخاري المطبوع مع صحيح البخاري ١/٤٥٣. (قديمي)

(۳) عمدة القاري ١٥/١٠٧، وشرح الكرماني ١٣/١٥٠.

(٤) سورة الفرقان/٤٩.

(۵) فتح الباری ۶/۲۸۷، ومجاز القرآن ۲/۷۶، سورۃ الفرقان۔

(۶) کشف الباری، کتاب التفسیر، اول سورۃ النحل، ص:۳۵۱۔

(۷) اس لفظ کا مشہور ضبط خائے معجمہ کا ضمہ اور ثائے مثلثہ کا فتحہ ہے، یعنی تصغیر کے ساتھ۔ تاہم اس کو خاء کے فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور یاء درمیان میں ہے، یعنی خَیْثَم، لیکن پہلا ضبط راجح ہے کہ مصغر ہے۔ تعلیقات تہذیب ابن حجر ۳/۲۴۲، والتقریب لہ ۱/۲۹۴، رقم (۱۸۹۳)، وحلیۃ الأولیاء ۲/۱۰۵، وخلاصۃ الخزرجي ۱۱۵، من اسمہ ربیع.

ہیں۔(۱)

ابویزیدان کی کنیت ہے۔(۲)

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں، نیز حضرت ابن مسعود، ابوایوب انصاری، ایک انصاری خاتون، عمرو بن میمون اودی اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں ان کے صاحب زادے عبداللہ، نیز منذر ثوری، شعبی، ہلال بن یساف، ابراہیم نخعی اور بکر بن ماعز رحمہم اللہ تعالی وغیرہ شامل ہیں۔(۳)

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اجل ومحبوب تلامذہ میں سے تھے، اکثر ان کے ساتھ رہتے، حضرت ابن مسعود کے صاحب زادے ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جب ربیع تشریف لاتے تو دونوں افادے واستفادے میں مشغول ہو جاتے تھے، اہل مجلس میں سے کسی کو اس وقت تک اٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی جب تک کہ یہ دونوں فارغ نہ ہو لیں۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ربیع سے کہا کرتے: ابویزید! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھتے تو ضرور تم سے محبت کرتے اور میں جب بھی تمہیں دیکھتا ہوں تو مجھے مخبتین (۴) یاد آتے ہیں۔(۵)

یہ مخضرم تابعی ہیں کہ انہوں نے زمانہ نبوت تو پایا ہے، لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کر سکے، اس لیے ان کی نبی علیہ السلام سے روایت مرسل شمار ہوگی۔(٦)

---

(۱) تهذيب الكمال ٩/ ٧٠-٧١، وسير أعلام النبلاء ٤/ ٢٥٨، وإكمال مغلطاي ٤/ ٣٣٣.

(۲) حوالہ جات بالا، وطبقات ابن سعد ٦/ ١٨٢۔

(۳) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ٩/ ٧١۔

(٤) آیت مبارکہ کے جز ﴿وبشر المخبتين﴾ [الحج/ ٣٤] کی طرف اشارہ ہے، مخبت کے دو معنی بتلائے گئے ہیں:
١۔ المطمئن، ٢۔ المتواضع، الخاشع لربه. وتعليقات سير أعلام النبلاء ٤/ ٢٥٨.

(٥) تهذيب الكمال ٩/ ٧٣-٧٤، وتهذيب ابن حجر ٣/ ٢٤٢، وحلية الأولياء ٢/ ١٠٧، وسير أعلام النبلاء ٤/ ٢٥٨، والطبقات لابن سعد ٦/ ١٨٢.

(٦) تقريب ابن حجر ١/ ٢٩٤، رقم (١٨٩٣) وسير أعلام النبلاء ٤/ ٢٥٨.

ان کے فضائل ومحاسن بے شمار ہیں، کچھ کا ذیل میں ہم تذکرہ کرتے ہیں:

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يسأل عن مثله". (۱)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان من معادن الصدق". (۲)

مشہور تابعی ابووائل شقیق بن سلمہ سے پوچھا گیا: "أيما أكبر؟ أنت أو الربيع بن خثيم؟" فرمایا: "أنا أكبر منه سنا، وهو أكبر مني عقلا". (۳) کہ عمر میں تو میں بڑا ہوں، لیکن عقل وفہم میں وہ بڑے ہیں۔

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تابعي ثقة، وكان خيارا". (۴)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإمام، القدوة، العابد، ......أحد الأعلام". (۵)

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ بلوغت کے بعد سے کبھی کسی مجلس میں نہیں بیٹھے، فرمایا کرتے تھے کہ میں ان مجالس میں اسی لیے نہیں بیٹھتا کہ کسی پر ظلم ہوتا دیکھوں اور اس کی نصرت وعانت نہ کرسکوں، یا کوئی آدمی دوسرے آدمی پر کوئی جھوٹا الزام لگائے، پھر معاملہ چوں کہ میرے سامنے ہوا ہوگا، اس لیے شہادت دینے پر مجبور کیا جاؤں، یا نظر کی حفاظت نہ کرسکوں، یا کسی مسافر کو راستہ نہ بتلاسکوں، یا کسی سے کوئی چیز گر جائے تو میں اسے اٹھا کر نہ دے سکوں۔ (۶)

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم سیر کے لیے نکلے، ربیع بھی ہمارے ساتھ تھے، چلتے چلتے ایک لوہار کے پاس سے ہمارا گذر ہوا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوہے کو آگ میں جلتا ہوا دیکھنے لگے، ربیع نے بھی وہ آگ دیکھی اور چکرا کر گر پڑے، حضرت

---

(۱) تہذیب الکمال ۹/۷۲، وتہذیب ابن حجر ۳/۲۴۲، والجرح والتعدیل ۳/۴۶۲۔

(۲) حوالہ جات بالا۔ اسی طرح شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان الربيع أورع أصحاب عبدالله". سير أعلام النبلاء ٤/٢٦١.

(۳) تہذیب الکمال ۹/۷۲۔

(۴) تہذیب ابن حجر ۳/۲۴۲۔

(۵) سير أعلام النبلاء ٤/٢٥٨. نیز فرماتے ہیں: "وكان يعد من عقلاء الرجال".

(٦) تهذيب الكمال ٩/٧٥، وحلية الأولياء ٢/١١٦، والطبقات الكبرى لابن سعد ٦/١٨٣.

ابن مسعود آگے روانہ ہوگئے، یہاں تک کہ ہم سب فرات کے کنارے ایک بھٹی پر پہنچے، جب حضرت عبداللہ نے وہ بھٹی اوراس کے اندر کی آگ دیکھی تو یہ آیت پڑھی: ﴿إذا رأتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا۔إلى قوله: ثبورا﴾(۱) تو حضرت ربیع بے ہوش ہوگئے تو ہم نے انہیں اٹھایا اوران کے گھر پہنچایا، وہ بے ہوش صبح ہوئے تھے اورافاقہ مغرب کے بعد ہوا۔(۲)

فرمایا کرتے تھے کہ ہروہ کام جس میں اللہ کی رضا پیش نظر نہ ہو وہ مٹ جاتا ہے۔"كل ما لا يراد به وجه الله يضمحل".(۳)

راتوں کو سویا نہیں کرتے تھے، ایک مرتبہ صاحب زادی نے عرض کی! اباجی! آپ سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا: ''ایسا آدمی کیوں کر سوئے جسے شب خون کا خطرہ ہو؟!''(۴)

حضرت ربیع کی وفات کے وقت ان کی صاحب زادی رونے لگی تو فرمایا: بیٹی! روتی کیوں ہو؟ بلکہ یوں کہو: میری خوش نصیبی کہ میرے اباجی کو خیر مل گئی۔(۵)

عبیداللہ بن زیاد کے عہد امارت میں ۶۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔(۶)

ائمہ ستہ کے ہاں ان کی روایات ہیں، تاہم امام ابوداؤد نے سنن کی بجائے اپنی کتاب القدر میں ان سے روایت لی ہے۔(۷)

رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

---

(۱) الفرقان/۱۲۔۱۳.

(۲) تهذيب الكمال ۹/۷۵، وحلية الأولياء ۲/۱۱۰.

(۳) تهذيب الكمال ۹/۷۲، وسير أعلام النبلاء ۴/۲۵۹، والطبقات الكبرى لابن سعد ۶/۱۸۶.

(۴) سير أعلام النبلاء ۴/۲۶۰، وحلية الأولياء ۲/۱۱۴۔۱۱۵.

(۵) تهذيب الكمال ۹/۷۶، وحلية الأولياء ۲/۱۱۴.

(۶) تہذیب الکمال ۹/۷۶، والطبقات الکبری لابن سعد ۶/۱۹۳، وخلاصۃ الخزرجی ۱۱۵۔ابن قانع نے ان کا سن وفات ۶۱ھ لکھا ہے، تاہم وہ درست نہیں۔تہذیب التہذیب ۳/۲۴۲۔

(۷) تہذیب الکمال ۹/۷۶، وخلاصۃ الخزرجی ۱۱۵، وإکمال مغلطای ۴/۳۳۳۔

اورحضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کتاب الایمان، "باب ﴿وإن طائفتان من المومنین اقتتلوا......﴾" تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

دونوں آثار کی تخریج

اثر ربیع کوامام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابن وکیع ،عن یحیٰ، عن سفیان،عن منذر کی سند کے ساتھ حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۲)

اورحضرت حسن کے اثر کو بھی طبری رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے، اس میں اگرچہ حسن کی تصریح نہیں، تاہم حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال یہی ہے کہ قتادہ حسن سے روایت کررہے ہیں، پھر اس کے الفاظ بھی مختلف ہیں۔ واللہ اعلم۔(۳)

﴿أفعيينا﴾: أفأعيا علينا حين أنشاكم وأنشأ خلقكم

اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

﴿أفعيينا بالخلق الأول بل هم في لبس من خلق جديد﴾[۴] آیت کا ترجمہ یہ ہے:

"کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر؟ کوئی نہیں! ان کو دھوکا ہے ایک نئے بنانے میں"۔

حضرت شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یعنی دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرنے میں انہیں فضول دھوکا لگ رہا ہے، جس نے پہلی بار پیدا کیا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ

---

(۱) کشف الباری۲/۲۲۰_۲۲۳.

(۲) رواه الطبري في تفسيره ۲۱/۲٤.

(۳) فتح الباري ٦/۲۸۷، وعمدة القاري ۱٥/۱۰۷، وتغليق التعليق ۳/٤۸٦.

(٤) ق/۱٥.

پہلی دفعہ دنیا کو بنا کر تھک گیا ہوگا؟ اس قادر مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا سخت جہالت اور گستاخی ہے"۔(۱)

اس آیت کا مضمون بھی چوں کہ سابقہ آیت کے موافق بدء واعادہ کا حامل ہے، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے یہاں ذکر فرمادیا ہے۔

پھر یہ بات سمجھیے کہ قرآن میں لفظ عیینا وارد ہوا ہے، عیی (عي) بمعنی عاجزی سے مشتق ہے(۲) اور ﴿بالخلق الأول﴾ میں باء سببیہ ہے یا عن کے معنی میں ہے۔

پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم پہلی تخلیق کی وجہ سے تھکے نہیں کہ دوسری مرتبہ اعادہ وتخلیق سے عاجز ودر ماندہ ہوں۔

دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ چوں کہ پہلی مرتبہ خلق سے عاجز نہیں ہوئے، اس لیے دوسری مرتبہ اعادہ سے بھی عاجز نہیں ہوں گے۔

نیز ﴿أفعيينا﴾ میں ہمزہ استفہام انکاری بمعنی نفی کے لیے ہے۔علامہ سلیمان الجمل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الباء سببية أو بمعنى عن، والاستفهام إنكاري بمعنى النفي، قال الكازروني: معناه: لم نعجز عن الإبداء، فلا نعجز عن الإعادة؛ لأن الظاهر أن معنى قوله: ﴿أفعيينا بالخلق الأول﴾ لم نعجز بسبب الخلق الأول".(۳)

یہ تو ہوئی آیت کریمہ کی وضاحت، لیکن مؤلف ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک عبارت اور بھی ذکر کی ہے، یعنی "حين أنشأكم وأنشأ خلقكم" تو یہ التفات ہے، اس میں تکلم سے غیبت کی طرف التفات کیا گیا ہے، بظاہر اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور آیت ﴿هو أعلم بكم إذ أنشأكم من

(۱) تفسیر عثمانی، سورہ ق، ۶۸۹۔

(۲) فتح الباري ۲۸۷/۶، والقاموس الوحيد، مادة: عيي.

(۳) حاشية الجمل على الجلالين ۲۶۲/۷، سورة ق، وتعليقات اللامع ۳۳۱/۷، والكنز المتواري ۱۱۷/۱۳.

الأرض وإذ أنتم أجنة في بطون أمهاتكم﴾[۱] اوراس کی تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں دو کام کیے، پہلا تو یہ کہ عبارت حين أنشأكم کے ذریعے مذکورہ بالا آیت کی طرف اشارہ کر دیا اور عبارت أنشأ خلقكم کے ساتھ اس کی تفسیر وتوضیح کر دی کہ أنشأكم سے مراد أنشأ خلقكم ہے۔(۲)

ایک سوال اور اس کے دو جوابات

تاہم یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت کریمہ میں تو﴿إذ أنشأكم﴾ ہے، لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جو عبارت ذکر کی اس میں حين أنشأكم ہے، یہ فرق کیوں؟

اس سوال کے علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے دو جواب دیے ہیں:۔

۱۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت بالمعنی ذکر کی ہے کہ چوں کہ حین اور إذ دونوں کے معنی ایک ہیں، اس لیے إذ کی جگہ حین کا لفظ لکھ دیا۔

۲۔إذ محذوف في اللفظ ہے، چوں کہ حین کے ذریعے اس پر دلالت ہو رہی تھی، اس لیے إذ کو حذف کر دیا اور مفسَّر کے لیے مفسِّر پر اکتفا فرمایا۔(۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿أفعيينا بالخلق الأول﴾ کی جو تفسیر یہاں اختیار کی ہے، یہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے، جو طبری نے موصولا روایت کی ہے، فرماتے ہیں:

"أفأعيى علينا حين أنشأناكم خلقا جديدا فتمتروا بالبعث؟!" (٤)

---

(١)النجم/٣٢.

(٢)عمدة القاري ١٥/١٠٧، وشرح الكرماني ١٣/١٥٠، وفتح الباري ٦/٢٨٧-٢٨٨.

(٣)عمدة القاري ١٥/١٠٧، وشرح الكرماني ١٣/١٥٠.

(٤)تفسير الطبري ١١/٢٦/٩٨، سورة ق، وفتح الباري ٦/٢٨٨، وتعليقات اللامع ٧/٣٢٢، والكنز المتواري ١٣/١١٨، وعمدة القاري ١٥/١٠٧.

﴿لغوب﴾: النصب

یہاں ایک اور آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہو رہا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿ولقد خلقنا السموت والأرض وما بینهما وما مسنا من لغوب﴾[۱] اور لغوب کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان چھ دنوں میں اللہ نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے اتوار و پیر کو زمین، منگل کو پہاڑ، بدھ کو شہروں، خوراکوں، نہروں، آبادیوں اور ویرانوں کو، جمعرات کو آسمانوں اور فرشتوں کو پیدا کیا اور جمعے کی تین ساعات میں (گھڑیوں) میں تین چیزیں تخلیق کیں، پہلی ساعت میں اموات، دوسری میں آفات و مصائب اور تیسری گھڑی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ یہود کہنے لگے، اگر آپ بات مکمل کرتے تو سچے ہوتے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا مقصد سمجھ گئے تو بہت ناراض ہوئے، اس کے بعد اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہمیں تو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی، بس آپ ان کی ہفوات پر صبر کیجیے......۔(۲)

یہود کا مقصد

ان کا مقصد کیا تھا؟ اس کے لیے قتادہ کی یہ روایت پڑھیے:۔

"قالت الیهود: إن الله خلق السماوات والأرض في ستة أیام، ففرغ من الخلق یوم الجمعة، واستراح یوم السبت! فأکذبهم الله، وقال: ﴿وما مسنا من

(۱) ق/ ۳۸.

(۲) جامع البیان (طبری) ۱۱/۲۶/۱۱۱.

لغوب﴾".(۱)

کہ "یہود نے کہا کہ اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، جمعے کے دن تخلیق سے فارغ ہوئے اور ہفتے کے دن آرام کیا...... تو اللہ تعالی نے ان کو جھٹلایا اور فرمایا کہ ہمیں کسی قسم کی کوئی تھکاوٹ نہیں ہوئی کہ آرام کی نوبت آئے"۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ایک اور روایت میں آیا ہے کہ یہود ہفتے کے دن کو "یوم الراحۃ" یعنی آرام کا دن کہتے تھے۔"یسمونه یوم الراحة".(۲)

آیت کریمہ کی ترجمہ سے مناسبت

اس آیت میں بھی چوں کہ تخلیق کائنات کا ذکر ہے، اس لیے اس کو یہاں ذکر کیا گیا ہے کہ جو ذات تخلیق اول پر قادر ہوگی وہ لازماً و یقیناً اعادہ پر بھی قدرت رکھتی ہوگی اور جب اس ذات حقیق کو تخلیق اول کے وقت کسی قسم کی تھکاوٹ اور پریشانی نہیں ہوئی تھی، اس لیے اعادہ میں بھی کسی قسم کی دقت نہیں ہوگی؛ لأن الإعادة أهون من الإبداء عادة.

چناں چہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

"فيه تقرير للمعاد؛ لأن من قدر على خلق السماوات والأرض، ولم يعي بخلقهن قادر على أن يحيي الموتى بطريق الأولى والأحرى".(۳)

لغوب کے معنی

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لغوب کے معنی نصب کے بیان کیے ہیں اور نصب وزناً و معنیً تعب کی طرح ہے، یعنی ان دونوں کا وزن بھی ایک ہے اور معنی بھی ایک۔

علامہ زمخشری نے لغوب کے معنی الإعياء بیان کیے ہیں۔ اسی کو ابن جریر طبری نے بھی اختیار کیا

---

(۱) جامع البيان في تفسير القرآن ۱۱/۲۶/۱۱۱، وفتح الباري ۶/۲۸۸.

(۲) حوالہ جات بالا.

(۳) تفسير ابن كثير الدمشقي ۵/۶۸۲، سورة ق، والكنز المتواري ۱۳/۱۱۸.

ہے۔(۱)

تاہم دونوں معانی میں کوئی خاص فرق نہیں، الإعیـــاء کے معنی عاجزی کے ہیں اور النصب کے معنی تھکاوٹ کے، مگر مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے النصب کو اختیار کیا ہے۔

تعلیق مذکور کی تخریج

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اللغوب کی جو تفسیر النصب سے کی ہے وہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اختیار کردہ تفسیر سے ماخوذ ہے، جس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں موصولاً نقل کیا ہے۔(۲)

﴿أطوارا﴾: طورا كذا، وطورا كذا.

اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور آیت کریمہ ﴿وقد خلقكم أطوارا﴾(۳) کے لفظ أطوارا کی تفسیر ذکر کی ہے۔

یہ لفظ طور کی جمع ہے، ہیئت اور حالت کے معنی میں ہے، اب اطوار کے معنی ہوئے: احوال مختلفہ.(۴)

حضرات مفسرین نے اطوار کے کئی مطالب بیان کیے ہیں:۔

۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی مراد یہ منقول ہے کہ انسانوں کے مختلف حالات ہیں، کبھی صحت ہے تو کبھی بیماری۔(۵)

---

(۱) جامع البيان (الطبري) ۱۱/۲٦/۱۱۱، وفتح الباري ٦/۲۸۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۰۸، وشرح الكرماني ۱۳/۱۵۱، والكشاف عن حقائق غوامض التنزيل ٤/۳۹۲.

(۲) جامع البيان للطبري ۱۱/۲٦/۱۱۱، وفتح الباري ٦/۲۸۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۰۸، وتفسير مجاهد ۱/٦۱۵، سورة ق.

(۳) نوح/۱٤.

(٤) القاموس الوحيد، مادة: طور، وفتح الباري ٦/۲۸۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۰۸. قال الجزري في النهاية (۳/۱۲۸): "الأطوار: الحالات المختلفة، والتارات، والحدود، واحدها طَور".

(٥) فتح الباري ٦/۲۸۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۰۸.

۲۔انسانوں کے مختلف قسم کے رنگ، کوئی گورا ہے تو کوئی کالا وغیرہ، اسی طرح مختلف انسانی بولیاں، کسی کی بولی عربی ہے تو کسی کی اردو وغیرہ۔(۱)

۳۔اکثر حضرات مفسرین جیسے عکرمہ، قتادہ، یحییٰ، سدّی رحمہم اللہ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ مروی ہے کہ اللہ تعالی نے تمہیں پہلے نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ...... سے پیدا کیا۔(۲)

۴۔ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ انسان کبھی ترقی کے منازل طے کرتا ہے تو کبھی پستی میں جا گرتا ہے، کبھی پریشانی میں ہوتا ہے تو کبھی نعمت وخوشی میں۔(۳)

ترجمۃ الباب سے آیت کی مناسبت

اس آیت کا مضمون بھی وہی ہے جو ترجمۃ الباب کے مقصد کا تھا کہ اس میں بھی اللہ تعالی کی قدرت قاہرہ شاملہ عامہ کا اثبات تھا کہ جو ذات انسان کو مختلف مدارج میں پیدا کرسکتی ہے، اس کے بعد اس کی دیکھ بھال کرسکتی ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کو پیدا کرسکتی ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"﴿وقد خلقكم أطوارا﴾ أي: والحال أنكم على حال منافية لما أنتم عليه بالكلية، وهو: أنكم تعلمون أنه عزوجل خلقكم مدرجا لكم في حالات عناصر، ثم أغذية، ثم أخلاطا، ثم نطفا، ثم علقا، ثم مضغا، ثم عظاما ولحوما، ثم خلقا آخر؛ فإن التقصير في توقير مَن هذا شأنه في القدرة القاهرة

(۱)فتح الباري ۲۸۸/۶، وعمدة القاري ۱۰۸/۱۵.

(۲)تفسير القرآن العظيم لابن كثير ۳۱۵/۶، سورة نوح، وفتح الباري ۲۸۸/۶، وعمدة القاري ۱۰۸/۱۵، والكشاف للزمخشري ۶۱۸/۴.

(۳)النهاية في غريب الحديث والأثر ۱۲۸/۳، باب الطاء مع الواو، مادة: طور، وعمدة القاري ۱۰۸/۱۵، وتعليقات اللامع ۳۳۳/۷، والكنز المتواري ۱۱۸/۱۳-۱۱۹.

والإحسان التام، مع العلم بذلك، مما لايكاد يصدر عن العاقل......".(۱)

عدا طوره: أي قدره.

عدا طوره کے معنی ہیں کہ اس نے اپنی حد اور مرتبے سے تجاوز کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملے میں لفظ طور کے ایک اور معنی بیان کیے ہیں، دراصل طور کے کئی معانی ہیں، مثلا: ۱۔کبھی، ۲۔حد اور ۳۔وہ چیز جو کسی شے کے مقابل ہو، ۴۔ہیئت اور حالت وغیرہ۔(۲)

یہ لفظ اس معنی میں کہاں آیا ہے؟

غالبًا اس لفظ کے ذکر اور اس کے معنی کے بیان میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، جہاں یہ لفظ "طور" قدر اور حد کے معنی میں استعمال ہوا ہے، حدیث نبیذ میں آیا ہے: "تعدی طوره" (۳) اس لیے ضمنًا اس کا ذکر بھی کر دیا ہے کہ یہ لفظ ایک دوسرے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

واللہ اعلم

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واعلم أن عادة البخاري إذا ذكر آية أو حديثا في الترجمة ونحوها يذكر أيضاً بالتبعية على سبيل الاستطراد ما له أدنى ملابسة؛ تكثيرا للفائدة".(٤)

حضرت گنگوہی کی رائے

جب کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملے کو یہاں ذکر کرنے کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ طور اصل میں

---

(۱) روح المعاني ۸۲/۱۵، سورة نوح.

(۲) القاموس الوحید، مادۃ: طور، وعمدۃ القاری ۱۰۸/۱۵۔

(۳) عدی اور تعدی باہم معنی موافق ہیں، قال الجزري مفسرا هذه الجملة: "أي جاوز حده وحاله الذي يخصه ويحل فيه شربه". انظر النهاية ۱۲۸/۳، مادة: طور.

(٤) شرح الكرماني ۱۵۱/۱۳.

مطلقاً قدر (حد) کے لیے موضوع ہے، لیکن بعدازیں یہ اپنے معنی موضوع لہ سے تجاوز کر گیا اور دوسرے معانی میں بھی استعمال ہونے لگا، یہی بتلانے کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ عبارت یہاں ذکر فرمائی ہے، لامع الدراری میں ہے:

"قوله: (طوره أي قدره) يعني بذلك أنه في الأصل للقدر، ثم صار معناه قدرا من الزمان أو غيره". (۱)

اس کے بعد یہ سمجھیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے تحت چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، جن میں کی پہلی حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۱۹/۳۰۱۸ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ : أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ جامِعِ بْنِ شَدَّادٍ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا(۲) قَالَ : جاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : (يَا بَنِي تَمِيمٍ أَبْشِرُوا) . قالُوا : بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ، فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (يَا أَهْلَ الْيَمَنِ ، اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ) . قالُوا : قَبِلْنَا ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ بَدْءَ الخَلْقِ وَالْعَرْشِ ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : يا عِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ ، لَيْتَنِي لَمْ أَقُمْ .

---

(۱) لامع الدراري ۷/۲۳۲، والأبواب والتراجم ۱/۲۱۰، والكنز المتواري ۱۳/۱۱۸، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب التفسیر ۶۹۷۔

(۲) قوله: "عن عمران بن حصين رضي الله عنهما": الحديث، أخرجه البخاري في نفس هذا الباب، رقم (۳۱۹۱)، وأيضا كتاب المغازي، باب وفد بني تميم، رقم (۴۳۶۵)، وباب قدوم الأشعريين، رقم (۴۳۸۶)، وكتاب التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (۷۴۱۸)، والترمذي، أبواب المناقب، باب في ثقيف وبني حنيفة، رقم (۳۹۵۱).

تراجم رجال

۱۔محمد بن کثیر

یہ محمد بن کثیر عبدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب الغضب في الموعظة والتعليم......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۲۔سفیان

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان،"باب ظلم دون ظلم" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۳۔جامع بن شداد

یہ ابوصخر جامع بن شداد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ترجمہ کتاب العلم، "باب إثم من كذب على النبي صلى الله عليه وسلم" کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے۔(۳)

۴۔صفوان بن محرز

یہ صفوان بن محرز بن زیاد المازنی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۵۔عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت عمران بن حصین بن عبید خزاعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے حالات کتاب التیمم، "باب الصعيد الطيب وضوء المسلم......" کے تحت ذکر کیے جا چکے ہیں۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۳/۵۳۶۔

(۲) کشف الباری ۲/۲۷۸۔

(۳) کشف الباری ۴/۱۶۱۔

(۴) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب المظالم......، باب قوله تعالى: ﴿ألا لعنة الله على الظالمين﴾.

(۵) کشف الباری، کتاب التیمم ۴۱۰۔

قال: جاء نفر من بني تميم إلى النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو تمیم کے کچھ لوگ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

وفد بنو تمیم کی آمد

یہ سنۃ الوفود، یعنی ۹ ہجری کا واقعہ ہے، اس سال بنو تمیم کا وفد نبی علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا تھا۔(۱)

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اس وفد میں بنو تمیم کے مندرجہ ذیل اشراف حاضر ہوئے تھے:

عطارد بن حاجب دارمی، اقرع بن حابس دارمی، زبرقان بن بدر سعدی، عمرو بن الاہتم منقری، حباب بن یزید مجاشعی، نعیم بن یزید بن قیس، عیینہ بن حصین اور قیس بن عاصم منقری رضی اللہ عنہم۔(۲)

فقال: يا بني تميم، أبشروا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا، اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔

أبشروا: ہمزہ قطعیہ کے ساتھ، بشارۃ سے صیغہ امر ہے۔(۳)

بشارت سے مراد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بشارت سے یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصول دین کی تلقین کی، جن پر عمل پیرا ہو کر وہ جنت کے حق دار ہو سکتے ہیں، مثلاً مبدا اور معاد پر اعتقاد، نیز دین کی سمجھ اور اس پر عمل وغیرہ۔(۴)

---

(۱) عمدة القاری ۱۰۸/۱۵.

(۲) فتح الباري ۸۳/۸، كتاب المغازي، والسيرة النبوية ۵۶۰/۴-۵۶۲، قدوم وفد بني تميم......

(۳) فتح الباري ۸۳/۸، وعمدة القاري ۱۰۸/۱۵، وشرح الكرماني ۱۵۱/۱۳.

(٤) حواله جات بالا.

قالوا: بشرتنا فأعطنا

وہ کہنے لگے، آپ نے بشارت دے ہی دی ہے تو اب کچھ مال وغیرہ عطا کیجیے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ جملہ کہنے والے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ تھے، ان میں دیہاتی پن کچھ زیادہ تھا۔(۱)

فتغير وجهه

چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہو گیا۔

چہرہ انور متغیر ہونے کی وجوہ

شراح کرام نے چہرہ انور کے متغیر ہونے کی دو وجوہ لکھی ہیں:

۱۔ افسوس کی وجہ سے کہ میں تو انہیں آخرت میں کام یابی کے گر بتلا رہا ہوں، یہ دنیا طلبی کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

۲۔ یا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چوں کہ کچھ نہیں تھا، جس سے آپ ان کی تالیف قلب فرماتے، اس لیے چہرہ انور پر افسوس کے آثار ظاہر ہوئے۔

ان میں سے کوئی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہے اور دونوں بھی۔ حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"إما للأسف عليهم كيف آثروا الدنيا؟ وإما لكونه لم يحضره ما يعطيهم؛ فيتألفهم به، أو لكل منهما". (۲)

حافظ علیہ الرحمۃ نے کتاب التوحید میں اس روایت کے تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد جو کچھ متقدمین شراح سے نقل کیا ہے، اس سے پہلی وجہ راجح معلوم ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

"وسبب غضبه صلى الله عليه وسلم استشعاره بقلة علمهم؛ لكونهم علقوا آمالهم بعاجل الدنيا الفانية، وقدموا ذلك على التفقه في الدين الذي يحصل

---

(۱) فتح الباری ۸۳/۸، وعمدۃ القاری ۱۰۸/۱۵۔

(۲) فتح الباری ۸۳/۸، وعمدۃ القاری ۱۰۸/۱۵، وشرح القسطلانی ۲۴۸/۵۔

لهم ثواب الآخرة الباقية".(۱)

فجاء ه أهل اليمن

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل یمن آئے۔

اہل الیمن سے کون مراد ہیں؟

بعض شراح رحمہم اللہ نے اہل الیمن سے مراد یہاں اشعریین کو لیا ہے، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"هم الأشعريون، قوم أبي موسى الأشعري". (۲)

اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر بھی یہی درست معلوم ہوتا ہے کہ اشعریین مراد ہیں، لیکن بعد میں غور وفکر کے بعد یہ واضح ہوا کہ اہل یمن سے مراد یہاں اشعریین نہیں، بلکہ حضرت نافع بن حمیر رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں، قبیلہ حمیر کا جو وفد آیا تھا، وہ مراد ہے۔

اس امر کی مزید تفصیل یوں ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب المغازی میں ایک باب قائم کیا ہے،"باب قدوم الأشعريين وأهل اليمن" (۳) بظاہر تو اس عبارت سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ عطف العام علی الخاص کے قبیل سے ہے کہ اشعریین کو اولاً ذکر کیا، پھر اہل یمن کو ذکر کیا، حالاں کہ اشعریین اہل یمن میں پہلے ہی داخل تھے۔

لیکن یہ عطف العام علی الخاص کے قبیل سے نہیں ہے، بلکہ اہل الیمن سے مراد ''وفد حمیر'' ہے، اشعریین نہیں، اس طرح یہ الگ الگ دو وفود ہوئے۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب الصحابۃ'' میں ایاس بن عمیر حمیری کے واسطے سے یہ روایت مروی ہے:

"قدم وافدا على رسول الله صلى الله عليه وسلم في نفر من حمير، فقالوا:

(۱) فتح الباری ۱۳/۴۰۹، تحت رقم (۷۴۱۸)۔

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۰۸، وشرح قسطلانی ۵/۲۴۸۔

(۳) صحیح بخاری ۲/۶۲۹، قدیمی۔

أتيناك لنتفقه في الدين". (۱)

کہ "وہ قبیلہ حمیر کی ایک جماعت کے ساتھ وفد کی صورت میں خدمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور آنے کی غرض یہ بیان کی کہ ہم آپ کے پاس دین کا تفقہ (سمجھ) حاصل کرنے آئے ہیں"۔

پہلے احتمال کے غیر راجح ہونے کی وجہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے جو احتمال ذکر کیا کہ اہل یمن سے اشعریین مراد ہیں تو اس کے غیر راجح اور درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر اشعریین کو حدیث باب میں اہل یمن قرار دیا جائے تو یہ تاریخی اعتبار سے بھی درست نہیں، وہ اس لیے کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی حاضری بارگاہِ نبوی میں ۷ ھ میں ہوئی تھی، (۲) جب کہ حدیث باب میں ذکر کردہ واقعہ سنۃ الوفود ۹ ھ کا ہے۔کما مر آنفا۔ اور وفد حمیر بھی ۹ ھ میں ہی آیا تھا، کما صرح به ابن سعد في طبقاته. (۳) یہی وجہ تھی کہ بنوتمیم اور بنوحمیر کا اجتماع ہوگیا اور حدیث باب میں ذکر کردہ واقعہ پیش آیا کہ بنوتمیم نے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشکش کے بدلے مال کی خواہش ظاہر کی اور بنو

---

(۱) فتح الباري، كتاب المغازي ۸/۹۷.

(۲) حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے واقعہ کے لیے دیکھیے، کشف الباری، کتاب الجزیہ ۳۴۸۔

(۳) قال الإمام ابن سعد رحمه الله (انظر الطبقات الكبرى ۱/۳۵٦، ذكر وفادات العرب......):

"قدم على رسول الله صلى الله عليه وسلم مالك بن مرارة الرهاوي رسول ملوك حمير بكتابهم وإسلامهم، وذلك في شهر رمضان سنة تسع، فأمر بلالا أن ينزله، ويكرمه، ويضيفه، وكتب رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الحارث بن عبد كلال وإلى نعيم بن عبد كلال وإلى النعمان قَيل ذي رعين ومعافر وهمدان: أما بعد ذلكم، فإني أحمد الله الذي لا إله إلا هو، أما بعد، فإنه قد وفد بنا رسولكم مقفلنا من أرض الروم، فبلغ ما أرسلتم، وخبر عما قبلكم، وأنبأنا بإسلامكم، وقتلكم المشركين، فإن الله تبارك وتعالى قد هداكم بهداه إن أصلحتم، وأطعتم الله ورسوله، وأقمتم الصلاة، وأتيتم الزكوة، وأعطيتم من المغنم خمس الله نبيه وصفيه، وما كتب على المؤمنين من الصدقة".

حمیر، جو یمن سے تھے، نے اس بشارت کو قبول کرلیا۔(۱)

فقال: يا أهل اليمن، اقبلوا البشرى؛ إذ لم يقبلها بنو تميم. قالوا: قبلنا

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اہل یمن! بشارت قبول کرو کہ بنوتمیم نے تو اسے قبول نہیں کیا ہے۔ حمیری کہنے لگے: ہم نے آپ کی بشارت قبول کی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اصیلی کے نسخے میں ''البشریٰ'' کی بجائے ''الیسریٰ'' ہے، جس کے معنی آسانی کے ہیں، تاہم درست پہلا ہی ہے، "والصواب الأول".(۲)

"إذ" کلمہ ظرفیہ ہے اور یہاں حین کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔(۳)

اور ایک روایت میں "إذ" کی بجائے "أن" ہے، یعنی أن لم يقبلها، مطلب یہ ہے کہ چوں کہ انہوں نے تو بشارت قبول نہیں کی، اس لیے تمہی قبول کرلو۔(۴)

فأخذ النبي صلى الله عليه وسلم يحدث بدء الخلق والعرش

چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوقات کی ابتدا اور عرش کے بارے میں گفتگو فرمانے لگے۔

یہاں تقدیر عبارت یوں ہے: "يحدث عن بدء الخلق وعن حال العرش" کہ مخلوقات کی ابتدا اور عرش کے احوال پر گفتگو کرنے لگے، گویا "يحدث" يذكر کے معنی میں ہے۔(۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی موضوع کیوں چنا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بدء الخلق اور عرش کی ابتدائی کیفیت اور حالات کو اپنی گفتگو کا

(۱) فتح الباري ۸/۹۷، كتاب المغازي، رقم (٤٣٨٤)، و٦/٢٨٨.

(۲) فتح الباري ٦/٢٨٨، وعمدة القاري ١٥/١٠٨.

(۳) عمدة القاري ١٥/١٠٨.

(٤) فتح الباري ٦/٢٨٨.

(٥) حواله بالا، وقال القسطلاني: "((يحدث بدء الخلق)): نصب بنزع الخافض". إرشاد الساري ٥/٢٤٨.

موضوع بنایا ہے، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل یمن نے ہماری اس موجودہ کائنات کے بارے میں استفسار کیا تھا، حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول یہ احتمال زیادہ ظاہر اور راجح ہے۔

اس صورت میں سیاق کا مقتضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بتلایا کہ ہماری اس کائنات میں جو چیز سب سے پہلے وجود پذیر ہوئی وہ زمین وآسمان ہے۔

دوسرا احتمال یہاں یہ ہے کہ اہل یمن کا استفسار جنس مخلوقات میں سب سے پہلے کونسی چیز وجود میں آئی کے بارے میں تھا، اس صورت میں مقتضائے سیاق یہ ہوگا کہ زمین وآسمان سے قبل عرش اور ماء (پانی) کی تخلیق ہو چکی تھی۔

چناں چہ نافع بن زید حمیری رضی اللہ عنہ کے قصے میں یہ الفاظ مذکور ہیں: "نسألك عن أول هذا الأمر". (۱)

فجاء رجل، فقال: يا عمران، راحلتك تفلتت، ليتني لم أقم.

اسی دوران ایک آدمی آیا اور کہنے لگا، عمران! تمہاری سواری بدک گئی۔ کاش کہ میں مجلس نبوی سے (سواری کے پیچھے) نہ اٹھتا۔

یہاں "رجل" سے کون مراد ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکی۔ (۲)

"تفلتت" صیغہ ماضی واحد مونث غائب ہے، ضمیر مستتر راحلۃ کی طرف راجع ہے، اس کے معنی ہیں قبضے سے نکل جانا، شراح نے اس کے معنی تشردت سے کیے ہیں، یعنی تمہاری اونٹنی تمہارے قبضے سے نکل گئی اور بھاگ گئی۔

"راحلتك" میں دو اعراب ہیں، مرفوع یا منصوب

مرفوع تو مبتدا ہونے کی بنا پر ہے اور وجہ نصب فعل محذوف ہے، یعنی ادرک، اس صورت میں تفلتت کا جملہ حال واقع ہوگا۔ علاوہ ازیں ابن عساکر اور ابوالوقت کے نسخوں میں "إن راحلتك" ہے، یہاں تو نصب

---

(۱) فتح الباري ۲۸۸/٦.

(۲) ارشاد الساری ۲۴۹/۵۔

واضح ہے۔

"لیتني لم أقم" یہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کا مقولہ ہے، اس میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک سے اٹھنے اور ایک اونٹنی کی تلاش میں جانے پر اظہار افسوس کیا ہے کہ کاش! میں وہاں سے نہ اٹھتا، اس کی وجہ سے جو کلام نبوی میں سن سکتا تھا اس سے محروم ہو گیا، کاش کہ میں ایسا نہ کرتا۔(۱)

اس جملے سے ان کی حرص علی العلم معلوم ہو رہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کس قدر علم کے حریص وطالب تھے۔(۲)

(۳۰۱۹) : حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ : حَدَّثَنَا أَبِي : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ : حَدَّثَنَا جامِعُ ابْنُ شَدَّادٍ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ : أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(۳) قالَ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ ، فَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ ، فَقَالَ : (اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ) . قالُوا : قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا ، مَرَّتَيْنِ ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ ، إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ) . قالُوا : قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قالُوا : جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ ، قالَ : (كانَ ٱللهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ ، وَكانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ، وَكَتَبَ فِي ٱلذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ، وَخَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ) . فَنَادَى مُنَادٍ : ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَا ابْنَ الْحُصَيْنِ ، فَانْطَلَقْتُ فَإِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابُ ، فَوَٱللهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا .

---

(۱) حوالہ بالا، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۰۸، وشرح کرمانی ۱۳/۱۵۱۔

(۲) وقال الحافظ في الفتح (۶/۲۹۰):

"وفيه ما كان (عمران) عليه من الحرص على تحصيل العلم، وقد كنت كثير التطلب لتحصيل ما ظن عمران أنه فاته من هذه القصة، إلى أن وقفت على قصة نافع بن زيد الحميري، فقوي في ظني أنه لم يفته شيء من هذه القصة بخصوصها؛ لخلو قصة نافع بن زيد عن قدر زائد على حديث عمران، إلا أن في آخره بعد قوله: "وما فيهن": "واستوى على عرشه عز وجل".

(۳) قوله: "أنه حدثه عمران......": الحديث، مر تخريجه آنفا في الحديث السابق.

تراجم رجال

۱۔عمر بن حفص بن غیاث

یہ شیخ بخاری عمر بن حفص بن غیاث نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲۔ابی

اب سے مراد حفص بن غیاث بن طلق نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کے حالات کتاب الغسل،"باب المضمضة والاستنشاق في الجنابة" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۳۔الاعمش

یہ ابو محمد سلیمان بن مہران اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان،''باب ظلم دون ظلم'' کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

سند کے دیگر رواۃ کے لیے باب کی سابقہ حدیث دیکھیے۔

قال: دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم، وعقلت ناقتي بالباب، فأتاه ناس من بني تميم، فقال: اقبلوا البشرى يا بني تميم. قالوا: قد بشرتنا فأعطنا (مرتين).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں داخل ہوا اور اپنی اونٹنی دروازے پر باندھ دی، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے تو آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: بنوتمیم! بشارت قبول کو۔ کہنے لگے، آپ نے ہمیں بشارت دی، لیکن ہمیں مال دیجیے(انہوں نے یہ مال طلبی والی بات دو بار کہی)۔

یہ حدیث عمران رضی اللہ عنہ کا دوسرا طریق ہے،جس میں سابقہ طریق کے بہ نسبت کچھ زائد فوائد ہیں۔

---

(۱) کشف الباری،کتاب الغسل ۴۶۴۔۴۶۷۔

(۲) کشف الباری ۲/۲۵۱۔

قالوا: جئناك نسألك عن هذا الأمر.

اہل یمن کہنے لگے، ہم اس معاملے کی بابت آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔

یہاں کی روایت میں "جئناك نسألك" آیا ہے، جب کہ کتاب التوحید کی روایت میں عبارت یوں ہے: "جئناك لنتفقه في الدين، ولنسألك عن هذا الأمر". (۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات دو مقاصد لے کر حاضر ہوئے تھے، ایک تفقہ فی الدین، دوسرے کائنات کے بارے معلومات۔ پیچھے ایاس بن عمیر کی روایت گذری ہے، اس میں بھی تفقہ فی الدین کا ذکر ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ حضرات دو مقاصد لے کر آئے تھے۔ (۲)

هذا الأمر سے کیا مراد ہے؟

الامر سے مراد یہاں موجودہ کائنات ہے، جو مشاہد اور دکھائی دیتی ہے، بعض اوقات امر سے مراد مامور ہوتا ہے، غالبا انہوں نے اس کائنات کے بارے میں پوچھا تھا۔ تفصیل گذشتہ حدیث میں آچکی۔ (۳)

قال: كان الله، ولم يكن شيء غيره.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ازل میں منفرد تھے، ان کے علاوہ کوئی بھی چیز نہیں تھی۔

حدیث باب کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں، جب کہ کتاب التوحید میں "ولم يكن شيء قبله" وارد ہوا ہے (۴)، علاوہ ازیں روایت کے ایک طریق میں "ولم يكن شيء معه" (۵) کے الفاظ ہیں۔ قصہ چوں کہ ایک ہی ہے، اس لیے یہ ماننا ہوگا کہ یہ روایت بالمعنی وارد ہوئی ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (۷٤۱۸).

(۲) فتح الباري ٦/ ۲۸۸.

(۳) فتح الباري ٦/ ۲۸۸، وعمدة القاري ۱٥/ ۱۰۹، وإرشاد الساري ٥/ ۲٤۹.

(٤) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (۷٤۱۸).

(٥) لم أجده في كتب الحديث بعد تتبعي الكثير، والله أعلم. وانظر كذلك تعليقات حسن أحمد إسبر على نقد مراتب الإجماع لابن تيمية ۱/ ۳۰٤.

ان تمام طرق کا مفہوم تقریباً متحد ہے، تاہم روایت باب عدم میں زیادہ صریح ہے۔(۱)

علاوہ ازیں روایت باب میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی بھی شے نہیں تھی، نہ پانی، نہ عرش اور نہ ہی ان دونوں کے سوا اور کوئی چیز۔ لأن کل ذلك غیر اللہ تعالی.

اس صورت میں آنے والے جملے "وکان عرشه علی الماء" کے معنی یہ ہوں گے کہ خالق لم یزل نے پہلے پانی پیدا کیا، پھر اس پانی پر عرش کو پیدا کیا۔

اس کے بعد کی ترتیب کیا تھی؟ تو اس سلسلے میں حضرت نافع بن زید حمیری رضی اللہ عنہ کے قصے میں الفاظ کچھ یوں ہیں:

"وکان عرشه علی الماء، ثم خلق القلم، فقال: اکتب ما هو کائن، ثم خلق السموات والأرض، وما فیهن".

''اور اس کا عرش پانی پر تھا، پھر اس نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے اسے لکھو، پھر آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے اس کو پیدا کیا''۔

اس روایت میں پانی اور عرش کی تخلیق کے بعد دیگر مخلوقات کی تخلیق کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔(۲)

وکان عرشه علی الماء، وکتب في الذکر کل شيء، وخلق السموات والأرض

اور اللہ تعالی کا عرش پانی پر قائم تھا اور اس نے ہر چیز (محل) ذکر میں لکھ دی اور آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

حدیث میں ذکر سے مراد محل ذکر یعنی لوح محفوظ ہے، جس میں مخلوقات کے احوال کو تحریر میں لایا گیا ہے۔(۳)

---

(۱) فتح الباری ۲۸۹/۶، وعمدۃ القاری ۱۰۹/۱۵۔

(۲) فتح الباری ۲۸۹/۶۔

(۳) فتح الباري ۲۹۰/٦، وعمدة القاري ۱۰۹/۱۵، وإرشاد الساري ۲٤۹/٥، والکرماني ۱٥۲/۱۳.

اختلاف روایات اور راجح قول

پھر یہ سمجھیں کہ یہاں تین مخلوقات الٰہی کا ذکر آیا ہے، عرش، لوح محفوظ اور آسمان وزمین، تینوں کو واو عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا گیا، جب کہ کتاب التوحید کی روایت "ثم خلق السماوات والأرض" (۱) لفظ ثم کے ساتھ ہے، جو دال علی الترتیب ہے، مطلب یہ ہے کہ عرش اور پانی وغیرہ کی تخلیق پہلے ہو چکی تھی، پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا گیا۔

اس مفہوم کی تایید حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی مسلم شریف کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

"سمعت رسول الله ﷺ يقول: كتب الله مقادير الخلائق قبل أن يخلق السماوات والأرض بخمسين ألف سنة، قال: وعرشه على الماء".(۲)

چناں چہ معلوم ہوا کہ زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی مخلوقات کی تقدیریں لکھی جا چکی تھیں، اس لیے راجح روایت ثم والی ہے، كما في التوحيد.(۳)

ایک اہم تنبیہ

بعض جگہوں میں اس روایت میں یہ الفاظ ذکر کیے گئے ہیں "كان الله، ولا شيء معه، وهو الآن على ما عليه كان". امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کا انکار کیا ہے اور انہیں غیر ثابت بتلایا ہے۔(۴)

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (۷٤۱۸).

(۲) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم وموسى عليهما السلام، رقم (۲٦٥۳).

(۳) فتح الباری ٦/۲۸۹.

(٤) فتح الباری ٦/۲۸۹، وعمدة القاری ۱٥/۱۰۹، وشرح القسطلانی ٥/۲٤۹، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲/۱٤۲-۱٤۳۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "و(هو) الآن على ما عليه كان" کا یہ اضافہ صوفیہ کا ہے۔

مرقاۃ المفاتیح ۱۰/۳٦٤، کتاب احوال القیامۃ، باب بدء الخلق......، رقم (٥٦۹۸)۔

تاہم حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات "وھو الآن علی ما علیه کان" میں تو مسلم ہے، لیکن اس سے قبل جو جملہ ہے "کان الله، ولا شيء معه" میں درست نہیں۔ کیوں کہ حدیث باب کے الفاظ اور ان الفاظ میں معنیً کوئی فرق نہیں ہے، صرف الفاظ کا فرق ہے اور یہ روایت بالمعنی ہے۔ علاوہ ازیں نافع بن زید حمیری کے الفاظ بھی انہیں کی طرح ہیں: "کان الله، لا شيء غیره" البتہ اتنا فرق ہے کہ اس روایت میں واو نہیں ہے۔(۱)

یہاں کچھ اور مباحث بھی ہیں، جن کو ہم ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے۔

امام اخفش کا ایک استدلال

مشہور امام نحو اخفش رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ "کان وأخواتها" کی خبر پر واو داخل کرنا جائز ہے، چناں چہ حدیث باب کے الفاظ "ولم یکن شيء غیره" ان کے مذہب کے مطابق ہے، جو "کان الله" میں کان کی خبر ہے، اس کی نحوی مثال کان زید وأبوه قائم ہے کہ وأبوه قائم پورا جملہ واو کے ساتھ کان کا خبر ہے۔

جمہور کے نزدیک دوسری ترکیب ہی راجح ہے، اس واو کو جو کان کی خبر پر داخل ہو "الواو الداخلة علی خبر الناسخ" کہا جاتا ہے اور امام اخفش رحمۃ اللہ علیہ نے جو استدلال کیا ہے وہ کالقلیل النادر ہے، وھو کالمعدوم.(۲)

جمہور اس صورت میں کہ خبر کان وغیرہ پر واو داخل ہو جائے دو ترکیبیں بتلاتے ہیں، ۱۔ جملہ حال اور کان تامہ، ۲۔ محذوف الخبر ہے، ضرورت کی بنا پر اور کان ناقصہ ہے۔(۳)

اس جملے کی ایک اور ترکیب بھی ہو سکتی ہے کہ "ولم یکن......" پورے جملے کو حال قرار دیا جائے، یعنی "کان الله حال کونه لم یکن شيء غیره". (۴)

---

(۱) فتح الباري ۲۸۹/۶، نیز دیکھیے، الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة ۲۶۱/۱، رقم (۳۳۶).

(۲) دیکھیے، النحو الوافي ۴۹۳/۱، المسألة ۴۲، نواسخ الابتداء، زيادة وتفصيل.

(۳) دیکھیے محولہ بالا۔

(۴) إرشاد الساري ۲۴۹/۵.

ازل میں صرف خدا کی ذات تھی

سب سے پہلے تو یہاں یہ بات سمجھیے کہ ازل میں صرف اللہ تعالی کی ذات تھی، کچھ بھی نہیں تھا، نہ ہی عرش نہ پانی، نہ یہ زمین، نہ یہ آسمان اور نہ ہی مشاہد وغیر مشاہد یہ مخلوقات ربانی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کچھ بھی نہیں تھا، اللہ تعالی نے کوئی مخلوق بھی پیدا نہیں فرمائی تھی، اس وقت ذات باری تعالی کہاں تھی؟

اس کا جواب ترمذی شریف کی اس روایت میں آیا ہے، جو حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"قلت: یا رسول الله، أین کان ربنا قبل أن یخلق خلقه؟ قال: کان في عماء، ما تحته هواء، ولا فوقه هواء، وخلق عرشه علی الماء. وقال یزید بن هارون: العماء: أي لیس معه شيء".(۱)

''میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارا رب اپنی مخلوقات کی پیدائش سے قبل کہا تھا؟ فرمایا: وہ عماء میں تھا، اس کے نیچے ہوا تھی نہ اس کے اوپر اور اس نے عرش پانی کے اوپر پیدا کیا۔
شیخ ترمذی یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ العماء کے معنی ہیں کہ رب کے ساتھ اور کوئی چیز نہیں تھی''۔

عماء کے معنی ومراد

اس حدیث میں آیا ہے کہ رب تعالی عماء میں تھے..... تو اب یہ لفظ ''عماء'' معمہ بن گیا، مختلف شراح نے اس کے مختلف معانی بیان کیے، کسی نے اس کا مطلب رقیق بادل بتلایا تو کسی نے کثیف اور تہہ در تہہ بادل۔ بعض نے فرمایا کہ اس کے معنی ہیں وہ دھواں جو بلند پہاڑ کی چوٹی پر دکھائی دیتا ہے اور قاموس میں ہے:

---

(۱) جامع الترمذي، کتاب التفسیر، سورة هود، رقم (۳۱۰۹)، وابن ماجه، کتاب السنة، باب فیما أنکرت الجهمیة، رقم (۱۸۲)، وکتاب السنة لابن أبي عاصم ۲۷۱/۱، رقم (۶۱۲)

"هو السحاب المرتفع أو الكثيف أو المطر الرقيق أو الأسود أو الأبيض، أو هو الذي هراق ماؤه".(١)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام معانی ومطالب ذات باری تعالی کے مقام ومرتبت کے بالکل مناسب ولائق نہیں ہیں، اس لیے ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لا يدري أحد من العلماء كيف كان ذلك العماء؟"(٢)

بعض روایات میں یہ لفظ مقصور یعنی عمی وارد ہوا ہے، جس کے معنی بینائی کے جاتے رہنے کے ہیں، یعنی ذهاب البصر۔

ابوالہیثم اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"هو كل أمر لايدركه عقول بني آدم، ولايبلغ كنهه الوصف، ولايدركه الفطن". (٣)

علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روایت ممدود ہو یا مقصور، دونوں صورتوں میں معنی ایک ہیں، اس لیے کہ ممدود ہونے کی صورت میں بھی اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ شے جس کے ذریعے اللہ تعالی نے عقول سے حجاب اختیار کیا کہ ان کی اس تک رسائی ممکن نہیں ......، خلاصہ یہ ہوا کہ عماء کے معنی حجاب کے ہیں۔(۴)

اسی کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے، فرماتے ہیں:

"إن السحاب كناية عن حجاب الجلال، وهو عبارة عن حجاب الذات، الباعث على سر الصفات، المتعلقة بالعلويات والسفليات".(٥)

---

(١) القاموس المحيط للفيروز آبادي ٣٦٨/٤، باب الواو، فصل العين.

(٢) الميسر للتوربشتي ١٢٤١/٤، والطيبي ٣٢٦/١٠، والمرقاة ٤٠٥/١٠، وغريب الحديث ٩/٢، باب عمي.

(٣)حواله جات بالا.

(٤) كتاب الميسر ١٢٤١/٤، رقم (٤٣٢٤)

(٥) مرقاة المفاتيح ٤٠٥/١٠، الفصل الثاني، من كتاب أحوال القيامة......، باب بدء الخلق......

سوال وجواب میں مطابقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب فہم سامع کے اعتبار سے تھا کہ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کو سمجھانے کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا کہ "كـان فـي عمـاء......"، کیوں کہ عماء بول کر یہاں خلاء مراد لیا گیا ہے، جو عبارت ہے عدم جسم سے، ظاہر ہے کہ اگر عماء کو اگر اپنی حقیقت پر محمول کیا جائے تو اس سے تجسیم لازم آتا ہے، نیز اس سے مکان بھی لازم آتا ہے، حالاں کہ ذات باری تعالی تجسیم، مکان اور زمان سب سے منزہ اور بری ہے۔

علاوہ ازیں اگر عماء موجود ہوتا تو لازماً مخلوق بھی ہوتا، کیوں کہ اس ذات جل جلالہ کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے، جسے اس نے پیدا کیا ہے، جب کہ سوال ہی "أين كان ربنا قبل أن يخلق خلقه؟" کا تھا، اس طرح سوال وجواب میں مطابقت نہ ہوتی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کے لیے یہ طریقہ اختیار فرمایا، ورنہ حقیقت تک کسی کی رسائی ممکن نہیں، حضرت قاضی ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المراد بالعماء ما لاتقبله الأوهام، ولاتدركه العقول والأفهام، عبر عن عدم المكان بما لايدرك ولا يتوهم، وعن عدم ما يحويه ويحيط به الهواء؛ فانه يطلق ويراد به الخلاء الذي هو: عبارة عن عدم الجسم؛ ليكون أقرب إلى فهم السامع، ويدل عليه أن السوال عما خلق قبل أن يخلق خلقه؛ فلو كان العماء أمرا موجودا لكان مخلوقا؛ إذ ما من شيء سواه إلا وهو مخلوق، خلقه وأبدعه، فلم يكن الجواب طبق السوال".(١)

خلاصہ یہ ہوا کہ ذات باری تعالی وعز اسمہ تجسیم، مکان اور زمان وغیرہ سب سے منزہ اور پاک ہے اور یہ کہ مخلوقات کی تخلیق سے قبل صرف خدا کی یکتا اور تنہا ذات تھی اور کچھ بھی نہیں تھا۔

---

(١) انظر مرقاة المفاتيح ١٠/٤٠٥، كتاب أحوال القيامة، باب بدء الخلق، الفصل الثاني، وشرح الإمام الطيبي ١٠/٣٢٦، باب بدء الخلق، رقم (٥٧٢٦).

اول المخلوقات کیا ہے؟

اللہ تعالی کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب مخلوق ہیں، اس میں اہل حق کا کوئی اختلاف بھی نہیں، سب یہی کہتے ہیں کہ وہ مخلوق وحادث ہیں، تمام ادیان سماویہ کا بھی یہی عقیدہ ہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"......سائر العالم بنقيره وقطميره حادث، ......، ......، ثم إن هذه عقيدة الأديان السماوية كلها، وما من دين حق إلا ويعتقد بحدوث الأكوان إلا الله".(۱)

البتہ اس میں اختلاف ہے کہ اول المخلوقات کیا ہے؟ اور خالق لم یزل نے اپنی صفت خلق کا اظہار سب سے پہلے کونسی چیز پیدا کر کے کیا؟

اس میں مختلف اقوال ہیں:

۱۔امام ابن جریر طبری، امام ابن الجوزی، تابعین میں سے حضرت حسن بصری، حضرت عطاء بن ابی رباح اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ وغیرہ اس بات کے قائل ہیں کہ سب سے پہلی مخلوق "قلم" ہے، ان حضرات کا مستدل حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث ہے:

"إن أول ما خلق الله القلم، ثم قال له: اكتب، فجرى في تلك الساعة بما هو كائن إلى يوم القيامة". (اللفظ لأحمد) (۲)

"اللہ تبارک وتعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا، پھر اس سے کہا کہ لکھو......! چناں چہ وہ اسی وقت قیامت تک رونما ہونے والے واقعات وحوادث کی کتابت میں مشغول ہو گیا"۔

۲۔دوسری ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلی مخلوق عرش ہے، حافظ ابوالعلاء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) فیض الباری ۲۹۹/۴۔

(۲) رواه الإمام أحمد في مسنده ۵۴۷/۷، رقم (۲۳۰۸۱)، ورواه أبو داود الطيالسي ۳۰۵/۱، رقم (۵۷۸)، والترمذي، كتاب القدر، باب إعظام أمر الإيمان بالقدر، رقم (۲۱۵۵).

نے یہ قول جمہور سے نقل کیا ہے۔(۱) اسی قول کو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے، ان حضرات کا مستدل صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے، جو ابھی گذری کہ:

"كتب الله مقادير الخلائق قبل أن يخلق السماوات والأرض......".(۲)

جمہور فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کتابت تقدیر کا ذکر ہے، چناں چہ یہ حدیث واضح طور پر دلالت کر رہی ہے کہ یہ کتابت خلق عرش کے بعد ہوئی تھی، سو عرش کی تخلیق کا قلم کی تخلیق پر مقدم ہونا ثابت ہوگیا۔

حدیث باب بھی جمہور کی موید ہے، جس میں ہے کہ "كان الله، ولم يكن شيء غيره، وكان عرشه على الماء......".

حضرت عبادہ کی حدیث کے متعلق جمہور یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی صحیح ہے، تاہم اس میں مذکور اولیت قلم اسی مشاہد کائنات کے بارے میں ہے، مطلب یہ ہے کہ ہماری اس کائنات کی اولین تخلیق قلم ہے، لیکن تمام کائناتوں میں اولین تخلیق عرش ہے۔

۳۔ایک تیسری جماعت یہ کہتی ہے کہ سب سے پہلی تخلیق پانی ہے، رب کائنات نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا ہے، اس قول کے قائلین میں ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور دیگر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے، یہ حضرات فرماتے ہیں:

"إن الله كان عرشه على الماء، ولم يخلق شيئا غير ما خلق قبل الماء".

اور ابن اسحاق کی رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے نور و ظلمت پیدا کیے گئے، ظلمت سے رات اور نور سے نہار (دن) بنایا۔ فرماتے ہیں:

"أول ما خلق الله عز وجل النور والظلمة، ثم ميز بينهما، فجعل الظلمة ليلا أسود مظلما، وجعل النور نهارا مضيئا مبصرا".(۳)

(۱) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول نقل کیا ہے (البدایۃ والنہایۃ ۸/۱) جس میں جمہور سے مراد کون حضرات ہیں اس کی کوئی تعیین نہیں ہے۔ بظاہر جمہور کی طرف اس کی نسبت درست نہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲) صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیہما السلام، رقم (۶۷۴۸/۲۶۵۳)۔

(۳) ان تمام اقوال و دیگر اقوال کے لیے دیکھیے، البداية والنهاية ۱/۸۔۹، أول فصل من الكتاب، وتاريخ الأمم والملوك للطبري ۱/۲۹، وعمدة القاري ۱۵/۱۰۹، وفتح الباري ۶/۲۸۹، وإرشاد الساري ۵/۲۵۰.

بہرحال اس مسئلے میں یہ مختلف اقوال ہیں اور ان میں پہلے دو قول زیادہ مشہور ہیں کہ اول المخلوقات قلم ہے یا عرش۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

ایک اہم تنبیہ

بعض لوگوں نے ایک حدیث نقل کی ہے: "أول ما خلق الله العقل". (۲) کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل کی تخلیق فرمائی ہے۔

حافظ علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ:

ا۔اس حدیث کا کوئی طریق پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔(۳)

---

(۱) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسرے قول کو راجح کہا ہے، لکھتے ہیں:

"فإن قلت: إذا كان العرش والماء مخلوقين أولا، فأيهما سابق في الخلق؟

قلت: الماء؛ لما روى أحمد والترمذي مصححا من حديث أبي رزين العقيلي، رضي الله عنه، مرفوعا: إن الماء خلق قبل العرش." (☆)

پھر انہوں نے اس معاملے میں مذکور تمام اقوال کو لکھ کر ان میں یہ تطبیق دی ہے:

"قلت: التوفيق بين هذه الروايات بأن الأولية نسبي، وكل شيء قيل فيه: "إنه أول"، فهو بالنسبة إلى ما بعدها". عمدة القاري ۱۰۹/۱۵.

(☆) تنبیہ: احقر کو ترمذی اور مسند احمد میں تو کیا!! مجموعہ احادیث، صحیحہ اور ضعیفہ، میں کہیں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں ملی، یہ حدیث علامہ عینی کے علاوہ حافظ نے بھی ذکر کی ہے، حافظ ذہبی رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

"واستدلال ابن حجر بحديث أبي رزين أن الماء خلق قبل العرش" فغير صحيح، لأنه لم يرد في أبي رزين هذا اللفظ، وإنما ورد فيه: ثم خلق عرشه على الماء". وليس في هذا ما يدل على اولية الماء.".

العرش للذهبي ۳۱۳/۱، المبحث الأول: خلق العرش وهيئته.

(۲) أخرجه الديلمي في الفردوس ۱۳/۱، رقم (٤)، وأبو نعيم في الحلية ۳۱۸/۷.

(۳) اس حدیث کو بعض محدثین نے موضوع اور بعض نے ضعیف کہا ہے، کیوں کہ اس کا مدار، بقول ان حضرات کے، داؤد بن المحبر ہے، جو کذاب یا کم از کم ضعیف ضرور ہے۔ دیکھیے، المقاصد الحسنۃ ۱۹۹/۱، رقم (۲۳۳) موضوعات الصغانی ۲/۱، ومجموع الفتاوی ۳۳۶/۱۸، وغیرہ۔

۲۔اور اگر اس حدیث کو درست مان بھی لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ جنس عقل میں سب سے پہلے عقل کی تخلیق اللہ میاں نے فرمائی۔ چناں چہ اولیت اضافیہ مراد ہے۔(۱)

فنادى منادٍ: ذهبت ناقتك يا ابن الحصين. فانطلقت، فإذا هي يقْطع دونها السراب، فوالله لوددت أني كنت تركتها.

اس دوران ایک منادی پکارا تھا، ابن الحصین! تمہاری اونٹنی نکل گئی! تو میں اس کی تلاش میں چلا، دیکھا کہ میرے اور اس کے درمیان تو ریگستان کی چمکیلی سراب حائل ہے۔ بخدا! مجھے یہ خواہش ہوئی کہ کاش! میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا۔

شرح حدیث

يقطع میں دو احتمال ہیں، یاء کے ساتھ ہے تو یہ مجرد سے مضارع کا صیغہ ہوگا۔

تاء کے ساتھ ہے، اس صورت میں باب تفعل سے یہ صیغہ ماضی ہے۔

اور اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اونٹنی ریگستان میں اس قدر دور نکل گئی تھی کہ ریت کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا، یعنی اونٹنی بہت دور نکل کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔(۲)

لفظ ''السراب'' مرفوع ہے، کہ وہ یقطع کا فاعل ہے۔(۳)

حدیث سے مستنبط فوائد

علامہ مہلب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اشیاء کی مبادی، ان کی حقیقت اور ان کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنا جائز ہے اور عالم دین کی ذمے داری ہے کہ اپنے علم کے مطابق ان کا جواب دے اور سائل کو مطمئن

---

(۱) فتح الباری ۲۸۹/۶۔

(۲) قال الإمام الكشميري رحمه الله: "معناه أنها بعدت بعدا لا يظهر دونه السراب، مع أنه يلمع من البعد، فإذا لم يظهر السراب أيضا، دل على قطعها بعدا بعيدا، والغرض بيان بعدها فقط". فيض الباري على صحيح البخاري ٤/ ٣٠٠.

(۳) الفتح ٦/ ٢٩٠، والعمدة ١٥/ ١٠٩، وإرشاد الساري ٥/ ٢٤٩، وشرح الكرماني ١٣/ ١٥٢.

کرے۔ ہاں! اگر سائل کے بارے میں یہ شبہہ ہو کہ اس کی وجہ سے سائل کے عقائد متزلزل ہو سکتے ہیں اور وہ شبہات کا شکار ہو سکتا ہے تو جواب نہ دے، بلکہ اس طرح کے معاملات میں نہ پڑنے کی تلقین کرے۔(۱)

نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنس زمان اور اس کے تحت آنے والی تمام انواع حادث ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی ہی ان سب مخلوقات کے موجد ہیں، حالاں کہ یہ سب معدوم تھیں، اس لیے نہیں کہ وہ ان کے پیدا کرنے سے پہلے عاجز تھے، اب قادر ہو گئے ہیں، ایسا نہیں، بلکہ قدرت کے باوجود پیدا نہیں کیا تھا۔(۲)

بعض حضرات نے حدیث باب میں کائنات کے بارے میں مذکور اشعریین کے ان سوالات سے اس امر پر استنباط کیا ہے کہ اصول دین اور حدوث عالم پر بات چیت اور ان دونوں امور میں دل چسپی ان کی اولاد میں بھی منتقل ہوئی، گویا یہ ان کی گھٹی اور خون میں شامل ہے، چناں چہ انہی میں سے امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، جن کی ائمہ کلام میں بڑی شان ہے۔ أشار إلی ذلك ابن عساکر.(۳)

باب کی دوسری حدیث حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی، بہ شکل تعلیق، ہے۔

۳۰۲۰ : وَرَوَى عِيسَى ، عَنْ رَقَبَةَ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا ، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ ، حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ .

تراجم رجال

۱۔ عیسیٰ

یہ ابو احمد عیسیٰ بن موسی الازرق بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بنو تیم کی طرف باعتبار ولاء منسوب ہو کر تیمی

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۰۹/۱۵، وفتح الباری ۲۹۰/۶۔

(۲) فتح الباری ۲۹۰/۶۔

(۳) حوالہ بالا۔

کہلاتے ہیں، جب کہ بعض نے تیمی کہا ہے۔ چہرے کی سرخی کی وجہ سے "غنجار" (۱) سے ملقب تھے، المعروف بغنجار؛ لقب بذلك لحمرة لونه.(۲)

یہ عبداللہ بن کیسان مروزی، سفیان ثوری، زہیر بن معاویہ، طلحہ بن زید شامی، حفص بن میسرہ، ابراہیم بن طہمان، عبیدہ بن بلال تیمی، عتاب بن ابراہیم، نوح بن ابی مریم، یاسین الزیات، ابوحمزہ سکری رحمہم اللہ وغیرہ کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں یعقوب بن اسحاق حضرمی۔ وھو من أقرانه۔، اسحاق بن حمزہ بن فروخ ازدی بخاری، ابواحمد بحیر بن نصر بخاری، محمد بن امیہ ساوی، محمد بن سلام بیکندی رحمہم اللہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔(۳)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"هو ثقة......".(۴)

مسلمہ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"كان ثقة جليلا مشهورا بخراسان".(۵)

خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"زاهد ثقة......".(۶)

حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے ان کو صدوق کہا ہے۔(۷)

دوسری طرف امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان پر سخت تنقید کی ہے اور انہیں "لا شيء" کہا ہے، جب کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "فيه ضعف" فرماتے ہیں۔(۸) چناں چہ عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بخاری

(۱) بضم المعجمة، وسكون النون، بعدها جيم. تقريب التهذيب ۱/ ۷۷۵، رقم الترجمة (۵۳٤۷).

(۲) تهذيب الكمال ۲۳/ ۳۷، رقم الترجمة (٤٦٦۲)، وتهذيب التهذيب ۸/ ۲۳۲.

(۳) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۲۳/ ۳۸۔۳۹۔

(٤) تهذيب الكمال ۲۳/ ٤۱، وتهذيب التهذيب ۸/ ۲۳۳.

(۵) تهذيب التهذيب ۸/ ۲۳۳، وتعليقات تهذيب الكمال ۲۳/ ٤۱.

(٦) تهذيب التهذيب ۸/ ۲۳۳، وتعليقات تهذيب الكمال ۲۳/ ٤۰.

(۷) ميزان الاعتدال ۳/ ۳۲۵، الترجمة (٦٦۱٤)، وتقريب التهذيب ۱/ ۷۷۵، الترجمة (۵۳٤۷).

(۸) تهذيب التهذيب ۸/ ۲۳۳، وتعليقات تهذيب الكمال ۲۳/ ٤۰، وموسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله ۲/ ۵۰۹، رقم (۲۷۱۵) الطبعة الأولى

شریف کے ان رواۃ میں سے ہیں جو مختلف فیہ ہیں اور ان کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون کیا گیا ہے۔(۱)

عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ پر مختلف قسم کی جرحیں کی گئی ہیں، جیسے ثقات کی مخالفت، مناکیر کی روایت، مجاہیل سے تحدیث، حتی کہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ یہ سو سے زائد مجاہیل سے روایت کرتے ہیں، نیز یہ کہ تدلیس بھی کرتے تھے۔

لیکن ان تمام اتہامات کا دفاع کرتے ہوئے امام حاکم نیسابوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ اپنے زمانہ کے مقتدا تھے، ان کی مسجد اور ان کا مسکن بخارا میں مشہور ہے، میں نے ان کی مسجد میں نماز بھی ادا کی ہے، طلب علم کے لیے کبرسنی کی حالت میں نکلے، حجاز، شام، عراق اور خراسان کے اسفار کیے، اپنی ذات کے اعتبار سے صدوق اور سچے تھے، بخاری شریف میں ان سے احتجاج اور استدلال بھی کیا گیا ہے، تاہم جب یہ مجاہیل سے روایت کرتے ہیں تو ان کی مرویات میں مناکیر کی بھرمار ہوتی ہے، جس میں ان کا کوئی قصور نہیں، میں نے ثقات سے ان کی مرویات کا تتبع کیا ہے اور ان سب کو درست اور مستقیم پایا ہے۔(۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"ثقة، مقبول، غير أنه يروي عن أكثر من مئة شيخ من المجهولين، لا يعرفون، أحاديث مناكير، وربما توهم طالب هذا العلم أنه جرح فيه، وليس كذلك".(۳)

یہی بات علامہ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے، فرماتے ہیں:

"ربما روى عن الضعفاء، فالحمل على شيوخه، لا عليه، والبخاري قد احتج به في أحاديث، ولا يضعفه، وإنما يقع الاضطراب من تلامذته، وضعف

---

(۱) هدي الساري ٦٤٥.

(۲) تهذيب التهذيب ٨/٢٣٣، تهذيب الكمال ٢٣/٣٩-٤٠.

(۳) تهذيب التهذيب ٨/٢٣٣، تهذيب الكمال ٢٣/٤٠.

شیوخه، لا منه".(۱)

"کبھی کبھار ضعیف راویوں سے روایت کرتے ہیں، جس میں قصور ان کے شیوخ کا ہے، نہ کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ احادیث میں ان سے احتجاج کیا ہے اور انہیں ضعیف نہیں ٹھہراتے، ان کی مرویات میں اضطراب ان کے تلامذہ اور ان کی شیوخ کی طرف سے ہوتا ہے، نہ کہ ان کی طرف سے"۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی تدلیس کردہ روایات کی بابت فرمایا ہے کہ اگر عیسیٰ شیخ سے سماع کی تصریح فرمادیں تو ثقات سے روایت کردہ مرویات میں یہ قابل احتجاج ہیں اور اگر تصریح نہ کریں تو وہ روایات قابل احتجاج نہیں۔ لکھتے ہیں:

"والاحتياط في أمره: الاحتجاج بما روى عن الثقات إذا بين السماع عنهم؛ لأنه كان يدلس عن الثقات ما سمع من الصعفاء عنهم، وترك الاحتجاج بما روى عن الثقات إذا لم يبين السماع في روايته عنهم".(۲)

اس ساری تفصیل سے واضح ہوا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کی وجہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون کرنا درست نہیں کہ وہ ثقہ اور قابل احتجاج ہیں۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ان کی صرف یہی ایک روایت لی ہے، وہ بھی بطور تعلیق۔(۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے اپنی سنن میں روایت لی ہے۔(۴)

عبید اللہ بن واصل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۸۵ یا ۱۸۶ کے اواخر یا ۱۸۷ ہجری کے اوائل میں

(۱) تهذيب التهذيب ۸/۲۳۳.

(۲) كتاب الثقات لابن حبان ۸/۴۹۲-۴۹۳.

(۳) تهذيب الكمال ۲۳/۴۰، وهدي الساري ٦٤٥، وتحفة الأشراف ۸/۳۱، رقم (۱۰۴۷۰).

(٤) تهذيب التهذيب ۸/۲۳۳، تهذيب الكمال ۲۳/۴۰-۴۱.

عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔(۱)

ابن حبان اور امام بخاری رحمہما اللہ نے ۱۸۶ ہجری تاریخ وفات بتائی ہے۔(۲)

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

۲۔ رقبہ

یہ ابوعبداللہ رقبہ۔ بـراء وقـاف مـفتـوحتیـن ۔(۳) بن مصقلہ عبدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، بعض حضرات نے پورا نسب یہ لکھا ہے: رقبہ بن مصقلہ بن عبداللہ بن خوتعہ بن صبرہ۔(۴)

ایک قول کے مطابق یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

نیز یہ یزید بن ابی مریم، ابو اسحٰق، عطاء بن ابی رباح، قیس بن مسلم، مجزأۃ بن زاہر، عبدالعزیز بن صہیب، طلحہ بن معرف، ثابت بنانی، اپنے والد مصقلہ اور نافع مولی ابن عمر رحمہم اللہ ایسے اساطین علم حدیث سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں سلیمان تیمی۔ وهو من أقرانه ۔ ابراہیم بن عبدالحمید بن ذی حمایہ، جریر بن عبدالحمید، ابوعوانہ، ابن عیینہ اور محمد بن فضیل رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۵)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شيخ، ثقة من الثقات، مأمون". (٦)

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة، وكان مفوّهاً، يعد من رجالات العرب، وكان

---

(١) تهذيب الكمال ٢٣/ ٤٠.

(٢) الثقات ٨/ ٤٩٢، وتاريخ البخاري الكبير ٦/ ٣٩٤، رقم الترجمة (٢٧٥١).

(٣) تعليقات تهذيب ابن حجر ٣/ ٢٨٦

(٤) تهذيب الكمال ٩/ ٢١٩، وتهذيب ابن حجر ٣/ ٢٨٦، وسير أعلام النبلاء ٦/ ١٥٦.

(٥) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تهذيب الكمال ٩/ ٢١٩۔ ٢٢٠، رقم الترجمة (١٩٢٣).

(٦) تهذيب الكمال ٩/ ٢١٩، وتهذيب ابن حجر ٣/ ٢٨٦، وسير أعلام النبلاء ٦/ ١٥٦، وكتاب العلل لابنه ١/ ١٨٤، وكتاب الثقات لابن شاهين، الترجمة (٣٧٣).

صدیقا لسلیمان التیمي".(۱) ''کہ یہ ثقہ ہیں، بڑے قادر الکلام، بلیغ خطیب تھے، رجال العرب میں ان کا شمار ہے، نیز سلیمان تیمی کے دوست تھے''۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإمام، الثبت، العالم".(۲)

دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے۔(۳)

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة".(٤)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۵)

یہ ائمہ ستہ کے راوی ہیں، البتہ ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنن کی بجائے اپنی تفسیر میں ان سے روایت لی ہے۔(٦)

ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تاریخ وفات ۱۲۹ھ بیان کی ہے۔(۷)

رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۳) قیس بن مسلم

یہ قیس بن مسلم جدلی ابو عمرو کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) طارق بن شہاب

یہ طارق بن شہاب احمسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(۱) تہذیب الکمال ۹/۲۱۹، وتہذیب ابن حجر ۳/۲۸٦، وسیر اعلام النبلاء ٦/۱۵٦.

(۲) سیر اعلام النبلاء ٦/۱۵٦.

(۳) تہذیب ابن حجر ۳/۲۸۷، رقم (۵۴۱).

(۴) تہذیب الکمال ۹/۲۲۰، وتہذیب ابن حجر ۳/۲۸۷.

(۵) الثقات لابن حبان ٦/۳۱۱.

(٦) تہذیب الکمال ۹/۲۲۰، وسیر اعلام النبلاء ٦/۱۵٦.

(۷) الكامل في التاريخ ٥/٣٧٧، وتعليقات تهذيب الكمال ٩/٢٢٠، وتهذيب التهذيب ٣/٢٨٧، وإكمال مغلطاي ٤/٣٩٩، رقم (١٦٠٨).

۵) عمر بن الخطاب

یہ خلیفہ ثانی، امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان تینوں بزرگوں کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب زيادة الإيمان ونقصانه" میں آچکا ہے۔(۱)

ایک اہم تنبیہ

اکثر حضرات ناسخین نے یہ سند اسی طرح بیان کی ہے "عيسى عن رقبة"، مگر اس سند میں سقط واقع ہوا ہے، ابوعلی جیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں عیسیٰ بن موسی اور رقبہ بن مصقلہ کے درمیان ایک راوی گر گیا ہے، جو ابوحمزہ سکری ہے، جس کا نام محمد بن میمون ہے، اس اضافے کے بغیر سند متصل نہیں ہوگی۔ اس پر ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جزم کیا ہے۔

یہی بات ابومسعود دِمشقی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو عیسیٰ نے عن ابی حمزہ عن رقبہ کے طریق سے نقل کیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ طبرانی میں یہ روایت عیسیٰ عن ابی حمزہ عن رقبہ کے طریق سے موجود ہے، علاوہ ازیں عیسیٰ اس معاملے میں متفرد بھی نہیں، چناں چہ حافظ ابونعیم نے بھی یہ حدیث علی بن حسین عن ابی حمزہ کے طریق سے ذکر کی ہے، اگر چہ اس کی سند ضعیف ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ عیسیٰ کی رقبہ سے روایت تو کجا؟ ملاقات بھی ثابت نہیں ہے، وہ تو رقبہ کے شاگردوں سے روایت کرتے ہیں۔(۲)

سمعتُ عمر رضي الله عنه يقول: قام فينا النبي صلى الله عليه وسلم مقاما

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ ایک دفعہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔

---

(۱) کشف الباری ۲/۴۷۱-۴۷۴۔ حضرت عمر کے لیے مزید دیکھیے، ۱/۲۳۹۔

(۲) تهذيب الكمال ۴۱/۲۳، وعمدة القاري ۱۱۰/۱۵، وفتح الباري ۲۹۰/۶، والتوضيح ۲۷/۱۹، وتقييد المهمل للجياني ۶۴۵/۲. وفي تعليقات تهذيب الكمال (۴۱/۲۳):

"ذكر البخاري في الرواة عنه، وهو وهم؛ فإنه لن يدركه، إنما روى عن أصحابه".

خطبے کا مقام اور اس کا دورانیہ

مقاما سے مراد منبر ہے، چناں چہ مسلم ومسند احمد وغیرہ میں حضرت ابوزید بن اخطب رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حدیث باب میں مذکور یہ خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح سے غروب آفتاب تک منبر پر کھڑے ہو کر دیا تھا، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الصبح، وصعد المنبر، فخطبنا، حتى حضرت الصلاة، ثم نزل فصلى بنا الظهر، ثم صعد المنبر، فخطبنا، ثم العصر كذلك، حتى غابت الشمس، فحدثنا بما كان، وما هو كائن، فأعلمنا أحفظنا".(١)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

"وأفاد حديث أبي زيد بيان المقام المذكور زمانا ومكانا في حديث عمر رضى الله عنه، وأنه كان على المنبر، من أول النهار إلى أن غابت الشمس".(٢)

فأخبرنا عن بدء الخلق، حتى دخل أهل الجنة منازلهم، وأهل النار منازلهم

سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخلوقات کی ابتدا کے بارے میں ارشاد فرمایا، یہاں تک اہل جنت اپنے اپنے ٹھکانوں میں اور دوزخی اپنے اپنے انجام کو پہنچ گئے۔

"حتى دخل أهل الجنة......" یہ أخبرنا کے لیے غایت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مخلوقات عالم کی ابتدا کے بارے میں تھوڑا تھوڑا بتاتے رہے، یہاں تک کہ جب جنتی جنت میں اور

(١) صحيح الإمام مسلم، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، رقم (٢٨٩٢/٧٢٦٧)، ومسند الإمام أحمد ٦٠١/٧، رقم (٢٣٢٧٦).

(٢) فتح الباري ٢٩١/٦، وعمدة القاري ١١٠/١٥، وإرشاد الساري ٢٥٠/٥.

دوزخی دوزخ میں داخل ہوجائیں گے، اس کے بارے میں بھی بتایا۔(۱)

سیاق سے عدول کی وجہ

سیاق حدیث کا تقاضا تو یہ تھا کہ "یدخل" (مضارع) فرماتے، مگر صیغہ ماضی "دخل" استعمال کیا، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ باتیں مخبر صادق کی طرف سے ہیں، گویا کہ یہ سب ہو چکا ہے، جنت والے جنت میں اور دوزخ کے مستحقین دوزخ میں جا چکے ہیں۔(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ

اوپر کی اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات عالم کی، ابتدائے افرینش سے لے کر انجام تک کے حالات بیان کر دیے، چناں چہ اس میں مبدا، معاش اور معاد، تینوں کا لا زماً ذکر ہوا ہوگا۔ یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ایک ہی مجلس میں اس قدر تفصیلات کا بتا دینا خارق عادت امر ہے اور اسی کو معجزہ کہتے ہیں۔

حدیث باب کی ایک اور نظیر

حدیث باب سے ملتا جلتا ایک واقعہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے، آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں (رجسٹر) تھیں، پھر اپنے داہنے ہاتھ میں موجود کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے، جس میں اہل جنت کے نام اور قبیلے وغیرہ درج ہیں، ...... اب ان میں زیادتی ہو سکتی ہے، نہ ہی کمی واقع ہو سکتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود کتاب کی طرف اشارہ کر کے جہنمیوں کے بارے میں یہی کچھ فرمایا، بعد میں وہ دونوں کتابیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور پھینک دی اور فرمایا:

---

(۱) شرح الطيبي ۱۰/۲۹۷، رقم (۵۶۹۹)، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۰، وفتح الباري ۶/۲۹۰، وإرشاد الساري ۵/۲۵۰.

(۲) حواله جات بالا، والكنز المتواري ۱۳/۱۲۰.

"فرغ ربكم من العباد، فريق في الجنة، وفريق في السعير". (۱)

''تم لوگوں کا رب بندوں کے فیصلوں سے فارغ ہوگیا، ایک جماعت جنت میں ہوگی تو دوسری جماعت جہنم میں''۔

ان دونوں حدیثوں میں وجہ شبہ یہ ہے کہ پہلی حدیث (حدیث باب) میں تھوڑے سے وقت میں بہت سے مضامین وارشادات عالیہ کی آسانی کا بیان ہے، تو دوسری حدیث میں تنگ سے ظرف (کتاب) میں بہت زیادہ مواد کے سمونے کا ذکر ہے کہ ایک کتاب میں تمام اہل جنت کا ذکر تھا اور دوسری کتاب میں تمام دوزخیوں کا ذکر۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ انتہائی غیر معمولی بات ہے۔ (۲)

اور حدیث ترمذی کے الفاظ "فنبذهما" سے متبادر یہی ہوتا ہے کہ وہ دونوں کتابیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باقاعدہ دکھائی بھی دے رہی تھیں (۳)۔ واللہ اعلم

ایک اور خصوصیت

معجزے کے اثبات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ علیہ السلام کو جہاں بہت سی خصوصیات سے نوازا گیا تھا وہیں جوامع الکلم بھی عطا کیے گئے تھے، یہ حدیث اس کی واضح مثال ہے، حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ودل ذلك على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع أحوال المخلوقات، منذ ابتدأت إلى أن تفني، إلى أن تبعث، فشمل ذلك الإخبار عن المبدأ والمعاش والمعاد، وفي تيسير إيراده ذلك كله في مجلس واحد، من خوارق العادة، أمر عظيم". (٤)

(۱) جامع الترمذي، أبواب القدر، باب ما جاء أن الله كتب كتابا لأهل الجنة......، رقم (٢١٤١).

(۲) فتح الباری ۶/۲۹۱۔

(۳) حوالہ بالا۔

(٤) فتح الباري ٦/٢٩٠، وإرشاد الساري ٥/٢٥٠، والكنز المتواري ١٣/١٢٠.

حفظ ذلك من حفظه، ونسيه من نسيه

جس کو یاد رکھنا تھا اس نے یہ سب یاد رکھا اور جس کو بھولنا تھا وہ سب بھول گیا۔

مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا بیان یقیناً سنا تو بہت سے صحابہ کرام نے ہوگا، مگر کسی کسی کو ہی یاد رہا، جن میں، میں بھی شامل ہوں کہ اللہ تعالی نے مجھے وہ سب باتیں یاد رکھنے کی توفیق دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس باب میں (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ) کئی صحابہ سے روایات ہیں۔ جیسے: حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت زید بن اخطب، حضرت ابو مریم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ (حضرت عمر کی حدیث باب کا تذکرہ انہوں نے نہیں کیا) رضی اللہ عنہم، سب حضرات کو وہ باتیں یاد رہیں۔(۱)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور ابن مندہ (رحمہما اللہ) نے اپنی امالی میں موصولاً نقل کیا ہے۔(۲)

ترجمہ کے ساتھ مطابقت حدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بالکل واضح ہے کہ اس میں مخلوقات کی ابتدا وغیرہ کا ذکر ہے۔

باب کی تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، جو حدیث قدسی بھی ہے۔

---

(۱) جامع الترمذي، أبواب الفتن، باب ما أخبر النبي صلى الله عليه وسلم أصحابه بما هو كائن إلى يوم القيامة، رقم (۲۱۹۱)، وفتح الباري ۲۹۱/۶.

(۲) هدي الساري ٤۸، الفصل الرابع، كتاب بدء الخلق، وتغليق التعليق ٤۸۷/۳.

٣٠٢١ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، عَنْ أَبِي أَحْمَدَ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ[1] قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ – أُرَاهُ – : (قَالَ ٱللهُ تعالى : يَشْتِمُنِي ٱبْنُ آدَمَ ، وَما يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي ، وَيُكَذِّبُنِي ، وَما يَنْبَغِي لَهُ . أَمَّا شَتْمُهُ فَقَوْلُهُ : إِنَّ لِي وَلَدًا ، وَأَمَّا تَكْذِيبُهُ فَقَوْلُهُ : لَيْسَ يُعِيدُنِي كَمَا بَدَأَنِي) . [٤٦٩٠ ، ٤٦٩١]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن ابی شیبہ

یہ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عبسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۲) ابواحمد

یہ ابواحمد محمد بن عبداللہ زبیری ازدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۳) سفیان

یہ مشہور محدث سفیان بن سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" کے تحت آچکا۔(۴)

۴) ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، كتاب التفسير، سورة قل ﴿هو الله أحد﴾، باب ١، رقم (٤٩٧٤)، وباب قوله: ﴿الله الصمد﴾، رقم (٤٩٧٥)، والنسائي، كتاب الجنائز، باب أرواح المؤمنين، رقم (٢٠٨٠).

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب العمل في الصلاة، باب لايرد السلام في الصلاة.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الأذان، باب المكث بين السجدتين.

(۴) کشف الباری ۲/۲۷۸۔

۵)الاعرج

یہ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات محدثین کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۱)

۶)ابو ہریرہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإیمان" میں گذر چکے(۲)۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قال الله تعالى: يشتمني ابن آدم، وما ينبغي له أن يشتمني، ويكذبني، وما ينبغي له، أما شتمه، فقوله: إن لي ولدا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن آدم مجھے برا بھلا کہتا ہے، حالاں کہ اس کے لیے یہ بالکل مناسب نہیں کہ مجھے برا بھلا کہے۔ اور وہ مجھے جھٹلاتا ہے، یہ بھی اس کو زیبا نہیں، جہاں تک اس کے برا بھلا کہنے کا تعلق ہے تو اس کا میرے بارے میں یہ کہنا ہے کہ میرا لڑکا ہے (میری بھی اولاد ہے)۔

يشتمني: باب ضرب سے ہے، شَتْماً اس کا مصدر ہے، کسی کو گالی دینا، تنقیص کرنا اور برا بھلا کہنا وغیرہ۔

باری تعالی کے لیے اولاد ثابت کرنے سے بڑی گستاخی اور تنقیص اللہ کی شان میں اور کیا ہو سکتی ہے؟! کیوں کہ یہ حدوث کے امکان کو مستلزم ہے اور یہ اللہ تعالی کی شان اقدس میں بہت بڑی گستاخی ہے، اسی لیے اس کو شتم سے تعبیر فرمایا ہے۔(۳)

(۱) کشف الباری ۲/۱۰-۱۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) فتح الباری ۶/۲۹۱۔

وأما تكذيبه، فقوله: ليس يعيدني كما بدأني

اور جہاں تک ابن آدم کے مجھے جھٹلانے کا تعلق ہے، سواس کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح اس اللہ نے مجھے ابتداء پیدا کیا دوبارہ نہیں لوٹا سکتا۔

ليس يعيدني كما بدأني... یہ روز جزاوسزا کے جھٹلانے والے بت پرستوں کا مقولہ ہے، جو حیات بعد الممات پر یقین نہیں رکھتے اور قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے اس مقولے کو اپنی قدرت کاملہ کو جھٹلانا قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ جو ابتداء بغیر کسی سبب ظاہری کے کسی چیز کو پیدا کرسکتا ہے تو دوبارہ یا سہ بارہ کیوں نہیں کرسکتا؟ حالاں کہ عقلی اعتبار سے بھی اعادہ آسان ہوتا ہے۔(۱) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ اس حدیث کی مناسبت اس دوسرے جملے میں ہے، "ليس يعيدني كما بدأني" کہ اولاً بھی اللہ میاں نے مخلوقات عالم کو پیدا کیا ہے، دوبارہ بھی وہ اس پر قدرت رکھتا ہے، ہر چیز کا خالق وہی ہے۔(۲)

باب کی چوتھی اور آخری حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٣٠٢٢ : حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُرَشِيُّ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(٣) قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (لَمَّا قَضَى ٱللهُ الخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ ، فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ : إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي) .
[٦٩٦٩ ، ٦٩٨٦ ، ٧٠١٥ ، ٧١١٤ ، ٧١١٥]

---

(١) عمدة القاري ١٥/ ١١٠، وفتح الباري ٦/ ٢٩١، وإرشاد الساري ٥/ ٢٨٥.

(۲) حوالہ جات بالا۔

(٣) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، في التوحيد، باب قول الله: ﴿ويحذركم الله نفسه﴾، رقم (٧٤٠٤)، وباب: ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (٧٤٢٢)، وباب =

تراجم رجال

۱) قتیبہ بن سعید

یہ ابو الرجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب إفشاء السلام من الإيمان" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۲) مغیرہ بن عبدالرحمٰن قرشی

یہ مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ اسدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

سند کے دیگر رواۃ کے لیے سابقہ سند دیکھیے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما قضى الله الخلق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کیا......

قضاء کے مختلف معانی

قضی کے معنی خلق کے ہیں، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿فقضاهن سبع سموات﴾ [۳] اور أوجد جنسه کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے۔ چناں چہ قضاء کا اطلاق کئی چیزوں و معانی پر ہوتا ہے، جیسے حکم جاری کرنا، کسی کام سے فارغ ہونا، فیصلہ نافذ کرنا اور پختگی اور مضبوطی وغیرہ۔ یہ سب معانی یہاں چل سکتے ہیں۔

= قول الله تعالى: ﴿ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين﴾، رقم (۷٤٥۳)، وباب قول الله تعالى: ﴿بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ﴾، رقم (۷٥٥۳، ۷٥٥٤)، وابن ماجه، في الزهد، باب ما يرجىٰ من رحمة الله يوم القيامة، رقم (٦٩٢٤-٦٩٢٦).

(۱) کشف الباری ۲/۱۸۹۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الاستسقاء، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم ......

(۳) فصلت/۱۲۔

قاضی کو بھی اسی لیے قاضی کہتے ہیں کہ وہ اپنا حکم نافذ وجاری کر کے فریقین کے معاملے سے فارغ ہوجاتا ہے۔(۱)

كتب في كتابه

اپنی کتاب میں لکھا

كتب... أمر القلم کے معنی میں ہے کہ اللہ میاں نے قلم کو حکم دیا کہ لوح محفوظ میں لکھو۔ ابھی قریب ہی میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری ہے کہ "فقال للقلم: اكتب، فجرى بما هو كائن". اس اعتبار سے کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔

تاہم دوسرا احتمال یہ ہے کہ کتاب سے مراد وہ الفاظ ہوں جن کے لکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا، یعنی یہ جملہ "ان رحمتي سبقت غضبي"، اس طرح مکتوب کے معنی میں ہوگا، اس کی مثال یہ ارشاد ربانی ہے: ﴿كتب الله لأغلبن أنا ورسلي﴾ (۲) یہاں مکتوب مراد ہے، یعنی ﴿لأغلبن أنا ورسلي﴾، اس میں کتب کے معنی ہیں: قضى وأوجب۔(۳)

فهو عنده فوق العرش

اب وہ اس کے پاس عرش کے اوپر لکھا ہے۔

یعنی وہ مکتوب یا کتاب عرش کے اوپر ہے۔

اس جملے کے مختلف مطالب

بعض حضرات (۴) نے فوق کو دون (نیچے) کے معنی میں لیتے ہوئے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ چیز

(۱) العمدة ۱۵/ ۱۱۰، والفتح ۶/ ۲۹۰، وإرشاد الساري ۵/ ۲۵۱، وأعلام الحديث للخطابي ۲/ ۱٤۷۱.

(۲) المجادلة/ ۲۱.

(۳) العمدة ۱۵/ ۱۱۰، والفتح ۶/ ۲۹۱، وإرشاد الساري ۵/ ۲۵۱، والتوضيح ۱۹/ ۱۹.

(٤) قاله أبوعبيدة في مجاز القرآن ۱/ ۳۵.

عرش کے نیچے ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے ارشاد ﴿بعوضة فما فوقها﴾ (۱) میں فوق سے دون مراد ہے، یعنی مکھی سے بھی چھوٹی چیز۔

اس مطلب ومفہوم کی بنیاد یہ خیال ہے کہ کوئی چیز عرش کے اوپر کیسے ہوسکتی ہے؟ اس لیے ان حضرات نے فوق کو دون کے معنی میں لیا ہے۔

تاہم اگر فوق کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، کیوں کہ عرش بھی بہر حال مخلوق ہے۔(۲)

یہ بھی احتمال ہے کہ عند سے مراد ذکر یا علم ہو، تب عند یہ مکانیہ نہیں ہوگی، یعنی کسی مخصوص سمت میں اشارہ نہیں ہوگا، بلکہ اس جانب اشارہ ہوگا کہ وہ چیز کامل طور پر لوگوں سے مخفی ہے اور ان کے ادراک وشعور سے ماورا ہے۔

علاوہ ازیں بعض حضرات نے یہاں فوق کو زائدہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ بعض اوقات کلام میں اس کا اضافہ کر دیا جاتا ہے، مگر وہ لغو ہوتا ہے، اس کی مثال کلام اللہ میں یہ دو آیات ہیں: ﴿فاضربوا فوق الأعناق﴾(۳) اور ﴿فإن كنَّ نساء فوق اثنتين﴾ (۴) کہ ان دونوں مقامات پر کلمہ فوق زائدہ ہے، چوں کہ فوق کے بغیر بھی یہاں معنی ومطلب درست ہے۔

مگر یہ احتمال یہاں بالکل درست نہیں، آیت مذکورہ بالا میں اگر فوق کو حذف کر دیا جائے تب بھی ﴿اثنتين﴾ مفہومِ آیت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے، تاہم حدیث باب میں اگر ایسا کیا گیا تو عبارت یوں ہوگی: "فهو عنده العرش"! اس کا فساد محتاج بیان نہیں۔(۵)

---

(۱) البقرة/٢٦.

(۲) ذكر ابن الأنباري أن "فوق" من الأضداد؛ فهي بمعنى أعظم، كقولك: هذا فوق فلان في العلم، وتأتي بمعنى دون، كقولك: إن فلانا لقصير وفوق القصير. انظر الأضداد، ص: ٢٥٠، رقم (١٥٣).

(۳) الأنفال/١٢.

(٤) النساء/١١.

(٥) فتح الباري ٢٩١/٦، وعمدة القاري ١١١/١٥، والتوضيح ١٩/١٩-٢٠.

راجح قول

ان دونوں اقوال میں راجح قول دوسرا ہے، اسی کو عینی، ابن حجر، ابن الملقن اور کرمانی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔ تیسرے قول کا فساد ہم بیان کر چکے ہیں۔

جہاں تک پہلے قول کا تعلق ہے کہ عرش کے اوپر کیسے کوئی چیز ہو سکتی ہے؟ تو اس میں کوئی استبعاد نہیں، کیوں کہ عرش بہر حال مخلوق ہے، اس میں کوئی استحالہ نہیں کہ کوئی کتابِ مخلوق اس کو چھوئے یا اس کے اوپر رہے، روایات میں آتا ہے کہ فرشتوں نے عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے، ظاہر ہے کہ اٹھانے کے لیے چھونا اور مس کرنا ضروری ہے، جب اس میں کوئی حرج نہیں تو کسی کتاب کے عرش کو چھونے اور اس کے اوپر ہونے میں بھی کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔(۱)

اب اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا علم عرش کے اوپر اللہ عزوجل کے پاس ہے، جس میں نسخ ممکن ہے نہ تبدیلی، یا یوں کہیے کہ اس جملے کا ذکر عرش کے اوپر اللہ تعالی کے پاس ہے۔ لفظ علم یا لفظ ذکر کو مقدر ٹھہرایا جائے گا۔(۲)

تخصیص بالذکر کی وجہ

یہاں اس جملے کو مخصص بالذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ حالاں کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ قلم تو لوح محفوظ پر سب کچھ لکھ کر فارغ ہو چکا، لوگوں کی عمریں بھی لکھ دیں، ان کا رزق بھی لکھ دیا، ان کا انجام بھی لکھ دیا تو اس جملے کو مخصص بالذکر کیوں کیا ہے؟

---

(۱) حوالہ جات بالا۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"......على أن العرش مخلوق، ولا يستحيل أن يمسه كتابٌ مخلوقٌ؛ فإن الملائكة حملة العرش، روي أن العرش على كواهلهم، وليس بمستحيل أن يمسوه إذا حملوه......". التوضيح ۲۰/۱۹، وكذا انظر الأسماء والصفات للبيهقي ۲۷۹/۲، باب ما جاء في العرش والكرسي......

(۲) فتح الباري ۲۹۱/۶، وعمدة القاري ۱۱۱/۱۵، والتوضيح ۲۰/۱۹.

اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں رجاءِ کامل ہے، امید کا دامن ہے، اس سے یہ امید لگی رہے گی کہ اللہ میاں معاف کر دیں گے، آسانی کا معاملہ کریں گے، نیز اس سے اس امر کا اظہار بھی ہوتا ہے کہ اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے، ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وإنما اختص هذا بالذكر، وإن كان القلم كتب كل شيء؛ لما فيه من الرجاء، فمن علم أنه تقبل هداه دخل في هذا، ومن أبى عاقبه، وختم على سمعه وقلبه". (۱)

أن رحمتي غلبت غضبي

میری رحمت میرے غصے وغضب پر غالب ہے۔

اَن یا تو مفتوح ہے کہ کتب سے بدل ہے، یا مکسور ہے، ابتدا کی وجہ سے کہ مضمون کتاب کی حکایت کر رہا ہے۔(۲)

کتاب التوحید کی شعیب عن ابی الزناد کی روایت میں غلبت کی بجائے سبقت ہے۔(۳)

اللہ تعالیٰ کے لیے غضب کے معنی

غیظ وغضب جس کو ہم غصہ سے تعبیر کرتے ہیں، یہ سب قوت شہوانیہ کے ہیجان کی شکل میں وقوع پذیر ہوتا ہے، یہ مخلوقات کی صفت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کمالی ان امور شنیعہ وقبیحہ سے منزہ وبالا ہے۔

اللہ کے غضب کے معنی اس کا لازمہ ہے، یعنی جو غصے کا سبب بنا ہے اس کو عذاب پہنچانا، اس سے انتقام لینے کا ارادہ کرنا، کیوں کہ سبقت اور غلبہ دونوں باعتبار تعلق کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ رحمت کا تعلق غالب اور سابق ہے تعلق غضب پر، کیوں کہ رحمت تو اس کی مقدس ذات کا مقتضا ہے، جب کہ غضب عبد حادث کی کسی شرانگیزی اور بری حرکت کا نتیجہ ہوتا ہے۔

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۱۱، والتوضيح ۱۹/۲۰.

(۲) فتح الباري ۶/۲۹۱، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۱.

(۳) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (۷۴۲۲).

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس تقریر سے وہ اشکال بھی ختم ہوگیا جو بعض حضرات نے یہاں کیا تھا کہ یہ کیسی رحمت ہے جس کا ظہور بعض مقامات پر نہیں ہوتا، جیسے موحدین (عصاۃ مومنین) کہ انہیں اول وہلہ میں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، پھر انبیائے کرام علیہم السلام وغیرہ کی شفاعت سے انہیں وہاں سے نکال کر جنت میں منتقل کیا جائے گا، ان کے حق میں بھی تو اس رحمت کا ظہور ہونا چاہیے تھا؟!

تاہم اوپر کی تقریر سے یہ اشکال اب دور ہوگیا، کیوں کہ پہل ان عصاۃ مومنین سے ہوئی ہے، اگر ان سے برائیوں اور گناہوں کا صدور نہ ہوا ہوتا تو ان کا یہ انجام بھی نہ ہوتا، پھر بھی اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی اور حق جل شانہ کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے گی، جس کے نتیجے میں ان کی سزا ختم ہو جائے گی اور وہ جنت ابدی میں منتقل ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے یہ بھی رحمت کا غلبہ وظہور ہی ہے کہ سفارش کی اجازت دی جائے گی، ورنہ وہاں کسی کی کیا مجال کہ پر مار سکے؟!(۱)

بعض حضرات کا ایک قول یہ بھی ہے کہ غلبہ کے معنی کثرت اور شمول کے ہیں، چناں چہ کہا جاتا ہے: غلب علی فلان الکرم، جس کے معنی یہی ہیں کہ اس سے اکثر اوقات کرم وسخاوت ہی صادر ہوتی ہے۔

حدیث شریف کی ایک اور توجیہ

اوپر کی یہ ساری تفصیل اس اعتبار سے ہے کہ رحمت اور غضب کو ذات کی صفتیں کہا جائے۔ تاہم بعض حضرات علماء نے فرمایا ہے کہ رحمت اور غضب صفات افعال میں سے ہیں، نہ کہ صفات ذات میں سے، نیز بعض افعال کے بعض پر تقدم سے کوئی شے مانع نہیں، سو اب یہ کہا جائے گا کہ رحمت کے ذریعے پیدائش کے فوراً بعد حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھہرائے جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کے مقابلے میں جنت سے انہیں نکالا جانا اور دنیا کی طرف بھیجا جانا ہے۔(۲)

---

(۱) فتح الباري ٦/٢٩٢، وعمدة القاري ١٥/١١١، وإرشاد الساري ٥/٢٥١.

(۲) فتح الباري ٦/٢٩٢، وعمدة القاري ١٥/١١١، وإرشاد الساري ٥/٢٥١، وشرح ابن بطال ١٠/٤٩٥، كتاب التوحيد، رقم (٣٩١٨)، وشرح النووي على صحيح مسلم ١٧/٦٧.

یہی حال تمام امتوں کا رہا، اللہ تعالی نے صفت رحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر امت اور ہر قوم کو خوب خوب نوازا، عروج عطا کیا، رزق میں فراخی اور وسعت دی، پھر جب وہ کفر پر کمر بستہ ہوئے اور اللہ کی ناشکری کرنے لگے تو اس کا عذاب ان کے اوپر آیا......، چناں چہ رحمت کا نزول اور مظاہرہ ہمیشہ ابتداء ہوا، پھر ناشکری پر پکڑ ہوئی۔

عصاۃ مومنین کو دوزخ میں ڈالے جانے، پھر نکالے جانے کا جہاں تک تعلق ہے یہ بھی اس کی بے پناہ رحمت کا مظہر ہے، اگر یہ رحمت بے پایاں نہ ہوتی تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہتے۔(۱)

بغیر استحقاق رحمت خداوندی کا حصول

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سبقت رحمت میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوق میں اس کا حصہ بہ نسبت حصہ غضب کے زیادہ ہے، نیز اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ رحمت خداوندی بغیر استحقاق کے بھی حاصل ہوسکتی ہے، بلکہ ہوتی ہے، روزمرہ کا مشاہدہ اس پر شاہد عدل ہے، مگر غضب بغیر استحقاق کے نہیں ہوتا، چناں چہ رحمت خداوندی تب بھی بندہ کے شامل حال ہوتی ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، پھر جب دودھ پینے کا زمانہ ہوتا ہے، پھر جب وہ دھیرے دھیرے پروان چڑھتا ہے، نشوونما پاتا ہے، حالاں کہ اب تک اس نے نیکی کا کوئی کام نہیں کیا ہوتا......اور غضب خداوندی تبھی نازل ہوتا ہے جب اس سے گناہوں کا صدور ہوتا ہے، انہی گناہوں کی وجہ سے وہ مستحق عذاب خداوندی ٹھہرتا ہے، اس سے پہلے ہرگز نہیں۔

چناں چہ لکھتے ہیں:

"في سبق الرحمة إشارة إلى أن قسط الخلق منها أكثر من قسطهم من الغضب، وأنها تنالهم من غير استحقاق، وأن الغضب لا ينالهم إلا باستحقاق؛ فالرحمة تشمل الشخص جنينا، ورضيعا، وفطيما، وناشئا قبل أن يصدر منه شيء من الطاعة، ولا يلحقه الغضب إلا بعد أن يصدر عنه من

(۱) فتح الباری ۲۹۲/۶۔

الذنوب ما يستحق معه ذلك".(۱)

ایک اہم فائدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ''حدیث قدسی'' ہے، جس کو الہیات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، علامہ کورانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کی احادیث ''احادیث قدسیہ'' کہلاتی ہیں، کیوں کہ ان میں الفاظ اللہ رب العزت کی طرف سے القاء کیے جاتے ہیں، لیکن وہ الفاظ قرآن کریم کی طرح معجز نہیں ہوتے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث قدسی اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالی اپنے نبی کے قلب پر الہام کرتا ہے اور وہ اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کر کے بیان کرتے ہیں تو یہ تعریف درست نہیں، کیوں کہ اس صورت میں حدیث قدسی کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، چوں کہ نبی کا تو ہر کلام الہام من اللہ ہوتا ہے تو حدیث قدسی کی کوئی خاصیت معلوم نہیں ہوتی۔ (۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے: "لما قضى الله الخلق". (۳) اس میں تخلیقات کی ابتدا کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

ابلیس اور شیخ تُستُری کا مناظرہ

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ابلیس اور مشہور صوفی بزرگ شیخ عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا مناظرہ ہوا تو ابلیس نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ مجھے دوزخ کا عذاب دیا جائے گا، بھلا یہ کیسے ہوگا؟ حالاں

(۱) انظر شرح الطيبي ۱۰/۲۹۷، رقم (۵۷۰۰)، كتاب أحوال القيامة، باب بدء الخلق......، فتح الباري ۶/۲۹۲، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۱، وإرشاد الساري ۵/۲۵۱، ولكن الإمام القسطلاني رحمه الله نسبه إلى التوربشتي، ولم أجده عنده في كتاب الميسر له، والله أعلم، لعله في مصنف آخر له، غير كتاب الميسر.

(۲) الكوثر الجاري ۶/۱۶۰.

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۱۱۔

کہ اللہ تعالی نے خود یہ بتایا ہوا ہے کہ میری رحمت ہر شے کو شامل ہے، ہر شے تک میری رحمت پھیلی ہوئی ہے...... تو کیا میں شے میں بھی داخل نہیں؟! تو میں کیوں رحمت الٰہی کے تحت داخل نہیں؟!

تستری رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً کہا کہ رحمت الٰہی تو ان لوگوں کے لیے ہے جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اپنے رب پر ایمان کامل رکھتے ہیں اور تم ان میں سے ہو نہیں۔ تم میں یہ صفات پائی نہیں جاتیں۔

اس پر ابلیس ہنس پڑا اور کہنے لگا، میں آپ کو بڑا عالم فاضل اور عارف باللہ سمجھتا تھا، مگر آپ کو تو کچھ بھی نہیں آتا، آپ نے تو اللہ تعالی کی صفات مطلقہ کو مقید کر دیا ہے، اللہ تعالی تو قادر مطلق ہیں، خالق مطلق ہیں، اسی طرح رحیم مطلق بھی ہیں اور آپ اس کی صفات کو مقید کر رہے ہیں؟! اس طرح تستری لاجواب ہو گئے، ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پتہ نہیں تستری رحمۃ اللہ علیہ کیوں لاجواب ہوئے؟ البتہ اس لعین کا اس ارشاد باری سے کیا تعلق؟ حدیث قدسی میں تو صرف اللہ تعالی کی رحمت کی وسعت کو بیان کیا گیا ہے، جیسے آپ کہتے ہیں کہ اس حویلی میں ہزار بندے آسکتے ہیں، اگر چہ اس میں فی الحال کوئی بھی نہ ہو، چناں چہ اس مثال میں حویلی کی گنجائش بتائی گئی ہے، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس میں بالفعل ہزار بندے موجود ہیں۔

اسی طرح اللہ کی رحمت بھی تمام کائناتوں کو شامل ہے، ابلیس لعین کو بھی شامل ہے، سو اگر وہ اس رحمت کے تحت داخل ہونا چاہے، رحمان کی چھتری کے نیچے آنا چاہے تو وہ اللہ کی رحمت کو ہرگز تنگ نہیں پائے گا۔ تاہم اگر یہ بدبخت خود اپنے کو اس میں داخل ہونے سے روکے اور اس کے اندر نہ آئے تو اس میں رحمت الٰہی کا کیا قصور؟! ﴿أنلزمكموها وأنتم لها كارهون﴾[1] (2)

---

(1) هود/ ٢٨.

(2) فیض الباری ۴/۳۰۱-۳۰۲۔

٢ - باب : ما جاءَ في سَبْعِ أَرَضِينَ .

ماقبل سے مناسبت

گذشتہ باب میں اجمال تھا، مطلقاً مخلوقات ربانی پر بات ہورہی تھی، یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چند مشہور تخلیقات کا ذکر فرمائیں گے کہ سب مخلوقات کا احاطہ واستقصاء تو ناممکن اور انسانی حدواستطاعت سے باہر کی چیز ہے، چناں چہ سب سے پہلے ارض (زمین) کا ذکر فرمایا ہے، جس کے ضمن میں آسمانوں کا ذکر بھی آئے گا، چوں کہ یہ دونوں لازم ملزوم ہیں، عموماً دونوں کا ذکر ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

ا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سبع ارضین کا ترجمہ قائم فرما کر حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے زمینوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے، اس بارے میں اپنا فیصلہ بھی صادر فرمایا ہے کہ یہ سات ہی ہیں اور اس میں کسی اور قول کی کوئی حیثیت نہیں۔

چناں چہ آیت کریمہ اور باب کے تحت ذکر کردہ احادیث اس امر میں صریح ہیں کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔(۱)

۲۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس ترجمہ کے ساتھ تفضیل الارض علی السماء یا اس کا عکس تفضیل السماء علی الارض بیان کرنا چاہتے ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے۔(۲)

---

(۱) الكنز المتواري ١٣/١٢٢، وتعليقات اللامع ٧/٣٣٧.

(۲) الكنز المتواري ١٣/١٢٣، وتعليقات اللامع ٧/٣٣٧.

۳۔حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقصد ترجمہ یہ بتانا ہے کہ زمین بھی اللہ ہی کی مخلوق ہے، قدیم نہیں، اسی طرح آسمان اور ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ کی مخلوق ہے۔(۱)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى : «اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا» /الطلاق: ١٢/ . «وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ» /الطور: ٥/ : السَّمَاءُ . «سَمْكَهَا» /النازعات: ٢٨/ : بِنَاءَهَا ، كَانَ فِيهَا حَيَوَانٌ . «الْحُبُكِ» /الذاريات: ٧/ : اسْتِوَاؤُهَا وَحُسْنُهَا . «وَأَذِنَتْ» /الانشقاق: ٥/ : سَمِعَتْ وَأَطَاعَتْ . «وَأَلْقَتْ» أَخْرَجَتْ «ما فِيهَا» مِنَ الْمَوْتَى «وَتَخَلَّتْ» /الانشقاق: ٤/ : عَنْهُمْ . «طَحَاهَا» /الشمس: ٦/ : دَحَاهَا . «بِالسَّاهِرَةِ» / النازعات : ١٤/ : وَجْهُ الْأَرْضِ ، كَانَ فِيهَا الْحَيَوَانُ ، نَوْمُهُمْ وَسَهَرُهُمْ .

وقول الله تعالى: ﴿الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن﴾

اور اللہ تعالی کا قول کہ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور ان جیسی سات زمینیں۔

سات زمینیں اوپر نیچے ہیں یا باہم ملی ہوئی ہیں؟

﴿الله الذي خلق سبع سموات......﴾ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جس طرح سات آسمان پیدا کیے، اسی طرح سات زمینیں بھی پیدا کی ہیں، گو کہ اکثر مواضع میں خلق السموات کے مقابلے میں خلق ارض میں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا، جس سے متبادر یہی ہے کہ آسمان سات ہیں اور زمین ایک ہی طبقہ ہے، لیکن اس آیت میں یہ تصریح واقع ہوئی ہے کہ جس طرح سات آسمان ہیں، زمینیں بھی سات ہیں، جیسا کہ باب ہذا کی، نیز جامع ترمذی اور بعض سنن (۲) کی روایات میں ہے تو یہ ممکن ہے کہ یہ سات زمینیں آسمانوں کی طرح تہہ بہ تہہ نہ ہوں، بلکہ احتمال ہے کہ باعتبار بعض حالات کے ہوں اور بعض حالات میں ممکن ہے کہ وہ اس کرۂ ارضی سے اوپر

---

(۱) حوالہ جات بالا.

(۲) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سبع ارضین کی احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "فهذه الأحاديث كالمتواترة في إثبات سبع أرضين، والمراد بذلك أن كل واحدة فوق الأخرى". البداية والنهاية ١/ ٤٣ .

ہوں، جیسا مریخ وغیرہ، جن کی نسبت آج کل یورپ کے حکماء کا خیال ہے کہ اس میں پہاڑ اور دریا اور آبادیاں ہیں......اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ زمینیں تہہ بہ تہہ ہو، ایک دوسرے کے اوپر ہوں، ہماری موجودہ زمین سب سے اوپر ہو، سنن ثلاثہ وغیرہ کی ایک روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے اور یہی راجح ہے(۱) تو اس طرح سات زمینوں کا عدد پورا ہوسکتا ہے۔

باقی یہ مسئلہ نہ تو اصول دین سے ہے کہ اس کو پوری طرح سمجھے اور اس کی تحقیق کے بغیر ایمان ہی کامل نہ ہو تو ضروری نہیں کہ ہم اس کی ایسی ہی تحقیق اور تشریح کے پابند ہوں، جیسا کہ اسلام کے دیگر اصولوں کے اجمالا اس طرح کا تصور، جس کی طرف اشارہ کیا گیا ﴿ومن الأرض مثلهن﴾ کا مفہوم سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

---

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت کے آخر میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

"هل تدرون ما الذي تحتكم؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: إن تحتها أرضا أخرى، بينهما مسيرة خمس مئة سنة، حتى عد سبع أرضين، بين كل أرضين مسيرة خمس مئة سنة، ثم قال: والذي نفس محمد بيده، لو أنكم دليتم بحبل إلى الأرض السفلى لهبط على الله، ثم قرأ: ﴿هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم﴾".

رواه الترمذي، كتاب التفسير، باب ومن سورة الحديد، رقم (٣٢٩٨) وأبوداود، رقم (٤٧٢٣) وابن ماجه، رقم (١٩٣)، ومسند أحمد ٣/٣٧١-٣٧٢، رقم (٨٨١٤) ومشكوة المصابيح، رقم (٥٧٣٥)، باب بدء الخلق، الفصل الثالث.

اس حدیث کو نقل کرنے بعد حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے علاوہ اس کے کہ یہ زمین سب میں اوپر ہے، سات زمینوں کا ہونا اور وہ بھی نیچے اوپر ہونا اور ہر ایک زمین سے دوسری زمین تک، ساتوں زمینوں میں پانچ پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہونا بتصریح ثابت ہے۔''

تحذیر الناس ٦٧۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، الکنز التواري ١٣/١٢٣، نیز دیکھیے۔ فتح الباری ٦/٢٩٣، وعمدة القاري ١٥/١١١۔

سات زمینوں سے متعلق روایت ابن عباس کی تحقیق

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفا منقول ہے(۱)، جس میں یہ ہے کہ یہ سات زمینیں ہیں، جس میں سے ہر زمین میں آدم ہیں، تمہارے آدم کی طرح اور نوح ہیں حضرت نوح کی طرح اور ابراہیم ہیں ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ کی طرح عیسیٰ (علی نبینا وعلیہم السلامُ) ہیں تو محدثین کے اصول سے یہ روایت شاذ ہے، قابل اعتبار اور صحیح نہیں شمار کی گئی، اس بنا پر اس کی تحقیق وتدقیق میں پڑنے کے بجائے بہتر یہی ہے کہ خدا کے علم کے حوالے کر دیا جائے۔

ہوسکتا ہے کہ اس زمانے میں کوئی شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ اثر کے پیش نظر کچھ شکوک واوہام میں لوگوں کو مبتلا کرنے کی کوشش کرے یا یہ کوشش کرے کہ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ساتھ (العیاذ باللہ) کسی اور نبوت کا بھی امکان ہے، اس وجہ سے مناسب ہے کہ اس کی قدرے تحقیق کردی جائے، تاکہ اس قسم کے اوہام باطلہ کا کوئی امکان نہ رہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کے راویوں کے معتبر ہونے کے باعث اسناد کو قابل اعتبار تو کہا، مگر محدثین واصولیین کے ایک مسلمہ قانون کے پیش نظر کہ یہ حدیث دیگر احادیث معروفہ کے خلاف ہے، اس وجہ سے شاذ اور معلول ہے اور احادیث شاذہ کو محدثین نے قابل اعتبار نہیں سمجھا، ذیل میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نادر تحقیق نظر قارئین کی جارہی ہے، یہ تحقیق الحمدللہ ایمان واستقامت کی ضامن وکفیل ہے، فرماتے ہیں:۔

”اسلام کی دعوت اس زمین کے سوا دیگر طبقات ارض میں کتاب وسنت سے کہیں ثابت

---

(۱) الحديث، أخرجه الحاكم في المستدرك ۲/ ۵۳۵، رقم (۳۸۲۲)، وكتاب الأسماء والصفات للبيهقي مع تعليقاته للحاشدي ۲/ ۲٦۷، رقم (۸۳۲)، باب بدء الخلق. وقال البيهقي: إسناد هذا عن ابن عباس رضي الله عنهما صحيح، وهو شاذ بمرة (ایک دم شاذ ہے)، لا أعلم لأبي الضحى عليه متابعا، والله أعلم. وذكره السيوطي في تدريب الراوي في باب الشاذ (۱/ ۲۳۳)، وقال: "ولم أزل أتعجب من تصحيح الحاكم له، حتى رأيت البيهقي قال: إسناده صحيح، ولكنه شاذ بمرة". (کہ ایک دم شاذ ہے)۔

نیز دیکھیے، تحذیر الناس ۸۲-۸۴، حضرت ابن عباس کے اثر کی تحقیق۔

نہیں، اگر ہوتی تو ضرور اس بارے میں کوئی نص وارد ہوتی اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کو بیان فرماتے، اس بنا پر علماء نے اس اثر کو باوجود صحیح الاسناد ہونے کے شاذ بتلایا ہے اور اگر صحیح مانا بھی جائے تو اس کی مختلف تاویلیں کی جاسکتی ہیں:

تاویل اول

ممکن ہے مراد یہ ہو کہ زمین کے ہر طبقے میں ایک ہادی ہے، جو اس طبقے کے نبی کے ہم نام ہو، پس ان تحتانی طبقات میں آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد رسول اللہ علیہم السلام کے ہم نام ہادی ہوتے ہیں، جو حقیقت میں انبیاء نہ تھے، بلکہ محض ہادی تھے اور اس طبقے کے ہم نام تھے اور کسی اعتبار سے اس طبقے کے انبیاء ورسل کے مشابہ تھے، جیسا کہ حدیث میں ہے: "علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل" (۱) اور مشابہت سے مماثلت اور مساوات لازم نہیں آتی، اس لیے کہ کلام عرب میں کاف تشبیہ کے لیے آتا ہے اور تشبیہ کے لیے یہ لازم نہیں کہ مشبہ، مشبہ بہ کا مماثل اور برابر ہو۔ لہذا اس سے یہ بات ثابت کرنا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کوئی نظیر اور ہم سر ہے، کسی طرح صحیح نہیں، نیز حق تعالی شانہ کے اس قول ﴿إن الله اصطفى آدم ونوحا وآل ابراهيم وآل عمران على العالمين﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت اولاد آدم کے ساتھ مخصوص ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی قول ہے کہ جنات میں سے رسول نہیں آئے، تحتانی طبقات کے باشندے اسی طبقہ زمین کے پیغمبروں کے تابع رہے ہیں۔ (۲)

تاویل دوم

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہو کہ جس طرح اس طبقہ زمین میں

(۱) یہ بے اصل اور موضوع روایت ہے، کشف الخفاء ۲/۶۴، والمصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ۱۲۳، مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، کشف الباری، کتاب العلم ۲/۲۳۷۔

(۲) دیکھیے، کشاف اصطلاحات الفنون ۱۱/۲۶۱۔

نبوت کا سلسلہ جاری رہا اسی طرح زمین کے تحتانی طبقات میں بھی ہدایت کے لیے نبوت وبعثت کا سلسلہ جاری رہا اور چوں کہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ سلسلہ کا غیر متناہی ہونا باطل ہے، اس لیے ضروری ہوا کہ ہر طبقے میں ایک مبدا سلسلہ ہوگا، جو ہمارے آدم علیہ السلام کے مشابہ ہوگا اور ایک اخر سلسلہ ہو، جو ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوگا، پس بناءً علیہ طبقات تحتانیہ کے اواخر انبیاء پر خواتم کا اطلاق درست ہوگا، مگر اس کی خاتمیت اس طبقے کے ساتھ مخصوص ہوگی، عام نہ ہوگی، بلکہ اضافی ہوگی اور ہمارے خاتم الانبیاء کی خاتمیت عام، تام، مطلق اور دائم ہوگی، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور بعثت عام ہے، کوئی فرد بشر اس سے مستثنیٰ نہیں، لہذا مطابقِ عقائدِ اہل سنت یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت عام ہے اور قیامت تک تمام جن وانس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی فرض اور لازم ہے، پس اگر بالفرض والتقدیر آپ کے زمانے میں کسی طبقہ زمین میں کوئی نبی ہوا بھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے شریعت کا متبع ہوگا اور وہ صرف اپنے ہی طبقہ کا خاتم ہوگا، نیز اس کی خاتمیت اضافی ہوگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت عام، تام اور دائم ہے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم جس طبقہ زمین پر مبعوث ہوئے اس طبقہ زمین پر جو نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ مسیلمہ کی طرح بلاشبہ دجال اور کذاب ہوگا، مسیلمہ خواہ یمن کا ہو یا پنجاب کا، سب کا ایک ہی حکم ہے۔

اور طبقات تحتانیہ کے خواتم میں عقلاً تین احتمال ہیں، اول یہ کہ وہ خواتم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے بعد ہوں۔ یہ احتمال قطعاً باطل ہے، اس لیے کہ حدیث لا نبي بعدي (۱) اس بارے میں نص صریح ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ دوسرے خواتم سے مقدم ہوں اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصر ہوں۔ اس صورت میں

(۱) الحديث متفق عليه عن رواية أبي هريرة، صحيح البخاري، رقم (٣٤٥٥)، وصحيح مسلم، رقم (١٨٤٢)، ومشكوة المصابيح، كتاب الإمارة، رقم (٣٦٧٥)، ومسند الإمام أحمد ٨٣/٤، رقم (١١٢٩٢)، مسند أبي سعيد الخدري، و٧/٧٢٥، رقم (٢٣٧٥٠)، مسند حذيفة بن اليمان

ضروری ہے کہ وہ ضرور بالضرور شریعت محمدیہ کے متبع ہوں گے اوران کی خاتمیت اضافی ہوگی اور ہمارے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اوردعوت عام وتام ہوگی۔ بہرحال خاتمیت حقیقی ہو یا اضافی، ظہور خاتم کے بعد ہر طبقہ زمین میں نبوت کا دعوی کفراوردجل ہوگا اور ہر طبقے کا مدعی نبوت کذاب اوردجال اور مسیلمہ اوراسود عنسی کی طرح واجب القتل ہوگا اور علی ہذا جو شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اوردعوت کو اسی طبقہ زمین کے ساتھ مخصوص سمجھتا ہواور ہر طبقے کے خاتم کو صاحب شرع جدید سمجھتا ہو وہ بلاشبہ کافراوردجال ہے۔

تاویل سوم

یہ بھی کہا جاسکتا ہے جیسا کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول عالم مثال پر محمول ہے کہ ہر طبقۂ زمین میں اس طبقۂ زمین کے صور مثالیہ اوراشباہ اورامثال موجود ہیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت اس معنی کی تائید کرتی ہے۔ وہ یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ان زمینوں میں مجھ جیسا ابن عباس بھی ہے اور ہر زمین میں اور ہر آسمان میں ایک خانہ کعبہ موجود ہے، اس طرح زمین وآسمان میں چودہ خانہ کعبہ موجود ہیں(۱)۔ حضرات اہل کشف کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور عالم مثال یعنی رؤیت مثالیہ پر محمول ہے اور فتوحات مکیہ میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔''(۲)

جدید فلاسفہ کا نظریہ

قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ سات آسمان ہیں اور سات زمینیں ہیں۔ فلاسفہ عصر آسمان کے

---

(۱) تفسیر روح البیان ۸۱/۳، سورۃ الأنعام، الآیۃ ۱۳۰۔

(۱) معارف القرآن کاندھلوی بتصرف یسیر ۱۵۹/۸۔۱۶۱، سورۃ الطلاق، آیت ۱۲/۔

نیز دیکھیے تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس ۶۴۔۷۶۔

وجود کے تو سرے سے قائل ہی نہیں اور زمین کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ صرف ایک زمین ہے اور باقی چھے زمینوں کے قائل نہیں۔ نیز ان کا ماننا ہے کہ فضا میں جو نیلگوں رنگ نظر آتا ہے یہ فضاء کا یا ایتھر کا رنگ ہے، اس لیے کہ بڑی بڑی نزدیک کن خوردبینوں سے سوائے کواکب کے فضاء میں کوئی اور جسم نظر نہیں آتا۔

مغالطہ مذکورہ کا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا نظر نہ آنا نہ ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا، ممکن ہے بعد مسافت کی وجہ سے آسمان نظر نہ آتا ہو!! اس لیے یہ انکار قابل التفات نہیں۔ نیز فلاسفہ عصر کا مذہب یہ ہے کہ اس فضاء اور خلا کی کوئی انتہا نہیں اور ظاہر ہے کہ خوردبین کی رسائی غیر محدود نہیں۔ پس ممکن ہے کہ آسمان اس غیر محدود فضاء اور غیر متناہی خلا کے اندر اتنے فاصلے پر واقع ہو کہ بعد مسافت کی وجہ سے دوربین کی رسائی نہ ہوسکتی ہو اور یہ نیلگوں رنگ جو ہم کو نظر آتا ہے وہ آسمان دنیا کا پلستر ہو، دیکھنے والے کو اصل عمارت تو نظر نہیں آتی، بلکہ اس کا پلستر دکھائی دیتا ہے۔

اسی طرح فلاسفہ کا سات زمینوں کے وجود کا انکار بھی بالکل بے دلیل ہے، جس طرح ایک زمین موجود ہوسکتی ہے اسی طرح سات زمینیں بھی موجود ہوسکتی ہیں۔ سات زمینوں کا وجود عقلاً محال اور ممتنع نہیں، نیز چوں کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان کے وجود کی خبر دی ہے(۱) لہذا اس پر ایمان لانا ضروری ہے، فلاسفہ کی

---

(١) وعن أبي هريرة ﷺ قال: بينما نبي الله ﷺ جالس وأصحابه، إذ أتى عليهم سحاب، فقال نبي الله صلى الله عليه وسلم: هل تدرون ما هذا؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: هذا العنان، هذه روايا الأرض، فيسوقها الله إلى قوم لايشكرونه، ولا يدعونه، ثم قال: هل تدرون ما فوقكم؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: فإنها الرقيع؛ سقف محفوظ وموج مكفوف. ثم قال: هل تدرون كم بينكم وبينها؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: بينكم وبينها خمس مئة عام. ثم قال: هل تدرون ما فوق ذلك؟ قالوا الله ورسوله أعلم. قال: سماء ان بعد ما بينهما خمس مئة سنة. ثم قال كذلك، حتى عد سبع سنوات، ما بين كل سمائين ما بين السماء والأرض. ثم قال: هل تدرون ما فوق ذلك؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: إن فوق ذلك العرش، وبينه وبين السماء بعد ما بين السمائين. ثم قال: هل تدرون ما الذي تحتكم؟ قالوا: الله ورسوله أعلم. قال: إن تحتها أرضا أخرى، بينهما مسيرة خمس مئة سنة، حتى عد سبع أرضين، بين كل أرضين مسيرة خمس مئة سنة، ثم قال: والذي نفس محمد بيده، لو أنكم دلّيتم بحبل إلى الأرض السفلى لهبط على الله، ثم قرأ: ﴿هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم﴾". الحديث، مر تخريجه آنفا.

بے دلیل باتوں سے قرآن وحدیث میں شکوک واوہام پیدا کرنا کسی مسلمان کو بالکل زیبا نہیں۔(۱)

آسمان افضل ہے یا زمین؟

اس میں علمائے اسلام کا اختلاف ہے کہ آیا آسمان افضل ہے یا زمین؟

اکثر علمائے شافعیہ کی رائے یہ ہے کہ آسمان افضل ہے، اس لیے اس میں اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کی گئی ہے، ابلیس لعین نے سجدے کا بے شک انکار کیا تھا، مگر وہ ایک ہی واقعہ ہے، جو شاذ اور نادر کے درجے میں قرار دیا جائے گا، بہ نسبت ان واقعات کثیرہ کے مقابلے میں، جو آسمان میں ظہور پذیر ہوتے ہیں اور زمین پر تو ہر وقت اللہ کی معصیت اور نافرمانی کا سلسلہ جاری ہے، لہذا آسمان افضل ہے۔ایک قول یہ ہے کہ زمین افضل ہے، یہ قول بھی اکثر حضرات سے نقل کیا گیا ہے، اس لیے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا مدفن اور ٹھکانہ ہے۔ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کی فتاوی حدیثیہ میں ہے:

سئل ـ نفع الله به ـ أيما أفضل: السماء أو الأرض؟ فأجاب بقوله: الأصح عند أئمتنا، ونقلوه عن الأكثرين: السماء؛ لأنه لم يعص الله فيها، ومعصية إبليس لم تكن فيها، أو وقعت نادرا، فلم يلتفت إليها. وقيل: الأرض، ونقل عن الأكثرين أيضا؛ لأنها مستقر الأنبياء ومدفنهم."(۲)

مذہب مالکیہ کی مشہور کتاب الشرح الکبیر میں ہے:

"الأكثر على أن السماء أفضل من الأرض، والله أعلم بحقيقة الحال".(۳)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء اور جمہور کی رائے یہی ہے کہ آسمان زمین سے افضل ہے۔

تاہم یہ واضح رہے کہ اگر آسمان کو زمین سے افضل کہا جائے گا تو وہ بقعہ مبارکہ، جس میں سرور دو عالم،

---

(۱) معارف القرآن کاندھلوی بتصرف ۸/۱۶۱۔۱۶۲، وفیض الباری ۳/۳۰۲۔

(۲) الكنز المتواري ۱۳/۱۲٤، والفتاوى الحديثية ۲٤۸، رقم (۱۸٦)، مطلب في أيما أفضل: السماء أو الأرض؟

(۳) حاشية الدسوقي مع الشرح الكبير ۲/٤٧٤، باب الأيمان، فصل في النذر.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، اسے مستثنیٰ کیا جائے گا، چوں کہ علماء نے لکھا ہے کہ وہ بقعہ شریفہ جہاں آپ علیہ السلام آرام فرما ہیں وہ تو تمام مخلوقات سے افضل ہے، حتیٰ کہ عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے، عرش اور کرسی بھی مخلوق ہیں، اب اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کی وجہ وہ بقعہ، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، عرش اور کرسی سے افضل ہو جائے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس، فما ضم أعضاء ه الشريفة فهو أفضل بقاع الأرض بالإجماع، حتى من الكعبة، ومن العرش على ما صرح به بعضهم، وقد صرح التاج الفاكهي بتفضيل الأرض على السماء؛ لحلوله صلى الله عليه وسلم بها، وحكاه بعضهم عن الأكثرين؛ لخلق الأنبياء منها، ودفنهم فيها. وقال النووي: الجمهور على تفضيل السماء".(١)

حضرۃ الامام خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فإن البقعة الشريفة الرحبة المنيفة، التي ضم أعضاء ه صلى الله عليه وسلم أفضل مطلقا، حتى من الكعبة ومن العرش والكرسي، كما صرح به فقهاؤنا رحمهم الله".(٢)

---

(١) الكنز المتواري ١٣/ ١٢٤، وشرح المناسك لعلي القاري ٥٣٢، باب زيارة سيد المرسلين ﷺ، فصل.

(٢) المهند على المفند، السوال الأول والثاني، توضيح الجواب، ص: ٦٧، ادارة الرشيد، كراچی.

وفي نسيم الرياض:

"ولا خلاف بين العلماء والمحدثين في أن موضع قبره أي الموضع الذي قبره فيه صلى الله تعالى عليه وسلم، وضم جسده الشريف أفضل من سائر بقاع الأرض كلها؛ بل هي أفضل من السماوات والعرش والكعبة، كما نقله السبكي، رحمه الله؛ لشرفه صلى الله تعالى عليه وسلم وعلو قدره".

نسيم الرياض شرح شفاء القاضي العياض ١٢١/٥، القسم الثاني فيما يجب على الأنام......، فصل في حكم زيارة قبره صلى الله عليه وسلم.

حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس طرف ہے کہ زمین آسمان سے افضل ہے، اس کی تصریح انہوں نے اپنے نعتیہ کلام ''قصیدہ بہاریہ'' میں فرمائی ہے۔(۱)

ایک اشکال اور اس کا جواب

اگر کوئی کہے اللہ عرش پر ہیں، محمد فرش پر ہیں، آپ فرش کو افضل کہہ رہے ہیں، چوں کہ وہ مکان محمد ہے، حالاں کہ عرش کو افضل ہونا چاہیے، چوں کہ وہ مکان اللہ کا ہے!!

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی مکان کی قید سے مقید نہیں، محمد تو جسم ہے، وہ تو مکان کی قید کے ساتھ مقید ہے، لیکن اللہ تعالی مکان کی قید کے ساتھ مقید نہیں، اس لیے یہ دلیل قابل قبول نہیں۔

بات وہی ہے کہ یہ ساری چیزیں مخلوق ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخلوق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق ہیں تو آپ کا جسم بھی افضل الخلائق والا جسام ہوگا، اسی طرح جو جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہوگی وہ افضل الامکنہ والبقاع ہوگی۔

ایک اہم فائدہ

قرآن کریم کے اعجاز و بلاغت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بعض الفاظ وکلمات ایسے ہوتے ہیں جن کا عموما بلغاء وفصحاء استعمال نہیں کرتے، ان کا استعمال خلاف بلاغت سمجھا جاتا ہے، جیسے ارض کی دو جمعیں آتی ہیں

---

(۱) الكنز المتواري ۱۳/۱۲۴۔

اس قصیدے کے بعض اشعار پیش خدمت ہیں:

پہنچ سکے شجر طور کو کہیں طوبی — مقام یار کو کب پہنچے مسکن اغیار؟
زمین و چرخ میں ہو کیوں نہ فرق چرخ و زمین — یہ سب کا بار اٹھائے وہ سب کے سر پر سوار
کرے ہے ذرۂ کوے محمدی سے تجلی — فلک کے شمس و قمر کو زمین لیل ونہار
فلک پہ عیسی وادریس ہیں تو خیر سہی — زمین پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی، پر ہے نہ ثانی احمد — زمین پہ کچھ نہ ہو، پر ہے محمدی سرکار

الامام محمد قاسم نانوتوی، حیات، افکار، خدمات، ص: ۳۶۰۔۳۶۱

"أراضي" اور "أرضون" یا "أرضین" تو یہ دونوں جمعیں ایسی ہیں کہ اہل عرب کلام بلیغ میں ان کو استعمال نہیں کرتے اور ان دونوں کلمات کو ثقیل سمجھتے ہیں۔

اوپر آیت کریمہ میں یہ مضمون بیان کیا گیا کہ سات آسمان اور سات زمینیں اللہ تعالی نے پیدا کیں......،

اب اگر فرماتے: 'سبع أرضين یا سبع أراضي' تو یہ کلام بلغاء کے خلاف ہوتا، اس لیے اللہ جل شانہ نے جو تعبیر اختیار فرمائی وہ یہ ہے: ﴿الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن﴾ کہ أراضي یا أرضين استعمال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اور مفہوم بھی ادا ہو گیا۔(۱)

آیت کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

آیت کریمہ میں سات آسمانوں کا صراحتاً ذکر ہے اور سات زمینوں کا بھی ذکر ہے کہ آیت میں مثل سے مثلیت فی العدد مراد ہے،(۲) ترجمہ بھی اسی سے متعلق تھا، سو مناسبت واضح ہے۔

﴿والسقف المرفوع﴾: السماء.

سورۃ الطور کی آیت ﴿والسقف المرفوع﴾ (۳) کی تفسیر فرما رہے ہیں کہ السقف المرفوع یعنی بلند چھت سے مراد آسمان ہے، جس طرح ہر گھر کی ایک چھت ہوتی ہے، اسی طرح یہ آسمان دنیا زمین کی گویا چھت ہے، یہ حضرت مجاہد کی تفسیر ہے۔(۴)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابن ابی نجیح کے طریق سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ

(۱) البيان والتبيين للجاحظ ۱/۲۱، مقدمة، وقد يستخف الناس الفاظا، ويستعملونها......، والطراز لأسرار البلاغة ۳/۲٤ـ۲٥، الصنف الثاني عشر في تحويل الألفاظ......، والنبراس شرح شرح العقائد للتفتازاني ۱۱۲.

(۲) تحذير الناس ٦٥، وفتح الباری ٦/۲۹۳، وعمدة القاری ۱٥/۱۱۱، والكنز المتوارى ۱۳/۱۲۲.

(۳) الطور/٥.

(٤) عمدة القاري ۱٥/۱۱۲.

سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

﴿سمکها﴾: بناء ها.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿رفع سمکها فسواها﴾ (۲) کے لفظ سمک کی توضیح کی جارہی ہے کہ سمک کے معنی بناء یعنی بنیاد کے ہیں۔ یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔(۳)

سمک بفتح السین وسکون المیم چھت اور اس کی موٹائی کو بھی کہتے ہیں اور بلندی کو بھی۔(۴)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۵)

﴿الحبك﴾: استواؤها وحسنها.

اس عبارت میں آیت مبارکہ ﴿والسمـاء ذات الحُبُك﴾ (٦) کی طرف اشارہ فرمایا ہے، حبک جمع ہے، اس کا مفرد حبیکة ہے، اس کے ایک معنی مطلقاً راستے کے ہیں، دوسرے معنی ستارے کے ہیں، جب کہ ایک قول کے مطابق ان راستوں کو کہتے ہیں جو بادلوں سے بنتے ہیں۔ یہ تمام معانی متقارب ہیں کہ ان سب سے آسمان کی زینت ہوتی ہے۔(۷)

﴿أذنت﴾: سمعت وأطاعت

(١)عمدة القاري ١٥/ ١١٢.

(٢)النازعات/ ٢٨.

(٣)عمدة القاري ١٥/ ١١٢.

(٤)القاموس الوحید، مادة: سمك، ومعارف القرآن للكاندهلوي ٨/ ٣٦١۔

(٥)عمدة القاري ١٥/ ١١٢.

(٦)الذاريات/ ٧.

(٧)التوضيح ١٩/ ٢٤.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿وأذنت لربها وحقت﴾ (۱) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ أذنت کے معنی أطاعت کے ہیں، ضمیر تانیث ماقبل آیت میں السماء کی طرف لوٹ رہی ہے۔

امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ أذن الشـــي، کے معنی ہیں: کسی چیز کی طرف کان لگا کر غور سے بات کا سننا، اطاعت کرنا اور حکم کی پیروی کرنا۔ اب مطلب آیات کا یہ ہوا کہ روز قیامت آسمان کو پھٹنے کا حکم ہوگا تو آسمان سرخم تسلیم کردے گا، حکم بجالائے گا اور پھٹ جائے گا، کیوں کہ بات کا سننا اور اس پر عمل پیرا ہونا اس کی ذمے داری ہے۔ (۲)

﴿وألقت﴾ أخرجت ﴿ما فيها﴾ من الموتى ﴿وتخلت﴾ عنهم.

اس عبارت میں آیت مبارکہ ﴿وألقت ما فيها وتخلت﴾ (۳) کی تفسیر کی گئی ہے کہ زمین اپنے اندر سے ہر چیز کو نکال پھینکے گی، خواہ وہ خزائن یا معادن ہوں، یا مردے اور ان کے دیگر اجزا وغیرہ، سب کو باہر نکال دے گی، اپنے پیٹ میں کسی کو نہ چھوڑے گی اور ان سے بالکل خالی ہو جائے گی۔ اس آیت کا تعلق ارض سے ہے، سابقہ آیت کا تعلق سماء سے تھا، مقصد یہی ہے کہ ہر دو کو اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے جو حکم دیا جائے گا وہ اسے بجالائے گا۔

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔ (۴)

﴿طحاها﴾: دحاها.

---

(۱) الانشقاق ۲ و ۵.

(۲) عمدة القاري ۱۵/۱۱۲، وتفسير النسفي (مدارک التنزيل) ۳/۶۱۸، الانشقاق.

(۳) الانشقاق/۴.

(٤) عمدة القاري ١٥/١١٢، وفتح الباري ٦/٢٩٤.

آیت مبارکہ ﴿والأرض وما طحاها﴾(۱) کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ طحاھا کے معنی دحاھا کے ہیں، جس کے معنی پھیلانے کے ہیں۔ طحا الشي، طحوا: پھیلانا اور کشادہ کرنا۔

اب آیت کے معنی یہ ہوئے:

''اور قسم ہے زمین اور جیسا کہ اس کو پھیلایا کہ کیسی عجیب حکمت قدرت سے کرہ ارضی کو پھیلا دیا گیا کہ اس میں بود و باش سہولت سے ہو سکے، پھر اس میں مخلوق کی ضرورت کی تمام چیزیں پیدا کر دیں۔''(۲)

اور اس تعلیق کو عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے موصولاً نقل کیا ہے۔ اور طبری نے بھی روایت کیا ہے۔(۳)

﴿بالساهرة﴾: وجه الأرض، كان فيها الحَيَوان؛ نومهم وسهرهم.

اس عبارت میں آیت مبارکہ ﴿فاذا هم بالساهرة﴾ (۴) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لفظ ساہرہ کے معنی بیان کیے ہیں کہ اس کے معنی روئے زمین اور سطح زمین کے ہیں، اس کو ساہرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حیوان اس میں جاگتے بھی ہیں اور سوتے بھی ہیں، سہر جاگنے کو کہتے ہیں۔(۵)

قیامت کے روز جس زمین میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا یعنی محشر، اس کا نام بھی ساہرہ ہے، ابن ابی حاتم

---

(۱) الشمس/٦.

(۲) معارف القرآن، از: کاندھلوی ٨/٤٦٥۔ نیز دیکھیے القاموس الوحید، مادة : طحو، وعمدة القاري ١٥/١١٣.

(۳) عمدة القاري ١٥/١١٣، وجامع البيان (تفسير الطبري) ١٢/٦٠١، وتفسير الإمام مجاهد ٢/٧٢٣، وفتح الباري ٦/٢٩٤.

(٤) النازعات/١٤.

(٥) عمدة القارى ١٥/١١٣، والقاموس الوحيد، مادة : سهر.

قال السندي رحمه الله: "أشار به إلى وجه سميتها بالساهرة". حاشيته على البخاري (قديمى) ١/٤٥٤.

رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس سے مرادارض قیامت ہے۔اسی طرح سفید ہموار زمین کو بھی ساہرہ کہتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جومعنی اختیار کیے وہ حضرت عکرمہ سے مروی ہے۔اوراس تعلیق کوابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

ترجمہ کے ساتھ مناسبت آیات

ان تمام آیتوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے کہ ان سب میں زمین وآسمان کی مختلف صفات ذکر کی گئی ہیں۔

اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،جن میں کی پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

۳۰۲۳ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الحَارِثِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، وَكَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أُنَاسٍ خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ(۲) فَذَكَرَ لَهَا ذٰلِكَ ، فَقَالَتْ : يَا أَبَا سَلَمَةَ ، اجْتَنِبِ الأَرْضَ ، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : (مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ) .

[ر : ۲۳۲۱]

تراجم رجال

۱)علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب الفهم في

(۱) عمدة القارى ۱۱۳/۱۵، والتوضيح ۲۵/۱۹، وتفسير الطبري ۴۲۹/۱۲-۴۳۰

(۲) قوله: "فدخل على عائشة": الحديث، مر تخريجه، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض.

العلم" کے تحت بیان ہو چکا ہے۔(۱)

۲) سفیان

یہ مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" میں گذر گئے ہیں۔(۲)

۳) عبداللہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات بدء الوحی کی "الحدیث الخامس" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۴) یحییٰ بن ابی کثیر

یہ یحییٰ بن ابی کثیر طائی یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۴)

۵) محمد بن ابراہیم بن الحارث

یہ محمد بن ابراہیم بن الحارث بن خالد تیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا اجمالی تذکرہ بدء الوحی اور تفصیلی تذکرہ کتاب الایمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة" کے تحت آچکا ہے۔(۵)

۶) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات

(۱) کشف الباری ۲۹۷/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۳۸/۱، الحدیث الأول و ۱۰۲/۳۔

(۳) کشف الباری ۴۶۲/۱۔

(۴) کشف الباری ۲۶۷/۴۔

(۵) کشف الباری ۲۳۸/۱، و ۷۳۹/۲۔

کتاب الایمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان" میں آچکے۔(۱)

٧)عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۲)

ترجمہ حدیث

مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان زمین کا کوئی تنازعہ تھا، ایک مرتبہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور صورت حال ان کے سامنے رکھی تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے ابوسلمہ! زمین سے بچو! کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبائے گا (روز قیامت) اسے سات زمینوں کا طوق (بیڑی) پہنایا جائے گا۔یعنی اس میں دھنسا دیا جائے گا۔

یہ حدیث کتاب المظالم میں گذر چکی ہے۔(۳)

باب کی دوسری حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٢٤ : حدّثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ(٤) قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ ، خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرَضِينَ) . [ر : ٢٣٢٢]

(۱) کشف الباری ۲/۳۲۳۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(٣) صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم(٢٤٥٣).

(٤) قوله: "عن أبيه": الحديث، مر تخريجه، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم (٢٤٥٤).

تراجم رجال

۱) بشر بن محمد

یہ بشر بن محمد مروزی سختیانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) عبداللہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں بزرگوں کے حالات بدء الوحی کی ''الحدیث الخامس'' میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۳) موسی بن عقبہ

یہ امام مغازی حضرت موسی بن عقبہ اسدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الوضوء، "باب إسباغ الوضوء" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۴) سالم

یہ سالم بن عبداللہ بن عمرو بن خطاب قرشی عدوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب الحياء من الإيمان" میں آچکا۔(۳)

۵) ابیہ

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام......" کے تحت بیان کیے جا چکے ہیں۔(۴)

اس حدیث کی شرح بھی کتاب المظالم میں گذر چکی ہے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری بشر ۱/۴۶۵، وابن المبارک ۱/۴۶۲

(۲) کشف الباری ۵/۱۷۷۔

(۳) کشف الباری ۲/۱۲۸۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

(۵) صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم (٢٤٥٤).

باب کی تیسری حدیث حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٢٥ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ [(١)] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا ، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ : ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ ، وَرَجَبُ مُضَرَ ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ) .

[ر : ٦٧]

تراجم رجال

۱) محمد بن المثنیٰ

یہ محمد بن المثنیٰ عنزی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) عبدالوہاب

یہ عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) ایوب

یہ ایوب بن کیسان بصری سختیانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان تینوں حضرات محدثین کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب حلاوۃ الإیمان" میں آچکا ہے۔(۲)

۴) محمد بن سیرین

یہ مشہور معبر محمد بن سیرین انصاری بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب اتباع الجنائز من الإیمان" کے تحت گذر چکے۔(۳)

---

(١) قوله: "عن أبي بكرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في كشف الباري، كتاب العلم، باب رب مبلغ أوعى من سامع. ٢٢٢/٣.

(۲) کشف الباری ۲۵/۲۔۲۶۔

(۳) کشف الباری ۵۲۴/۲۔

۵)ابن ابی بکرۃ

یہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نفیع بن حارث ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: رب مبلغ أوعى......" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۱)

۶)ابوبکرہ

یہ مشہور صحابی حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب ﴿وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا......﴾" کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق......

حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تعلق خطبہ حجۃ الوداع سے ہے، جس کی شرح کتاب العلم اور کتاب المغازی وغیرہ میں آچکی ہے،(۳) اس لیے ذیل میں صرف ترجمہ حدیث پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

ترجمہ حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زمانہ اپنی پہلی ہیئت کو لوٹ گیا ہے، جس دن کہ اللہ تعالی نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، سال کے تو بارہ ہی مہینے ہیں، جن میں کے چار حرام مہینے ہیں، تین پے در پے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور مضر قبیلے کا مہینہ رجب ہے، جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان کا ہوتا ہے۔

(۱) کشف الباری ۲۲۶/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۲۵/۲۔

(۳) کشف الباری، کتاب العلم ۲۲۷/۳۔۲۳۲، وکتاب المغازی ۶۲۵، وکتاب التفسیر ۲۶۵۔

باب کی چوتھی حدیث حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٢٦ : حدَّثني عُبَيْدُ بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ[1] : أَنَّهُ خاصَمَتْهُ أَرْوَى - فِي حَقٍّ زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا - إِلَى مَرْوَانَ ، فَقَالَ سَعِيدٌ : أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : (مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا ، فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ) .

قالَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ قالَ : قالَ لِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ : دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٢٣٢٠]

تراجم رجال

۱)عبید بن اسماعیل

یہ عبید بن اسماعیل ہباری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الحیض، "باب نقض المرأة شعرها......" کے ذیل میں گذر چکا ہے۔(۲)

۲)ابواسامہ

یہ ابواسامہ حماد بن اسامہ بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلم" میں گذر چکے۔(۳)

۳)ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) قوله: "عن سعيد بن زيد": الحديث، مر تخريجه، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم (٢٤٥٢).

(۲) کشف الباری، کتاب الحیض ۳۹۸۔

(۳) کشف الباری ۳/۲۱۴۔

۴) ابیہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" میں تفصیلا گذر چکا ہے۔ (۱)

۵) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل

یہ صحابی رسول حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۲)

حدیث میں مذکور واقعے کا خلاصہ

اس حدیث میں جس واقعے کا ذکر ہے اس کی تفصیل کتاب المظالم میں آ چکی ہے۔ (۳)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشہور صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے خلاف اروی بنت انیس نامی ایک خاتون نے یہ دعوی کیا کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کی زمین دبائی ہوئی ہے اور مقدمہ مشہور اموی حکمران مروان بن الحکم، جو اس وقت مدینے کا گورنر تھا، اس کی عدالت میں پیش کر دیا، مروان کے سامنے جب حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پیش ہوئے تو اس موقع پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں اس خاتون کا حق کیسے دبا سکتا ہوں؟ حالاں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی سن چکا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کسی کی بالشت بھر جگہ بھی دبائے گا، غصب کرے گا، اس پر ناحق قبضہ کرے گا تو قیامت کے روز اسے ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس قدر ہول ناک وعید سننے کے بعد بھلا میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں؟!!

اس کے بعد حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین بھی اس خاتون کے لیے چھوڑ دی اور اس

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۹۱ و ۲/۴۳۲-۴۳۶.

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه بالماء......

(۳) صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب اثم من ظلم شيئا من الأرض، رقم (٢٤٥٤).

کے خلاف بددعا کی، اللہ تعالی نے اس خاتون کے خلاف حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا قبول فرمائی۔(۱)

قال أبو الزناد: عن هشام عن أبيه، قال: قال لي سعيد بن زيد: دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم

تعلیق مذکور کا مقصد وتخریج

اس تعلیق کا مقصد صرف یہ بتلانا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت ہے اور انہوں نے خود ان سے یہ حدیث سنی ہے، علامہ عینی فرماتے ہیں:

"وأراد البخاري بهذا التعليق بيان لقاء عروة سعيدا، وتصريح سماعه منه الحديث المذكور".(۲)

اور اس تعلیق کے متعلق حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ روایت موصولا مجھے نہیں ملی۔(۳)

احادیث باب کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت

باب کی پہلی، دوسری اور چوتھی حدیث کی مناسبت تو ترجمۃ الباب کے ساتھ بالکل واضح ہے کہ ان سب میں صراحتاً سات زمینوں کا ذکر ہے، البتہ باب کی تیسری حدیث (حدیث ابوبکرہ) میں لفظ الأرض مفرد آیا ہے، اس طرح یہ حدیث ترجمۃ الباب کے مطابق نہیں ہے کہ آسمانوں کے متعدد ہونے کا تو یہاں ذکر ہے، لیکن زمین کے لیے مفرد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

جوابات

چناں چہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ کہا ہے کہ الأرض میں الف لام جنس کا ہے، لہذا ارضین کا تعدد نکل آئے گا، یا اس امر کی طرف اشارہ کے لیے ہے کہ ارض سے مراد معہود یعنی جمع ہے۔

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١١٤، وفتح الباري ٦/٢٩٥، وشرح القسطلاني ٥/٢٥٦.

(۲) حواله جات بالا، والتوضيح ١٩/٢٦.

(۳) هدي الساري ٤٨.

۱۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ اگر چہ یہاں مذکور لفظ الأرض ہے، مگر مراد سبع ارضین ہے۔(۱)

۲۔علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن عساکر کے نسخے میں لفظ ارضین جمع کے ساتھ ہے، (حاشیہ میں بھی اس کا ذکر ہے)، نیز حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر روایت جمع والی ہے تو مناسبت بالکل ظاہر ہے۔(۲)

لیکن یہ دوسرا احتمال ضعیف ہے، اسے اختلاف نسخ پر محمول کرنا تھوڑا مشکل ہے، کیوں کہ یہی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند کے ساتھ مغازی میں بھی نقل کی ہے، اس میں بھی لفظ ارض مفرد واقع ہوا ہے۔(۳)

۳۔حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ذکر کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مراد ومقصد کو ایک مختلف تعبیر سے ادا کیا ہے اور آیت کریمہ ﴿الله الذي خلق سبع سموات ومن الأرض مثلهن﴾ کے مضمون کو مؤکد و ثابت فرمانے کے لیے یہ حدیث ذکر فرمائی ہے کہ جیسے سال کے بارہ مہینے ہیں اور بارہ مہینوں کا یہ عدد اس دن سے ہے جس دن اللہ تعالی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، مگر جاہلیت میں لوگوں کی شرارت سے یہ مہینے آگے پیچھے ہو گئے تھے اور اب یہ مہینے دوبارہ لوٹ کر اپنی اصلی اور صحیح ترتیب پر آ گئے ہیں۔اسی طرح یہ سات زمینیں بھی سات آسمانوں کی طرح عدد میں مطابق ہیں، جیسے شروع دن سے سات آسمان ہیں اسی طرح زمینیں بھی اسی دن سے سات ہیں، چناں چہ سال کے بارہ مہینوں کی مطابقت، مطابقتِ زمانی ہے اور آسمان و زمین کے عدد کی مطابقت، مطابقتِ مکانی ہے۔واللہ اعلم بالصواب(۴)

---

(۱) عمدة القاري ١١٣/١٥.

(۲) الكنز المتوارى ١٢٧/١٣، وشرح القسطلانى ٢٥٥/٥، وصحيح البخارى (قديمى) ٤٥٤/١.

(۳) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حجة الوداع، رقم (٤٤٠٦).

(٤) البداية والنهاية ٤٢/١، وشرح القسطلاني ٢٥٥/٥، والكنز المتواري ١٢٧/١٣-١٢٨.

٣ - باب : في النُّجُومِ.

ماقبل سے مناسبت

مخلوقات خداوندی کا ذکر ماقبل سے چلا آرہا ہے، سابقہ باب میں زمینوں کی تخلیق کو بیان کیا گیا تھا اور یہ باب ستاروں کے بیان میں ہے، ستارے بھی اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔

نجوم کی لغوی واصطلاحی تحقیق

نجوم نجم کی جمع ہے، ہر وہ چیز جو ظاہر ہو یا زمین سے اُگتی ہو اسے نجم کہا جاتا ہے، چناں چہ مختلف نباتات جو زمین سے بیل کی شکل میں اُگتے ہیں، مثلاً کدو وغیرہ، ان پر بھی نجم کا اطلاق ہوتا ہے۔ حماسی کا شعر ہے:

ولو أني أشاء لكنت منه مكان الفرقدين من النجوم (١)

اس شعر میں لفظ نجوم کے ایک معنی نبات الارض ہے۔ اور ستارے بھی چوں کہ آسمان دنیا پر ظاہر ہوتے ہیں اس لیے انہیں نجم کہا جاتا ہے۔ (٢)

اور اصطلاحاً نجوم ان اجرام سماویہ کے لیے بولا جاتا ہے جو آسمان پر دکھائی دیتے ہیں، یہ اپنا ٹھوس مادی وجود رکھتے ہیں، ان کی روشنی ذاتی ہوتی ہے، جیسے سورج کہ وہ بھی ایک اوسط درجے کا ستارہ ہے، چناں چہ یہ اجرام بذات خود روشنی اور حرارت کا منبع اور مرکز ہیں اور انہیں کسی دوسرے جسم سے اکتساب نور وحرارت کی

---

(١) ديوان الحماسه لأبي تمام ٣٢، قال بعض بني أسد، طبع قديمي.

(٢) حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے بارے میں آیا ہے: "هذا إبان نجومه، أي: ظهوره". تاج العروس، مادة: ن، ج، م۔ نیز دیکھیے، تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس ١/٢٣٩، وأعلام النبوة ١/١٩٨، والروض الأنف للسهيلي ٢/٣٠، ذكر الرسول صلى الله عليه وسلم ينتشر، وسمط النجوم العوالي للعصامي ١/٣١٦.

ضرورت نہیں پڑتی۔

آسمان پر ایک اور چیز بھی پائی جاتی ہے، جسے سیارہ کہتے ہیں، سیاروں کی روشنی ذاتی نہیں ہوتی، بلکہ یہ سورج سے اکتساب نور وحرارت کرتے ہیں، جیسے چاند۔

ستاروں کے مقابلے میں سیارے بہت کم ہیں، اب تک کی تحقیق کے مطابق سیاروں کی تعداد ۱۷۰۰ ہے، جب کہ ستارے، جنہیں ثوابت بھی کہا جاتا ہے، سیاروں سے کروڑ گنا زیادہ ہیں۔(۱)

ستارے متحرک ہیں یا ساکن؟

قدیم حکماء، فلاسفہ یونان وغیرہ کا خیال یہی تھا کہ یہ ستارے آسمانوں کے اندر گڑھے ہوئے ہیں، ان میں حرکت نہیں، صرف سکون ہی سکون ہے، ایک جگہ کھڑے رہتے ہیں۔

لیکن بعد کے فلاسفہ جدید وماہرین فلکیات نے یہ کہا ہے کہ یہ ستارے آسمان سے جڑے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ حرکت میں ہیں، قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿کل في فلك يسبحون﴾ (۲) کہ سارے اجرام فلکی حرکت میں ہیں، فضا میں تیرتے رہتے ہیں۔

یہاں لفظ ''کل'' جمع کے لیے ہے، اس سے مراد تمام ستارے بشمول سورج اور تمام سیارے بشمول چاند ہیں، اگرچہ آیت کریمہ میں لفظ کل کی ضمیر شمس اور قمر کی جانب راجع ہے، تاہم ان سے مراد تمام ستارے اور سیارے ہیں، علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ مدارک میں فرماتے ہیں:

"﴿وكل﴾ التنوين فيه عوض عن المضاف إليه، أي: وكلهم، والضمير للشموس والأقمار".(۳)

---

(۱) الهيئة الكبرى ۱/۸۱، فصل في بيان تقسيم الكواكب، وفهم فلكيات، ۱۸۲-۱۸۸، ملخصا.

(۲) يس/۴۰.

(۳) تفسير النسفي المسمى بمدارك التنزيل وحقائق التأويل ۳/۱۰۵، سورة يس، وفهم فلكيات ۲۴۳.

حضرت موسی روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے(۱) اور جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا کہ آج کل کی جدید تحقیق بھی یہی ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے جو یہ فرمایا ہے: ﴿ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناها رجوما للشیطین......﴾(۲) کہ "تحقیق ہم نے مزین کردیا ہے آسمان دنیا کو، جو انسانوں کی نظروں کے سامنے ہے، روشن چراغوں سے اور ان کو بنایا ہم نے پھینک مارنے کا ذریعہ شیاطین کے واسطے......" اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اجرام فلکی آسمان دنیا سے جڑے ہوئے ہیں اور جب یہ جڑے ہوئے ہوں گے تو لامحالہ حرکت میں نہیں ہوں گے؟!! جب کہ آپ انہیں متحرک کہہ رہے ہیں؟؟!!

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ آسمان دنیا کو مزین کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ستارے آسمان کے اندر یا اس کے اوپر لگے ہوئے ہوں، بلکہ تزیین اس صورت میں بھی صادق ہے جب کہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں ہوں، جیسا کہ تحقیق جدید سے اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، یہ اس کے منافی نہیں اور آیات کے درمیان کوئی تعارض بھی نہیں۔

دراصل ہر کس دناکس فلکیات کی ان باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتا، چناں چہ آیت کریمہ میں عام انسانی نگاہ کا اعتبار کیا گیا ہے کہ دیکھنے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ آسمان دنیا کے ستارے ہیں، درحقیقت ایسا نہیں، یہ ستارے آسمان سے بہت نیچے خلا میں تیر رہے ہیں۔(۳)

شیاطین پر کیا چیز پھینکی جاتی ہے؟

اس کے بعد یہ سمجھیے کہ آیت کریمہ میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ یہ ستارے چوری چھپکے آسمانی خبروں کی

---

(۱) الهيئة الكبرى ۸۱/۱-۸۵، فصل في بيان تقسيم الكواكب.

(۲) الملك/۵.

(۳) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، معارف القرآن دیوبندی ۵۱۹/۸، وکاندھلوی ۱۸۵/۸-۱۸۸۔

تلاش میں آنے والے شیاطین پر پھینک مارے جاتے ہیں اور انہیں اس طرح آسمان سے دور رکھا جاتا ہے، جب کہ اوپر یہ بات عرض کی جاچکی ہے کہ ستارے ٹھوس ہوتے ہیں اور وہ ثوابت کہلاتے ہیں، اس مضمون کی تفسیر میں حضرت مولانا عبدالمالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہاں آیت میں ﴿جعلناها﴾ کی ضمیر جنس مصابیح کی طرف راجع ہے، نہ کہ عین مصابیح کی طرف۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (۱) فرماتے ہیں: ''یہ اس لیے کہ شیاطین پر یہ ستارے نہیں پھینکے جاتے، جو آسمان پر ہیں۔'' تو اصل یہ ہے کہ لفظ مصابیح یا کوکب ونجوم ان ستاروں پر بھی بولا جاتا ہے جو آسمان پر ہیں اور ان ان ادخنہ اور شعاعوں کو بھی کہا جاتا ہے جو ستاروں کے ساتھ ہیں، یہی ادخنہ اور شعاعیں ٹوٹتی ہیں اور انہی کو پھینکا جاتا ہے، زمین سے جو دخانی مادے اٹھ کر فضا میں اوپر چڑھ جاتے ہیں تو کرہ نار کے قریب پہنچ کر ان میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کوئی جلتا ہوا شعلہ پھینکا جارہا ہے۔ (یہ شہابیے کہلاتے ہیں۔) یہ ادخنہ ستاروں ہی کی طرح ہوجاتے ہیں، اس وجہ سے ان کو بھی کواکب ونجوم کی جنس شمار کیا گیا، مگر بہرکیف یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، جس مادہ دخانی کو اللہ تعالی اپنے ارادے سے اس طرح چلنے اور بکھرنے کا حکم دے گا وہی ایسا ہوگا، ورنہ نہیں، یعنی ان کا یہ ٹوٹنا اور بکھرنا خود ان کا طبعی تقاضا نہیں اور چوں کہ یہ بھی ستاروں کی ایک قسم ہوگئے، اس وجہ سے پھٹنے کے بعد زمین پر نہیں گرتے، حالاں کہ ان کا میل طبعی (کشش ثقل کے قانون کی رو سے) زمین کی طرف ہونا چاہیے تھا، بلکہ ایک

---

(۱) قال ابن كثير الدمشقي رحمه الله:

"عاد الضمير في قوله: ﴿وجعلناها﴾ على جنس المصابيح، لا على عينها؛ **لأنه لا** يرمى بالكواكب التي في السماء، بل بشهب من دونها، وقد تكون مستمدة منها. والله أعلم".

تفسير ابن كثير، سورة الملك، الآية: ٥.

وللاستزادة انظر التفسير الكبير للإمام الرازي ٢٦/ ١٠٤-١٠٨، الصافات: ٦-١٠

جانب سے دوسری جانب اس طرح بکھر جاتے ہیں جیسا کسی نے پھینک مارا......''۔(۱)

ترجمۃ الباب کا مقصد

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترجمۃ الباب کے سیاق اور اس کے تحت جو کچھ مولف رحمۃ اللہ علیہ نے درج فرمایا ہے اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ستاروں کی تخلیق سے جو معتبر مقاصد شریعت سے ثابت ہیں انہیں بیان کرنا ہے، نیز ان ستاروں میں جو کچھ مخترعین اور مبتدعین نے اپنی طرف سے باتیں پیدا کی ہیں ان پر رد کرنا ہے۔(۲)

وَقَالَ قَتَادَةُ : «وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ» /الملك : ٥/ : خَلَقَ هٰذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ : جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ ، وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ ، وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا ، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَخْطَأَ ، وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ ، وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ .

---

(۱) معارف القرآن کاندھلوی ۱۸۴/۸، سورۃ الملک۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

''اور ستاروں کو شیاطین کے دفع کرنے کے لیے انگارے بنا دینے کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ ستاروں میں سے کوئی مادہ آتشیں ان کی طرف چھوڑ دیا جاتا ہو، ستارے اپنی جگہ رہتے ہوں، عوام کی نظر میں چوں کہ یہ شعلہ ستارے کی طرح حرکت کرتا ہوا نظر آتا ہے اس لیے اس کو ستارے ٹوٹنا اور عربی میں انقضاض الکواکب کہہ دیتے ہیں''۔(قرطبی ۲۱۱/۱۸)'' معارف القرآن ۵۱۷/۸۔۵۱۸

اور امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فإن قلت: جعل الكواكب زينة للسماء يقتضي بقاءها، وجعلها رجوما للشياطين يقتضي زوالها، فكيف الجمع بين الحالتين؟

قلت: قالوا: إنه ليس المراد أنهم يرمون بأجرام الكواكب؛ بل يجوز أن تنفصل من الكواكب شعلة، وترمى الشياطين بتلك الشعلة، وهي الشهب، مثلها كمثل قبس يؤخذ من النار، وهي على حالها".

تفسير الخازن ٣١٩/٤، سورة الملك /٥.

(٢) الكنز المتواري ١٢٨/١٣.

''اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ(۱) آیت کریمہ ﴿ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح......﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان ستاروں کو تین مقاصد کے تحت پیدا کیا ہے، چناں چہ ان کے ذریعے آسمان کو زینت بخشی، شیاطین کو دفع کرنے کا ذریعہ بنایا اور ایسی نشانیاں بنایا جن کے ذریعے راہ نمائی لی جائے۔ سو جو شخص ان مقاصد ثلاثہ کے علاوہ ان کی کوئی تاویل کرے گا تو وہ یقیناً خطا کار ہوگا، اپنے آخرت کے نصیب کو ضائع کرنے والا ہوگا اور اس کے معلوم کرنے کے لیے بے جا تکلف کرے گا جس کا اسے علم نہیں ہے۔''

اثر قتادہ کا مقصد

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے تخلیق نجوم کے جو فوائد اس عبارت میں ذکر کیے ہیں ان میں سے دو پر تو گذشتہ صفحات میں تفصیلی بات ہو چکی ہے۔

تاہم تیسرا فائدہ ان ستاروں کا یہ ہے کہ ان کے ذریعے سفر کے دوران راہ نمائی لی جاتی ہے، چناں چہ زمین ہی کی چیزیں صرف راستوں کی علامات نہیں، بلکہ لق ودق صحراؤں، بیابانوں، دریاؤں، سمندروں اور گھنے جنگلات میں ستارے بھی راستے کی علامتیں ہیں کہ قافلے ان کی سیدھ میں چلتے ہیں، سمت، رخ اور راستوں کا پتہ ستاروں کے ذریعے چلتا ہے، اگر یہ علامتیں نہ ہوتیں تو بہت مشکل پڑ جاتی، خصوصاً آج کے اس جدید خلائی دور میں ان کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے، بڑے بڑے دخانی جہازوں کے کپتانوں کا سہارا یہی قطب نما (کمپاس) رہتا ہے، جو قطب ستارے(۲) کی سمت متعین کرتا ہے(۳)۔

سبحان اللہ الخالق العلام

(۱) ان کے حالات کشف الباری، کتاب الایمان ۲/۳، ''باب من الإیمان أن یحب لأخیه......'' میں گذر چکے ہیں۔

(۲) قطب ستارہ یا قطب تارہ (Polaris) ہمیشہ شمال کی جانب رہتا ہے، اس کی مدد سے سمتوں کے سمجھنے میں آسانی رہتی ہے، صحراؤں اور سمندروں میں مسافروں کی راہ نمائی کرتا ہے، اس کا زمین سے فاصلہ ۴۶۶ نوری سال ہے، یہ سورج سے ۱۶۳۰ گنا روشن ہے۔ فہم فلکیات ۲۱۱، ستاروں کے فاصلے، نوری سال۔

(۳) ملخصاً وبتصرف یسیر من تفسیر ماجدی، سورۃ النحل ۲/۷۷۵، النحل ۱۶.

خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے ان ستاروں کو تین مقاصد کے پیش نظر پیدا کیا ہے، اس کے علاوہ اگر کوئی ان میں تاویلیں کرے گا تو وہ خطا کار ہے اور بلا وجہ کی تکلیف اٹھا رہا ہے۔ اس سے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد نجومیوں پر رد کرنا ہے جو ستاروں کے ذریعے سعد اور نحس معلوم کرتے ہیں۔(۱)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اثر یہاں مختصراً نقل کیا گیا ہے، اس کی مزید تفصیل عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے بایں الفاظ نقل کی ہے:

"إن ناسا جَهَلَةً بأمر الله قد أحدثوا في هذه النجوم كهانة: من غرس كذا كان كذا، ومن سافر بنجم كذا كان كذا، ولعمري ما من النجوم نجم إلا ويولد به الطويل والقصير، والأحمر والأبيض، والحسن والدميم، وما علم هذه النجوم وهذه الدابة وهذا الطائر شيء من الغيب".(۲)

"کچھ لوگ، جو امر خداوندی سے ناواقف ہیں، انہوں نے ان ستاروں کو کہانت کا ذریعہ بنا لیا ہے، کبھی کہتے ہیں فلاں ستارے کے طلوع کے وقت جو درخت (پودے) لگائے گا اس کو یہ یہ فائدہ ہوگا اور کبھی کہتے ہیں جو فلاں ستارے کے طلوع ہوتے وقت سفر کرے گا اس کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔ بخدا! ستاروں میں سے ہر ستارے کے ساتھ طویل بھی پیدا ہوتا ہے کوتاہ قد بھی، سرخ بھی اور سفید بھی، اچھی صورت والا بھی اور بدصورت بھی، چناں چہ ان ستاروں، ان جانوروں اور ان پرندوں کو غیب کی کیا خبر!؟ (سب اٹکل کی باتیں ہیں، جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی)"۔

---

(۱) قال الإمام الكشميري رحمه الله تعالى:

"أما النحوسة والبركة؛ فإنها أهون على الله من ذلك. كيف! وأنها مسخرة تصعد وتغرب، تغيب وتشرق، وتدور كل ساعة كالخدام، فهي أصغر على الله من أن تكون فيها النحوسة والبركة. نعم، يعلم من القرآن أن في السموات دفاتر، وفيها تدابير أيضا، وإليه أشار البخاري من قوله: فمن تأول فيها بغير ذلك أخطأ". فيض الباري ۴/۳۰۴.

(۲) فتح الباري ۶/۲۹۵، والكنز المتواري ۱۳/۱۲۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۵.

اثر مذکور کی تخریج

اس اثر کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یونس عن شیبان عن قتادۃ کے طریق سے، سورۃ النحل کے کلمہ ﴿وعلامات﴾(۱) کی تفسیر کے تحت نقل کیا ہے۔(۲)

اثر مذکور کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس اثر کی مناسبت بالباب واضح ہے کہ اس میں تخلیق نجوم کی حکمتیں اور فوائد بیان کیے گئے ہیں اور نجومیوں پر رد کیا گیا ہے۔

داؤدی کا اعتراض اور حافظ صاحب کا جواب

علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے اس جملے "أخطأ وأضاع نفسه" پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہاں حضرت سے تسامح ہوگیا ہے، اس کے بجائے انہیں یوں کہنا چاہیے تھا "قائل ذلك كافر" کہ ایسا اعتقاد رکھنے والا تو کافر ہے۔(۳)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اس طرح کا اعتقاد رکھے اس کا کفر متعین نہیں، بلکہ یہاں دو باتیں ہیں:

۱۔کسی کا یہ اعتقاد رکھنا کہ ستارے موثر بالذات ہیں اور امور کائنات میں تصرف رکھتے ہیں۔ یہ کفر ہے۔

۲۔زمین پر رونما ہونے والے کسی معاملے پر اگر ستاروں کو نشان مقرر کرے کہ ستاروں کے الٹ پھیر سے یہ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں تو یہ اعتقاد کفر نہیں۔(۴)

---

(۱) النحل/۱٦.

(۲) فتح الباري ٦/٢٩٦، وعمدة القاري ١٥/١١٥.

(۳) فتح الباري ٦/٢٩٥، والتوضيح ١٩/٢٧.

(٤) حواله جات بالا، وعمدة القاري ١٥/١١٥.

جیسے موسمیات والے مختلف حسابات اور آلات کے ذریعے کبھی بارش یا کبھی برف باری یا دیگر موسمیاتی تبدیلیوں کی اطلاع دیتے ہیں، اگر انہیں موثر بالذات نہ سمجھا جائے تو کفر نہیں۔(۱)

اس بارے میں مزید تفصیل ان شاء اللہ کتاب الاستسقاء میں آئے گی۔

علم نجوم کے بارے میں احادیث

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ذم النجوم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا ہے:

"لاتسألوا عن النجوم". (۲)

کہ "ستاروں کے بارے میں پوچھتے مت پھرو"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النظر في النجوم". (۳)

کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستاروں کے بارے میں غور و فکر سے منع کیا ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"إذا ذكر أصحابي فأمسكوا، وإذا ذكر النجوم فأمسكوا، وإذا ذكر القدر فأمسكوا". (٤)

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس طرح کی احادیث مروی ہیں۔(۵)

---

(۱) وفي كتاب الأنواء لأبي حنيفة: "المنكر في الذم من النجوم نسبة الأمر الى الكواكب، وأنها هي المؤثرة؛ فأما من نسب التأثير إلى خالقها، وزعم أنه نصبها أعلاما، وضربها آثارا على ما يحدثه، فلا جناح عليه". عمدة القاري ١٥/١١٥. وكذا انظر الأنواء في مواسم العرب لابن قتيبة الدينوري ١٩-٢٠، معنى العرب في نسبة المطر إلى النوء.

(٢) التوضيح ١٩/٢٧، والفردوس للديلمي ٥/٦٤، رقم (٧٤٧٠).

(٣) التوضيح ١٩/٢٨، والضعفاء الكبير ٢/٥٠، رقم (٤٨٠)، والكامل لابن عدي ٤/٤١-٤٢، رقم (٦٥٣).

(٤) رواه الطبراني في الكبير ١٠/١٩٨، رقم (١٠٤٤٨)، وأبونعيم في الحلية ٤/١٨٠.

(۵) تفصیل کے لیے دیکھیے: تعلیقات التوضیح ١٩/٢٨۔

مشہور عباسی خلیفہ مامون رشید کا قول ہے کہ دو علوم ایسے ہیں جن میں، میں نے بہت دل چسپی لی اور ان کی گہرائی تک گیا، مگر انہیں درست نہیں پایا، ایک علم نجوم۔ دوسرا سحر۔ (۱)

وقال ابن عباس: ﴿هشيما﴾: متغيرا.

﴿هشيما﴾ کے ذریعے قرآن کریم کی آیت ﴿فأصبح هشيما تذروه الرياح﴾ (۲) کی طرف اشارہ فرمایا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیری قول نقل کر کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس لفظ کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ ہشیم کے معنی متغیر اور تبدیل شدہ کے ہیں۔ (۳)

جب کہ ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس لفظ کے معنی یابسا مفتتا سے کیے ہیں، یہ چوں کہ گھاس کی صفت ہے، اس لیے یہاں اس کے معنی ہوں گے 'سوکھی اور خشک گھاس' جس کو ہوا ادھر ادھر اڑاتی پھرے۔ (۴)

اثر مذکور کی تخریج

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے موصولا اس کا طریق نہیں ملا، تاہم اسماعیل بن ابی زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اس قول کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (۵)

والأب: ما يأكل الأنعام

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿وفاكهة وأبا﴾ (۶) کی طرف اشارہ ہے اور الأب کی تفسیر کی گئی ہے۔ یہ تفسیری جملہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، چناں چہ ان کے بقول الأب اس چیز کو کہتے ہیں جس کو

---

(۱) التوضيح ۱۹/۲۹.

(۲) الكهف/۴۵.

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۱۵.

(۴) فتح الباري ۶/۲۹۵، ومجاز القرآن ۱/۴۰۵، سورة الكهف.

(۵) حواله بالا، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۵، والتوضيح ۱۹/۳۰، وتغليق التعليق ۳/۴۹۰.

(۶) عبس/۳۱.

جانور کھاتے ہیں۔ ویسے لغت میں الأب تر یا خشک گھاس کو کہتے ہیں۔(۱)

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ الأب کا جانوروں میں وہی درجہ ہے جو فواکہ (پھلوں) کا انسانوں میں ہے۔(۲)

اثر مذکور کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس تفسیری اثر کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عاصم بن کلیب عن أبیہ کے طریق سے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے:

"الأب: ما أنبته الأرض مما تأكله الدواب، ولا يأكله الناس". (۳)

والأنام: الخلق

اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿والأرض وضعها للأنام﴾ (۴) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لفظ انام کی تفسیر بیان کی ہے، مذکورہ تفسیر بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ لفظ انام بمعنی خلق یعنی مخلوق ہے، یہ علی بن ابی طلحہ کا طریق ہے، جب کہ سماک عن عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کے معنی الناس مروی ہے، اب دونوں میں عموم خصوص کی نسبت ہو جائے گی، یعنی ناس خاص ہے اور خلق عام۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے الأنام کے معنی الجن والانس بیان کیے گئے ہیں۔

اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہر ذی روح انام کہلاتی ہے۔(۵)

---

(١) القاموس الوحيد، مادة: الأب.

(٢) التوضيح ١٩/ ٣٠.

(٣) حواله بالا، وعمدة القاري ١٥/ ١١٥، وفتح الباري ٦/ ٢٩٦، وتغليق التعليق ٣/ ٤٩٠.

(٤) الرحمن/ ١٠.

(٥) التوضيح ١٩/ ٣٠، وعمدة القاري ١٥/ ١١٥، وفتح الباري ٦/ ٢٩٦، وتغليق التعليق ٣/ ٤٩٠.

اثر مذکور کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو بھی ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

﴿برزخ﴾: حاجب

اس میں آیت کریمہ ﴿بینهما برزخ لا یبغیان﴾ (۲) کے لفظ برزخ کی طرف اشارہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر حاجب نقل کی گئی ہے، جس کے معنی حائل اور رکاوٹ کے ہیں، مطلب آیت کا یہ ہے کہ نمکین اور شیریں دونوں دریاؤں کے درمیان ایک نظر نہ آنے والی قدرتی رکاوٹ ہے، جو دونوں پانیوں کو ملنے نہیں دیتی۔(۳)

اکثر نسخ بخاری میں اسی طرح حاجب ہے، تاہم مستملی اور کشمیہنی کے نسخے میں حاجز ہے، یعنی بائے موحدہ کی بجائے زائے معجمہ ہے۔معنی دونوں کے تقریباً ایک ہی ہیں۔(۴)

اثر مذکور کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اثر بھی ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۵)

وقال مجاهد: ﴿ألفافا﴾: ملتفة

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿وجنات ألفافا﴾ (۶) کی تفسیر کی گئی ہے، جو دراصل حضرت مجاہد رحمۃ

---

(۱) حوالہ جات بالا۔

(۲) الرحمن/۲۰.

(۳) اس آیت کے مضمون سے متعلق مزید تفصیل آگے باب نمبر دس (۱۰) میں آرہی ہے۔

(٤) عمدة القاري ١١٦/١٥، وفتح الباري ٢٩٦/٦، وشرح القسطلانی ٢٥٦/٥.

(٥) فتح الباري ٢٩٦/٦، وتغليق التعليق ٤٩٠/٣.

(٦) النبأ/١٦.

اللہ علیہ کا تفسیری کلام ہے کہ الفافا بمعنی ملتفة ہے، جس کے معنی گھنے اور گنجان کے ہیں، آیت کا ترجمہ ہے: ''اور گھنے باغات''۔(۱)

الفاف کی تحقیق

الفاف کا واحد کیا ہے؟ اس میں اہل لغت کا اختلاف ہے، چناں چہ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اس کا واحد لِف ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق اس کا واحد لفیف ہے، تاہم امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو جمع الجمع قرار دیا ہے، امام ابو جعفر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل عربیت کا الفاف کے مفرد میں اختلاف ہے، بعض نحاۃ بصرہ اس کا مفرد لف کو قرار دیتے ہیں اور بعض نحاۃ کوفہ لف اور لفیف دونوں کو مفرد کہتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ الفاف بھی جمع ہے اور اس کا مفرد لف بھی جمع ہے، چناں چہ کہتے ہیں جنۃ لفاء وجنات لِف، پھر لف کی جمع الفاف ہے، کیوں کہ عربوں سے یہ بات نہیں سنی گئی کہ وہ شجرۃ لف کہتے ہوں، سو اس کا واحد لفاء ہے، جس کی جمع لف ہے اور لف کی جمع الفاف ہے۔(۲) چناں چہ وہ جمع الجمع ہے، گویا طبری کے نزدیک یہی راجح ہے۔

والغلب: الملتفة

اس میں آیت مبارکہ ﴿وحدائق غلبا﴾(۳) کی تفسیر کی گئی ہے کہ اس کے معنی ملتفة کے ہیں، یعنی ایک دوسرے میں پیوست، گنجان اور گھنے باغات، باب سمع سے غلب الحدیقة کے معنی ہیں: باغ کا گھنا اور گنجان ہونا۔ یہ تفسیر بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔(۴)

---

(۱) القاموس الوحيد، مادة: لفّ، وعمدة القاري ۱۱٦/۱٥.

(۲) التوضيح ۳۱/۱۹، وعمدة القاري ۱۱٦/۱٥، وفتح الباري ۲۹٦/٦.

(۳) عبس/۳۰.

(٤) عمدة القاري ۱۱٦/۱٥، والقاموس الوحيد، مادة: غلب.

دونوں آثار کی تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دونوں آثار عبد بن حمید نے، ابن ابی نجیح عن مجاہد کے طریق سے، اپنی تفسیر میں موصولاً نقل کیے ہیں۔(۱)

﴿فراشا﴾: مهادا، كقوله: ﴿ولكم في الأرض مستقر﴾

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿الذي جعل لكم الأرض فراشا﴾(۲) کی تفسیر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ فراش کے معنی مہاد کے ہیں اور مہاد ہموار ونشیبی زمین کو بولتے ہیں، پھر اس معنی کے تایید کے لیے ایک دوسری آیت پیش فرمائی ﴿ولكم في الأرض مستقر﴾ (۳) کہ جو معنی مستقر کے ہیں وہی معنی مہاد اور فراش کے ہیں اور مستقر کے معنی ہیں: جائے قیام، ٹھکانہ اور مرکز وغیرہ۔

آیات کریمہ کا مفہوم

دونوں آیات کا مفہوم یہ ہے کہ منعم حقیقی اللہ تبارک وتعالی انسان پر اپنے انعام وفضل کا اظہار فرما رہے ہیں کہ ہم نے تمہارے لیے زمین کو ہموار ونرم بنایا، تا کہ آسانی سے چل پھر سکو اور اپنے معاملات کو سنبھال سکو، زمین کو اونچا نیچا نہیں بنایا کہ انسان کہیں سکون سے بیٹھ ہی نہ پائے۔

آپ خود ہی تصور کریں کہ اگر یہ زمین کوئی کھردری یا پلپلی چیز ہوتی، جس پر بیٹھنا، چلنا اور قدم رکھنا ناممکن ہوتا تو انسان بے چارے کا کیا حال ہوتا؟! سو یہ زمین اپنی ہیئت کے اعتبار سے گول ہو یا چپٹی، بہر حال اس کا تعارف انسان اور انسانیت کے لیے اس سے بہتر ممکن نہیں کہ وہ انسان کے لیے فرش کا کام دے رہی ہے اور اس کام پر اسے اللہ تعالی نے ہی لگایا ہے۔ فتبارك الله أحسن الخالقين

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١١٦، وفتح الباري ٦/٢٩٦، وتغليق التعليق ٣/٤٩٠.

(۲) البقرة/٢٢.

(۳) البقرة/٣٦.

اثر مذکور کی تخریج

اوپر ذکر کردہ تفسیر حضرت قتادہ اور حضرت ربیع بن انس رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فراش کی تفسیر مہاد سے کی ہے۔ اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کے اس اثر کو موصولاً نقل کیا ہے۔ (۱)

﴿نكدا﴾: قليلا.

اس عبارت میں آیت شریفہ ﴿والذي خبث لا يخرج إلا نكدا﴾ (۲) کے لفظ نکدا کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ اس معنی قلیل اور تھوڑے کے ہیں۔ اس لفظ کے اور بھی معنی آتے ہیں، جیسے بخیل، بہت کنجوس، بے فیض آدمی۔ اس کی جمع انکاد ہے۔ (۳)

در باغ لالہ روید

آیت کریمہ کے اس حصے کا مفہوم یہ ہے کہ جو زمین خراب ہوتی ہے تو اس سے سوائے ناقص اور خراب کے کچھ نہیں نکلتا۔ اس سے پہلے آیت کا ٹکڑا یہ ہے: ﴿والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه﴾ کہ جو زمین اچھی ہوتی ہے تو خدا کے حکم سے اس کا سبزہ خوب نکلتا ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "عمدہ اور پاکیزہ زمین سے مومن کا دل مراد ہے اور ناکارہ اور خراب زمین سے کافر مراد ہے اور قرآن کریم بمنزلہ باران رحمت اور آب حیات ہے، یہ بارش جو مومن کی زمینِ دل پر برسی تو اس سے طرح طرح کے ثمرات و برکات کا ظہور ہوا، اس نے قرآن کریم کے مواعظ کا خوب فائدہ اٹھایا۔ اور کافر کی زمینِ دل شور تھی، اس نے باران ہدایت کا کوئی اثر قبول نہیں

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۱٦، وفتح الباري ٦/۲۹٦، وتفسير الطبري ۱/۱۲٦، البقرة/۲۲.

(۲) الأعراف/۵۸.

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۱٦، وفتح الباري ٦/۲۹٦، والقاموس الوحيد، مادة: نكد.

کیا، بلکہ اس میں سے کفر والحاد کے کانٹے اور جھاڑ جھنکار ہی نکلے۔

باراں که در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید ودر شوره بوم خس(۱)

اثر مذکور کی تخریج

اس اثر کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: "هذا مثل ضرب للكفار، كالبلد السبخة المالحة، التي لاتخرج منها البركة".(۲)

اسی طرح ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے نقل کیا ہے: "النكد: الشيء القليل الذي لاينفع".(۳)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت آیات

قال ابن عباس...... جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں بہت سی آیات کی تفسیر ذکر کی ہے، غریب الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ ان آیات کا ترجمۃ الباب سے یعنی نجوم سے کوئی تعلق نہیں ہے؟!

اس اشکال کے چار جوابات ہیں:

۱۔ علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ غریبہ وکلمات تفسیریہ کو یہاں اس لیے ذکر کیا ہے کہ ان کا تعلق اگرچہ نجوم کے ساتھ نہیں ہے، مگر خلق کے ساتھ بہر حال ہے۔(۴) نجوم بھی مخلوق ہیں اور یہ اشیاء بھی، یعنی گھاس، زمین اور باغات وغیرہ۔

---

(۱) معارف القرآن کاندھلوی ۱۳۸/۳۔

(۲) فتح الباري ۲۹۶/۶، وعمدة القاري ۱۱٦/۱۵.

(۳) حوالہ جات بالا، وتفسیر ابن ابی حاتم ۱۵۰۴/۵۔

(٤) حاشية السندي على البخاري ٤٥٤/١، طبع قديمي، والكنز المتواري ١٢٨/١٣.

۲۔جب کہ علامہ عینی اور علامہ قسطلانی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ادنی ملابست کی وجہ سے مولف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کلمات کو اپنی عادت کے موافق بات سے بات نکالتے ہوئے استطر اداً یہاں ذکر کیا ہے، تاکہ فائدے میں اضافہ ہو۔(۱)

۳۔اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مناسبت بالباب حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی اس زیادتی (أي: إن ناسا جهلة بأمر الله قد أحدثوا في هذه النجوم......) سے اخذ کی ہے، جو پیچھے عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے گذری کہ کسی چیز کی تخلیق، حسن وقبح، طول وقصر اور سیاہی وسفیدی میں ستاروں کا کوئی کردار نہیں ہوتا، سب اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے، ہر چیز وہی پیدا کرتا ہے۔

تاہم بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ کچھ کلمات کو استطر اداً ذکر کیا گیا ہے۔(۲)

۴۔حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ چاند وسورج وبعض ستاروں کا پھلوں کے پکنے، ان میں خوب صورتی پیدا کرنے اور لذت بڑھانے میں بڑا اہم کردار ہوتا ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔حضرت لکھتے ہیں:

"ويمكن عند هذا العبد الضعيف أن يقال: إنه قد تقرر في محله أن للشمس والقمر وبعض النجوم تأثيراً في نضج الثمار، وإحداث النضارة واللذة فيها، فتأمل؛ فإنه لطيف".(۳)

واللہ اعلم بالصواب

---

(۱)عمدة القاري ۱۵/۱۱۵، وإرشاد الساري ۵/۲۵۶.

(۲)فتح الباري ۶/۲۹۵.

(۳)الكنز المتواري ۱۳/۱۲۹.

٤ – باب : صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بِحُسْبَانٍ .

ماقبل سے مناسبت

سابقہ باب ستاروں سے متعلق تھا، چاند اور سورج کا تعلق بھی ستاروں سے ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خاص طور پر شمس اور قمر کا الگ باب میں ذکر فرمایا، اس لیے کہ ستاروں میں ان دونوں کی خاص شان ہے، اللہ تعالی نے بھی قرآن کریم میں ان دونوں کو خاص خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، چناں چہ اپنی مختلف نعمتیں گنوانے کے بعد فرمایا: ﴿والشمس والقمر بحسبان﴾ (١) اس لیے کہ عالم دنیا کا سارا نظام کاران دونوں کی رہین منت ہے اور ان کی حرکات اور شعاعوں سے وابستہ ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں چاند و سورج کی جو صفت حسبان ہے، اس کی تفسیر ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ حسبان کے کیا معنی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ (٢)

اس کے تحت دونوں اجسام سماویہ کی کچھ دیگر صفات بھی ذکر کی جائیں گی، جیسا کہ آئندہ کی تفصیلات سے انشاء اللہ معلوم ہو جائے گا۔

قَالَ مُجَاهِدٌ : كَحُسْبَانِ الرَّحَى . وَقَالَ غَيْرُهُ : بِحِسَابٍ وَمَنَازِلَ لَا يَعْدُوَانِهَا . حُسْبَانٌ : جَمَاعَةُ حِسَابٍ ، مِثْلُ شِهَابٍ وَشُهْبَانٍ .

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں سورہ رحمٰن کی آیت ﴿والشمس والقمر بحسبان﴾ کی

---

(١) الرحمن/٥.

(٢) فتح الباري ٦/٢٩٨، وعمدة القاري ١٥/١١٦، والكنز المتواري ١٣/١٢٩۔

تفسیر کرتے ہوئے دو قول نقل کیے ہیں: ایک حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا، دوسرا "غیرہ" کہہ کر دوسرے حضرات کا۔

"غیرہ" سے مراد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے میں اس کی تصریح ہے، حربی اور طبری رحمہما اللہ نے بھی سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی نقل کیا ہے۔ امام فراء نے رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی دوسرے قول پر جزم کیا ہے۔(۱)

بہر حال دونوں تفسیریں صحیح اور درست ہیں اور ان میں مآلا کوئی فرق نہیں۔

پہلی تفسیر کا ماحصل یہ ہے کہ چاند و سورج اپنے اپنے مدار میں ایسے چلتے ہیں، گردش میں رہتے ہیں، جیسے چکی دورویہ چلتی ہے اور اس کی حرکت رحوی ہوتی ہے، یہ دونوں اپنے مقررہ دائرے سے سرِ مو انحراف نہیں کرتے، جیسے کہ چکی کے دونوں پاٹ اپنے اپنے دائرے میں محوحرکت رہتے ہیں، مرکز سے ان کا ہٹنا ممکن نہیں ہوتا، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يعني بذلك أنهما لايتخلفان عما هو مقرر لهما؛ كالرحى، لايمكن دورانها على غير ما معين في دورانه من القرب والبعد من القطبة".(۲)

دوسری تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو جسم اپنے اپنے نظام میں ایک مخصوص حساب اور رفتار کے ساتھ چل رہے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی ایک خاص منزل مقرر ہے، جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے، نہ ہی کر سکتے ہیں اور حساب بھی ایسا کہ لاکھوں کروڑوں سال سے یہ نظام شمسی اور قمری چل رہے ہیں، مگر ایسا مضبوط حساب کہ اس میں کبھی منٹ یا سیکنڈ کا فرق نہیں آیا۔

حضرت مولانا محمد حسن مکی صاحب کی تقریر میں ہے کہ یہاں تشبیہ اس بارے میں ہے کہ دونوں ایک طریقے پر، ایک ہی جگہ (محور) میں چل رہے ہیں، دونوں کے لیے اس میں تبدیلی ممکن نہیں (۳)۔ واللہ اعلم

---

(۱) فتح الباري ٦/٢٩٨، ومعاني القرآن للفراء ٣/١١٢.

(۲) لامع الدراري ٧/٣٣٨، والكنز المتواري ١٣/١٢٩.

(۳) تعليقات اللامع ٧/٣٣٨، والكنز المتواري ١٣/١٢٩.

حسبان جماعة حساب، مثل شهاب وشهبان

یہ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جوانہوں نے المجاز میں ذکر کیا ہے(۱) کہ حسبان جمع ہے اوراس کا مفرد حساب ہے، جیسے شہاب کی جمع شہبان آتی ہے۔

علامہ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جولوگ اس کو حساب سے مشتق مانتے ہیں توان کے نزدیک یہ لفظ دواحتمال رکھتا ہے، جمع ہوگا یا مصدر ہوگا۔(۲)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اس سلسلے میں مزید واضح ہے، فرماتے ہیں:

''حسبان کبھی مصدر ہوتا ہے، جیسے غفران، نقصان اور کفران وغیرہ اور کبھی جمع ہوتا ہے، جیسے شہبان کہ شہاب کی جمع ہے، رکبان کہ راکب کی جمع ہے اور رھبان کہ راہب کی جمع ہے''۔(۳)

اور حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ کلمہ جیسے مصدر ہے، اسی طرح جمع بھی ہے، اس طرح یہ لفظ مشترک ہے۔(۴)

اثر مجاہد کی تخریج

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو علامہ فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی تفسیر میں ''ابن أبي نجيح عن مجاهد'' کے طریق سے موصولا نقل کیا ہے۔(۵)

اثر ابن عباس کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر، جس کو مولف رحمۃ اللہ علیہ نے ''وقال غيره'' کہہ کر نقل کیا ہے،

(۱) مجاز القرآن ۲/۲٤۲، سورة الرحمن، مكتبة الخانجي، القاهرة.

(۲) فتح الباري ٦/۲۹۸، والكنز المتواري ۱۳/۱۲۹.

(۳) عمدة القاري ۱٥/۱۱٦

(٤) لامع الدراري ۷/۳۳۸، والكنز المتواري ۱۳/۱۲۹

(٥) تفسير مجاهد ۲/٦۳۹، والطبري ۲۷/٦۸، وفتح الباري ٦/۲۹۸، وعمدة القاري ۱٥/۱۱٦.

کوعبد بن حمید، حربی اور طبری سب نے موصولانقل کیا ہے، اس قول کی نسبت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف بھی کی گئی ہے، جس کوعبد بن حمید نے نقل کیا ہے۔(۱)

«ضُحاهَا» /الشمس: ۱/ : ضَوْؤُهَا . «أَنْ تُدْرِكَ القَمَرَ» /يس: ٤٠/ : لَا يَسْتُرُ ضَوْءُ أَحَدِهِما ضَوْءَ الآخَرِ ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذٰلِكَ .«سَابِقُ النَّهَارِ» /يس: ٤٠/ : يَتَطَالَبَانِ ، حَثِيثَانِ . «نَسْلَخُ» /يس: ٣٧/ : نُخْرِجُ أَحَدَهُما مِنَ الآخَرِ وَنُجْرِي كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا . «وَاهِيَةٌ» /الحاقة: ١٦/ : وَهْيُهَا تَشَقُّقُهَا . «أَرْجَائِهَا» /الحاقة: ١٧/ : ما لَمْ يَنْشَقَّ مِنْهَا ، فَهُمْ عَلَى حافَتَيْهَا ، كَقَوْلِكَ: عَلَى أَرْجَاءِ الْبِئْرِ . «أَغْطَشَ» /النازعات: ٢٩/. وَ «جَنَّ» /الأنعام: ٧٦/ : أَظْلَمَ .

﴿ضحاها﴾: ضوء ها

آیت کریمہ ﴿والشمس وضحاها﴾ (۲) کے لفظ ضحاہا کی تفسیر بیان کی جارہی ہے کہ معنی ضوء یعنی روشنی کے ہیں۔ یہ بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اس لفظ کے اور معنی بھی بیان کیے گئے ہیں۔(۳)

مگر بقول ابن التین رحمۃ اللہ علیہ اہل لغت کے ہاں معروف یہی ہے کہ ضحیٰ وہ وقت ہے جب سورج طلوع ہوجائے اور اس کے بعد کا کچھ تھوڑا وقت۔ روشنی مزید پھیل جائے تو اس کو ضحاء کہتے ہیں، یعنی فتحہ ضاد اور مدہ کے ساتھ۔(۴)

اثر مذکور کی تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اس اثر کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں موصولانقل کیا

---

(۱) تفسير الطبري ٦٨/٢٧، وفتح الباري ٢٩٨/٦، وعمدة القاري ١١٦/١٥، وتغليق التعليق ٤٩٢/٣، والتوضيح ٣٤/١٩، والحاكم ٤٧٤/٢، كتاب التفسير، باب تفسير سورة الرحمن، رقم (٣٧٦٨)، وصححه الذهبي في تلخيصه.

(۲) الشمس/۱.

(۳) دیکھیے، التوضيح ٣٥/١٩، وعمدة القاري ١١٧/١٥، وتفسير مجاهد ٧٦٢/٢.

(۴) حوالہ جات بالا۔

ہے۔(۱)

﴿أن تدرك القمر﴾ لا يستر أحدهما ضوء الآخر، ولا ينبغي لهما ذلك.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿لا الشمس ينبغي لها أن تدرك القمر......﴾(۲) کی تفسیر کی جا رہی ہے۔ یہ تفسیر بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چاند وسورج دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ایک دوسرے کی روشنی کو چھپائیں، ورنہ مقررہ نظام میں خلل پیدا ہوگا۔

﴿سابق النهار﴾: يتطالبان حثيثين.

اسی مذکورہ بالا آیت کی طرف اشارہ ہے، حثیث کے معنی سریع اور تیز کے ہیں(۳) مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، لیکن کوئی کسی کو نہیں پا سکتا۔ یہ بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔

﴿نسلخ﴾: نُخرِج أحدهما من الآخر، ونجري كل واحد منهما.

مذکورہ بالا آیت کی طرف اشارہ ہے، اس سب کی مکمل وضاحت کتاب التفسیر میں آچکی ہے۔(۴) یہ بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کا حصہ ہے۔

اثر مذکور کی تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اس تفسیری اثر کو علامہ فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابن ابی نجیح کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۵)

---

(۱) حواله جات بالا، وفتح الباري ٦/٢٩٨.

(۲) يس/٤٠.

(۳) القاموس الوحيد، مادة حث، وعمدة القاري ١٥/١١٧، والتوضيح ١٩/٣٥.

(۴) کشف الباری، کتاب التفسیر ۵۴۱۔

(۵) فتح الباري ٦/٢٩٨، وعمدة القاري ١٥/١١٧.

ایک اہم فائدہ

یہاں کی عبارت میں نُجرِي كلَّ واحد منهما نون کے ساتھ ہے،اس طرح لفظ كل منصوب ہوگا، جب کہ آگے کتاب التفسیر(۱) کی روایت میں یائے مثناۃ کے ساتھ يجري ہے، فاعل لفظ كل ہے، پہلی صورت میں مطلب ہوگا اللہ میاں فرماتے ہیں کہ ہم دونوں کو چلاتے ہیں۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ وہ دونوں آسمان میں چلتے ہیں، جیسا کہ فریابی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں ہے: "ويجري كل منهما في فلك".(۲)

﴿واهية﴾: وهيها: تشققها

اس عبارت میں آیت شریفہ ﴿وانشقت السماء فهي يومئذ واهية﴾(۳) کے لفظ واهیة کی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ وَهْيٌ کے معنی تشقق، یعنی پھٹنے کے ہیں۔ اسی طرح دراڑ پڑ جانے کو بھی تشقق کہتے ہیں۔

یہ فراء یا قزاز(۴) کا قول ہے، جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے واهية کی تفسیر ضعيفة متمزقة نقل کی گئی ہے۔(۵)

﴿أرجائها﴾: ما لم ينشق منها، فهي على حافتيه، كقولك: على أرجاء البئر.

آیت کریمہ ﴿والملك على أرجائها......﴾(۶) کے لفظ أرجاء کی تفسیر کی جارہی ہے، أرجاء جمع

---

(۱) بخاری شریف۲/۷۰۹، کتاب التفسیر، قدیمی۔

(۲) فتح الباري ٦/٢٩٨.

(۳) الحاقة/١٦.

(٤) كذا قال ابن الملقن. التوضيح ١٩/٣٥.

(٥) حواله بالا، والفتح ٦/٢٩٨، والعمدة ١٥/١١٧، ومعاني القرآن للفراء٣/١٨١، دار المصرية.

(٦) الحاقة/١٧.

ہے، اس کا مفرد رجاء ہے، کنویں کے کنارے کو کہتے ہیں، رجوان: کنویں کے دو کنارے۔ نیز مطلقاً کنارے اور گوشے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔(۱)

﴿أرجائها﴾ کی ضمیر کے مرجع میں دو قول ہیں، حضرت قتادہ، حضرت سعید بن مسیب رحمہما اللہ سماء کو مرجع قرار دیتے ہیں ﴿والملك على أرجائها﴾: أي على حافات السماء. اور حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کو۔ على حافات الدنيا۔(۲)

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول پہلے قول کی تصویب کی گئی ہے اور اس کی تائید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا ہے: "والملك على حافات السماء حين تشقق". (۳)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب آسمان پھٹ جائے گا تو فرشتے پھٹن کی جگہوں سے آسمان کے کناروں کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔(۴)

ایک اشکال اور اس کے جوابات

یہاں اشکال یہ ہوتا ہے کہ فرشتوں کی تو پہلی کڑک کے ساتھ موت واقع ہو جائے گی، ارشاد ربانی ہے: ﴿ونفخ في الصور فصعق من في السموت ومن في الأرض إلا من شاء الله......﴾ (۵)، پھر ادھر ادھر منتقل ہونے کے کیا معنی؟!

اس اشکال کے مختلف جوابات ہیں:۔

۱۔ فرشتے ایک لحظہ کے لیے آسمان کے کناروں پر کھڑے ہوں گے، پھر مر جائیں گے۔

---

(۱) عمدة القاري ۱۱۷/۱۵، والقاموس الوحيد، مادة: رجا.

(۲) فتح الباري ۲۹۸/٦، وعمدة القاري ۱۱۷/۱۵، والكنز المتواري ۱۳۰/۱۳.

(۳) حواله جات بالا.

(٤) التفسير الكبير ۹٦/۳۰، سورة الحاقة، والكنز المتواري ۱۳۰/۱۳.

(٥) الزمر/٦٨.

۲۔﴿والملك على أرجائها﴾ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو مرنے سے مستثنیٰ ہوں گے، جن کے بارے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إلا من شاء اللّٰہ﴾ یعنی کناروں والے یہ فرشتے مرنے سے مستثنیٰ ہوں گے۔(۱)

۳۔علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے ان اطراف میں کھڑے ہوں گے جو ابھی گرے نہیں ہوں گے، کیوں کہ ان کے اپنے مساکن تو آسمان کے پھٹنے کی وجہ سے برباد ہو چکے ہوں گے، ان کناروں پر ان کے کھڑے ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ امر الٰہی کے منتظر ہوں گے کہ زمین پر اتر کر اس کے باشندوں کا گھیراؤ کریں۔(۲) واللہ اعلم

﴿أغطش﴾ و﴿جن﴾: أظلم

پہلے کلمے میں آیت مبارکہ ﴿وأغطش ليلها﴾(۳) کی طرف اور دوسرے کلمے میں ﴿فلما جن عليه الليل رأى كوكبا......﴾(۴) کی طرف اشارہ ہے۔لفظ أظلم کے ذریعے اس کی تفسیر کی گئی ہے کہ اس کے معنی تاریک کرنے کے ہیں۔(۵)

پہلی آیت کی تفسیر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور دوسری کی امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی۔ جو انہوں نے المجاز میں بایں الفاظ نقل کی ہے: ﴿فلما جن عليه الليل﴾: أي غطى عليه وأظلم. (٦)

پہلی تفسیر کی تخریج

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا تفسیری اثر عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اپنے طریق سے

---

(١) التفسير الكبير ٩٦/٣٠.

(٢) حاشية الجمل على الجلالين ٩٥/٨، سورة الحاقة، الآية: ١٧، والكنز المتواري ١٣٠/١٣.

(٣) النازعات/ ٢٩.

(٤) الأنعام/ ٧٦.

(٥) فتح الباري ٢٩٨/٦، وعمدة القاري ١١٧/١٥.

(٦) فتح الباري ٢٩٨/٦، وعمدة القاري ١١٧/١٥، ومجاز القرآن ١٩٨/١، سورة الأنعام/ ٧٦، و٢٨٥/٢.

موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

وقال الحسن: ﴿كورت﴾ تكور حتى يذهب ضوءها

یہاں مصنف نے آیت کریمہ ﴿إذا الشمس كورت﴾(۲) کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے کہ سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی روشنی ختم ہو جائے گی۔

اثر مذکور کی تخریج

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس اثر کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابورجاء عن الحسن کے طریق سے موصولاً بیان کیا ہے۔(۳)

﴿والليل وما وسق﴾: جمع من دابة.

رات کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو ڈھانپ لیتی ہے، ہر شے اس کی تاریکی میں چھپ جاتی ہے، جب کہ اس کے برخلاف دن میں ہر شے حرکت میں آجاتی ہے اور اپنے کام میں لگ جاتی ہے۔ آیت کریمہ میں رات کی یہی صفت خصوصیت سے بیان کی گئی ہے(۴)

من دابة کی قید بظاہر اتفاقی ہے، کیوں کہ رات ہر چیز کو جمع کرتی ہے، صرف جانوروں کو نہیں۔
واللہ اعلم

اثر مذکور کی تخریج

اس اثر کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے مبارک بن فضالۃ عن الحسن کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔ نیز طبری رحمہ اللہ نے بھی اس اثر کو "ابن علیہ عن ابی رجاء" کے طریق سے موصولاً ذکر کیا ہے۔(۵)

---

(۱) حواله جات بالا.

(۲) التكوير/۱.

(۳) فتح الباري ۲۹۸/٦، وتغليق التعليق ٤٩٢/٣، والتوضيح ٣٥/١٩.

(٤) التوضيح ٣٦/١٩.

(٥) فتح الباري ۲۹۸/٦، وعمدة القاري ١١٧/١٥، وتفسير الطبري ٧٦/٣٠.

﴿اتسق﴾: استوی

آیت شریفہ ﴿والقمر إذا اتسق﴾ (۱) کے لفظ ﴿اتسق﴾ معنی بیان کیے جا رہے ہیں کہ اس کے معنی برابری اور استواء کے ہیں۔ اور آیت کے معنی ہیں: جب چاند پورا ہو جائے، بدر کامل بن جائے۔ اور یہ ایام بیض کی راتوں میں ہوتا ہے۔ (۲)

اتسق دراصل اوتسق تھا، واو کو تاء سے تبدیل کر کے دونوں تاؤں کو مدغم کر دیا گیا۔ (۳)

اس کا مشتق منہ بھی وسق ہے، جس کے معنی ابھی اوپر ذکر کیے گئے ہیں کہ جمع کرنا ہے، چاند بھی ان راتوں میں اپنی روشنی کو جمع کرتا ہے۔ قالہ مجاہد۔ (۴)

اثر مذکور کی تخریج

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے اس اثر کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے منصور عن الحسن کے طریق موصولا نقل کیا ہے۔ (۵)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس اثر کو موصولا ذکر کیا ہے۔ (۶)

﴿بروجا﴾: منازل الشمس والقمر

ارشاد ربانی ﴿تبارك الذي جعل في السماء بروجا﴾ (۷) کے لفظ بروج کی تفسیر کی جا رہی ہے۔

---

(۱) الانشقاق ۱۸.

(۲) التوضیح ۱۹/۳۶، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۸

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۱۸

(٤) حواله بالا، والتوضيح ۱۹/۳٦

(٥) فتح الباري ٦/۲۹۸، وعمدة القاري ۱۵/۱۱۸، وتغليق التعليق ۳/٤۹۳

(٦) تفسیر طبری ۳۰/۷۷۔ تاہم ابن الملقن رحمہ اللہ علیہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کے ان تمام آثار کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھیے، التوضیح ۱۹/۳۶۔

(۷) الفرقان/ ٦۱.

اس لفظ کے بہت سے مطالب اور تفسیریں کی گئی ہیں، جن میں سے ایک کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے، جو حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ بروج کے معنی چاند اور سورج کی منازل ہیں۔(۱)

آسمان بارہ برجوں پر منقسم ہے، ہر بارہویں حصے کا نام برج ہے، پھر یہ بارہ برج اٹھائیس منزلوں پر منقسم ہیں اور ہر برج کے لیے دو منزلیں اور ثلث مقرر ہیں، یہ اٹھائیس منزلیں قمر کی ہیں اور ہر برج کے تیس درجے مقرر ہیں اور بارہ برجوں کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) درجے ہیں، ان سب درجوں کو جب سورج طے کر لیتا ہے تو اس کا ایک دورہ پورا ہوتا ہے، یہ دورہ تمام فلک کا ہے، سورج اس کو ایک سال میں اور چاند اٹھائیس دنوں میں طے کرتا ہے(۲)

جب کہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر ''بڑے بڑے ستارے'' مروی ہے اور عطیہ عوفی، یحییٰ بن رافع اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آسمان میں کچھ محلات ہیں۔(۳)

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری قول کو راجح کہا ہے کہ آیت میں بروج سے محلات وقصور مراد ہیں۔(۴)

نجومیوں اور جوتشیوں نے اپنے فرضی علم کے لیے جو اصطلاحات مقرر کر رکھی ہیں وہ یہاں ہرگز مراد نہیں۔(۵) واللہ اعلم

---

(۱) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨.

(۲) دیکھیے، معارف القرآن کاندھلوی ۴/۲۹۳ و ۵/۵۱۹۔

(۳) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨، والتوضيح ١٩/٣٦، وتفسير ابن أبي حاتم ٨/٢٧١٦.

(۴) تفسیر طبری ۱۹/۱۹.

(٥) قال الإمام الكشميري رحمه الله تعالى:

"أما النحوسة والبركة؛ فإنها أهون على الله من ذلك. كيف! وأنها مسخرة تصعد وتغرب، تغيب وتشرق، وتدور كل ساعة كالخدام، فهي أصغر على الله من أن تكون فيها النحوسة والبركة. نعم، يعلم من القرآن أن في السموات دفاتر، وفيها تدابير أيضا، وإليه أشار البخاري من قوله: فمن تأول فيها بغير ذلك أخطأ". فيض الباري ٤/٣٠٤.

اثر مذکور کی تخریج

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے اس اثر کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے موصولا نقل کیا ہے۔(۱)

الحرور بالنهار مع الشمس

آیت کریمہ ﴿ولا الظل ولا الحرور﴾ (۲) کی تفسیر فرمارہے ہیں کہ حرور آفتاب کی گرمی اور تپش کو کہتے ہیں۔ یہ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے، جوانہوں نے المجاز میں ذکر کی ہے(۳) جب کہ فراء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرور دائمی گرمی کو کہتے ہیں، خواہ رات میں ہو یا دن میں اور سموم دن کی گرمی (لو) کو کہتے ہیں۔(۴)

وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرُؤْبَةُ : الحَرُورُ بِاللَّيْلِ ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ ، يُقَالُ : «يُولِجُ» /الحج : ٦١/ : يُكَوِّرُ . «وَلِيجَةً» /التوبة : ١٦/ : كُلُّ شَيْءٍ أَدْخَلْتَهُ في شَيْءٍ .

وقال ابن عباس ورؤبة: الحرور بالليل والسموم بالنهار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور رؤبہ بن عجاج تمیمی کا قول یہ ہے کہ حرور رات کی گرم ہوا اور سموم دن میں چلنے والی گرم ہوا کو کہتے ہیں۔ اور سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آیت کریمہ میں ظل اور حرور سے مراد جنت اور جہنم ہے۔ سدی کا یہ قول ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے۔(۵)

اثر مذکور کی تخریج

حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب یہ اثر موصولا کس نے

---

(۱) فتح الباري ٦/٢٩٩.

(۲) فاطر/٢١.

(۳) مجاز القرآن ٢/١٥٤، والتوضيح ١٩/٣٧.

(٤) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨، وتفسير طبري ١٠/٤٠٦.

(٥) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨.

نقل کیا ہے، مجھے اب تک معلوم نہیں ہوسکا۔(۱)

جب کہ روبہ بن عجاج کے قول کو ابوعبیدہ نے المجاز میں ذکر کیا ہے۔(۲)

رؤبہ بن عجاج

یہ مشہور شاعر ابوالجحاف یا ابومحمد رؤبہ بن عبداللہ العجاج بن رؤبہ تمیمی سعدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ رجزیہ شاعر تھے، اس فن میں ان کا بڑا شہرہ تھا اور عرب کے مشہور فصحاء میں ان کا شمار تھا، مخضرم الدولتین ہیں، یعنی اموی اور عباسی دونوں خلافتوں کا زمانہ پایا ہے، دونوں کے کئی خلفاء کی مدح سرائی بھی کی۔(۳)

یہ اپنے والد عبداللہ عجاج اور دغفل بن حنظلہ بکری سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے صاحب زادے عبداللہ کے علاوہ عمرو بن العلاء ـــ وھو من أقرانه ـ، یونس بن حبیب، خلف الاحمر، یحییٰ القطان، نضر بن شمیل، ابوعبیدہ معمر بن المثنی، ابوزید انصاری اور عثمان بن الہیثم الموذن وغیرہ شامل ہیں۔(۴)

یہ روایت حدیث کے اعتبار سے مختلف فیہ راوی ہیں، بعض نے تضعیف کی ہے اور بعض نے توثیق، تو درمیانے درجے کے راوی ہیں، مگر لغت، شعر اور فصاحت میں امام مانے جاتے تھے، چناں چہ زندگی کا اکثر حصہ بصرہ میں گذارا، اس زمانے کے اکثر اکابر اہل لغت نے ان سے استفادہ کیا ہے، یہ شعر میں حجت اور لغت میں مقتدا تھے، اسی لیے جب ان کا انتقال ہوا تو مشہور امام نحو خلیل بن احمد فراہیدی نے یہ وقیع جملہ ارشاد فرمایا: "دفنّا الشعر واللغة والفصاحة". (۵)

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٢٩٩، تاہم ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ابن ابی زیاد نے اس اثر کو تفسیر ابن عباس میں ذکر کیا ہے۔ التوضیح ۱۹/ ۳۷۔

(۲) الفتح ٦/ ٢٩٩، والعمدة القاري ١٥/ ١١٨، وتغليق التعليق ٣/ ٤٩٣، ومجاز القرآن ٢/ ١٥٤، الفاطر/ ٢٨.

(۳) تهذيب ابن حجر ٣/ ٢٩٠، والأعلام للزركلي ٣/ ٣٤.

(۴) دیکھیے تہذیب التہذیب ۳/ ۲۹۰۔

(۵) الأعلام للزركلي ٣/ ٣٤، ووفيات الأعيان ١/ ١٨٧.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صرف یہ ایک تعلیق نقل کی ہے، جس کا تعلق لغت سے ہے، نہ کہ حدیث سے اور لغت میں، جیسا کہ ابھی گذرا، وہ امام تھے۔(۱)

جب ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں اموی خلافت کے خلاف خروج کیا تھا تو رؤبہ بن عجاج فتنے کے خوف سے دیہات کی طرف نکل گئے تھے اور وہیں ۱۴۵ھ میں بہت سی تکالیف سہنے کے بعد انتقال کر گئے۔(۲)　رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

يقال: ﴿يولج﴾: يكور.

آیت کریمہ ﴿يولج الليل في النهار﴾ (۳) کی تفسیر فرما رہے ہیں کہ یولج کے معنی یکور کے ہیں، یعنی لپیٹ دیتا ہے رات کو دن میں۔ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ رات کو چھوٹا کر دیتا ہے، جیسا کہ گرمیوں میں ہوتا ہے اور دن کو بڑھا دیتا ہے، اس کے برعکس سردیوں میں کرتا ہے کہ راتیں بڑی اور دن چھوٹے ہونے لگتے ہیں۔(۴)

﴿وليجة﴾: كل شيء أدخلته في شيء.

وليجة: ہر وہ چیز جس کو آپ کسی دوسری چیز میں داخل کریں (اور وہ اس کا حصہ نہ ہو)، گویا وزن فعیلہ بمعنی مفعولہ ہے۔ صاحب الجمل علامہ سلیمان رحمہ اللہ کے کلام سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے، چناں چہ ولیجہ بمعنی مدخولہ ہوگا۔(۵)

اوپر ذکر کردہ قول امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جوانہوں نے آیت شریفہ ﴿أم حسبتم أن تتركوا

---

(۱) تهذيب التهذيب ۳/۲۹۱، وميزان الاعتدال ۳/۴۷۹.

(۲) تهذيب التهذيب ۳/۲۹۱، وميزان الاعتدال ۳/۴۸۰.

(۳) الفاطر/۱۳.

(٤) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨.

(٥) لامع الدراري وتعليقاته ٧/٣٣٩-٣٤٠، والكنز المتواري ١٣/١٣١، وحاشية الجمل على الجلالين ٣/٢٣٥.

ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ولم يتخذوا من دون الله ولا رسوله ولا المؤمنين وليجة﴾(۱) کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔(۲)

حضرات مفسرین رحمہم اللہ نے اس کلمے کے مختلف معانی لکھے ہیں، مثلاً خیانت، مکر، غیر مسلموں کے ساتھ خفیہ روابط کہ مسلمانوں کے راز غیر مسلمانوں پر ظاہر کرنا وغیرہ۔(۳)

حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا دوست نہ بناؤ جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت آیات

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ باب صفۃ الشمس والقمر کا قائم فرمایا تھا، اس کے تحت بہت سے تفسیری کلمات بھی مختلف حضرات مفسرین کے حوالے سے درج فرمائے۔ ان سب کلمات کی مناسبت بالترجمہ واضح ہے کہ ان میں ان دونوں یعنی چاند وسورج کی کوئی نہ کوئی صفت بیان کی گئی ہے۔

تاہم آخری کلمے کی باب سے بظاہر کوئی مناسبت نہیں ہے، یعنی ﴿ولیجة﴾ کی، کیوں کہ اس کا چاند وسورج سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ غالبا اس کلمے کو سابقہ کلمے ﴿یولج﴾ کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا گیا ہے، جو باب افعال سے تھا اور ولیجہ باب ضرب سے ہے۔ استطراداً اسے یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

اس کے بعد یہ جانیے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے باب کے تحت چھ حدیثیں ذکر کی ہیں، جن میں کی پہلی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

---

(۱) التوبة/١٦.

(۲) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٨، ومجاز القرآن ١/٢٥٤، سورة التوبة.

(۳) عمدة القاري ١٥/١١٨، والكنز المتواري ١٣/١٣١.

(٤) فتح الباري ٦/٢٩٩.

٣٠٢٧ : حدّثنا محمّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثنا سُفْيانُ ، عَنِ الْأعْمَشِ ، عَنْ إِبْراهِيمَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأبِي ذَرٍّ حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ : (تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ) . قُلْتُ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قالَ : (فَإِنَّهَا تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ ، فَتَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهَا ، وَيُوشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلَ مِنْهَا ، وَتَسْتَأْذِنَ فَلَا يُؤْذَنَ لَهَا ، يُقالُ لَهَا : ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى : «وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ») . [٤٥٢٤ ، ٤٥٢٥ ، ٦٩٨٨ ، ٦٩٩٦]

تراجم رجال

١) محمد بن یوسف

یہ محمد بن یوسف بن واقد فریابی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم،"باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم......"کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۲)

٢) سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......"میں گذر گئے ہیں۔(۳)

۳) اعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان،

(١) قوله: "عن أبي ذر رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في تفسير سورة يس، باب قوله تعالى: ﴿والشمس تجري لمستقر لها﴾، رقم (٤٨٠٢و٤٨٠٣)، وفي التوحيد، باب ﴿وكان عرشه على الماء﴾، رقم (٧٤٢٤)، وباب قوله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح إليه﴾، رقم (٧٤٣٣)، ومسلم، رقم (٣٩٩-٤٠٢) في الإيمان، باب الزمن الذي لايقبل فيه الإيمان، والترمذي، رقم (٣٢٢٧)، في التفسير، باب ومن سورة يس، وفي الفتن، باب ماجاء في طلوع الشمس من مغربها، رقم (٢١٨٦).

(۲) کشف الباری ۲۵۲/۳۔

(۳) کشف الباری ۲۳۸/۱، الحدیث الأول و۱۰۲/۳۔

"باب ظلم دون ظلم" میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۴)ابراہیم تیمی

یہ ابراہیم بن یزید بن شریک تیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب خوف المؤمن من أن یحبط عمله......" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۵)أبیه

یہ مشہور تابعی حضرت یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۶)ابی ذر

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الایمان، "باب المعاصي من أمر الجاهلية" کے ضمن میں آچکا ہے۔(۴)

مستقر مکانی مراد ہے یا زمانی؟

آیت ہے ﴿والشمس تجري لمستقر لها﴾، اس میں اختلاف ہے کہ یہاں مستقر مکانی مراد ہے یا زمانی؟ حدیث باب سے مستقر مکانی کی تایید ہوتی ہے کہ سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے، لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے مستقر زمانی مراد ہے، یعنی اس کی حرکت کی انتہا مراد ہے کہ وہ وہاں جا کر ختم ہو جائے گی، جب اللہ تبارک وتعالی اس کو ختم کرنا چاہیں گے۔

بعض حضرات مفسرین، جیسے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (۵)، نے دوسری تفسیر لکھ دی ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں بڑے ناراض ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب فلسفے سے متاثر ہونے کا

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۵۱۔

(۲) کشف الباری ۲/۵۴۴۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب فضائل المدینة، باب حرم المدینة.

(۴) کشف الباری ۲/۲۳۸۔

(۵) تفسیر البیضاوي مع حاشیة الشهاب ۸/۲۲، یس ۳۸.

اثر ہے، واقعہ یہ ہے کہ آیت کریمہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے دونوں تفسیروں کی محتمل ہے، اس میں کوئی استعجاب نہیں کہ حدیث کو سامنے رکھتے ہوئے مستقر مکانی مراد لیا جائے اور آیت کو سامنے رکھتے ہوئے مستقر زمانی مراد لیا جائے۔(۱)

اب رہی یہ بات کہ سورج سجدہ کیسے کرتا ہے؟ تو اس کی تفصیل کتاب التفسیر میں ہو چکی ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بایں معنی ہیں کہ اس میں سورج کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ روزانہ عرش کے نیچے سجدے کے لیے جاتا ہے......، یہ بھی جملہ صفات شمس میں سے ایک صفت ہے، اس سے دن کا دورانیہ مکمل ہوتا ہے۔(۳)

باب کی دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٢٨ : حدثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ الدَّانَاجُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ،(۴) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) .

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ مسدد بن مسرہد اسدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب من الایمان

---

(١) وإليه أشار الشهاب الخفاجي رحمه الله في حاشيته على البيضاوي ٨/٢٣، وفيض الباري ٤/٣٠٦، ولمعات التنقيح، شرح مشكوة المصابيح ٨/٦٨٥، كتاب الفتن، باب العلامات بين يدي الساعة......، الفصل الأول، رقم (٥٤٦٨).

(٢) كشف البارى، كتاب التفسير، ص: ٥٤٥-٥٤٧.

(٣) فتح الباري ٦/٢٩٩، وعمدة القاري ١٥/١١٩.

(٤) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، انفرد به الإمام البخاري رحمه الله. انظر تحفة الأشراف ١٠/٤٦٤، رقم (١٤٩٦٧).

أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے تحت ہو چکا۔(۱)

۲) عبدالعزیز بن المختار

یہ عبدالعزیز بن المختار انصاری بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳) عبداللہ الداناج

یہ عبداللہ بن فیروز داناج بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ داناہ فارسی زبان میں عالم کو کہتے ہیں، جب اس کی تعریب کی گئی تو وہ داناج ہوگیا، جیسے نمونہ (فارسی) کو عربی میں نموذج کہتے ہیں کہ آخر کی ہاء کو جیم معجمہ سے بدل دیتے ہیں۔ بعض حضرات نے ان کا لقب دانا نقل کیا ہے، مگر دونوں میں کوئی فرق نہیں، داناج ودانا دونوں کے معنی ایک ہیں۔(۳)

صغار تابعین میں ان کا شمار ہے۔(۴)

یہ حضرت انس، حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے علاوہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (۵)، ابو ساسان حصین بن منذر، ابورافع الصائغ، سلیمان بن یسار عکرمہ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

اوران سے روایت حدیث کرنے والوں میں حضرت قتادہ (وهو من أقرانه)، سعید بن ابی عروبہ، حماد بن سلمہ، ہمام بن یحیٰی، عبدالعزیز بن المختار اسماعیل بن علیہ رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۶)

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة". (۷)

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاۃ، باب التعاون في بناء المسجد.

(۳) تهذيب الكمال ۱۵/۴۳۷، وإكمال مغلطاي ۸/۱۲۳، وتهذيب ابن حجر ۵/۳۵۹.

(۴) فتح الباری ۶/۲۹۹.

(۵) وذكر ابن أبي حاتم أنه رأى أبا برزة الأسلمي، وروى عن أبي سلمة، ففرق بينهما. الجرح والتعديل ۵/۱۳۶، وإكمال مغلطاي ۴/۱۲۴.

(۶) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۱۵/۴۳۷، وتہذیب ابن حجر ۵/۳۵۹۔

(۷) تهذيب الكمال ۱۵/۴۳۷، وتهذيب ابن حجر ۵/۳۵۹.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا بأس به".(۱)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۲)

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بصري ثقة".(۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ داناج رحمۃ اللہ علیہ سے صرف یہی ایک حدیث باب روایت کی ہے۔(۴)

ائمہ ستہ میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر پانچوں حضرات نے ان کی روایات قبول کی ہیں۔(۵) رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

۴)ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان" میں آچکے۔(۶)

۵)ابوہریرہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإيمان" میں گذرچکا۔(۷)

قال: الشمس والقمر مكوران يوم القيامة

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ہے کہ قیامت

---

(۱)تهذيب الكمال ۴۳۷/۱۵، وتهذيب ابن حجر ۳۵۹/۵، وخلاصة الخزرجي ۲۱۰.

(۲)الثقات ۳۹/۵.

(۳)تعليقات تهذيب الكمال ۴۳۸/۱۵.

(۴)فتح الباری ۲۹۹/۶.

(۵)تهذيب الكمال ۴۳۸/۱۵.

(۶)کشف الباری ۳۲۳/۲.

(۷)کشف الباری ۶۵۹/۱.

کے دن چاند اور سورج دونوں کو لپیٹ دیا جائے گا۔

مکوران صیغہ تثنیہ ہے، تکویر سے مشتق ہے، پہلے یہ بات آچکی ہے کہ اس کے معنی لپیٹنے کے ہیں۔

اب حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت والے روز ان دونوں کو لپیٹ دیا جائے گا اور ان کی روشنی ختم کردی جائے گی۔

مسند بزار وغیرہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی مروی ہے:

"في النار، فقال الحسن: وما ذنبهما؟ قال أبو سلمة: أنا أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنت تقول: ما ذنبهما؟! فسكت الحسن".(١)

حدیث کی مزید تفصیل

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکل الآثار میں مزید تفصیل یہ نقل کی ہے کہ عبداللہ دانار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید جس زمانے میں بصرہ کا گورنر تھا اسی زمانے میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی مجلس میں، جو جامع مسجد میں لگتی تھی، میں بھی حاضر ہوا، اسی دوران حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور حضرت ابوسلمہ کے ساتھ بیٹھ کر احادیث کا مذاکرہ کرنے لگے، چناں چہ حضرت ابوسلمہ نے انہیں دوران مذاکرہ احادیث، حدیث باب سنائی کہ قیامت والے روز چاند وسورج کو جمع کرکے، لپیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور دونوں کو بیل کی شکل دے دی جائے گی۔ اس پر حضرت حسن بصری بول پڑے کہ آخر کس بنیاد پر؟ ان دونوں نے ایسا کیا گناہ کیا ہے جو انہیں اس قدر بھیانک سزا دی جائے گی؟ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فكان ما كان من الحسن في هذا الحديث إنكارا على أبي سلمة إنما كان ـ والله أعلم ـ لما وقع في قلبه أنهما يلقيان في النار ليعذبا بذلك".

تاہم حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس اشکال کا تو کوئی جواب نہیں دیا، صرف یہ فرمایا کہ آپ

---

(١) مسند البزار ٢/٤٥٤، رقم (٨٦٩٦)، وفيض القدير ٤/٢٣٤، حرف الشين، رقم (٤٩٤٨).

سے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہا ہوں۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔(۱)

حضرت حسن کے تعجب کی وجہ

یہاں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے مضمون پر تعجب کا اظہار کیا ہے اور علت پوچھی ہے کہ انہیں جہنم میں ڈال کر کس جرم کی سزا دی جائے گی؟ تو یہ کوئی نئی بات نہیں تھی، اسی طرح کا اشکال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ہوا تھا، چناں چہ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ: "یجاء بهما كأنهما ثوران عقيران، فيقذفان في النار". (۲)

علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے سند متصل کے ساتھ حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات سنی تو انہوں نے حضرت کعب کو جھٹلایا اور فرمایا:

"هذه يهودية يريد إدخالها في الإسلام، الله أكرم وأجل من أن يعذب على طاعته، ألم تر إلى قوله تعالى: ﴿وسخر لكم الشمس والقمر دائبين﴾؟ (۳) يعني دوبهما في طاعته، فكيف يعذب عبدين أثنى الله عليهما؟!". (٤)

"یہ یہودیت ہے، جسے کعب اسلام میں داخل کر کے اس کا حصہ بنانا چاہتے ہیں، اللہ کی شان اس سے بہت بلند و برتر ہے اور اس کی کریمانہ خصلت سے یہ بہت بعید ہے کہ کسی کو اپنی طاعت پر سزا دے، کیا آپ کے سامنے اللہ کا یہ کلام نہیں ﴿وسخر لكم الشمس والقمر دائبين﴾ کہ ان دونوں کو اللہ نے اپنی طاعت کا عادی بنا دیا ہے؟ سو یہ کیسے ممکن ہے کہ اپنے ایسے اطاعت گذاروں کو اللہ عذاب دے جن کی خود اس نے تعریف کی

---

(۱)شرح مشكل الآثار ۱/ ۱۷۰، رقم (۱۸۳)، وأعلام الحديث للخطابي ۲/ ۱٤۷٥، وعمدة القاري ۱٥/ ۱۲۰.

(۲)التوضيح ۱۹/ ٤۰، وكتاب العظمة لأبي الشيخ ٤/ ۱۱٦۳، ذكر عظمة الله...... دار العاصمة/ رياض

(۳)إبراهيم/ ۳۳.

(٤)التوضيح ۱۹/ ٤۱، وتفسير الطبري ۷/ ٤٥۸، وعمدة القاري ۱٥/ ۱۲۰.

ہے؟!"

سورہ حج کی آیت نمبر اٹھارہ سے بھی یہی سوال پیدا ہوتا ہے، اس آیت میں رب کریم فرماتے ہیں کہ زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ سب، نیز چاند وسورج، ستارے اور پہاڑ، درخت اور سارے جانور، سب اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں، مگر کچھ ایسے کم ظرف بھی ہیں جن پر عذاب خداوندی مقرر ہو چکا ہے، سو آیت میں مخلوق کے دو فریق بتائے گئے ہیں، ایک وہ جو عبادت گذار ہیں، جن میں چاند وسورج بھی شامل ہیں، دوسرا فریق ﴿وكثير حق عليه العذاب﴾ (۱) ہے، عقل خود پوچھتی ہے کہ جب یہ دونوں پہلے فریق میں شامل ہیں، اطاعت گذاروں سے ان کا تعلق ہے تو دوسرے فریق کا ساعذاب ان کو کیوں؟ یہ تو نعوذ باللہ زیادتی ہوئی؟ (۲)

مذکورہ اشکال کے مختلف جوابات

حضرت حسن بصری اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی بات بھی اپنی جگہ درست ہے، تاہم دوسرے حضرات کی بات بھی ٹھیک ہے، دونوں کے موقف میں کوئی تضاد نہیں، اس کی مختلف وجوہات ہیں:

۱۔ دوسرے حضرات کے موقف کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے ﴿إنكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم أنتم لها واردون﴾ (۳) جس میں کفار کو خطاب ہے کہ تم اور تمہارے سارے معبودان باطلہ جہنم کا ایندھن بنو گے۔

آپ جانتے ہی ہیں کہ دنیا میں مظاہر قدرت کی عبادت اور پوجا کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں، چاند وسورج ہر زمانے میں پوجے جاتے رہے ہیں، آج بھی دنیا کے بہت سے خطوں میں ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ لہذا آیت کریمہ کی رُو سے ان دونوں کو بھی جہنم کا حصہ ہونا چاہیے کہ لوگ ان کی پوجا کرتے ہیں۔

---

(۱) الحج/۱۸.

(۲) شرح مشكل الآثار للطحاوي ۱/۱۷۲، رقم (۱۸٤) باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله: "إن الشمس والقمر ثوران......".

(۳) الأنبياء/۹۸.

اس کی تائید اس روایت کے اس ٹکڑے سے بھی ہوتی ہے جو ابویعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعانقل کی ہے، اس میں ہے: "ليراهما من عبدهما". (۱) تا کہ جولوگ ان دونوں اجرام سماویہ کی عبادت کرتے تھے وہ انہیں جہنم میں جلتا ہوا دیکھ کر عبرت پکڑیں، مگر وہاں یہ کچھ فائدہ نہیں دے گا۔

۲۔علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں چاند وسورج کو لپیٹ کر جہنم میں ڈالنے کا مقصد انہیں عذاب دینا نہیں ہوگا، بلکہ ان مظاہر پرستوں کی تنبیہ وتوبیخ ہوگی، جو دنیا میں ان کی عبادت کیا کرتے تھے، تا کہ انہیں معلوم ہو کہ ان کی چاند وسورج کی عبادت باطل ولغوتھی اور دنیا میں یہ عبث کام کر کے اپنے کو تباہ و برباد کر آئے ہیں۔

اس کی بعینہ مثال وہ روایت ہے جس میں آیا ہے کہ مکھیاں سب کی سب دوزخ میں جائیں گی (۲)، حالاں کہ ان کا بھی کوئی گناہ نہیں ہے، چناں چہ ان مکھیوں کو دوزخ میں ڈالے جانے کا مقصد صرف یہ ہوگا کہ دوزخیوں کی تکلیف میں اضافہ کیا جائے۔علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والمعني في ذلك: لتكون عقوبة لأهل النار؛ يتأذون بها، كما يتأذون بالحيات وشبهها". (۳)

۳۔تقریبا اسی دوسرے سے ملتا جلتا جواب امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ کی طرف سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جوابا یہ کہیں گے کہ چاند وسورج کو اس لیے لپیٹا جائے گا کہ دوزخیوں کو ان کے ذریعے عذاب دیا جائے، نہ کہ ان دونوں کو دوزخ کے عذاب سے دوچار کیا جائے۔

---

(۱) مسند أبي يعلى الموصلي! إنما عزاها إليه الحافظ، ولم أجدها في مسنده. والله أعلم.

(۲) الحديث رواه البزار في مسنده، رقم (۳٤۹۸)، والطبراني في المعجم الكبير ۳۸۹/۱۲، رقم (۱۳٤۳٦)، عن ابن عمر رضى الله عنه، و۳۹۸/۱۲، رقم (۱۳٤٦۸)، وفي الأوسط ۱٦۰/۲، رقم (۱۵۷۵)، ومجمع الزوائد ٤۱/٤.

(۳) أعلام الحديث للخطابي ۱٤۷٦/۲.

دیکھیے نا! دوزخ میں فرشتے بھی ہوں گے، جو دوزخیوں کو عذاب دیں گے تو ان دونوں کی حیثیت بھی دوزخ میں ان سارے فرشتوں کی سی ہوگی، آپ اللہ تعالی کا یہ قول سامنے رکھیے:

﴿يا أيها الذين آمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملائكة غلاظ شداد لايعصون الله ما أمرهم ويفعلون ما يؤمرون﴾.(۱)

اس میں ﴿لايعصون الله ما أمرهم﴾ کے معنی ہیں: "من تعذيب أهل النار" کہ دوزخیوں کو عذاب دینے کا جو حکم انہیں اللہ میاں دیں گے اس میں یہ اللہ کی حکم عدولی نہیں کریں گے۔

ظاہر سی بات ہے، ان فرشتوں کی جہنم میں موجودگی کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے، جس کی پاداش میں ان کو جہنم میں ڈال دیا گیا ہے، اسی طرح چاند وسورج کا معاملہ ہے، انہوں نے بھی کوئی گناہ نہیں کیا، بلکہ یہ بھی فرشتوں کی طرح دوزخیوں کو عذاب جہنم کا مزہ چکھائیں گے۔ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وكذلك الشمس والقمر، هما فيها بهذه المنزلة، معذِّبان لأهل النار بذنوبهم، لا معذَّبان فيها؛ إذ لاذنوب لهما".(۲)

یہی بات علامہ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ارشاد فرمائی ہے۔(۳)

خلاصہ بحث

اب اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ ان دونوں کو دوزخ میں کسی گناہ کی وجہ سے نہیں ڈالا جائے گا، بلکہ

---

(۱) التحريم/٦.

(۲) شرح مشكل الآثار للطحاوي ١٧١/١، باب رقم (٣٠) بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله: "إن الشمس والقمر ثوران......".

(۳) قال الإسماعيلي: "وقد جعل الله في النار ملائكة، وليست تتأذى بها، ولاتعذب بها، وحجارة يعذب بها أهل النار، فيجوز أن يجعل الشمس والقمر عذابا في النار لأهل النار، أو بآلة من آلات العذاب، نعوذ بالله من النار". التوضيح ٤٤/١٩، وعمدة القاري ١٢٠/١٥، وفتح الباري ٣٠٠/٦.

اس لیے ڈالا جائے گا کہ عابدین شمس وقمر کی حسرت میں اضافہ ہو۔

ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان کے جانے سے جہنم کی حرارت میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کا اشتعال بڑھ جائے گا تو گویا جن کی یہ لوگ عبادت کیا کرتے تھے وہی تعذیب میں تشدید کا سبب بن جائیں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

ثوران عقیران کے معنی

اس کے بعد یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہی روایت دیگر بعض صحابہ سے بھی مروی ہے، مثلاً ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے:

"إن الشمس والقمر ثوران عقيران في النار".(۱)

جب کہ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ماقبل میں گذر چکی ہے، سو حدیث باب اور ان احادیث میں فرق یہ ہے کہ ان میں مکوران کی بجائے عقیران ہے، عقیر وہ جانور جس کی کونچیں کاٹ دی گئی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ چاند وسورج گویا دو ذبح کیے ہوئے بیل ہوں گے۔

اب یہ دو تشبیہیں ہوگئیں، ایک مکوران، دوسری عقیران۔ مکوران کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے کہ ان دونوں کی روشنی سلب کر لی جائے گی تو یہ پنیر کے دو سفید ٹکڑوں کی طرح ہو جائیں گے، جو دکھتا تو سفید ہے، مگر اس میں روشنی نہیں ہوتی، تو یہ تشبیہ سلب نور سے متعلق ہے۔

جب کہ دوسری تشبیہ کا تعلق سیر سے ہے کہ آخرت میں ان دونوں کی سیر وحرکت منقطع ہو جائے گی، جیسے مضبوط بیل کہ جب اس کے پیر کاٹ دیے جائیں تو وہ حرکت کے قابل نہیں رہتا، ہل جل نہیں سکتا۔

اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حقیقتاً اس دونوں بیلوں کی، جو دراصل چاند وسورج ہیں، ٹانگیں کاٹ دی جائیں گی، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فعادا بإقطاعهما عن ذلك كالزمنين بالعقر، فقيل لهما: عقيران، على

(۱) مسند الطيالسي ۲/ ۵۷٤، رقم (۲۲۱۷) مسند أنس بن مالك رضى الله عنه، ومسند أبي يعلى الموصلي ۴۰۱/۳، رقم (٤١٠٢)، والكامل لابن عدي ۹٦۹/۳، والحديث حسن.

استعارة هذا الاسم لهما، لا على حقيقة حلول عقر بهما......". (۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بالکل ظاہر ہے، کیوں کہ سورج وچاند کا لپیٹ دیا جانا ایک صفت ہے۔(۲)

باب کی تیسری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

۳۰۲۹ : حدّثنا يَحْيىٰ بْنُ سُلَيْمانَ قالَ : حَدَّثَني ٱبْنُ وَهْبٍ قالَ : أَخْبَرَني عَمْرٌو : أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا (۳) : أَنَّهُ كانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحيَاتِهِ ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ ٱللهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمِا فَصَلُّوا) . [ر : ۹۹۵]

تراجم رجال

۱) یحییٰ بن سلیمان

یہ یحییٰ بن سلیمان بن یحییٰ جعفی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم،"باب كتابة العلم" میں گذر چکا۔(۴)

۲) ابن وہب

یہ عبداللہ بن وہب مسلم مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب من يرد الله به

(۱)شرح مشكل الآثار للطحاوي ۱/ ۱۷۲، وفتح الباري ٦/ ۳۰۰، وفيض القدير للمناوي ٤/ ۲۳٤، رقم (٤٩٤٩).

(۲)عمدة القاري ۱۵/ ۱۲۰.

(۳) قوله: "عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه في كتاب صلوة الكسوف.

(٤) كشف البارى ٤/ ۳۲۷.

خيرا يفقهه......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۳) عمرو

یہ ابو امیہ عمرو بن الحارث مصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۴) عبدالرحمٰن بن القاسم

یہ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب هل يدخل الجنب يده......؟" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۳)

۵) أبیه

یہ مشہور تابعی بزرگ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب من بدأ بالحلاب والطيب عند الغسل" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۴)

۶) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام......" کے تحت ذکر کیے جاچکے۔(۵)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ سورج وچاند دونوں کو کسی کی موت سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے، بلکہ یہ دونوں تو اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، چناں چہ جب تم ان دونوں کو

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۷۷۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین۔

(۳) کشف الباری، کتاب الغسل ۵۵۷۔

(۴) کشف الباری، کتاب الغسل ۴۳۹۔

(۵) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

گرہن کا شکار دیکھو تو (کسوف یا خسوف) کی نماز پڑھو۔

باب کی چوتھی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٣٠ : حدّثنا إسْماعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا[1] قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ ٱللهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا ٱللهَ) .
[ر : ٢٩]

تراجم رجال

۱) اسماعیل

یہ اسماعیل بن ابی اویس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب من كره أن يعود في الكفر......" میں گذر چکے ہیں۔ (۲)

۲) مالک

یہ امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس اصبحی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب الإیمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت بیان کیے جا چکے۔ (۳)

۳) زید بن اسلم

یہ زید بن اسلم عدوی مولی عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) عطاء بن یسار

یہ ابو محمد عطاء بن یسار ہلالی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(۱) قوله: "عن عبدالله بن عباس رضي لله عنهما": الحديث، مر تخريجه في كتاب الكسوف.

(۲) کشف الباری ۲/۱۱۳۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۰، ۲/۸۰۔

۵) عبداللہ بن عباس

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان تینوں حضرات محدثین کا تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر، وکفر......" میں ہو چکا۔(۱)

• باب کی پانچویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٣١ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ : أَنَّ عائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ(٢) : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ، قامَ فَكَبَّرَ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ : (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) . وقامَ كما هُوَ ، فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً ، وَهْيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلاً ، وَهْيَ أَدْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى ، ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلاً ، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ ، فَخَطَبَ النَّاسَ ، فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ : (إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ) . [ر : ٩٩٧]

تراجم رجال

۱) یحییٰ بن بکیر

یہ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) اللیث

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۱) کشف الباری ۲/۲۰۳-۲۰۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے مزید دیکھیے، کشف الباری ۱/۴۳۵۔

(٢) قوله: "أن عائشة رضي الله عنها......": الحديث، مر تخريجه في الكسوف، باب الصدقة في الكسوف.

۳)عقیل

یہ مشہور امام حدیث عقیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۴)ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان چاروں حضرات محدثین کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث'' میں آچکا ہے۔(۲)

۵)عروۃ بن الزبیر

یہ حضرت عروہ بن زبیر بن عوام مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب الایمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" کے تحت بیان کیے جاچکے ہیں۔(۳)

۶)عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۴)

اور باب کی آخری اور چھٹی حدیث حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٣٢ : حدَّثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : حَدَّثَنِي قَيْسٌ ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(۵) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا) . [ر : ٩٩٤]

---

(۱) اور ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، باب فضل العلم میں آچکا ہے۔ کشف الباری ۳/۴۵۵۔

(۲) کشف الباری ۱/۳۲۳۔۳۲۶۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۱، و۲/۴۳۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۵) قوله: "عن أبي مسعود رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الكسوف، باب لاتنكسف الشمس لموت أحد ولا لحياته.

تراجم رجال

۱) محمد بن المثنیٰ

یہ محمد بن المثنیٰ عنزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب حلاوة الإيمان" میں آچکا(۱)

۲) یحییٰ

یہ یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه......" کے تحت ذکر کیا جاچکا۔(۲)

۳) اسماعیل

یہ اسماعیل بن ابی خالد احمسی بجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه......" کے تحت آچکے ہیں۔(۳)

۴) قیس

یہ قیس بن ابی حازم احمسی بجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الدين النصيحة......" میں گذر گیا ہے۔(۴)

۷) ابی مسعود

یہ مشہور بدری صحابی حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية......" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے ہیں۔(۵)

ان آخری چاروں حدیثوں کی شرح ان شاء اللہ تعالی کتاب الکسوف میں آئے گی۔

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۵۔

(۲) کشف الباری ۲/۲۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۷۹۔

(۴) کشف الباری ۲/۷۶۱۔

(۵) کشف الباری ۲/۷۴۸۔

یہ حدیث مسند عقبہ میں سے ہے

یہ حدیث حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو البدری رضی اللہ عنہ کی مسانید میں سے ہے، تاہم بعض نسخوں میں ابن مسعود ہے، یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دوسرا احتمال اگرچہ اس اعتبار سے درست ہے کہ حضرت قیس بن ابی حازم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں، مگر تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث مسند عقبہ میں سے ہے، مسند عبداللہ میں سے نہیں۔(۱)

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے احتمال کو تصحیف قرار دیا ہے، فرماتے ہیں:

"وقوله في الحديث الأخير: "عن أبي مسعود" كذا في الأصول بأداة الكنية، وهو أبو مسعود البدري، ووقع في بعض النسخ: "عن ابن مسعود" بالموحدة والنون، وهو تصحيف". (۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت احادیث

باب کی ان آخری چاروں حدیثوں کی مطابقت بالترجمہ بایں معنی ہیں کہ کسوف، جو سورج گرہن کہلاتا ہے اور خسوف، جسے چاند گرہن کہتے ہیں، دونوں کی صفات میں سے ہیں۔(۳)

---

(۱)شرح الكرماني ۱۳/۱۶۱، وعمدة القاري ۱۵/۱۲۱-۱۲۲.

(۲)فتح الباري ٦/۳۰۰.

(۳)عمدة القاري ۱۵/۱۲۱.

٥ - باب : ما جاءَ في قَوْلِهِ : «وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ نُشُرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ»

ماقبل سے مناسبت

کتاب بدء الخلق کی چل رہی ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے نجوم، شمس اور قمر کا ذکر فرمایا ایسے ہی ہواؤں کا بھی ذکر فرما رہے ہیں۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

یہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہواؤں کا ذکر فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالی نے جہاں بہت سی اشیاء پیدا کی ہیں وہاں ہوائیں بھی اس کی مخلوق ہیں، اسی کے حکم سے چلتی ہیں، جو بادلوں کو جمع کرتی ہیں، پھر یہی بادل اللہ کے حکم سے بارش برساتے ہیں۔ یہ رحمت کی ہوائیں ہوتی ہیں، تاہم کبھی ہوائیں بطور عذاب کے بھی چلتی ہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آرہی ہے۔

«قاصِفًا» /الإسراء: ٦٩/ : تَقْصِفُ كُلَّ شَيْءٍ . «لَوَاقِحَ» /الحجر: ٢٢/ : مَلَاقِحَ مُلْقِحَةً . «إِعْصَارٌ» /البقرة: ٢٦٦/ : رِيحٌ عاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نارٌ . «صِرٌّ» /آل عمران: ١١٧/ : بَرْدٌ . «نُشُرًا» : مُتَفَرِّقَةً .

﴿قاصفا﴾: تقصف كل شيء.

اس عبارت کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ آیت کریمہ ﴿فيرسل عليكم قاصفا من الريح﴾ (١) کے لفظ ﴿قاصفا﴾ کی تفسیر وتوضیح فرما رہے ہیں کہ قاصفا کے معنی ہیں: وہ ہوا جو ہر چیز کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے۔ الريح القاصف: تیز وگونج دار ہوا، اس کی جمع القواصف ہے۔ (٢)

---

(١) الإسراء/٦٩.

(٢) عمدة القاري ١٥/١٢٢، والتوضيح ١٩/٤٦، والقاموس الوحيد، مادة: قصف.

مذکورہ بالا تفسیری قول امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جوانہوں نے المجاز میں ذکر کیا ہے(۱)، اسی سے ملتا جلتا قول حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔(۲)

آٹھ قسم کی ہوائیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہواؤں کی آٹھ قسمیں ہیں، چار عذاب ہیں تو بقیہ چار رحمت۔رحمت والی ہوائیں یہ ہیں: ۱۔ناشرات،۲۔ذاریات،۳۔مرسلات اور ۴مبشرات

عذاب والی ہواؤں کے نام یہ ہیں: عاصف اور قاصف، ان دونوں کا تعلق سمندر سے ہے۔صرصر اور عقیم، ان دونوں کا تعلق خشکی سے ہے۔(۳)

﴿لواقح﴾: ملاقح ملقحة.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿وأرسلنا الرياح لواقح﴾(۴)(ہم نے ہواؤں کو مینھ برسانے والی بنا کر بھیجا) کے لفظ لواقح کی تفسیر کی گئی ہے کہ لواقح ملاقح کے معنی میں ہے، جو ملقحة کی جمع ہے۔

اس کو یوں سمجھیے کہ لقحت الناقة [باب سمع] أو نحوها کے معنی ہیں: اونٹنی کا حاملہ ہونا، یہ فعل لازم ہے، اس کا اسم فاعل لاقح ہے، جس کی جمع لواقح ہے، اب اس کے معنی ہوں گے: حاملہ اونٹنیاں۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اس لفظ کو ہواؤں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، جس کا مطلب ہوگا: حاملہ ہوائیں۔یعنی پانی سے بھری ہوئی لبریز ہوائیں۔حالاں کہ ہوا میں پانی نہیں ہوتا، بلکہ بادلوں میں ہوتا ہے، جنہیں ہوائیں چلاتی ہیں۔

علاوہ ازیں ألقحت الريحُ السحابَ (افعال) کے معنی ہیں: ہوا کا بادل سے ٹکرا کرا سے برسانا، یہ متعدی ہے، اسم فاعل اس کا ملقحۃ ہے، جس کی جمع ملاقح ہے۔(۵)

---

(۱)مجاز القرآن ۱/۳۸۵، سورة الإسراء، ۶۹/.

(۲)تعليقات التوضيح ۱۹/۴۶، وتفسير الطبري ۸/۱۱٤.

(۳)عمدة القاري ۱۵/۱۲۲، والتوضيح ۱۹/٤٦.

(٤)الحجر/۲۲.

(٥)لسان العرب، مادة: لقح، والقاموس الوحيد، مادة: لقح.

امام بخاری کا مقصد

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں وارد لفظ لواقح لازم ہے، تاہم متعدی کے معنی ہے، وگرنہ آیت کا مفہوم واضح نہیں ہوتا، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"يعني أن الرياح ليست لاقحة، بل هي ملقحة، فكأن اللازم بمعنى المتعدي".(١)

یہی بات ذرا اور وضاحت کے ساتھ حضرت مولانا محمد حسن مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں بھی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"يريد أن المراد باللواقح: الملاقح، دون معناه الحقيقي؛ لأن اللاقحة لازم، يقال: لقحت الناقة أي حملت، والملقحة متعدية، يقال: ألقح الفحل الناقة".(٢)

حضرت مولانا مکی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ بعض حضرات نے لواقح کو ملقحة کی خلاف قیاس جمع قرار دیا ہے، تاہم یہ غلط ہے، کیوں کہ وہ لاقحہ کی جمع ہے، استاذ محترم (حضرت گنگوہی) نے یہی فرمایا ہے۔(۳)

ابوعبیدہ اور ابن اسحاق کی رائے

اور وہ حضرات جو لواقح کو ملقحہ کی جمع کہتے ہیں امام ابوعبیدہ اور ابن اسحاق رحمہما اللہ ہیں۔(۴) انہی مؤخر الذکر کی اتباع کرتے ہوئے ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی قول اختیار کیا، تاہم بعض حضرات نے اس پر

---

(١) الكنز المتواري ١٣/١٣٣، ولامع الدراري ٧/٣٤٠.

(٢) حواله جات بالا.

(٣) حواله جات بالا.

(٤) مجاز القرآن ١/٣٤٨، وعمدة القاري ١٥/١٢٢، والتوضيح ١٩/٤٧.

نکیر کی ہے، علامہ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"هذا قول أبي عبيدة وغيره، وأنكره بعضهم، وقال: هو بعيد جدا؛ لأن حذف الزوائد إنما يجوز من مثل هذا في الشعر، ولكنه جمع لاقحة ولاقح بلا خلاف". (۱)

اس لفظ کے تحت شراح نے بہت کچھ لکھا ہے، تاہم دل کو لگنے والی بات ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ صواب یہ ہے کہ ریاح لاقحہ بھی ہیں اور ملقحہ بھی ہیں۔ لاقحہ تو اس لحاظ سے کہ وہ پانی کو اٹھاتی ہیں اور ملقحہ اس اعتبار سے کہ وہ پانی کو بادل کے اندر پہنچاتی ہیں (۲)۔

پھر ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قول کی تائید وتقویت کے لیے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے، جس کی سند قوی ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"يرسل الله الرياح، فتحمل الماء، فتلقح السحاب، وتمر به، فتدر كما تدر اللَّقحة، ثم تمطر".(۳)

کہ "اللہ میاں ہواؤں کو بھیجتے ہیں، جو پانی کو اٹھاتی ہیں، بادل کو باردار کرتی ہیں، پھر جب ان پر چلتی ہیں تو یہ بادل خوب بارش برساتے ہیں، جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی بہت زیادہ دودھ دیتی ہے"۔

امام لغت علامہ ازھری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (۴) اور یہی معنی ومفہوم زیادہ راجح ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۱۲۲، والتوضيح ۱۹/ ۴۷، وفتح الباري ۶/ ۳۰۱، وإرشاد الساري ۵/ ۲۶۱.

(۲) جامع البيان ۱۴/ ۱۴، سورة الحجر.

(۳) حواله بالا ۱۴/ ۱۴-۱۵، سورة الحجر، ولباب التأويل في معاني التنزيل للخازن ۳/ ۱۱۱.

(۴) الكنز المتواري ۱۳/ ۱۳۴-۱۳۵، عمدة القاري ۱۵/ ۱۲۲، وفتح الباري ۶/ ۳۰۱، والتوضيح ۱۹/ ۴۷، وتهذيب اللغة ۴/ ۳۲۸۵، مادة: لقح.

﴿إعصار﴾: ريح عاصف تهب من الأرض إلى السماء، كعمود فيه نار.

اس عبارت میں آیت شریفہ ﴿فأصابها إعصار فيه نار فاحترقت كذلك......﴾(۱) کی لفظ اعصار کی تفسیر کی گئی ہے، جو دراصل امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا تفسیری کلام ہے، اعصار بگولے کو کہتے ہیں، یعنی انتہائی تیز ہوا، جو گرد اڑاتی ہوئی عمود کی شکل میں آسمان کی طرف اٹھتی ہے، اس میں آگ (بھی بعض اوقات) ہوتی ہے۔

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے معنی یہ مروی ہیں: "ريح فيها برد شديد" مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار کردہ معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہیں کہ خود رب کریم نے آگ کی تصریح فرمائی ہے: ﴿فيه نار﴾ اور نار سے مراد سموم، یعنی گرم ہوا (لو) ہے۔ قاله السدي (۲)

﴿صر﴾: برد

اس میں آیت کریمہ ﴿ريح فيها صر﴾(۳) کے لفظ صر کی توضیح کی جارہی ہے کہ اس کے معنی برد کے ہیں یعنی ٹھنڈ۔ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ صر سخت ٹھنڈ کو کہتے ہیں۔ اب آیت کے معنی ہوں گے: ایسی ہوا جس میں سخت ٹھنڈ ہو۔ (۴)

﴿نشرا﴾: متفرقة

یہاں ترجمۃ الباب کے جس آیت کو جز بنایا تھا اسی کی طرف اشارہ ہے ﴿وهو الذي يرسل الرياح نشرا بين يدي رحمته﴾(۵) کہ اس میں نشر کے معنی متفرق کے ہیں، نشرا، نشور کی جمع ہے، یعنی بادلوں کو اٹھانے اور اڑانے والی ہوائیں۔

---

(۱) البقرة: ۲٦٦.

(۲) عمدة القاري ۱۵/۱۲۲، وفتح الباري ٦/۳۰۱، والتوضيح ۱۹/٤۷.

(۳) آل عمران/۱۱۷.

(٤) عمدة القاري ۱۵/۱۲۲، وفتح الباري ٦/۳۰۱.

(٥) الفرقان/٤۸.

یہ تفسیر بھی امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے مقتضی کے مطابق ہے، انہوں نے نشرا کی تفسیر میں فرمایا ہے: "أي: من كل مهب وجانب وناحية".(۱)

البتہ یہ واضح ہو کہ یہ تفسیر آیت کی اس قراءت کے مطابق ہے جس میں نشرا آیا ہے، ہماری قراءت میں بشرا ہے، جس کے معنی مبشرات کے ہیں، یعنی بشارت وخوش خبری دینے والی ہوائیں۔ جس کی ایک تفسیر بارش بھی کی گئی ہے۔(۲)

آیات کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت رحمت کو ترجمے کا جز بنایا تھا، تاہم اس کے تحت ہم نے بتایا تھا کہ مولف علیہ الرحمۃ دوسری قسم کی ہواؤں کو بھی ذکر کریں گے۔ چناں چہ انہوں نے جہاں رحمتوں سے بھری ہواؤں کا ذکر کیا، وہیں عذاب والی ہوائیں بھی ذکر کیں۔ کیوں کہ وبضدها تتبين الأشياء. واللہ اعلم

اس کے بعد یہ جانیے کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کے تحت دو حدیثیں ذکر کی ہیں، جن میں کی پہلی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۰۳۳ : حدّثنا آدمُ : حَدّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الحَكَمِ ، عَنْ مُجاهِدٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا (۳) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (نُصِرْتُ بِالصَّبَا ، وَأُهْلِكَتْ عادٌ بِالدَّبُورِ) . [ر : ۹۸۸]

تراجم رجال

۱) آدم

یہ ابوالحسن آدم بن ابی ایاس عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(۱)حواله جات بالا.

(۲)عمدة القاري ۱۵/۱۲۲، والتوضيح ۱۹/۴۸.

(۳) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث مر تخريجه في الاستسقاء، رقم (۱۰۳۵).

۲)شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں کے حالات کتاب الإیمان،"باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کےتحت ذکر کیے جاچکے(۱)

۳)الحکم

یہ الحکم بن عتیبہ کندی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب السمر في العلم" میں آچکا ہے۔(۲)

۴)مجاہد

یہ مشہور تابعی حضرت مجاہد بن جبر مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم،"باب الفهم في العلم" کے ذیل میں گذر چکا ہے۔(۳)

۵)ابن عباس

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان،"باب کفران العشیر، و کفر......" میں ہو چکا۔(۴)

ترجمہ حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میری مدد بادِ صبا سے کی گئی اور قوم عاد کو دبور کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۷۸.

(۲) کشف الباری ۴/۴۱۴.

(۳) کشف الباری ۳/۲۰۷.

(۴) کشف الباری ۱/۴۳۵ و ۲/۲۰۵.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

یہ حدیث کتاب الاستقاء میں آچکی ہے، یہاں ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں ریح رحمت، یعنی بادصبا کا ذکر ہے۔(۱)

باب کی دوسری حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔ جو ثلاثی روایت ہے۔

٣٠٣٤ : حدَّثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قالَتْ[٢] : كانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ ، وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ، فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَعَرَّفَتْهُ عائِشَةُ ذٰلِكَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (ما أَدْرِي لَعَلَّهُ كما قالَ قَوْمٌ : «فَلَمَّا رَأَوْهُ عارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ» . الآيَةَ) . [٤٥٥١]

تراجم رجال

۱) مکی بن ابراہیم

یہ مشہور محدث مکی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد حنظلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد والرأس" کے تحت گذر چکا۔(۳)

---

(١)صحيح البخاري، كتاب الاستسقاء، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: نصرت بالصبا، رقم(١٠٣٥)، وعمدة القاري ١٥/١٢٢.

(٢) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، أخرجه البخاري، في تفسير سورة الأحقاف، باب قوله تعالى: ﴿فلما رأوه عارضاً مستقبل......﴾، رقم (٤٨٢٠، ٤٨٢٨)، وفي الأدب، باب التبسم والضحك رقم (٦٠٩٢)، ومسلم، رقم (٢٠٨٤، ٢٠٨٥، ٢٠٨٦) في الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح، وأبوداود، رقم (٥٠٩٨، ٥٠٩٩)، في الأدب، باب ما يقول إذا هاجت الريح، والترمذي، رقم (٣٢٥٧) في التفسير، باب من سورة الأحقاف، وفي كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا هاجت الريح، رقم (٣٤٤٩)، وابن ماجه، في سننه، كتاب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا رأى السحاب والمطر، رقم (٣٨٨٩، ٣٨٩١)

(۳) کشف الباری ۳/۳۸۱۔

۲)ابن جریج

یہ ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها....."میں آچکا۔(۱)

۳)عطاء

یہ مشہور تابعی محدث حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب عظة النساء....."میں آچکے۔(۲)

۴)عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۳)

قالت: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا رأى مخيلة في السماء

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضا میں ایسا بادل دیکھتے جس کے برسنے کا گمان ہو......

مخيلة: میم کے زبر، خاء کی زیر اور یاء کے سکون کے ساتھ ہے، گھن گرج والا وہ بادل جس کے برسنے کا گمان ہو۔"السحابة التي يخال فيها المطر".(٤)

نسائی کی روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے،"إذا رأى مخيلة، يعني: الغيم".(٥)

---

(١) كشف الباری، كتاب الحيض ٢٠٤.

(٢) كشف الباری ٣٧/٤.

(٣) كشف الباری ٢٩١/١.

(٤) عمدة القاري ١٢٢/١٥، والتوضيح ٤٩/١٩، وفتح الباري ٣٠١/٦.

(٥) التوضيح ٤٩/١٩، والسنن الكبرى للنسائي ٥٦٢/١، كتاب الاستسقاء، القول عند المطر، رقم (١٨٣١).

أقبل وأدبر، ودخل وخرج، وتغير وجهه

آپ علیہ السلام آگے ہوتے، پیچھے ہوتے، اندر جاتے، باہر آتے اور چہرہ انور متغیر ہو جاتا۔

اضطراب وپریشانی کی وجہ

یہ اضطرابی کیفیت سے کنایہ ہے کہ بادل دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو جاتے تھے کہ کہیں یہ عذاب والا بادل نہ ہو، آپ علیہ السلام کی امت بھی عامۃ الناس کے گناہوں کی پاداش میں عذاب کا شکار نہ ہو جائے، جس طرح وہ قوم (قوم ہود علیہ السلام) عذاب کا شکار ہوئی جو بادلوں کو دیکھ کر خوش ہوئی تھی اور انہیں دیکھ کر یہ کہتی پھر رہی تھی ﴿هذا عارض ممطرنا﴾ (۱) کہ "یہ بادل ہم پر بارش برسانے والا ہے"، حالاں کہ وہ عذاب کا بادل تھا، چناں چہ آپ علیہ السلام کو بھی یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ عذاب والا بادل تو نہیں؟!

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پر رحمت وشفقت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، درحقیقت تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس صفت سے متصف رہے ہیں کہ ہر نبی اپنی قوم پر بے حد شفیق ومہربان ہوتا تھا اور یہ صفت آپ علیہ السلام میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی (۲)۔ صلی اللہ علیہ وسلم

فإذا أمطرت السماء سري عنه

جب آسمان بارش برسا چکا ہوتا تو آپ علیہ السلام کا خوف دور ہو جاتا۔

مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو تسلی ہو جاتی، آپ مطمئن ہو جاتے کہ یہ بادل عذاب والا نہیں تھا، اس کی وضاحت کتاب التفسیر کی روایت سے بھی ہوتی ہے، اس میں ہے: "ما يؤمنني أن يكون فيه عذاب". (۳)

---

(۱) الأحقاف/۲٤.

(۲) عمدة القاري ۱۵/۱۲۳، والتوضيح ۱۹/٤۹، وفتح الباري ٦/۳۰۱.

(۳) صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿فلما رأوه عارضا......﴾، رقم ٤۸۲۹)، وعمدة القاري ۱۵/۱۲۲، والتوضيح ۱۹/٤۹.

فعرفته عائشة ذلك، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "ما أدري لعله كما قال قوم: ﴿فلما رأوه عارضا مستقبل أوديتهم﴾".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت دریافت کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا، مجھے کیا پتہ! شاید یہاں بھی وہی معاملہ ہو جو اس قوم کے ساتھ تھا کہ جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو (خوشی میں یہ) کہا: ﴿هذا عارض ممطرنا﴾.

اس عبارت سے آپ علیہ السلام کی اضطرابی کیفیت کی مزید وضاحت ہوگئی۔

عرفته: تعریف سے ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چہرہ انور کی تبدیلی کی وجہ پوچھی۔(۱)

عارض اس بادل کو کہتے ہیں جو آسمان کے افق پر عرضاً ظاہر ہو۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث بایں معنی ہیں کہ اس میں بارش کا ذکر ہے، جس کا سبب ہوائیں بنتی ہیں۔(۳) واللہ اعلم

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۲۳۔

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) حوالہ بالا۔

٦ - باب : ذِكْرِ المَلَائِكَةِ .

ماقبل سے مناسبت

مخلوقات الٰہی پر گفتگو ہو رہی ہے، گذشتہ باب رحمت کی ہواؤں کے بیان میں تھا، جس کے ضمن میں دیگر ہواؤں کا بھی ذکر آ گیا تھا، اب ملائکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔

جان دار مخلوقات میں فرشتے چوں کہ دیگر عام مخلوقات سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ ان کا ذکر بھی پہلے کر رہے ہیں۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس ترجمہ سے دو مقصد ہیں۔

۱۔ ان ملاحدہ پر رد کرنا جو ملائکہ کے وجود کا انکار کرتے آئے ہیں۔ تفصیل انشاء اللہ آگے آرہی ہے۔

۲۔ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کے تحت تقریباً چھتیس (۳٦) روایتیں موصول اور معلق نقل کی ہیں، حالاں کہ مصنف کی یہ عادت نہیں ہے۔(۱) لیکن وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ (قرآن کریم سے قطع نظر) ثبوت ملائکہ کے لیے روایات اگرچہ اخبار آحاد ہیں، تاہم ان کی تعداد حد تواتر کو پہنچ گئی ہے، جس سے یہ معلوم ہوا کہ ملائکہ کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہے۔

ملائکہ: لغوی تحقیق

ملائکہ جمع ہے، اس کا مفرد ملک ہے، اب اس کا مادہ اشتقاق کیا ہے؟ اس میں مختلف اقوال ہیں:۔

۱۔ ابن سیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملک دراصل مـلأك تھا، جیسے شـمـأل ہے، جس کی جمع شمائل

---

(۱) فتح الباري ٣٠٧/٦، والكنز المتواري ١٣٨/١٣.

ہے، اس میں تخفیف ہوئی ہے کہ ہمزہ چوں کہ ثقیل ہے، اس لیے کثرت استعمال کی وجہ سے اسے حذف کردیا گیا ہے، تاہم یہی ہمزہ جمع میں ظاہر ہوگیا اور اس کے آخر میں جو تائے مدورہ کی زیادتی ہے وہ یا تو مبالغے کے لیے ہے یا تانیث جمع کے لیے، ورنہ اصل جمع ملائک ہے۔(۱)

۲۔قزاز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ "ألوكة" سے مشتق ہے، جس کے معنی رسالت اور پیغام رسانی کے ہیں، فرشتوں کا اصل کام بھی پیام رسانی ہوتا ہے۔ یہ قول جمہور اور امام سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، اس صورت میں اس کی اصل لاک ہوگی۔(۲)

۳۔ایک قول یہ ہے کہ یہ مَلْكٌ ــ بفتح الميم وسكون اللام ــ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں: مضبوطی سے پکڑنا، وهو الأخذ بالقوة، یہ بھی بڑی قوت والے ہوتے ہیں۔(۳)

۴۔ایک قول یہ ہے کہ یہ مِلْك ـ بکسر اللام ـ سے ہے، کیوں کہ ان میں ہر ایک کو اللہ تعالی نے ایک مستقل چیز عطا کر رکھی ہے، مثلاً ملک موت کو قبض ارواح کا اختیار دیا، اسرافیل کو صور پھونکنے کا اختیار سونپا، وغیرہ وغیرہ۔

تاہم یہ قول فاسد ہے، ورنہ اس کی جمع میں ہمزہ نہ ہوتا۔(۴)

لفظ ملک قرآن کریم میں بطور جمع بھی استعمال ہوا ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿والملك على أرجائها﴾.(۵)

ان سب میں راجح قول تیسرا ہے، اس لیے کہ رسالت اور پیام رسانی کا کام حضرت جبریل امین علیہ السلام اور چند فرشتے ان کے ساتھ کرنے والے ہیں، سارے فرشتے پیام رسانی کا کام نہیں کرتے اور ملائکہ سارے فرشتوں کو کہا جاتا ہے، برخلاف اس کے کہ قوت ان سب میں زیادہ ہے، اس صفت میں وہ سب مشترک

(۱)عمدة القاري ۱۵/۱۲۳، وفتح الباري ۶/۳۰۶، والتوضيح ۱۹/۵۶، والمحكم ۷/۴۷.

(۲)عمدة القاري ۱۵/۱۲۳، وفتح الباري ۶/۳۰۶، والتوضيح ۱۹/۵۶.

(۳)عمدة القاري ۱۵/۱۲۳، وفتح الباري ۶/۳۰۶، ولسان العرب، مادة: ملك.

(۴)عمدة القاري ۱۵/۱۲۳، والتوضيح ۱۹/۵۶.

(۵)الحاقة/۱۶.

ہیں، اب کوئی فرشتہ رکوع میں ہے، کوئی سجدے میں ہے، کوئی قیام میں ہے اور اللہ تبارک وتعالی نے جس کو جس حال پر مقرر فرمادیا ہے وہ مسلسل اسی حال پر ہے، ایک فرشتہ رکوع میں ہے، ہزاروں سال گذر گئے وہ رکوع ہی میں ہے، ایک فرشتہ سجدے میں ہے، جب سے پیدا ہوا اسی حال میں ہے، تھکا نہیں ہے، تو یہ قوت کی بات ہے۔(۱)

ملائکہ: اصطلاحی تعریف

ملائکہ، جنہیں اردو میں فرشتہ کہتے ہیں، نوری مخلوق ہے، وجود خارجی رکھتے ہیں، عادۃً انسان کو دکھائی نہیں دیتے، حسب ضرورت مختلف شکلیں اختیار کرسکتے ہیں، ان کے مسکن اور ٹھکانے آسمانوں میں ہیں۔

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”أجسام لطيفة هوائية، تقدر على التشكل بأشكال مختلفة، مسكنها السماوات، وهذا قول أكثر المسلمين“.(۲)

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”وذهب أكثر المسلمين إلى أنها أجسام لطيفة، قادرة على التشكل بأشكال مختلفة؛ مستدلين بأن الرسل كانوا يرونهم كذلك“.(۳)

ان کی تعداد اور گنتی کسی کو معلوم نہیں، وجود میں انسانوں پر تقدم زمانی رکھتے ہیں، فطرت معصومانہ ہوتی ہے، برائی اور بدی کا ظہور ان سے ممکن نہیں، اللہ تعالی نے انہیں نور سے پیدا کیا ہے، مسلم شریف وغیرہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے:

”خُلقت الملائكة من نور، وخُلق الجان من مارج من نار، وخلق آدمُ مما

---

(۱) حاشية الشهاب الخفاجي على البيضاوي ۱/۱۸۲، وشرح القسطلاني ۵/۲۶۲.

(۲) التفسير الكبير للرازي ۱/۲/۱۴۷، البقرة/ ۳۰، وعمدة القاري ۱۵/۱۳۳، وفتح الباري ۶/۳۰۶.

(۳) البيضاوي مع حاشية الشهاب ۱/۱۸۲، البقرة/ ۳۰.

وصف لكم".(١)

جب کہ عیسائیوں کا خیال یہ ہے کہ یہ اعلی وافضل نفوس بشریہ ہیں جو اپنے ابدان اور جسموں سے الگ ہوگئے ہیں، "هي النفوس الفاضلة البشرية المفارقة للأبدان".

اور حکماء وفلاسفہ کا خیال یہ ہے کہ فرشتے جواہر مجردہ ہیں، جونفوس ناطقہ کے علاوہ ایک علیحدہ اور مستقل مخلوق ہیں۔

فرشتوں کی دوقسمیں

پھر سارے فرشتے، بقول قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ، حقیقتاً دو قسموں میں منقسم ہیں:۔

ا۔پہلی قسم میں وہ فرشتے داخل ہیں جو ہمہ وقت معرفت الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں، غیر اللہ سے متعلق ہر خیال سے بچتے ہیں، جیسا کہ رب کریم ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ﴿يسبحون الليل والنهار لا يفترون﴾ (٢) کہ وہ لیل ونہار، صبح وشام، ہمہ وقت خداوند عالم کی تسبیح وتحمید اور تقدیس میں مشغول رہتے ہیں، کبھی تھکتے نہیں۔

انہیں "العلیون" اور "الملائکۃ المقربون" سے موسوم کیا جاتا ہے۔

٢۔دوسری قسم ان فرشتوں کی ہے جو زمین وآسمان کے تمام انتظامات کو سنبھالتے ہیں، خالق لم یزل نے ازل میں جو کچھ اس کائنات کے بارے میں ابد تک کے لیے فیصلے فرمادیے ہیں انہیں بجالاتے ہیں، کسی معاملے میں خداتعالی کی نافرمانی نہیں کرتے، اس سے سرِ مُو انحراف نہیں کرتے، ہردم حکم خداوندی کو پورا کرتے ہیں۔

انہیں "المدبرات امرا" کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کچھ سماوی ہوتے ہیں اور کچھ ارضی (زمینی) ہوتے

---

(١) صحيح الإمام مسلم، كتاب الزهد، باب في أحاديث متفرقة، رقم (٢٩٩٦)، ومسند الإمام أحمد١٦٨/٦، رقم (٢٥٧٠٩) و١٦٨/٦، رقم (٢٥٨٦٨)، مسند عائشة رضي الله عنه، ومصنف عبدالرزاق ٣٥٣/١٠، رقم (٢١٠٦٨).

(٢)الأنبياء/٢٠.

ہیں۔(۱)

سابقہ اجمال کی تفصیل

اوپران لوگوں کا اختلاف نقل کیا گیا تھا جو فرشتوں کے وجود کے قائل ہیں، ان کے وجود پر وہ متفق ہیں، اگرچہ ان کی حقیقت میں ان کا اختلاف ہے۔ان تینوں مذاہب میں حق مذہب اہل سنت کا ہے، جس کے جمہور اہل کلام قائل ہیں کہ فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں اور اللہ کی ایک مستقل مخلوق ہیں۔

جہاں تک نصاری کے مذہب کا تعلق ہے تو وہ آیت کریمہ ﴿وإذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة﴾ (۲) کی رو سے باطل ہے، کیوں کہ رب تعالی نے فرشتوں سے جب یہ خطاب فرمایا تھا اس وقت انسان موجود ہی نہیں تھے، ان کی تخلیق ہی نہیں ہوئی تھی، اس لیے "هي النفوس الفاضلة البشرية المفارقة للأبدان" کے کوئی معنی ہی نہیں۔(۳)

حکماء وفلاسفہ کے مذہب کا بطلان بھی ظاہر ہے، کیوں کہ قرآن وسنت میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جو ان کے موقف پر دلالت کرتی ہو۔اس کے علاوہ کچھ لوگ ستاروں کو فرشتے قرار دیتے ہیں، حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان سب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وأبطل من قال: إنها الكواكب، أو أنها الأنفس الخيرة التي فارقت أجسادها، وغير ذلك من الأقوال التي لايوجد في الأدلة السمعية شيء منها".(٤)

---

(١)البيضاوي مع حاشية الشهاب ١/١٨٢-١٨٣.

وقال القسطلاني رحمه الله زيادة عليه:"فهم بالنسبة إلى ما هيأهم الله له أقسام: فمنهم حملة العرش، ومنهم كروبيون الذين هم حول العرش، وهم أشرف الملائكة مع حملة العرش، وهم الملائكة المقربون، ومنهم جبريل وميكائيل واسرافيل......". إلى آخر ما بسطه من أنواعهم. إرشاد الساري ٥/٢٦٢، والكنز المتواري ١٣/١٣٨.

(٢)البقرة/٣٠.

(٣)حاشية الشهاب ١/١٨٢.

(٤)فتح الباری ٦/٣٠٦.

ملائکہ کے بارے میں ملاحدہ کا موقف

ہر زمانے کے عقل پرستوں نے ملائکہ کے وجود کا انکار کیا ہے، ظاہر ہے نری عقلیت گم راہی کی طرف لے جاتی ہے، ان عقل پرستوں کے ساتھ بھی یہی ہوا، جہاں بہت سے حقائق کا یہ انکار کرتے آئے ہیں وہاں انہوں نے ملائکہ کا بھی انکار کر دیا، ہندوستان کے متجددین وعقل پرستوں کے راہ نما سرسید نے فرشتوں کے وجود کا انکار کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے، بزعم خود دلائل کے انبار لگا دیے ہیں (۱)، مگر..... قرآن کریم کی آیات کثیرہ اور احادیث متواترۃ المعنی کی موجودگی میں ان باتوں کی کوئی حیثیت نہیں، ایک مسلمان کے لیے وحی کی روشنی کافی ہے، اسے ادھر ادھر کی ان فضول یاوہ گوئیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

حافظ علیہ الرحمہ وجود ملائکہ پر مختلف احادیث نقل کرنے کے بعد رقم طراز ہیں:

"وفي هذا وما ورد من القرآن رد على من أنكر وجود الملائكة من الملاحدة".(۲)

فرشتے کھاتے پیتے نہیں

حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الملائكة ليسوا ذكورا ولا إناثا، ولا يأكلون، ولا يشربون، ولا يتناكحون، ولا يتوالدون".(۳)

''کہ فرشتے مرد ہیں نہ عورت، یہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ہی نکاح کرتے ہیں، نیز ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ بھی نہیں۔''

معلوم ہوا کہ نصوص شرع میں ان کے لیے جو مذکر کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں وہ تشریف وتعظیم کے لیے ہے، نہ کہ ان کی جنس بتانے کے لیے۔

---

(۱) دیکھیے سرسید کی تفسیر القرآن ۱/۵۲-۶۰۔

(۲) فتح الباري ٦/٣٠٦، والكنز المتواري ١٣/١٣٦.

(۳) فتح الباري ٦/٣٠٦، وكذا انظر آكام المرجان ٥٠، الباب الحادي عشر.

قرآن کریم میں فرشتوں کا اور حضرت ابراہیم وسارہ علیہما السلام کا جو قصہ ذکر کیا گیا ہے ﴿ولقد جاء ت رسلنا إبراهيم بالبشرى قالوا سلاما قال سلم فما لبث أن جاء بعجل حنيذ فلما رأى أيديهم لاتصل إليه نكرهم ......﴾ (۱) اسی طرح ﴿هل اتٰك حديث ضيف إبراهيم المكرمين...... فقربه إليهم قال ألا تأكلون﴾ (۲) اس سے بھی اس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ فرشتے نہیں کھاتے، اب ان کا کھانا پینا کیا ہے؟ تو اس کا جواب ہے: "طعامهم التسبيح، وشرابهم التقديس". (۳)

اور شجرۃ الخلد کے بارے میں جو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس درخت کا نام ہے جس سے فرشتے کھاتے ہیں تو یہ قصہ ثابت نہیں۔ (۴)

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ انسان اور جنات سے بالکل الگ مخلوق ہے۔

ملائکہ اور انبیاء میں افضل کون؟

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں جیسا کہ آپ کے سامنے ہے، ملائکہ کے ذکر کو انبیاء کے ذکر پر مقدم کیا ہے، ان کا ذکر بہت بعد میں آرہا ہے، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام پر ملائکہ کو فضیلت حاصل ہے؟ ملائکہ افضل ہیں اور انبیاء مفضول؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے، افضل انبیاء ہی ہیں، مگر بعض وجوہ کی وجہ سے فرشتوں کے ذکر کو مقدم کیا گیا ہے:۔

۱۔ فرشتوں کی پیدائش انبیائے کرام کی پیدائش سے مقدم ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں فرشتوں کے ذکر کو مقدم رکھا گیا ہے، جیسے ارشاد ربانی ہے: ﴿كل

---

(۱) هود/ ٦٩-٧٠.

(۲) الذاريات/ ٢٤-٢٧.

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۲۳.

(۴) فتح الباري ٦/٣٠٦.

آمن بالله وملائكته وكتبه ورسله﴾ (۱) ایک حدیث میں با قاعدہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "ابدأ بما بدأ الله تعالى به". (۲) کہ اللہ نے جو ترتیب قائم کی ہے اس پر چلو، جس سے اس نے شروع کیا ہے اسی سے شروع کرو۔ اگر چہ یہ حدیث حج کے بارے میں ہے، لیکن استدلال اس سے ہو سکتا ہے۔

۳۔ فرشتے اللہ میاں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں، یہی پیغام ربانی انبیاء تک پہنچاتے ہیں، اس لیے بھی ان کو مقدم رکھنے میں کوئی حرج نہیں، تاہم ان سب وجوہ کے باوصف یہ لازم نہیں آتا کہ فرشتوں کو انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ (۳) واللہ اعلم بالصواب

وَقَالَ أَنَسٌ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ : إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ . [ر : ۳۱۵۱]

تعلیق کا مقصد ومناسبت بالباب

یہ تعلیق ہے، اس میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا یہاں نقل کیا گیا ہے کہ اس سے حضرت جبریل علیہ السلام کا اثبات ہو رہا ہے، نیز دوسرے ملائک بھی ثابت ہو رہے ہیں، یہی امام بخاری کا مدعی اور مقصود بھی تھا۔

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے موصولا کئی مقامات پر نقل کیا ہے، جیسے کتاب احادیث الانبیاء، مناقب الانصار وغیرہ۔ (۴)

(۱) البقرة/ ۲۷۹.

(۲) مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، رقم (۱۲۱۸/ ۲۹۵۰)، عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما.

(۳) التفسير الكبير للإمام الرازي ۱/ ۲/ ۱٤۷، وفتح الباري ٦/ ۳۰٦، والكنز المتواري۱۳/ ۱۳٦.

(٤) دیکھیے، صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم......، رقم (۳۳۲۹)، وكتاب مناقب الأنصار (الهجرة)، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم......، رقم (۳۹۱۱)، وباب بلا ترجمة، رقم =

وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : «لَنَحْنُ الصَّافُّونَ» /الصافات : ١٦٥/ : الْمَلَائِكَةُ .

اس تعلیق کا مقصد بھی واضح ہے کہ اس آیت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آیت کی اس تفسیر سے ملائکہ کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔ پوری آیت یوں ہے: ﴿وإنا لنحن الصافون﴾ کہ ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر ملائکہ سے کی ہے۔

علاوہ ازیں یہی مضمون مرفوعاً بھی مروی ہے، طبرانی وغیرہ نے ایک روایت نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"ما في السماء الدنيا موضع قدم إلا عليه ملك ساجد أو قائم، فذلك قوله تعالى: ﴿وإنا لنحن الصافون﴾".(١)

کہ" آسمان دنیا پر پاؤں کے قدم بھر جگہ نہیں، مگر وہاں کوئی نہ کوئی فرشتہ حالت سجدہ یا حالت قیام میں موجود ہے، اسی کو اس قول ربانی میں بیان کیا گیا ہے......".(٢)

اثر مذکور کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ اثر کو امام عبدالرزاق نے "سماک عن عکرمہ عن ابن عباس" کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(٣)

=(٣٩٣٨)، وكتاب التفسير، باب قوله: ﴿من كان عدوا لجبريل﴾، رقم (٤٤٨٠).

(١)رواه الطبراني ٢١٤/٩، رقم (٩٠٤٢)، عن ابن مسعود رضى الله عنه، وكنز العمال ١٦٩/١٠، كتاب العظمة، من قسم الأفعال، عن حكيم بن حزام وسعد بن العلاء رضي الله عنهما، رقم (٢٩٨٥١)، وتعظيم قدر الصلاة للمروزي ٢٦١/١-٢٦٢، رقم (٢٥٣ و٢٥٤).

(٢)فتح الباری ٣٠٧/٦، وعمدة القاری ١٢٣/١٥، والتوضيح ٥٧/١٩.

(٣)فتح الباری ٣٠٧/٦، وتغليق التعليق ٤٩٤/٣.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس اثر ابن عباس کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بھی بالکل واضح ہے، اس سے بھی ملائکہ کا وجود ثابت ہورہا ہے۔

اس کے بعد یہ سمجھیے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت معروفہ سے بالکل ہٹ کر اس باب میں ۳۰ سے اوپر حدیثیں ذکر کی ہیں، یہ اس کتاب کے نوادر میں سے ہے، کیوں کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی غالب عادت یہی ہے کہ وہ تراجم کے ذریعے احادیث کی تفصیل وتوضیح فرماتے ہیں، جب کہ یہاں ایسا نہیں کیا، بس حدیثیں ذکر کرتے چلے گئے۔(۱)

اس کی وجہ سابق میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وجود ملائک پر تواتر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم

باب کی سب سے پہلی حدیث حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٣٥ : حدّثنا هُدْبَةُ بْنُ خالِدٍ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ قَتَادَةَ . وَقالَ لِي خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ وَهِشَامٌ قالَا : حَدَّثَنَا قَتَادَةُ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مالِكٍ ، عَنْ مالِكِ ابْنِ صَعْصَعَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(۲) قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ – وَذَكَرَ : يَعْنِي رَجُلاً بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ – فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ ، مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا ، فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ، ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا ، وَأُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ ، دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ : الْبُرَاقُ ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ،

(۱) فتح الباري ٦/٣٠٧، والكنز المتواري ١٣/١٣٨.

(۲) قوله: "عن مالك بن صعصعة": الحديث، رواه البخاري، في أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وهل اتاك حديث موسى إذ رأى نارا﴾، رقم (٣٣٩٣)، وباب قول الله تعالى: ﴿ذكر رحمة ربك عبده زكريا﴾، رقم (٣٤٣٠)، وفي كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، رقم (٣٨٨٧)، ومسلم، رقم (٤١٦، ٤١٧) في الإيمان، باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم، والترمذي، رقم (٣٣٤٦)، في التفسير، باب من سورة ألم نشرح، والنسائي، رقم (٤٤٩) في الصلاة، باب فرض الصلوة.

قِيلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قالَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، قالَ : نَعَمْ ، قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقالَ مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ٱبْنٍ وَنَبِيٍّ ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قالَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيلَ : أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، قالَ : نَعَمْ ، قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى عِيسٰى وَيَحْيٰى فَقالَا : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قِيلَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، قالَ : نَعَمْ ، قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى يُوسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، قالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قِيلَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، قِيلَ : نَعَمْ ، قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِدْرِيسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقالَ : مَرْحَبًا مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخامِسَةَ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قالَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : وَمَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، قالَ : نَعَمْ ، قِيلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْنَا عَلَى هارُونَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ، فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قِيلَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسٰى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ أَخٍ وَنَبِيٍّ ، فَلَمَّا جاوَزْتُ بَكٰى ، فَقِيلَ : ما أَبْكاكَ ؟ قالَ : يا رَبِّ هٰذَا الْغُلامُ الَّذِي بُعِثَ بَعْدِي ، يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي ، فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ ، قِيلَ : مَنْ هٰذَا ، قِيلَ : جِبْرِيلُ ، قِيلَ : مَنْ مَعَكَ ، قِيلَ : مُحَمَّدٌ ، قِيلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ ، مَرْحَبًا بِهِ وَنِعْمَ الْمَجِيءُ جاءَ ، فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْراهِيمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ٱبْنٍ وَنَبِيٍّ ، فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقالَ : هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ، يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ ما عَلَيْهِمْ ، وَرُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى ، فَإِذَا نَبِقُهَا كَأَنَّهُ قِلالُ هَجَرَ ، وَوَرَقُهَا كَأَنَّهُ آذانُ الْفُيُولِ ، فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهارٍ : نَهْرانِ باطِنانِ ، وَنَهْرانِ ظاهِرانِ ، فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ ، فَقالَ : أَمَّا الْباطِنانِ فَفِي الْجَنَّةِ ، وَأَمَّا الظَّاهِرانِ النِّيلُ وَالْفُراتُ ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلاةً ، فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوسٰى فَقالَ : ما صَنَعْتَ ، قُلْتُ : فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُونَ صَلاةً ، قالَ : أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ ، عالَجْتُ بَنِي إِسْرائِيلَ أَشَدَّ الْمُعالَجَةِ ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ ، فَرَجَعْتُ

فَسَأَلْتُهُ ، فَجَعَلَهَا أَرْبَعِينَ ، ثُمَّ مِثْلَهُ ، ثُمَّ ثَلَاثِينَ ، ثُمَّ مِثْلَهُ ، فَجَعَلَ عِشْرِينَ ، ثُمَّ مِثْلَهُ ، فَجَعَلَ عَشْرًا ، فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ : مِثْلَهُ ، فَجَعَلَهَا خَمْسًا ، فَأَتَيْتُ مُوسَى فَقَالَ : مَا صَنَعْتَ ، قُلْتُ : جَعَلَهَا خَمْسَةً ، فَقَالَ مِثْلَهُ ، قُلْتُ : سَلَّمْتُ بِخَيْرٍ ، فَنُودِيَ : إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي ، وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا) .

وَقَالَ هَمَّامٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (فِي الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ) . [٣٢١٣ ، ٣٢٤٧ ، ٣٦٧٤ ، ٥٢٨٧ ، وانظر : ٣٤٢]

تراجم رجال

۱)ہدبہ بن خالد

یہ ابوالاسود ہدبہ بن خالد قیسی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲)ہمام

یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار عوذی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳)قتادہ

یہ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۳)

۴)خلیفہ

یہ خلیفہ بن خیاط بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

---

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلاة، باب من صلى بالناس جماعة.....

(۲)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاة، تحت رقم (۵۹۷).

(۳) کشف الباری ۳/۲.

(۴)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال.

۵) یزید بن زریع

یہ یزید بن زریع عیشی بصری تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۶) سعید

یہ سعید بن ابی عروبہ مہران یشکری بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۷) ہشام

یہ ہشام بن ابی عبداللہ دستوائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب زيادة الإيمان ونقصانه" کے تحت گذر چکا ہے۔(۳)

۸) انس بن مالک

یہ مشہور صحابی، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب الإیمان،"باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

۹) مالک بن صعصعہ

یہ صحابی رسول حضرت مالک بن صعصعہ بن وہب بن عدی بن مالک نجاری انصاری مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔(۵)

یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت حدیث کرتے ہیں۔(۶)

محدثین کی تصریح کے مطابق قصہ معراج میں صحیح ترین حدیث انہی کی ہے:"إنه ليس في أحاديث

(۱) ان کے ترجمہ کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه......

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد......

(۳) کشف الباری ۴۵۶/۲۔

(۴) کشف الباری ۴/۲۔

(۵) تهذيب الكمال ۱٤٧/٢٧، رقم الترجمة (٥٧٤٤)، والإصابة ٣٤٦/٣، رقم الترجمة (٧٦٣٩).

(٦) تهذيب الكمال ١٤٧/٢٧، رقم الترجمة (٥٧٤٤)، والإصابة ٣٤٦/٣، رقم الترجمة (٧٦٣٩).

المعراج أصح ولا أحسن منه".(۱)

آخر حیات تک مدینہ منورہ ہی میں رہے۔(۲)

ان سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہے، جن میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے، یعنی حدیث باب۔(۳)

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ صحیحین اور نسائی شریف کے راوی ہیں۔(۴)

رضي الله عنه وأرضاه

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی یہ طویل حدیث واقعہ معراج سے متعلق ہے، جس کی مکمل تفصیلات کتاب الصلاۃ کے اوائل میں آچکی ہے، بقیہ کچھ مباحث باب المعراج میں آئیں گی انشاء اللہ۔(۵)

وقال همام عن قتادة عن الحسن عن أبي هريرة رضي الله عنه......:

یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دو سندوں کے ساتھ نقل کی ہے، ایک سند ہدبہ کی ہے تو دوسری خلیفہ کی، ہدبہ کی سند میں ہمام ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس عبارت سے یہ ہے کہ ہمام جب یہ روایت نقل کرتے ہیں تو بیت المعمور کا قصہ معراج کے قصے سے علیحدہ بیان کرتے ہیں، چناں چہ وہ اصل حدیث تو "عن قتادة عن أنس" کی سند سے نقل کرتے ہیں اور بیت المعمور کا قصہ "عن قتادة عن الحسن عن أبي هريرة" کی سند سے روایت کرتے ہیں۔

جہاں تک سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی کا معاملہ ہے تو یہ دونوں حضرات بیت المعمور کے قصے کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مدرج بالخبر بنا کر نقل کرتے ہیں کہ اس قصے کو وہ معراج کے ساتھ بیان کرتے ہیں، تاہم ہمام کی روایت صواب اور ارجح ہے۔

---

(۱)تهذيب الكمال ۱٤۸/۲۷، رقم الترجمة (٥۷٤٤)، وتعليقات خلاصة الخزرجي ۳٦۷.

(۲)الإصابة۳/۳٤٦.

(۳)خلاصة الخزرجي ۳٦۷، من اسمه مالك.

(٤) حواله بالا، وتهذيب الكمال۲۷/۱٤۸.

(٥)كشف الباري، كتاب الصلاة، ص: ۸۷-۲۱۸.

یہ تعلیق نہیں

علاوہ ازیں ہمام کی روایت یہاں موصول ہے، معلق نہیں، جس نے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ معلق ہے تو اس کا قول صحیح نہیں، اس کو وہم ہوا ہے، چناں چہ حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں یہ مکمل طویل حدیث ہدبہ سے روایت کی ہے، جب وہ اس عبارت تک پہنچے "فرفع لي البيت المعمور" تو حدیث مکمل کر کے یہ فرمایا:
"قال قتادة: فحدثنا الحسن عن أبي هريرة أنه رأى البيت المعمور، يدخله كل يوم سبعون ألف ملك، ولا يعودون فيه". اخیر میں اس کو ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الگ روایت ہے، اس کا تعلق بیت المعمور سے ہے، معراج کے قصے سے نہیں ہے۔(۱)

امام اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی روایت حسن بن سفیان، ابویعلی، بغوی وغیرہ سے ہدبہ کے واسطے سے مفصلاً نقل کی ہے۔

اس تفصیل سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان کلمات "في البيت المعمور" کی مراد بھی واضح ہوگئی کہ وہ اس فرق کو واضح کرنا چاہتے ہیں، چناں چہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابی عروبہ عن قتادۃ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے:

> "البيت المعمور مسجد في السماء بحذاء الكعبة، لو خرّ لخرّ عليها، يدخله سبعون ألف ملك كل يوم، إذا خرجوا منه لم يعودوا".(۲)
>
> "کہ بیت معمور کعبہ شریفہ کے عین اوپر آسمان میں ایک مسجد ہے، اگر وہ بالفرض گر پڑے تو کعبہ پر گرے، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جب ایک دفعہ نکلتے ہیں تو دوبارہ نہیں لوٹتے"۔

اس روایت اور ماقبل کی روایت سے محسوس یہ ہوتا ہے کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیت معمور کے قصے کو

---

(۱) الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان ۱/۲۳۹، كتاب الوحي، ذكر وصف الإسراء......، رقم (٤٨)، ومسند الإمام أحمد ٤/۲۰۹، رقم (۱۷۸۳۵).

(۲) جامع البيان ۲۱/٥٦٥، سورة الطور/٤.

کبھی حضرت انس کی حدیث میں مدرج کردیتے ہیں اور کبھی تفصیل فرماتے ہوئے دونوں کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھتے ہیں اور جب تفصیل فرماتے ہیں تب کبھی اس کی سند ذکر کرتے ہیں اور کبھی مبہم رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وهذا وما قبله يشعر بأن قتادة كان تارة يدرج قصة البيت المعمور في حديث أنس، وتارة يفصلها، وحين يفصلها تارة يذكر سندها، وتارة يبهمه".(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر آیا ہے، جن کا تعلق فرشتوں کے گروہ کروبیون سے ہے، اس گروہ میں فرشتوں کے سردار ہوتے ہیں، نیز حدیث کے آخر میں ہے: "هذا البيت المعمور، يصلي فيه كل يوم سبعون ألف ملك......". پس وجود ملائکہ ثابت ہوگیا۔(۲)

باب کی دوسری حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٣٦ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ : قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ(۳) : حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ ، قَالَ : (إِنَّ

(۱) فتح الباري٦/٣٠٨، والكنز المتواري ١٣/١٤٤-١٤٥، وعمدة القاري ١٥/١٢٩، وإرشاد الساري٥/٢٦٥.

(۲) عمدة القارى ١٥/١٢٣.

(۳) قوله: "قال عبدالله": الحديث، رواه البخاري، في القدر، باب في القدر، رقم (٦٥٩٤)، وفي الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، رقم (٣٣٣٢)، وفي التوحيد، باب: ﴿ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين﴾، رقم (٧٤٥٤)، ومسلم، رقم (٦٧٢٣، ٦٧٢٤)، في القدر، باب كيفية الخلق الآدمي في بطن أمه، وأبوداود، رقم (٤٧٠٨)، في السنة، باب في القدر، والترمذي، باب ما جاء أن الأعمال بالخواتيم، رقم (٢١٣٨)، وابن ماجه، في المقدمة، باب في القدر، رقم (٦٤).

أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ ، وَيُقَالُ لَهُ : اكْتُبْ عَمَلَهُ ، وَرِزْقَهُ ، وَأَجَلَهُ ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ . وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ» . [٣١٥٤ ، ٦٢٢١ ، ٧٠١٦]

تراجم رجال

۱) الحسن بن الربیع

یہ ابوعلی الحسن بن الربیع بن سلیمان بجلی قسری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

لکڑی اور بانس کا کام کرتے تھے، اس لیے خشاب اور بورانی کہلاتے ہیں۔(۲)

یہ ائمہ حدیث میں سے ابواسحق فزاری، عبداللہ بن ادریس، عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ابوالاحوص، ابوعوانہ، مہدی بن میمون، عبدالواحد بن زیاد، قیس بن الربیع اور حارث بن عبید رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے حضرات شیخین وابوداود، عمرو بن منصور نسائی، محمد بن یحییٰ بن کثیر حرانی، ابوحاتم، ابوزرعہ، عباس دوری، حنبل بن اسحق، یعقوب بن سفیان فارسی، علی بن عبدالعزیز بغوی، اسماعیل بن عبداللہ سمویہ، ابوعمران بن ابی غزیہ رحمہم اللہ تعالی کے علاوہ ایک جماعت روایت حدیث کرتی ہے۔(۳)

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يبيع البواري، كوفي، ثقة، رجل صالح، متعبد". (٤)

---

(١) تهذيب الكمال ٦/١٤٧-١٤٨، وتهذيب ابن حجر ٢/٢٧٧-٢٧٨، وسير أعلام النبلاء ١٠/٣٩٩.

(۲) تہذیب الکمال ۶/۱۴۸، وتہذیب ابن حجر ۲/۲۷۸، وسیر اعلام النبلاء ۱۰/۴۰۰.

(۳) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۶/۱۴۸-۱۵۰.

(۴) تہذیب الکمال ۶/۱۵۰، وتہذیب ابن حجر ۲/۲۷۸۔

ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان من أوثق أصحاب ابن إدريس". (١)

نیز فرماتے ہیں:

"الحسن بن الربيع ثقة، وكنت أحسب أنه مكسور العنق؛ لانحنائه، حتى قيل لي: إنه لا ينظر إلى السماء".(٢)

''حسن ثقہ ہیں، میں ان کی ہمیشہ جھکی ہوئی گردن (جھکا ہوا سر) دیکھ کر یہ سمجھتا تھا کہ ان کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے، پھر مجھے بتایا گیا کہ دراصل وہ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے ہیں۔''

عبدالرحمٰن بن یوسف بن خراش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كوفي ثقة".(٣)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإمام الحافظ الحجة العابد......، وكان من العلماء العاملين".(٤)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور دفنایا تھا۔ یہ ان کے بہت قریبی شاگرد تھے۔(٥)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۲۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا، جب کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ وفات رمضان ۲۲۱ میں بتاتے ہیں۔(٦)

یہ ائمہ ستہ کے راوی ہیں۔ سب نے ان سے روایت کی ہے۔(٧)　رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

---

(۱) حوالہ جات بالا، والجرح والتعدیل ۳ ر رقم الترجمۃ ۴۴.

(۲) الجرح والتعدیل ۳ ر رقم الترجمۃ ۴۴، وتعلیقات تہذیب الکمال ۶/ ۱۵۰، وتہذیب التہذیب ۲/ ۲۷۸.

(۳) تہذیب الکمال ۶/ ۱۴۸، وتاریخ بغداد ۷/ ۴۰۸.

(۴) سیر اعلام النبلاء ۱۰/ ۳۹۹ و ۴۰۰.

(۵) الثقات لابن حبان ۸/ ۱۷۲، وتہذیب ابن حجر ۲/ ۲۷۸.

(٦) حوالہ جات بالا، وتاریخ البخاری الکبیر ۲ ر رقم الترجمۃ (۲۵۱٦) وطبقات ابن سعد ٦/ ۴۰۹، وتہذیب الکمال ٦/ ۱۵۱.

(۷) تہذیب الکمال ٦/ ۱۵۱.

۲) ابوالاحوص

یہ سلام بن سلیم حنفی مولی بنی حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۳) اعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" میں گذر چکا ہے۔(۲)

۴) زید بن وہب

یہ زید بن وہب ابوسلیمان ہمدانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۵) عبداللہ

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات مفصلا کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے: "ثم يبعث الله ملكا، فيؤمر بأربع كلمات ....." کہ حدیث میں اس فرشتے کا ذکر ہے جو لوگوں کی تقدیریں لکھنے پر مامور ہے(۵) اس سے فرشتوں کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث کی مفصل شرح انشاء اللہ کتاب القدر میں آئے گی۔(۶)

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الأذان، باب الالتفات في الصلاة.

(۲) کشف الباری ۲/۲۵۱.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر.

(۴) کشف الباری ۲/۲۵۷.

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۲۹، وفتح الباری ۶/۳۰۹.

(٦) صحيح البخاري، كتاب القدر، باب في القدر، رقم (٦٥٩٤).

باب کی تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٣٧ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ : أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ قالَ : قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ،(١) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .

وَتَابَعَهُ أَبُو عاصِمٍ ، عَنِ ٱبْنِ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نافِعٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِذَا أَحَبَّ ٱللَّهُ الْعَبْدَ نادَى جِبْرِيلَ : إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ : إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ) . [٥٦٩٣ ، ٧٠٤٧]

تراجم رجال

۱) محمد بن سلام

یہ محمد بن سلام بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: "أنا أعلمكم بالله......" میں گذر چکا ہے۔(۲)

۲) مخلد

یہ مخلد بن یزید الحرانی القرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۳) ابن جریج

یہ ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الحیض،

---

(١) قوله: "قال أبو هريرة": الحديث، رواه البخاري، في التوحيد، باب كلام الرب مع جبرائيل ونداء الله الملائكة، رقم (٧٤٨٥)، وفي الأدب، باب المقة في الله تعالى، رقم (٦٠٤٠)، ومسلم، رقم (٦٧٠٥-٦٧٠٧)، في البر والصلة، باب إذا أحب الله عبدا حببه إلى عباده، والترمذي، في التفسير، باب ومن سورة مريم......، رقم (٣١٦١).

(۲) کشف الباری ۹۳/۲.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم.

"باب غسل الحائض رأس زوجها......" میں آچکا۔(۱)

۴) موسی بن عقبہ

یہ امام مغازی حضرت موسی بن عقبہ اسدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الوضوء، "باب إسباغ الوضوء" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۵) نافع

یہ مشہور تابعی محدث حضرت نافع مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب ذکر العلم والفتیا في المسجد" کے ذیل میں آچکے ہیں۔(۳)

۶) ابو ہریرہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے۔(۴)

اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۵)

وتابعه أبو عاصم عن ابن جريج...

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث یہاں دو طرق سے ذکر کی ہے، ایک موصول، دوسرا معلق، وتابعه أبو عاصم عن ابن جريج سے معلق روایت شروع ہورہی ہے، اس سے پہلے موصول روایت ہے۔ امام بخاری نے موصول کے بجائے معلق روایت کے الفاظ یہاں ذکر کیے ہیں۔ اور معلق روایت کو موصولا امام نے

(۱) کشف الباری، کتاب الحیض ۲۰۴۔

(۲) کشف الباری ۵/۱۷۷۔

(۳) کشف الباری ۴/۶۵۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۵) کشف الباری، کتاب الأدب ٤١٤-٤١٦، باب المقة من الله.

کتاب الادب میں ذکر کیا ہے۔(۱)

یہ ان مقامات میں سے ایک مقام ہے جہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سے واسطہ کے ساتھ معلق روایت نقل کی ہے، کیوں کہ ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ ان کے شیخ ہیں، اس کے باوجود واسطے کے ساتھ ان سے معلق روایت کررہے ہیں۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "إذا أحب الله العبد نادى جبريلَ" کہ اللہ میاں جبریل کو آواز دیتے ہیں۔(۳)

باب کی چوتھی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٣٨ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي مَرْيَمَ : أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي جَعْفَرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا(۴) زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : (إِنَّ ٱلْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي ٱلْعَنَانِ ، وَهْوَ السَّحَابُ ، فَتَذْكُرُ ٱلْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ ، فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ ، فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ ، فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ) . [٣١١٤، وانظر: ٥٤٢٩]

---

(١)صحيح البخاري، كتاب الادب، باب المقة من الله، رقم (٦٠٤٠).

(٢)فتح الباري ٣٠٩/٦، وعمدة القاري ١٣٠/١٥.

(٣)حواله جات بالا.

(٤) قوله "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، رواه البخاري، في الطب، باب الكهانة، رقم (٥٧٦٢)، وفي الأدب باب قول الرجل للشيء: ليس بشيء، رقم (٦٢١٣)، وفي التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم، رقم (٧٥٦١)، وفي بدء الخلق، باب صفة إبليس وجنوده، رقم (٣٢٨٨)، ومسلم، في السلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان، رقم (٥٨١٦-٥٨١٨).

تراجم رجال

۱) محمد

محمد سے مراد کون ہیں؟

اس حدیث کی سند کے شروع میں یہ جو ''محمد'' غیر منسوب آیا ہے، اس سے کون مراد ہیں؟ اس میں شراح کا اختلاف ہے:۔

۱۔ ابومسعود غسانی جیانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ اس سے مراد مشہور محدث امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲۔ بخاری شریف کے مشہور ناسخ ابوذر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "محمد هذا هو البخاري".

حافظ کی رائے

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے احتمال کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اسماعیلی اور ابونعیم رحمہما اللہ دونوں کو یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے بغیر نہیں ملی، اسی لیے انہیں سے دونوں نے یہ حدیث نقل کی، ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے علاوہ کسی اور سے یہ روایت منقول ہوتی تو اس تک رسائی ان دونوں حضرات کے لیے مشکل نہ تھی۔(۱)

عینی کی رائے اور راجح قول

تاہم علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے احتمال کو راجح قرار دیا ہے، ہمارے خیال میں بھی محمد سے مراد یہاں امام ذہلی ہیں، علامہ عینی کا موقف درست اور مضبوط معلوم ہوتا ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ امام اسماعیلی اور حافظ ابونعیم کو اگر یہ روایت کہیں اور نہیں ملی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی مراد ہیں، یہ ظاہری بات ہے، کیوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت کہیں بھی نہیں رہی کہ وہ اپنے شیخ سے

---

(۱) فتح الباری ۶/۳۰۹، وارشاد الساری ۵/۲۶۸۔

قبل اپنا نام ذکر کریں اور یوں کہیں "حدثنا محمد!! (پھر آدمی اپنے آپ کے بارے میں یہ کیسے کہہ سکتا ہے حدثنا محمد؟!)

علاوہ ازیں صحیح بخاری کے رجال میں محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس ابوعبداللہ ذہلی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس مقامات پر ان سے روایت کی ہے اور کہیں بھی نام کی یوں تصریح نہیں کی "حدثنا محمد بن یحیی الذهلي"، بلکہ کبھی صرف حدثنا محمد کہتے ہیں، کبھی محمد بن عبداللہ کہ دادا کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کبھی پڑدادا کی طرف منسوب کرکے "حدثنا محمد بن خالد" کہتے ہیں۔(۱)

مذکورہ صنیع کی وجہ

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوا کہ حضرت مصنف علیہ الرحمہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو اس کی وجہ معروف ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جب وہ ۲۵۰ ہجری میں نیشاپور تشریف لے گئے تھے تو مسئلہ خلق قرآن پر ان کا اپنے استاذ محمد بن یحییٰ ذہلی رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف ہوگیا تھا، حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ ان سے سماع حدیث پہلے کرچکے تھے، وہ ان کے شیخ تھے، تو ان کی روایات بیان کرنے کا سلسلہ تو جاری رکھا، مگر نام کی تصریح کرنا چھوڑ دیا۔(۲)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ سند حدیث میں دوسرے شیخ ابن ابی مریم، یعنی سعید بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں تعلیقاً تو روایت نقل کی ہے، مگر مسنداً اور موصولاً روایت نہیں کیا(۳) اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے محمد سے مراد ذہلی ہیں، نہ کہ بخاری۔ واللہ اعلم، وعلمہ اتم واحکم

---

(۱) تہذیب الکمال ۶۲۲/۲۶، رقم الترجمہ (۵٦٨٦).

(۲) عمدۃ القاری ۱۳۲/۱۵-۱۳۳، واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، کشف الباری ۱۴۷/۱.

(۳) تہذیب الکمال ۳۹۳/۱۰، رقم الترجمة (۲۲۳۵).

۲) اللیث

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا ہے۔(۱)

۳) ابن ابی جعفر

یہ عبید اللہ بن ابی جعفر یسار قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) محمد بن عبد الرحمٰن

یہ محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل بن اسود یتیم عروہ ہیں۔(۲)

۵) عروۃ بن الزبیر

یہ حضرت عروہ بن زبیر بن عوام قرشی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب الایمان، "باب أحب الدین إلی اللّٰه أدومه" کے تحت گذر چکے۔(۳)

۶) عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۴)

سند کی خصوصیت

اس سند کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے نصف اول کے رجال بصری ہیں اور نصف ثانی کے رجال مدنی ہیں، یعنی محمد بن عبد الرحمٰن، عروہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم، یہ تینوں مدنی ہیں۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۱/۳۲۴۔

(۲) ان دونوں بزرگوں کے تذکرہ کے لیے دیکھیے، کتاب الغسل، "باب الجنب یتوضأ......".

(۳) کشف الباری ۲/۴۳۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۳، وفتح الباری ۶/۳۰۹۔

تنبیہ

یہ حدیث آگے باب صفة ابلیس وجنودہ میں بھی آرہی ہے، اس حدیث کی مفصل شرح کتاب الطب اور کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۱)

باب کی پانچویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۳۹ : حدَّثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَغَرِّ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قال(۲): قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِذَا كانَ يَوْمُ الجُمُعَةِ كانَ عَلَى كُلِّ بابٍ مِنْ أَبْوَابِ المَسْجِدِ المَلَائِكَةُ ، يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِما طَوَوُا الصُّحُفَ ، وَجاؤُوا يَسْتَمِعُونَ ٱلذِّكْرَ) . [ر : ٨٤١]

تراجم رجال

۱) احمد بن یونس

یہ احمد بن عبداللہ بن یونس یربوعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من قال: إن الإيمان هو العمل" کے تحت گذر چکا ہے۔(۳)

۲) ابراہیم بن سعد

یہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم زہری مدنی ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب من كره أن يعود ......" میں گذر چکے ہیں۔(۴)

---

(۱) کشف الباری، کتاب الطب ۹۴-۹۶، وکتاب الادب ۶۳۵-۶۳۶، نیز دیکھیے، التوضیح ۱۹/۲۱۲-۲۱۳۔

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة.

(۳) کشف الباری ۲/۱۵۹۔

(۴) کشف الباری ۲/۱۲۰۔

۳)ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث'' میں آچکا ہے۔(۱)

۴)ابی سلمہ

یہ مشہور تابعی حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان،"باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان"میں آچکے۔(۲)

۵)الاغر

یہ ابو عبداللہ سلمان جہنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۶)ابو ہریرہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإیمان" میں گذر چکے۔(۴)

یہ حدیث کتاب الجمعہ میں گذر چکی ہے۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

ان دونوں حدیثوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت لفظ"الملائکۃ" میں ہے۔(۶)

---

(۱) کشف الباری۱/۳۲۶، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب الغسل ۱۹۴.

(۲) کشف الباری۲/۳۲۳۔

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الجمعۃ، باب الاستماع إلی الخطبۃ......

(۴) کشف الباری۱/۶۵۹۔

(۵)صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة.

(۶) عمدۃ القاری۱۵/۱۳۳۔

باب کی چھٹی حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٤٠ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ ، عَنْ سَعِيد بْنِ المسيَّبِ(١) قالَ : مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ ، وَحَسَّانُ يُنْشِدُ ، فَقَالَ : كُنْتُ أُنْشِدُ فِيهِ ، وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنكَ ، ثُمَّ ٱلْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ : أَنْشُدُكَ بِٱللهِ ، أَسَمِعْتَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ : يَقُولُ (أَجِبْ عَنِّي ، اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ) . قالَ : نَعَمْ . [ر : ٤٤٢]

تراجم رجال

۱)علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب الفهم في العلم" کے تحت بیان ہو چکا ہے۔(۲)

۲)سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......"میں گذر گئے ہیں۔(۳)

۴)الزہری

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث''میں آچکا ہے۔(۴)

---

(١) قوله: "عن سعيد بن المسيب": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصلاة، باب الشعر في المسجد.

(٢) كشف الباري٣/٢٢٤.

(٣) كشف الباري١/٢٣٨، الحديث الأول و٣/١٠٢.

(٤) كشف الباري١/٣٢٦.

۵)سعید بن مسیب

یہ سعید بن مسیب بن حزن قرشی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان،"باب من قال: إن الإیمان هو العمل" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

حدیث کا ترجمہ

حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے گذرے، درآں حالیکہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اشعار پڑھ رہے تھے، فرمایا: میں اس وقت بھی یہ شعر پڑھا کرتا تھا جب یہاں تم (عمر) سے بہتر (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ہوا کرتے تھے، پھر وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ "(اے حسان!) میری طرف سے (ان مشرکین کی یاوہ گوئی) کا جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد کیجیے؟" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: جی ہاں!
اس حدیث کی شرح کتاب الصلاۃ میں گذر چکی ہے۔(۲)

باب کی ساتویں حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۴۱ : حدّثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنِ الْبَرَاءِ(۳) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ : (اهْجُهُمْ - أَوْ هَاجِهِمْ - وَجِبْرِيلُ مَعَكَ) .
[۳۸۹۷ ، ۵۸۰۱]

(۱) کشف الباري ۲/۱۵۹.

(۲) صحیح البخاري، کتاب الصلاة، باب الشعر في المسجد، رقم (۴۵۳).

(۳) قوله: "عن البراء رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الأحزاب، رقم (۴۱۲۳ و۴۱۲۴)، وفي الأدب، باب هجاء المشركين، رقم (۶۱۵۳)، ومسلم، في كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضي الله عنه، رقم (۶۳۴۵، ۶۳۴۶).

تراجم رجال

۱) حفص بن عمر

یہ حفص بن عمر الحوضی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی بصری ہیں۔ ان کے حالات تفصیلا کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کے تحت ذکر کیے جا چکے۔(۲)

۳) عدی بن ثابت

یہ مشہور تابعی حضرت عدی بن ثابت انصاری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة" کے تحت آچکے ہیں۔(۳)

۴) البراء بن عازب

یہ مشہور صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب الصلوة من الإیمان" کے تحت ہو چکا ہے۔(۴)

اس حدیث کی مختصر شرح کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

ان دونوں حدیثوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ حدیث ابی ہریرہ میں ہے:

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب ما جاء في قول الله تعالی: ﴿إذا قمتم إلى الصلاة﴾.

(۲) کشف الباري ۱/۶۷۸.

(۳) کشف الباري ۲/۷٤٥.

(٤) کشف الباري ۲/۳۷٥.

(٥) کشف الباري، کتاب الأدب ٥۷۲، باب هجاء المشرکین.

"اللهم أيده بروح القدس"، معاً حدیثِ براء بن عازب ذکر فرما کر روح القدس کی تعیین فرمادی کہ روح القدس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔(۱)

ایک اہم فائدہ

حدیث باب کے ان الفاظ "عن البراء رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم" سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مسند ہے، مگر ایسا نہیں ہے، یہی حدیث امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "يزيد بن زريع عن سعيد" کے طریق سے نقل کی ہے(۲)، اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ براء حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

باب کی آٹھویں حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰٤۲ : حَدَّثنا إسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ : حَدَّثَنَا أَبِي قالَ : سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ هِلَالٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ قالَ(۳) : كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى غُبَارٍ سَاطِعٍ فِي سِكَّةِ بَنِي غَنْمٍ ، زَادَ مُوسٰى : مَوْكِبَ جِبْرِيلَ . [۳۸۹۲]

تراجم رجال

یہ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم ابن راہویہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلم" کے تحت گذر چکا ہے۔(۴)

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۳-۱۳۴، وفتح الباری ۶/۳۱۰۔

(۲) السنن الكبرى للنسائي، ۳/۴۹۳، كتاب القضاء، باب شهادة الشاعر، رقم (٦٠٢٥).

(۳) قوله: "عن أنس بن مالك رضي الله عنه": الحديث، انفرد به البخاري، وأخرجه أيضا في المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم من الأحزاب......، رقم (٤١١٨)، انظر تحفة الأشراف ١/٢١٥، رقم (٨٢١).

(۴) کشف الباری ۳/۴۲۸.

۴) وہب بن جریر

یہ وہب بن جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۵) ابی

اب سے مراد جریر بن حازم رحمۃ اللہ علیہ ہیں(۲)

۶) حمید بن ہلال

یہ حمید بن ہلال بن ہبیرہ عدوی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۷) انس بن مالک

یہ مشہور صحابی، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإیمان أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنوغنم کی گلی میں اٹھنے والے غبار کو گویا اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔موسی نے اپنی روایت میں "موکب جبریل" کے الفاظ زائد بیان کیے ہیں۔

مختلف کلمات کی وضاحت

سكة: سین کے کسرے اور کاف مشددہ کے ساتھ، گلی کو کہتے ہیں، مغازی کی روایت میں(۵) سکہ کی بجائے زقاق کے الفاظ ہیں، جو زقۃ کی جمع ہے،اس کے معنی بھی گلی کے ہیں۔

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء إلا من......۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب الخوخة والممر......۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب یرد المصلي......۔

(۴) کشف الباری ۲/۴۔

(۵) صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب مرجع النبي صلی الله علیه وسلم......، رقم (۴۱۱۸).

غبار ساطع: اٹھتاہوایااڑتاہواغبار۔

بنوغنم سے خزرج کی شاخ بنوغنم ۔بفتح الغين وسكون النون ۔بن مالک بن نجار مراد ہے،حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کاتعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔(۱)

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں یہ کہہ دیاہے کہ بنوغنم سے مراد بنوتغلب کی ایک شاخ ہے،تاہم اس میں ان سے تسامح ہوگیاہے، کیوں کہ جس وقت کی حدیث میں بات ہورہی ہےاس زمانے میں یہ لوگ مدینہ میں نہیں تھے۔(۲)

موكب جبريل: جبریل علیہ السلام کی شاہانہ سواری۔(۳)

زاد موسى: موكب جبريل

موسی سے ابن اسماعیل تبوذکی مراد ہیں۔

تعلیق مذکور کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ یہی حدیث سند مذکور کے ساتھ جریر بن حازم سے موسی بن اسماعیل بھی روایت کرتے ہیں،موسی جب روایت کرتے ہیں تومتن میں ''موکب جبریل'' کے الفاظ کی زیادتی بھی ذکرکرتے ہیں۔(۴)

تعلیق مذکور کی تخریج

موسی بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالاتعلیق حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے مغازی میں موصولا ذکرفرمائی ہے۔(۵)

(۱)فتح الباری ۶/۳۱۰، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۳۴۔

(۲)حوالہ جات بالا، وشرح الکرمانی ۱۳/۱۷۰۔

(۳)فیض الباری ۴/۱۰۰، نیز دیکھیے، ارشادالساری ۵/۲۶۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۳۴۔

(۴)عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۴، وفتح الباری ۶/۳۱۰۔

(٥)صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرجع النبي صلى الله عليه وسلم......، رقم (٤١١٨)، وفتح الباري ٦/ ٣١٠، وعمدة القاري ١٥/ ١٣٤، والتوضيح ١٩/ ٨٦، وإرشاد الساري ٥/ ٢٦٩.

ترجمة الباب کے ساتھ مناسبت

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بایں معنی ہیں کہ حدیث موصول میں غبار اڑنے کی وجہ مذکور نہیں تھی، تعلیق موسی ذکر کر کے اس کی وجہ بیان کی کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے شاہانہ سواری کے چلنے سے غبار اڑ رہا تھا، چناں چہ فرشتے کا ذکر وا ثبات ہے۔(۱)

تنبیہ

حدیث باب کی دو سندیں ہیں، تحویل بھی ہے، اسحاق سے مراد ابن راہویہ ہیں، ابن السکن نے اسی طرح بیان کیا ہے، جس پر کلاباذی نے جزم کیا ہے، نیز اسماعیلی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ ابن راہویہ مراد ہیں۔(۲)

حدیث کی بقیہ شرح مغازی میں آچکی ہے۔(۳)

باب کی نویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٤٣ : حدَّثنا فَرْوَةُ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْها(٤) : أَنَّ الحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ ، سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ : كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ ؟ قالَ : (كُلُّ ذَاكَ ، يَأْتِي المَلَكُ أَحْيَانًا في مِثْلِ صَلْصَلَةِ الجَرَسِ ، فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ ما قالَ ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ، وَيَتَمَثَّلُ لِيَ المَلَكُ أَحْيَانًا رَجُلًا ، فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي ما يَقُولُ) . [ر : ٢]

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۴۔

(٢) فتح الباري ٦/ ٣١٠، وعمدة القاري ١٥/ ١٣٤، والتوضيح ١٩/ ٨٦.

(۳) کشف الباری، کتاب المغازی، ۲۹۹۔

(٤) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه، انظر كشف الباري، بدء الوحي ١/ ٢٨٩.

تراجم رجال

۱)فروۃ

یہ فروہ بن ابی مغراء کندی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

۲)علی بن مسہر

یہ علی بن مسہر قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا مفصل تذکرہ کتاب الحیض، "باب مباشرة الحائض" میں آچکا ہے۔(۱)

۳)ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" پر تفصیلا گذر چکا ہے۔(۲)

۵)عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ مشہور حدیث ابتداءِ کتاب میں بدء الوحی میں گذر چکی ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت لفظ ''الملک'' میں ہے، جو دو مرتبہ حدیث میں آیا ہے، جس کے معنی فرشتے کے ہیں۔(۵)

---

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي صلى الله عليه وسلم.

(۲) کشف الباری، کتاب الحیض ۲۴۸.

(۳) کشف الباری ۲۹۱/۱ و ۴۳۲/۲ ـ ۴۳۶ـ

(۴) کشف الباری ۲۹۱/۱ـ

(۵) صحیح البخاری، حدیث نمبر ۲، کشف الباری ۲۹۵/۱ ـ ۳۲۱ـ

(۶) عمدۃ القاری ۱۳۴/۱۵ـ

باب کی دسویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٤٤ : حدّثنا آدمُ : حدّثنا شيبانُ : حدّثنا يحيى بنُ أبي كثيرٍ ، عن أبي سلمةَ ، عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ (١) قالَ : سمعتُ النبيَّ ﷺ يقولُ : (مَنْ أنفقَ زوجينِ في سبيلِ اللهِ دعتهُ خزنةُ الجنّةِ : أيْ فُلُ هلُمَّ). فقالَ أبو بكرٍ : ذاكَ الّذي لا توى عليهِ ، قالَ النبيُّ ﷺ : (أرجو أنْ تكونَ منهُمْ) . [ر : ٢٦٨٦]

تراجم رجال

١) آدم

یہ ابوالحسن آدم بن ابی ایاس عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر تذکرہ کتاب الایمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه......" میں آچکے۔(٢)

٢) شیبان

یہ ابومعاویہ شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٣) یحییٰ بن ابی کثیر

یہ یحییٰ بن ابی کثیر طائی یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں بزرگوں کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں آچکا ہے۔(٣)

٤) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الایمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان" میں آچکے۔(٤)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين.

(٢) کشف الباری ١/٦٧٨۔

(٣) کشف الباری ٤/٢٦٣۔٢٦٧۔

(٤) کشف الباری ٢/٣٢٣۔

۵) ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تذکرہ کتاب الإیمان، "بـاب أمـور الإيـمـان" میں گذر چکا ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے، (۲) یہاں اس کو دوبارہ ذکر کرنے کا مقصد اس کے یہ الفاظ ہیں: "دعته خزنة الجنة" خزنۃ سے مراد فرشتے ہی ہیں۔(۳)

باب کی گیارہویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٤٥ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا(۴) : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهَا : (يَا عائِشَةُ ، هٰذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ) . فَقَالَتْ : وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ ٱللهِ وَبَرَكَاتُهُ ، تَرَى ما لَا أَرَى . تُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ . [٣٥٥٧ ، ٥٨٤٨ ، ٥٨٩٥ ، ٥٨٩٨]

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(٢) كشف الباري، كتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله ٣١٢-٣١٥.

(٣) فتح الباري ٦/ ٣١٠، وعمدة القاري ١٥/ ١٣٥

(٤) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، أخرجه البخاري، في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة، رقم (٣٧٦٨)، وفي الأدب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفا، رقم (٦٢٠١)، وفي الاستيذان، باب تسليم الرجال على النساء، والنساء على الرجال، رقم (٦٢٤٩)، وباب إذا قال: فلان يقرأ عليك السلام، رقم (٥٢٣٢)، ومسلم، رقم (٦٢٥٩-٦٢٦٢)، في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله عنها، وأبوداود، في الأدب، باب في الرجل يقرأ عليك السلام، رقم (٥٢٣٢)، والترمذي، في المناقب، باب مناقب عائشة رضي الله عنها، رقم (٣٨٧٦)، والنسائي، في عشرة النساء، باب حب الرجل بعض نسائه أكثر من بعض، رقم (٣٩٥٣).

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن محمد

یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ جعفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۲) ہشام

یہ ہشام بن یوسف صنعانی قاضی یمن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأسها......" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۲)

۳) معمر

یہ معمر بن راشد ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ بدء الوحی اور کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۳)

۴) الزہری

یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا۔(۴)

۵) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان" میں آچکے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۵۷۔

(۲) کشف الباری، کتاب الحیض ۲۰۲۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۶۵، و۴/۳۲۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۵) کشف الباری ۲/۳۲۳۔

۶) عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدءالوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت

اس حدیث میں چوں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے"هذا جبريل ......"کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام عرض کیا تھا، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ذکر ملائکہ کے تحت ذکر کیا ہے۔(۲)

اس حدیث کی شرح مختلف مقامات پر آچکی ہے۔(۳)

باب کی بارہویں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٤٦ : حدّثنا أَبُو نُعَيْمٍ : حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ . (ح) قالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرٍّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ[4] رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ : (أَلَا تَزُورُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا) . قالَ : فَنَزَلَتْ : «وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ ما بَيْنَ أَيْدِينَا وَما خَلْفَنَا» . الآيَةَ . [٤٤٥٤ ، ٧٠١٧] .

تراجم رجال

۱) ابونعیم

یہ ابونعیم فضل بن دکین تیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الایمان،"بـاب فـضـل من

(۱) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(٢)عمدة القاري ١٣٥/١٥ .

(۳) دیکھیے،کشف الباری،کتاب الادب ۶۱۸۔۶۱۹،وکتاب الاستئذان ۷۷۔۸۲۔

(٤) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث، أخرجه البخاري، في التفسير، باب: ﴿وما نتنزل إلا بأمر ربك﴾، رقم (٤٧٣١)، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿ولقد سبقت كلمتنا لعبادنا المرسلين﴾، رقم (٧٤٥٥)، والترمذي، في التفسير، باب ومن سورة مريم، رقم (٣١٥٨).

استبرأ لدينه" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۲) عمر بن ذر

یہ مشہور امام، فقیہ، محدث، عابد وزاہد عمر بن ذر بن عبداللہ بن زرارہ ہمدانی مُرہبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

یہ اپنے والد ذر بن عبداللہ کے علاوہ، سعید بن جبیر، ابووائل شقیق بن سلمہ، یزید بن امیہ، مجاہد بن جبر، عمر بن عبدالعزیز، یحییٰ بن جعفر، شبیب ابورصافہ باہلی، عطاء بن ابی رباح اور معاذہ عدویہ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں ابان بن تغلب، امام اعظم ابوحنیفہ (وهو من أقرانه)، ابن عیینہ، یعلی بن عبید، یونس بن بکیر، وکیع، عبداللہ بن داؤد خریبی، عبداللہ بن مبارک، اسحٰق بن یوسف ازرق، ابونعیم فضل بن دکین، خلاد بن یحییٰ اور ابوعاصم ضحاک بن مخلد رحمہم اللہ تعالی وغیرہ ایسے جلیل القدر علماء ومشائخ شامل ہیں۔(۳)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ عمر بن ذر کی مرویات کی کل تعداد تقریباً ۳۰ ہے۔(۴)

یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال جدي يحيىٰ بن سعيد: عمر بن ذر ثقة في الحديث، ليس ينبغي أن يترك حديثه لرأي أخطأ فيه".(٥)

---

(۱) کشف الباری ۲/۶۶۹۔

(۲) تہذیب الکمال ۲۱/۳۳۴، وسیر اعلام النبلاء ۶/۳۸۵، وتہذیب التہذیب ۷/۴۴۴۔

(۳) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۲۱/۳۳۴، رقم الترجمہ (۴۲۳۰)۔

(۴) تہذیب الکمال ۲۱/۳۳۵، وسیر اعلام النبلاء ۶/۳۸۶، وتہذیب التہذیب ۷/۴۴۴۔

(٥) تهذيب الكمال ٢١/٣٣٥، وسير اعلام النبلاء ٦/٣٨٦، وتهذيب التهذيب ٧/٤٤٤، والجرح والتعديل ٦/رقم الترجمة (٥٦٥).

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة".(۱)

امام نسائی اور امام دارقطنی رحمہما اللہ نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ (۲)

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ثقة بليغا، وكان يرى الإرجاء، وكان لين القول فيه".(۳)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں طرح کے اقوال مروی ہیں، ایک میں انہیں ناقابل احتجاج اور مرجئہ قرار دیا گیا ہے، جب کہ ایک قول یہ ہے: "كان رجلا صالحا، محله الصدق".(۴)

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان رأسا في الإرجاء".(۵)

امام یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كوفي، ثقة، مرجئ".(٦)

امام ابن خراش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كوفي، صدوق، من خيار الناس، وكان مرجئا".(۷)

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ثقة إن شاء الله، كثير الحديث".(۸)

امام ابن حبان اور امام ابن شاہین رحمہما اللہ دونوں نے انہیں اپنی کتاب ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے۔(۹)

---

(۱) تهذيب الكمال ٣٣٥/٢١، وسير أعلام النبلاء ٣٨٦/٦، وتهذيب التهذيب ٤٤٤/٧، وتاريخ الدُّوري ٤٢٨/٢.

(۲) تهذيب الكمال ٣٣٦/٢١، وسير أعلام النبلاء ٣٨٦/٦، وتهذيب التهذيب ٤٤٤/٧.

(۳) حواله جات بالا.

(٤) حواله جات بالا، والجرح والتعديل ٦/رقم (٥٦٥).

(٥) حواله جات بالا.

(٦) تهذيب الكمال ٣٣٦/٢١، وسير أعلام النبلاء ٣٨٦/٦، وتهذيب التهذيب ٤٤٥/٧.

(٧) حواله جات بالا.

(٨) طبقات ابن سعد ٣٦٢/٦.

(٩) الثقات لابن حبان ١٦٨/٧، والثقات لابن شاهين، رقم الترجمة (٧٠٨).

عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ ثقہ تھے، مگران پر ارجاء کا الزام تھا کہ مرجئہ میں سے تھے اور اہل بدعت میں سے تھے، بلکہ بقول امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ ان کے سرکردہ افراد میں سے تھے، ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ عمر بن ذر کے مرجی ہونے کی وجہ سے امام سفیان ثوری اور امام حسن بن صالح بن حی ان کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے تھے(۱)۔اب یہ ایسا الزام اور جرح ہے جو کسی بھی راوی کو مجروح اور متروک کرنے کے لیے کافی ہے، اس کے باوجود اکثر ائمہ نے عمر بن ذر کی توثیق کی اور ان کی مرویات کو درست قرار دیا ہے، ایسا کیوں؟!!

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی مبتدع داعی الی بدعتہ ہو اور اس روایت سے اس مبتدع کی تایید ہوتی ہو تو اس کی روایت سے احتجاج درست نہیں، لیکن اگر ایسا راوی ثقہ وضابط ہو اور اس روایت سے اس کی بدعت کی تایید نہ ہوتی ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہوگی۔حضرت عمر بن ذر کی ثقاہت اور ضبط، نیز ان کا تقوی وتفقہ متفق علیہ اور مسلم ہے، اس لیے ان کی مرویات کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔(۲)

لہذا ان کے بارے میں معتدل ترین رائے وہی ہے جو امام یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ "لیس ینبغي أن یترك حدیثه لرأي أخطأ فیه" کہ ایک غلط رائے اختیار کرنے کی بنیاد پر ان کی مرویات کا ترک مناسب اور ٹھیک نہیں۔

اسی طرح علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن سعید قطان سے کہا کہ عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں ہر اس محدث سے روایت نہیں لوں گا جو اہل بدعت کا بڑا اور سرکردہ فرد ہوگا!! تو حضرت سعید ہنس پڑے اور فرمایا کہ پھر تم قتادہ کے ساتھ کیا کرو گے؟ عمر بن ذر کا کیا کرو گے؟ اور ابن ابی روّاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اس طرح حضرت یحییٰ نے ایک جماعت کے نام گنوائے، جنہیں میں ذکر نہیں کر رہا۔پھر حضرت یحییٰ نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن اگر اس نوع کے محدثین سے روایت نہیں کریں گے تو بہت کچھ چھوڑ دیں گے اور انہیں بہت سی صحیح احادیث سے محروم ہونا پڑے گا۔(۳)

---

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد ۳/ ۳۶۲.

(۲) کشف الباری، کتاب العلم ۳/ ۳۰۴-۳۰۵، وہدی الساری ۳۸۵۔

(۳) تهذیب الکمال ۲۱/ ۳۳۶-۳۳۷.

ان کی تاریخ وفات میں کئی اقوال ہیں، چناں چہ قعنب سے ۱۵۰، ابونعیم سے ۱۵۲اور ۱۵۵، محمد بن عبداللہ اسدی سے ۱۵۳اور ابوعبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ سے ۱۵۷ہجری سن وفات مروی ہے، تاہم راجح قول ۱۵۶ہجری کا ہے، یہ قول بھی ابونعیم سے مروی ہے، ان سے اس قول کو امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، عمرو بن علی، عثمان بن ابی شیبہ اور یعقوب بن سفیان فسوی رحمہم اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فهذا أصح".(۱)

عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ ائمہ خمسہ کے راوی ہیں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سب حضرات نے ان کی مرویات کو قبول کیا ہے، تاہم ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''سنن'' کی بجائے اپنی ''تفسیر'' میں ان کی مرویات درج کی ہیں۔(۲)

۳)یحییٰ بن جعفر

یہ ابوزکریاء یحییٰ بن جعفر ازدی بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴)وکیع

یہ مشہور امام وکیع بن جراح بن ملیح کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب كتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۴)

۵)عمر بن ذر

ان کا مفصل تذکرہ ابھی ابھی گذرا ہے۔

۶)ابیہ

یہ ذر بن عبداللہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب التیمم، "باب المتیمم هل ینفخ

(۱)سير أعلام النبلاء ٦/٣٨٨، وتهذيب الكمال ٢١/٣٣٩، وتاريخ البخاري الصغير ٢/١٢٢، والمعرفة والتاريخ للفسوي ١/١٤٢، وطبقات ابن سعد ٦/٣٦٢، ووفيات الأعيان ٣/٤٤٣۔

(۲)سير أعلام النبلاء ٦/٣٨٥، وتهذيب الكمال ٢١/٣٤٠.

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب صلاة الخوف، باب الصلاة عند مناهضة ...

(۴)کشف الباری ۴/۲۱۹۔

فیها؟" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۷) سعید بن جبیر

یہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سعید بن جبیر کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی میں اور مفصل ترجمہ کتاب العلم، "باب السمر في العلم" کے ضمن میں آچکا۔(۲)

۸) ابن عباس

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر، وکفر......" میں ہو چکا۔(۳)

یہ حدیث بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسندوں کے ساتھ نقل کی ہے اور امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

ہم اپنی مرضی سے نہیں آتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا، آپ ہمارے پاس جلد جلد کیوں نہیں آتے، تاکہ ملاقاتیں زیادہ ہوں؟ اس پر آیت کریمہ ﴿وما نتنزل إلا بأمر ربك﴾(۴) نازل ہوئی کہ ہم خدا کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور آپ (علیہ السلام) ہمارے دیر سے آنے کا یہ سبب خیال نہ کریں کہ آپ کا پروردگار آپ کو بھول گیا ہے۔خدا تعالی بھول چوک، نسیان اور غفلت سے منزہ اور پاک ہے، اس کا علم اور اس کی قدرت تمام کائنات کو محیط ہے، ہم اس کے حکم کے مطابق نازل ہوتے ہیں، اپنی مرضی سے نہیں آتے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری، کتاب التیمم ۱۹۶۔

(۲) کشف الباری ۱/۴۳۵، الحدیث الرابع، و۳/۴۱۸۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۳۵ و۲/۲۰۵۔

(٤) مریم/٦٤.

(٥) معارف القرآن للكاندهلوي بتصرف ٥/٨١٧، وعمدة القاري ١٥/١٣٦، وإرشاد الساري ٥/٢٧١.

کلمہ "أَلَا" لام مخففہ کے ساتھ، عرض، تحضیض اور تمنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، مراد اظہار مودت والفت ہے۔

﴿نتنزل﴾ تنزل سے مشتق ہے، النزول علی مهلة، یعنی دھیرے دھیرے اترنا، تاہم بعض اوقات مطلقاً نزول کے لیے بھی آتا ہے۔(۱)

باب کی تیرہویں حدیث کے راوی بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

۳۰٤۷ : حدّثنا إسْماعِيلُ قالَ : حَدَّثَنِي سُلَيْمانُ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ(۲) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ ، حَتَّى ٱنْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ) . [٤٧٠٥]

تراجم رجال

۱) اسماعیل

یہ اسماعیل بن ابی اویس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب من کره أن یعود في الکفر......" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۲) سلیمان

یہ سلیمان بن بلال تیمی ابومحمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکا ہے۔(۴)

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١٣٦، وإرشاد الساري ٥/٢٧١، والكوثر الجاري ٦/١٧٦.

(۲) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث، أخرجه البخاري، في فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم (٤٩٩١)، ومسلم، في الصلاة، باب بيان أن القرآن نزل على سبعة أحرف، رقم (١٩٠٢، و١٩٠٣).

(۳) كشف الباري ٢/١١٣.

(٤) كشف الباري ١/٦٥٨.

۳) ابن شہاب

یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا۔(۱)

۴) عبید اللہ بن عبد اللہ

یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا اجمالی تذکرہ بدء الوحی اور تفصیلی تذکرہ کتاب العلم، "باب متی یصح سماع الصغیر؟" میں گذر چکا ہے۔(۲)

۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر، وکفر......" میں ہو چکا۔(۳)

تنبیہ

یہ حدیث، جو سبعۃ احرف کے بارے میں ہے، مفصل شرح کے ساتھ فضائل القرآن میں گذر چکی ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے کہ دونوں میں جلیل القدر فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۲) کشف الباری ۱/۴۶۶، الحدیث الخامس، و۳/۳۷۹۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۳۵ و۲/۲۰۵۔

(۴) کشف الباری، کتاب فضائل القرآن ۵۰۔۶۰۔

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۵۔۱۳۶۔

باب کی چودہویں حدیث بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٤٨ : حدَّثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يُونُسُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ(١) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : كانَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ ، وَكانَ أَجْوَدَ ما يَكُونُ في رَمَضَانَ ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ ، وَكانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ ، فَلَرَسُولُ ٱللهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ .

وَعَنْ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ . وَرَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ وَفاطِمَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّ جِبْرِيلَ كانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ . [ر : ٦ ، ٣٤٢٦ ، ٤٧١٢]

تراجم رجال

۱) محمد بن مقاتل

یہ محمد بن مقاتل المروزی الکیسائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ما یذکر في المناولة وکتاب أهل العلم....." کے تحت گذر چکا ہے۔ (۲)

۲) عبداللہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الخامس میں گذر چکے ہیں۔ (۳)

۳) یونس

یہ یونس بن یزید ایلی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا اجمالی تذکرہ بدء الوحی اور مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب من یرد الله به خیرا یفقهه......" کے تحت گذر چکا ہے۔ (۴)

---

(۱) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه، كشف الباری، الوحي ١/ ٤٦١.

(۲) کشف الباری ۳/۲۰۶۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۶۲۔

(۴) کشف الباری ۱/۴۶۳، و۳/۲۸۲۔

سند کے دیگر رواۃ کے لیے سابقہ سند دیکھیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے، وہاں اس پر تفصیلی بات ہو چکی ہے۔(۱)

وعن عبدالله قال: حدثنا معمر بهذا الإسناد نحوه

عبارت کی وضاحت

عبداللہ سے مراد ابن المبارک مروزی حنظلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، هذا الإسناد سے مراد اوپر والی سند ہے کہ یہ روایت معمر بھی سابقہ سند کے ساتھ موصول ہے۔

گویا حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس میں اپنے دونوں شیوخ یونس اور معمر کی روایات کو جدا جدا بیان کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تغلیق میں فرماتے ہیں کہ حدیث معمر حدیث یونس پر معطوف ہے، ان دونوں حدیثوں کو ایک ساتھ حسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں "حبان بن موسى، عن عبدالله، عن معمر ويونس معا" کے طریق سے زہری سے موصولاً نقل کیا ہے، ابونعیم نے بھی مستخرج میں اس کی تخریج کی ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت لفظ جبریل میں ہے۔(۳)

وروى أبو هريرة وفاطمة رضي الله عنهما، عن النبي ﷺ: أن جبريل كان يعارضه القرآن.

(۱) کشف الباری ۱/۴۶۶-۴۷۶۔

(۲) فتح الباري ٦/٣١١، وعمدة القاري ١٥/١٣٦، وتغليق التعليق ٣/٤٩٦.

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۶۔

دونوں تعلیقات کی تخریج

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مولف علیہ الرحمۃ نے فضائل القرآن میں موصولا ذکر کیا ہے۔(۱)

جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کتاب المناقب میں موصولا ذکر فرمائی ہے۔(۲)

دونوں تعلیقات کی مناسبت بالترجمہ

ان دونوں تعلیقات کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے، حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر دونوں میں موجود ہے، جو رئیس الملائک ہیں۔

باب کی پندرہویں حدیث حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۴۹ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا لَيْثٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ : أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا ، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ : أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمامَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ، فَقَالَ عُمَرُ : ٱعْلَمْ ما تَقُولُ يَا عُرْوَةُ ، قالَ : سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ(۳) يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ : (نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ) . يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ . [ر : ٤٩٩]

تراجم رجال

۱) قتیبہ بن سعید

یہ ابوالرجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب

(۱) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب كان جبريل يعرض......، رقم (٤٩٩٨).

(۲) صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، رقم (٣٦٢٣و٣٦٢٤).

(۳) قوله: "سمعت أبا مسعود البدري رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة وفضلها.

إفشاء السلام من الإيمان" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۲) اللیث

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات محدثین کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی "الحدیث الثالث" میں آچکا ہے۔(۲)

۴) عمر بن عبدالعزیز

یہ مشہور اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس......" کے ضمن میں آچکا ہے۔(۳)

۵) عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" پر تفصیلا گذر چکا ہے۔(۴)

۶) بشیر بن ابی مسعود

یہ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے بشیر بن ابی مسعود رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۲/۱۸۹۔

(۲) کشف الباری ۱/۳۲۴۔۱/۳۲۶۔امام زہری کے لیے مزید دیکھیے، کشف الباری، کتاب الغسل ۱۹۴۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۲۳۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱ و۲/۴۳۶۔

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب مواقيت الصلاة، باب قوله تعالى: ﴿إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا﴾.

۷) ابومسعود

یہ مشہور بدری صحابی حضرت ابومسعود عقبہ بن عامر بدری انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية......" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے ہیں۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث مواقیت الصلاۃ کے بالکل شروع میں گذر چکی ہے،(۲) یہاں ذکر کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس میں حضرت جبریل امین علیہ السلام کا ذکر ہے، "أما إن جبريل قد نزل".(۳)

باب کی سولھویں حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٥٠ : حدّثنا محمَّدُ بْنُ بَشَّار : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثابِتٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ(۴) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (قالَ لِي جِبْرِيلُ : مَنْ ماتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِٱللهِ شَيْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ ، أَوْ : لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ) . قالَ : وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ ؟ قالَ : (وَإِنْ) . [ر : ٢٢٥٨]

تراجم رجال

۱) محمد بن بشار

یہ محمد بن بشار بن عثمان بندار عبدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۵)

---

(١) كشف الباري ٢/٧٤٨.

(٢) صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة، رقم (٥٢١).

(٣) عمدة القاري ١٥/١٣٧.

(٤) قوله: "عن أبي ذر رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الجنائز، باب في الجنائز، ومن كان آخر كلامه: لا إله إلا الله.

(٥) كشف الباري ٣/٢٥٨.

۲) ابن ابی عدی

یہ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی اسلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۳) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی بصری ہیں۔ ان کے حالات تفصیلا کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" کے تحت ذکر کیے جا چکے۔(۲)

۴) حبیب بن ابی ثابت

یہ حبیب بن ابی ثابت اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۵) زید بن وہب

یہ زید بن وہب جہنی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۶) ابی ذر

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الایمان، "باب المعاصي من أمر الجاهلية" کے ضمن میں آچکے ہیں۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث کتاب الاستقراض میں گذر چکی ہے(٦)، اس حدیث کی کچھ شرح کتاب الاستئذان (۷)

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد......

(۲) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصوم، باب صوم داود.

(۴) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب الإبراد بالظهر......

(۵) کشف الباری ۲/۲۳۸۔

(٦) صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب أداء الدين، رقم (٢٣٨٨).

(۷) کشف الباری ۱۰۹-۱۱۲۔

میں آچکی ہے، یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ ذکر کی گئی ہے کہ اس میں حضرت جبریل علیہ السلام کا ذکر ہے: "قال لي جبريل"۔(۱)

باب کی سترہویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٥١ : حدَّثنا أبو اليمانِ : أخبرَنَا شُعَيبٌ : حدَّثَنا أبو الزِّنَادِ ، عَنِ الأَعرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(٢) قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (المَلَائِكَةُ يَتَعاقَبُونَ ، مَلَائِكَةٌ بِاللَّيلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهارِ ، وَيَجْتَمِعُونَ في صَلَاةِ الفَجْرِ وَالعَصْرِ ، ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ ، فَيَقُولُ : كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي ، فَيَقُولُونَ : تَرَكْنَاهُمْ يُصَلُّونَ ، وَأَتَيْنَاهُمْ يُصَلُّونَ) .

[ر : ٥٣٠]

تراجم رجال

۱)ابوالیمان

یہ ابوالیمان الحکم بن نافع مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲)شعیب

یہ شعیب بن ابی حمزہ قرشی اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں کے مختصر حالات بدء الوحی کی الحدیث السادس میں آچکے ہیں۔(۳)

۳)ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۱)عمدۃ القاری ۱۵/۱۳۷۔

(٢) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب مواقيت الصلاة، باب فضل صلاة العصر.

(۳)کشف الباری ۱/۴۷۹۔۴۸۰۔

۴) الاعرج

یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن ہرمز قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان" میں آچکا ہے۔(۱)

۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإيمان" میں گذر چکے ہیں۔(۲)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے باری باری اترتے ہیں کہ کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ فرشتے دن کے۔ وہ سب نماز فجر اور عصر میں جمع ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے آسمانوں میں اللہ میاں کے پاس چلے جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے پاس رات گذاری ہوتی ہے تو اللہ میاں ان سے پوچھتے ہیں، حالاں کہ وہ زیادہ جانتے ہیں، فرماتے ہیں: تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں کہ ہم انہیں نماز پڑھتا چھوڑ آئے ہیں، ہم جب گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث کتاب الصلاۃ میں گذر چکی ہے(۳)، چوں کہ حدیث میں ملائکہ کا ذکر ہے، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے باب کے تحت ذکر کیا ہے۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۲/۱۰-۱۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب فضل صلاة العصر، رقم (٥٥٥).

(٤) عمدة القاري ١٥/١٣٧.

٧ – باب : إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ : آمِينَ ، وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ ، فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

مقصد ترجمہ اور اختلاف نسخ

یہ باب یہاں اسی طرح واقع ہوا ہے، اس کی موجودگی نے قدیم وجدید شراح سب کو الجھن میں ڈالا ہے، چناں چہ لفظ باب کی زیادتی کی توجیہ میں یہاں مختلف اقوال ہیں:۔

ا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف اس باب کے لیے ایک نئی اصل ذکر کی ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ بعض دفعہ لفظ باب محدثین کے قول ''ح'' کی جگہ استعمال کرتے ہیں، یعنی باب یہاں حائے تحویل کے طور پر استعمال ہوا ہے۔(۱)

لیکن پوری الجامع الصحیح میں اس کی اور کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی، صرف یہاں لفظ باب کو ''ح'' کی جگہ استعمال کیا ہے، لہذا صرف ایک باب کی وجہ سے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت قرار دینا سمجھ میں نہیں آتا۔

۲۔ علامہ سندھی اور حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہما اللہ دونوں کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ باب مثبت دعوی نہیں ہے، بلکہ مثبت دلیل ہے، یا یوں کہہ لیجیے کہ مثبت نہیں، بلکہ ترجمہ سابقہ کے لیے مثبِت ہے، مطلب یہ ہے کہ اس باب یعنی ملائکہ کے آمین اور آدمیوں کے آمین کہنے کے سلسلے میں تمام جو روایات وارد ہوئی ہیں وہ ملائکہ کے وجود کی مثبِت ہے، مگر یہاں آمین کا اثبات مقصود نہیں، بلکہ خود ملائکہ کا اثبات مقصود ہے۔(۲)

۳۔ علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملائکہ کے ذکر کے دوران نئے باب کا ذکر عجیب بات ہے،

---

(۱) الكنز المتواري ١٣/١٤٩.

(٢) الكنز المتواري ١٣/١٤٩، وحاشية السندي على البخاري ١/٤٥٧-٤٥٨، قديمي.

شاید اس کی وجہ ایک فائدہ اضافیہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ فرشتے اس امر پر بھی مقرر ہیں کہ نمازیوں کی آمین پر آمین کہیں۔(۱)

۴۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں بہت سے نسخوں میں "باب إذا قال أحدكم....." کے الفاظ ہیں، جس سے دو مسئلے پیدا ہو گئے، ایک ترجمہ بغیر کسی حدیث کے، دوسرے اس ترجمہ کے تحت جو حدیثیں مذکور ہیں ان کا ترجمہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے، اس لیے یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا، اشکال در اشکال، تاہم ابوذر کے نسخے میں لفظ باب مذکور نہیں ہے، جس سے اشکال میں کچھ تخفیف ہو گئی کہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوا ہے کہ "إذا قال أحدكم: آمين" والی حدیث بغیر سند کے ذکر کر دی گئی ہے، لیکن اگر مزید وضاحت ہو جاتی اور اس طرح کے کچھ الفاظ ذکر فرما دیتے: "وبهذا الإسناد" یا "وبه قال" وغیرہ۔ تو اشکال بالکلیہ زائل ہو جاتا۔

چناں چہ یہی طریقہ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے کہ انہوں نے اولاً گذشتہ حدیث "الملائكة يتعاقبون" نقل کی، پھر ان کلمات "وبهذا الإسناد" کے ساتھ "إذا قال أحدكم: آمين" والی حدیث ذکر کی اور ابوالزناد سے اس کو دو طرق کے ساتھ نقل کیا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آمین والی حدیث اور اس کے بعد کی تقریباً پندرہ حدیثیں سب کی سب ترجمہ "ذکر الملائکۃ" کا حصہ ہیں۔(۲)

گویا حافظ صاحب علیہ الرحمہ نے آمین والی مستقل حدیث شمار کی ہے اور باب کے لفظ کو ساقط قرار دیا ہے۔

دیگر شراح بخاری رحمہم اللہ مثلاً علامہ عینی، حافظ کرمانی، حافظ قسطلانی، علامہ کورانی (۳) اور حضرت گنگوہی رحمہم اللہ تعالیٰ سب نے اسی کو اختیار کیا ہے کہ یہاں لفظ باب کا حذف اولی ہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ

(۱) فیض الباری ۴/۳۱۵۔

(۲) فتح الباری ۶/۳۱۴۔

(۳) عمدة القاري ١٥/١٣٨، وشرح الكرماني ١٣/١٧٤، وشرح القسطلاني ٥/٢٧٣، والكوثر الجاري ٦/١٧٩.

علیہ فرماتے ہیں:

"زيادة الباب ههنا من تصرف النساخ؛ فإن الأحاديث الموردة بعد ذلك من الباب الأول من غير تفاوت". (۱)

کہ "یہاں باب کی زیادتی واضافہ ناسخین کا تصرف ہے، کیوں کہ بعد میں ذکر کردہ حدیثیں بھی، بغیر کسی فرق کے، باب اول کا حصہ ہیں"۔

(مجموعی اعتبار سے) باب کی اٹھارہویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٥٢ : حدّثنا محمدٌ : أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ : أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ : أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ[۲]: حَشَوْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وِسَادَةً فِيهَا تَمَاثِيلُ ، كَأَنَّهَا نُمْرُقَةٌ ، فَجَاءَ فَقَامَ بَيْنَ الْبَابَيْنِ ، وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ ، فَقُلْتُ : ما لَنَا يَا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، قالَ : (ما بالُ هٰذِهِ الْوِسَادَةِ). قالَتْ : وِسَادَةٌ جَعَلْتُهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا ، قالَ : (أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ ، وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّورَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقُولُ : أَحْيُوا ما خَلَقْتُمْ). [ر : ١٩٩٩]

تراجم رجال

۱) محمد

یہ محمد بن سلام بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: أنا أعلمكم بالله......" میں گذر چکا ہے۔ (۳)

(۱) الكنز المتواري ۱۳/۱٤۹، ولامع الدراري ۷/۳٤۷.

(۲) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه، صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه......، رقم (۲۱۰۵).

(۳) كشف الباري ۲/۹۳.

۲) مخلد

یہ مخلد بن یزید قرشی ابوالحسن ہیں۔(۱)

۳) ابن جریج

یہ مشہور محدث عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج مکی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

۴) اسماعیل بن امیہ

یہ اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید اموی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۵) نافع

یہ مشہور تابعی محدث حضرت نافع مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب ذكر العلم والفتيا في المسجد" کے ذیل میں آچکے ہیں۔(۴)

۶) القاسم بن محمد

یہ مشہور تابعی بزرگ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب من بدأ بالحلاب والطيب عند الغسل" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۵)

۷) عائشہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی دوسری حدیث کے تحت گذر چکے۔(٦)

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم......

(۲) كشف الباري، كتاب الحيض ٢٠٤.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الزكوة، باب لاتؤخذ كرائم أموال الناس في الصدقة.

(٤) كشف الباري ٤/٦٥١.

(٥) كشف الباري ٤٣٩.

(٦) كشف الباري ١/٢٩١.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں مختلف ابواب کے تحت آچکی ہے، وہیں تصویر وغیرہ کے بارے میں بھی مفصل بات ہو چکی ہے۔(۱)

اور کتاب البیوع میں بھی یہ حدیث گذری ہے۔(۲)

باب کی انیسویں حدیث حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۵۴/۳۰۵۳ : حدّثنا ابْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ ٱللهِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ : أَنَّهُ سَمِعَ ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ(۳) : سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ : (لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ) .

تراجم رجال

۱)ابن مقاتل

یہ محمد بن مقاتل المروزی الکیسائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب ما يذكر في المناولة و كتاب أهل العلم......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۴)

---

(۱) كشف الباري، كتاب اللباس ۲۹۵۔۳۰۹.

(۲) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه......، رقم (۲۱۰۵).

(۳) قوله: "سمعت أبا طلحة": الحديث، رواه البخاري، في بدء الخلق، الحديث الآتي، رقم (۳۲۲٦)، في اللباس، باب من كره القعود على الصور، رقم (۵۹۵۸)، وباب التصاوير، رقم (۵۹٤۹)، وفي المغازي، باب شهود الملائكة بدراً، رقم (٤۰۰۲)، ومسلم، رقم (۵۵۱٤۔۵۵۱۹)، في اللباس، باب تحريم صورة الحيوان، وأبوداود، رقم (٤۱۵۳۔٤۱۵۵)، في اللباس، باب في التصاوير، والترمذي، رقم (۲۸۰٤)، في الأدب، باب ما جاء أن الملائكة لاتدخل بيتا فيه صورة ولا كلب، والنسائي......، في الزينة، باب التصاوير، رقم (۵۳٤۷۔۵۳۵۰) وابن ماجه، في اللباس، باب الصور في البيت، رقم (۳٦۹۳).

(٤) كشف الباري ۲۰٦/۳.

۲)عبداللہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الخامس میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۳)معمر

یہ معمر بن راشد ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ بدء الوحی اور کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۲)

۴)الزہری

یہ محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا۔(۳)

۵)عبیداللہ بن عبداللہ

یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا اجمالی تذکرہ بدء الوحی اور تفصیلی تذکرہ کتاب العلم، "باب متی یصح سماع الصغیر؟" میں گذر چکا ہے۔(۴)

۶)ابن عباس رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر، وکفر......" میں ہو چکا۔(۵)

یہ حدیث بھی کتاب اللباس میں گذر چکی ہے۔(۶)

---

(۱) کشف الباری ۱/۴۶۲۔

(۲) کشف الباری ۱/۴۶۵، و۴/۳۲۱۔

(۳) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۴۶۶، ۳/۲۷۹۔

(۵) کشف الباری ۱/۴۳۵ و۲/۲۰۵۔

(۶) کشف الباری، کتاب اللباس ۲۸۷۔۲۹۰۔

باب کی بیسویں حدیث بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(٣٠٥٤) : حدثنا أحمد : حدثنا ابن وهب : أخبرنا عمرو : أن بكير بن الأشج حدثه : أن بسر بن سعيد حدثه : أن زيد بن خالد الجهني رضي الله عنه حدثه ، ومع بسر بن سعيد عبيد الله الخولاني ، الذي كان في حجر ميمونة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ : حدثهما زيد بن خالد : أن أبا طلحة حدثه[1] : أن النبي ﷺ قال : (لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة). قال بسر : فمرض زيد بن خالد فعدناه ، فإذا نحن في بيته بستر فيه تصاوير ، فقلت لعبيد الله الخولاني : ألم يحدثنا في التصاوير ؟ فقال : إنه قال : (إلا رقم في ثوب). ألا سمعته ؟ قلت : لا ، قال : بلى قد ذكره . [٣١٤٤ ، ٣٧٨٠ ، ٥٦٠٥ ، ٥٦١٣]

تراجم رجال

١) احمد

یہ احمد بن صالح طبری مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٢)

٢) ابن وہب

یہ عبداللہ بن وہب مسلم مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب من يرد الله به خيرا يفقهه......" کے تحت گذر چکا ہے۔(٣)

٣) عمرو

یہ ابوامیہ عمرو بن الحارث مصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٤)

---

(١) قوله: "أن أبا طلحة حدثه": الحديث، مر تخريجه آنفا، في الحديث السابق.

(٢) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد.

(٣) کشف الباری ٣/٢٧٧۔

(٤) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب المسح على الخفين.

۴) بکیر بن الاشج

یہ بکیر بن عبداللہ بن اشج رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۵) بسر بن سعید

یہ بسر بن سعید مولی ابن الحضرمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۶) زید بن خالد جہنی

یہ مشہور صحابی حضرت ابوعبدالرحمٰن زید بن خالد جہنی مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب الغضب في الموعظة والتعليم" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۷) عبیداللہ خولانی

یہ عبیداللہ بن اسود خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۸) ابوطلحہ

یہ مشہور انصاری صحابی حضرت ابوطلحہ زید بن سہل نجاری رضی اللہ عنہ ہیں۔(۵)

یہ گذشتہ حدیث کا دوسرا طریق ہے، اس کی سند میں احمد سے احمد بن صالح مراد ہیں، جیسا کہ ابونعیم نے اس پر جزم کیا ہے۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جامع صحیح میں کسی بھی جگہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اگر احمد عن ابن وہب کہیں تو اس سے حتماً ابن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ مراد ہوتے ہیں۔(۶)

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب من مضمض من السويق......

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلاة، باب الخوخة والممر......

(۳) کشف الباری ۳/۵۴۴۔

(۴) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلاة، باب من بنى مسجدا.

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان.

(۶) فتح الباري ۶/۳۱۴، وعمدة القاري ۱۵/۱۴۰، والتوضيح ۱۹/۹۶.

باب کی اکیسویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٥٥ : حدّثنا يَحْيىٰ بْنُ سُلَيْمانَ قالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قالَ : حَدَّثَنِي عَمْرٌو ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ[1] قالَ : وَعَدَ النَّبِيَّ ﷺ جِبْرِيلُ فَقَالَ : (إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ) . [٥٦١٥]

تراجم رجال

۱) یحییٰ بن سلیمان

یہ ابوسعید یحییٰ بن سلیمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب كتابة العلم" میں گذر چکا۔(۲)

۲) ابن وہب

یہ عبداللہ بن وہب مسلم مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب من يرد الله به خيرا يفقهه......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۳)

۳) عمرو

یہ عمرو بن الحارث ہیں یا عمر بن محمد؟ اس میں اختلاف ہے۔

ایک اہم تنبیہ

اس حدیث کی سند میں ایک نام عمرو آیا ہے، یعنی عین کے فتحہ اور واو کے ساتھ، اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے، بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ یہ عمرو بن الحارث ہیں، لیکن یہ درست نہیں، کیوں کہ ان کا سماع حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں، ملاقات بھی نہیں ہوئی، درست نام عمر۔ بضم العین وبغیر واو۔ ہے، اس نے عمر بن محمد

---

(١) قوله: "عن أبيه": الحديث، أخرجه البخاري، في اللباس، باب لاتدخل الملائكة بيتا فيه صورة ولا كلب، رقم (٥٩٦٠)، وانفرد به البخاري، ولم يخرجه غيره.

(٢) كشف الباري ٣٢٧/٤.

(٣) كشف الباري ٢٧٧/٣.

بن زید بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں، اسی طرح کشمیہنی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے میں ہے، نیز کتاب اللباس (۱) کی روایت میں بھی، جو یحیٰی بن سلیمان سے ہی ہے، عمر بن محمد کی تصریح مذکور ہے۔(۲)

یہ ابوامیہ عمرو بن الحارث مصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴)سالم

یہ سالم بن عبداللہ بن عمرو بن خطاب قرشی عدوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب الحیاء من الایمان" میں آچکا۔(۴)

۵)ابیہ

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس......" کے تحت آچکے ہیں۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت احادیث

ان چاروں حدیثوں کی مناسبت ترجمۃ الباب کے ساتھ بالکل واضح ہے کہ ان سب میں ملائکۂ رحمت کا ان گھروں میں عدم دخول مذکور ہے جہاں تصویر وغیرہ ہو، سو ملائکہ کا ثبوت پایا گیا۔

---

(۱)صحيح البخاري، كتاب اللباس، باب لاتدخل الملائكة بيتا......، رقم (٥٩٦٠)

(٢)فتح الباري ٦/٣١٥، وعمدة القاري ١٥/١٤٠.وقال ابن الملقن رحمه الله:

"وكشط الدمياطي الواو من عمرو في أصله، وقال: ما ذكرناه ـفي الحاشيةـ عن أصحاب الأطراف".

التوضيح ١٩/١٠٠.

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب المسح على الخفين.

(٤)كشف الباري ٢/١٢٨.

(٥)كشف الباري ١/٦٣٧.

باب کی بائیسویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٥٦ : حدّثنا إسماعِيلُ قالَ : حَدّثني مالِكٌ ، عَنْ سُمَيٍّ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ :[1] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قالَ : (إِذَا قالَ الْإِمَامُ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُولُوا : اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الحَمْدُ ، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُه قَوْلَ المَلَائِكَةِ ، غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ) .
[ر : ٧٦٣]

تراجم رجال

۱) اسماعیل

یہ اسماعیل بن ابی اویس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب من كره أن يعود في الكفر......" میں گذر چکے ہیں۔(۲)

۲) مالک

یہ ابوعبداللہ مالک بن انس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ بدء الوحی اور کتاب الإیمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔(۳)

۳) سمی

یہ سُمَیّ - بضم السين المهملة وفتح الميم وتشديد الياء -(۴) مولی ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الأذان، باب فضل: اللهم ربنا لك الحمد.

(۲) کشف الباری ۱۱۳/۲۔

(۳) کشف الباری ۲۹۰/۱ و ۸۰/۲۔

(٤) عمدة القاري ١٤٠/١٥.

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الأذان، باب الاستهام في الأذان.

۴) ابو صالح

یہ ابو صالح عبداللہ بن ذکوان سمان زیات رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) ابو ہریرہ

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دونوں کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے ہیں۔(۱)

یہ حدیث کتاب الاذان میں گذر چکی ہے۔(۲)

باب کی تیئسویں حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۵۷ : حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ هِلَالِ ابْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (۳) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (إِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ ، وَالْمَلَائِكَةُ تَقُولُ : اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ ، مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاتِهِ ، أَوْ يُحْدِثْ) . [ر : ٤٣٤]

تراجم رجال

۱) ابراہیم بن المنذر

یہ مشہور محدث حضرت ابراہیم بن المنذر بن اسحاق حزامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) محمد بن فلیح

یہ محمد بن فلیح بن سلیمان خزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔بعض نسخوں میں محمد بن فلیح کی بجائے ابن افلح آیا ہے،

---

(۱) كشف الباري ۱/۶۵۸-۶۵۹.

(۲) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل اللهم ربنا لك الحمد، رقم (۷۹٦).

(۳) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصلاة، باب الحدث في الصلاة.

جوکہ تصحیف ہے۔(۱)

۳)ابی

یہ فلیح بن سلیمان خزاعی اسلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)ہلال بن علی

یہ ہلال بن علی قرشی عامری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان چاروں حضرات کے حالات کتاب العلم، "باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه......" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۵)عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ

یہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری نجاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۶)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۴)

یہ حدیث کتاب الصلاۃ میں گذر چکی ہے۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت لفظ "الملائكة" میں ہے۔

---

(۱)فتح الباري ٦/٣١٥.

(۲)كشف الباري ٣/٥٣-٦٣.

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب المظالم، باب اثم من خاصم في باطل......

(٤) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(٥)صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب الحدث في المسجد، رقم (٤٤٥).

باب کی چوبیسویں حدیث حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٥٨ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ صَفْوَانَ ٱبْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيهِ(١) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : سَمِعْتُ ٱلنَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ : «وَنَادَوْا يَا مَالِكُ» . قالَ سُفْيَانُ : في قِرَاءَةِ عَبْدِ ٱللهِ : وَنَادَوْا يَا مَالِ . [٣٠٩٣ ، ٤٥٤٢]

تراجم رجال

۱) علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم،"باب الفهم في العلم" کے تحت بیان ہو چکا ہے۔(۲)

۲) سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" میں گذر گئے ہیں۔(۳)

۳) عمرو

یہ عمرو بن دینار جمحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب كتابة العلم" میں گذر چکا ہے۔(۴)

---

(١) قوله: "عن أبيه (يعلى)": الحديث، رواه البخاري، في تفسير سورة الزخرف، باب ﴿ونادوا يا مالك ليقض علينا ربك﴾، رقم (٤٨١٩)، وبدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، رقم (٣٢٦٦)، ومسلم، رقم (٢٠١١) في الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، وأبوداود، رقم (٣٩٩٢)، أبواب الحروف والقراءات، والترمذي، رقم (٥٠٨)، في الصلاة، باب ما جاء في القراءة على المنبر.

(٢) كشف الباري ٢٩٧/٣.

(٣) كشف الباري ٢٣٨/١، الحديث الأول و١٠٢/٣.

(٤) كشف الباري ٣٠٩/٤.

۴)عطاء

یہ مشہور تابعی محدث حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب عظة النساء......" میں آچکے۔(۱)

۵)صفوان بن یعلی

یہ صفوان بن یعلی بن امیہ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۶)ابیہ

یہ مشہور صحابی حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔(۳)

ترجمہ حدیث

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر تلاوت کرتے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے:﴿ونادوا یا مالك﴾.

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ﴿یا مالِ﴾ ہے۔

مالک، خازن نار، یعنی جہنم کے داروغہ کا، نام ہے۔(۴)

دوسری قراءت میں ترخیم ہے، کاف کو حذف کردیا گیا ہے، اب لام پر ضمہ اور کسرہ دونوں پڑھنا جائز ہے۔(۵)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت لفظ مالک میں ہے، جو فرشتہ ہے۔

---

(۱) کشف الباري ٤/ ٣٧.

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الحج، باب غسل الخلوق......

(۳) حواله بالا.

(٤) عمدة القاري ١٥/ ١٤١.

(٥) فتح الباري ٦/ ٣١٥، وعمدة القاري ١٥/ ١٤١.

باب کی پچیسویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

۳۰۵۹ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ وَهْبٍ قالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : حَدَّثَنِي عُرْوَةُ : أَنَّ عائِشَةَ(۱) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ : أَنَّهَا قالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ : هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحدٍ؟ قالَ : (لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ ما لَقِيتُ ، وَكانَ أَشَدُّ ما لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ٱبْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى ما أَرَدْتُ ، فَٱنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي ، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي ، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ ، فَنَادَانِي فَقالَ : إِنَّ ٱللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ ، وَما رَدُّوا عَلَيْكَ ، وَقَدْ بَعَثَ ٱللهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ ، لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ ، فَنَادَانِي مَلَكُ ٱلْجِبَالِ ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ، ثُمَّ قالَ : يَا مُحَمَّدُ ، فَقَالَ : ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمِ الْأَخْشَبَيْنِ؟ فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ : بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ ٱللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ ٱللهَ وَحْدَهُ ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا) . [٦٩٥٤]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن یوسف

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب العلم،"باب لیبلغ الشاهد الغائب" کے تحت گذر چکے۔(۲)

۲) ابن وہب

یہ عبداللہ بن وہب مسلم مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

قوله: "أن عائشة رضي الله عنها": الحديث، رواه البخاري أيضا، في التوحيد، باب: ﴿وكان الله سميعاً بصيرا﴾، رقم (٧٣٨٩)، ومسلم، رقم (٤٦٥٣)، في الجهاد، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم من أذي المشركين والمنافقين.

(۲) کشف الباری ۱/ ۲۸۹ و ۴/ ۱۱۳.

۳) یونس

یہ یونس بن یزید ایلی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب العلم، "باب من یرد اللّٰہ به خیرا یفقهه......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۴) ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث'' میں آچکا ہے۔(۲)

۴) عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدین الی اللّٰہ أدومه" پر تفصیلا گذر چکا ہے۔(۳)

۵) عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۴)

قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: هل أتى عليك يوم كان أشد من يوم أحد؟ قال: لقد لقيتك من قومك ما لقيت، وكان أشد ما لقيت منهم يوم العقبة

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ عنہا فرماتی ہین کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا جنگ احد سے بھی زیادہ کوئی سخت دن آپ پر آیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمہاری قوم سے مجھے جو تکلیف پہنچی سو پہنچی، مگر اس سے زیادہ تکلیف مجھے یوم عقبہ میں پہنچی۔

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۷۷-۳۸۲۔

(۲) کشف الباری ۱/۳۲۶ اور تفصیل حالات کتاب الغسل میں آچکے ہیں۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۱ و ۲/۴۳۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

عقبہ سے کیا مراد ہے؟

عقبہ سے عقبہ منی مراد ہے، اکثر شراح کی یہی رائے ہے(۱)، تاہم علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بہت مشکل معاملہ ہے، کیوں کہ عقبہ منی میں ہے اور آپ علیہ السلام نے جو واقعہ حدیث باب میں بیان کیا ہے وہ طائف کا ہے، اس لیے ہوسکتا ہے کہ یہ کوئی اور عقبہ ہو، جو طائف کے اندر ہو(۲)، جب کہ علامہ کورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر قرن الثعالب مراد ہے۔(۳)

إذ عرضت نفسي على ابن عبد ياليل بن عبد كلال، فلم يجبني إلى ما أردتُّ

جب میں نے اپنے آپ کو عبد یالیل بن عبد کلال کے بیٹے پر پیش کیا، مگر اس نے میری خواہش کے مطابق مجھے مثبت جواب نہیں دیا۔

یہ کب کا واقعہ ہے؟

یہ شوال دس نبوت کا واقعہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اور زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا(۴)، پہلے زوجہ رخصت ہوئیں، پھر شفیق چچا بھی داغ مفارقت دے گئے، چناں چہ ابو

(۱) شرح الكرماني ۱۳/۱۷۷، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۲، وشرح القسطلاني ٥/۲۷٥.

(۲) قال الإمام السندي رحمه الله:

"يوم العقبة" هو مشكل جدا؛ لأن يوم العقبة في مني، وعرضه صلى الله عليه وسلم كان بالطائف، والأقرب أن يقال: "إذ عرضت" بدل من "يوم العقبة" بتقدير قرب يوم العقبة، أو أنه بواسطة القرب اعتبر الوقت واحدا، ويحتمل على بعد أن يكون المراد بالعقبة: عقبة بالطائف".

حاشية السندي على صحيح البخاري ۱/۱٥۹، قديمي، والكنز المتواري ۱۳/۱٥٤.

(۳)الكوثر الجاری ٦/۱۸۲.

(٤)وفي الطبقات: لما توفي أبو طالب تناولت قريش من رسول الله صلى الله عليه وسلم، واجترؤا عليه، فخرج الى الطائف، ومعه زيد بن حارثه، وذلك في ليال بقين من شوال سنة عشر من حين نبئ رسول الله صلى الله عليه وسلم......، فأقام بالطائف عشرة أيام، لايدع أحدا من أشرافهم الاجاءه وكلمه، =

طالب کے بعد کوئی حامی ومددگار نہ رہا اور حضرت خدیجہ کے رخصت ہوجانے سے کوئی تسلی دینے والا اور غم گسار نہ رہا، مکہ کی اتنی بڑی سرزمین پر اب کوئی پناہ گاہ نہیں رہی، ہر طرف دشمن ہی دشمن اور چند مٹھی بھر مسلمان!! چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ کی غرض سے طائف روانہ ہوئے، نیز وہاں کے سرداروں کو دعوت اسلام پیش کرنے کا ارادہ بھی تھا کہ جس پیغام کو اپنوں میں پذیرائی اور قبول عام حاصل نہیں ہوسکا شاید باہر والے قبول کرلیں اور وہ اسلام کے معاون ومددگار بنیں، اس طرح اسلام کے پھیلانے میں سہولت ہوگی۔

اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنیٰ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہم راہ تھے۔

عبد یالیل، مسعود اور حبیب ان تینوں بھائیوں پر جو وہاں کے سرداروں میں سے تھے، اسلام پیش کیا، بجائے اس کے کہ وہ کلمہ حق کو سنتے، نہایت سختی سے آپ کو جواب دے دیا، ایک نے کہا کیا خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لیے تجھی کو نبی بنا کر بھیجا ہے؟!! ایک نے کہا کیا خدا کو اپنی رسالت کے لیے تمہارے سوا اور کوئی نہیں ملا؟!! جب کہ تیسرے نے کہا کہ خدا کی قسم! میں تم سے کلام ہی نہیں کروں گا۔ اگر واقع میں اللہ نے تجھ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے تو تیرے کلام کا رد کرنا سخت خطرناک ہے اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں تو پھر قابل خطاب اور قابل التفات بھی نہیں۔

اس طرح انہوں نے بہت ہی ناروا سلوک کیا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ سوچا بھی نہیں جاسکتا، انہوں نے بدمعاش اور اوباش قسم کے بندے پیچھے لگا دیے، سنگ باری کی، ظالموں نے اس قدر پتھر برسائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوگئے، جسم مبارک لہولہان ہوگیا۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کو بچاتے اور یہ کوشش کرتے کہ جو پتھر بھی آئے وہ بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے، مجھ پر گرے، اسی میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تمام سر زخمی ہوگیا۔(۱)

= فلم يجيبوه وخافوا على أحداثهم، فقالوا: يا محمد، اخرج من بلدنا، والحق بمجابك من الأرض، وأغروا به سفهاء هم، فجعلوا يرمونهم بالحجارة......". الطبقات الكبرى لابن سعد ۱/ ۲۱۱ـ۲۱۲.

(۱) فتح الباري ٦/ ۳۱٥، وعمدة القاري ۱٥/ ۱٤۲، وشرح القسطلاني ٥/ ۲۷٥، وسيرة المصطفى صلى الله عليه وسلم ۲۷٤ـ۲۷٥، ملخصا وبتصرف يسير.

ابن عبد یالیل بن عبد کلال

یالیل میں یاء کے بعد الف ہے، پہلا لام مکسور ہے، اس کے بعد یائے ساکنہ ہے، آخر میں لام ہے اور کلال کے کاف پر ضمہ ہے، لام مخفف ہے اور آخر میں لام ہے۔(۱)

یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سہو تو یہ ہوگیا کہ طائف کے مذکورہ بالا سردار کا نام ابن عبد یالیل لکھا ہے، جب کہ یہ واقعہ خود عبد یالیل کا ہے، اس کے بیٹے کا نہیں، عرب نسب نگاروں نے اس کی تصریح کی ہے، کلبی نے جمہرہ میں اس کا نسب یوں لکھا ہے: عبد یالیل بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن عیرۃ بن عوف بن ثقیف (۲)۔

جہاں تک عبد یالیل کے بیٹے کا تعلق ہے تو اس کا نام کنانہ یا مسعود ہے، جو اس وفد میں شامل تھا جو دس ہجری میں قبیلہ ثقیف کی طرف سے آیا تھا، اس وفد میں کل دس افراد تھے، کنانہ کے بارے میں اکثر حضرات کی رائے یہ ہے کہ پورے وفد کے ساتھ یہ بھی مسلمان ہوگیا تھا، تاہم مدائنی نے لکھا ہے کہ پورے وفد میں کنانہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہ وہاں سے بلاد روم کی طرف نکل گیا اور وہیں حالت کفر میں مرا۔

دوسرا سہو یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہوا ہے کہ عبد یالیل کے باپ کا نام عبد کلال بتایا ہے، حالاں کہ اس کا نام عمرو تھا، جیسا کہ ابھی اوپر گذرا، یہ سب بنو عمرو کہلاتے تھے، عبد کلال تو اس کے بھائی کا نام ہے(۳)۔ واللہ اعلم

فانطلقت وأنا مهموم على وجهي

تو غم زدہ حالت میں، میں نے اپنی راہ لی

"على وجهي" کا تعلق "انطلقت" سے ہے، مطلب یہ ہے کہ اسی حال میں رنجیدہ اور غمگین آپ صلی

---

(۱) فتح الباري ٦/٣١٥، وعمدة القاري ١٥/١٤٢، وشرح القسطلاني ٥/٢٧٥.

(۲) كذا ذكره ابن الملقن والعيني والحافظ، وهو في غير الجمهرة من كتب الأنساب، كالأنساب للسمعاني ٤/٤٨٢، والله أعلم.

(۳) عمدة القاري ١٥/١٤٢، وفتح الباري ٦/٣١٥، والتوضيح ١٩/١٠١.

اللہ علیہ وسلم واپسی کے لیے روانہ ہوئے، علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی یہ بیان کے ہیں: "أي: انطلقت حيران هائما، لا أدري أين أتوجه من شدة ذلك؟" کہ غم وتکلیف کی شدت کی وجہ سے میں حیران وسرگرداں تھا کہ اب کہاں جاؤں؟(۱)

فلم أستفق الا وأنا بقرن الثعالب

جب میں قرن الثعالب پہنچا تو کچھ افاقہ ہوا۔

قرن الثعالب

یہ مکہ مکرمہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ اہل نجد کا میقات ہے، اسے قرن المنازل بھی کہتے ہیں۔ بقول قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت ایک دن ایک رات ہے۔(۲)

مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے قریب قرن الثعالب یا قرن المنازل پہنچے تو طبیعت کچھ بحال ہوئی، غم کچھ ہلکا ہوا، طائف سے مکہ کے راستے پر ربیعہ کے بیٹوں شیبہ اور عتبہ کا ایک باغ تھا، وہاں ایک درخت کے سایے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دم لینے کے لیے بیٹھ گئے اور یہ مشہور دعا مانگی:

"اللهم أشكو إليك ضعف قوتي، وقلة حيلتي، وهواني على الناس، يا أرحم الراحمين، أنت رب المستضعفين، إلى من تكلُني؟ إلى عدو بعيد يتجهّمني. أم إلى صديق قريب ملكته أمري؟ إن لم تكن غضبانا علي فلا أبالي، غير أن عافيتك أوسع لي، أعوذ بنور وجهك الذي أشرقت له الظلمات، وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة، من تنزل بي غضبك، أو يحل بي سخطك، ولك العتبى

(١)عمدة القاري ١٥/١٤٢، وشرح القسطلاني ٥/٢٧٥-٢٧٦، والكنز المتواري ١٣/١٥٣، وشرح الطيبي ١١/٦١، كتاب الفضائل والشمائل، باب المبعث وبدء الوحي، رقم (٥٨٤٨).

(٢)عمدة القاري ١٥/١٤٢، وشرح القسطلاني ٥/٢٧٦، وشرح النووي على صحيح مسلم، ومشارق الأنوار ٢/١٩٨-١٩٩.

حتى ترضى، ولا حول، ولا قوة إلا بك".(١)

"اے اللہ! میں تجھ سے اپنی کم زوری، تدبیر کی کمی اور لوگوں کی بے توقیری کی شکایت کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو کم زوروں کا خاص طور پر مربی اور مددگار ہے۔ تو مجھ کو کس کے سپرد کرے گا؟ کسی غضب ناک دشمن کی طرف یا کسی دوست کی طرف کہ جس کو تو میرے امور کا مالک بنائے۔ اگر تو مجھ سے ناراض نہ ہو تو پھر مجھے کہیں کی بھی پروانہیں ہے، مگر تیری عافیت اور سلامتی میرے لیے باعث صد سہولت ہے۔ میں پناہ مانگتا ہوں تیری بزرگ ذات کے وسیلے سے، جس سے تمام ظلمتیں منور ہوئیں اور اس نور سے دنیا وآخرت کا کارخانہ چل رہا ہے۔ میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب اور ناراضگی مجھ پر اترے اور اصل مقصود تجھ کو ہی سنانا اور راضی کرنا ہے، بندے میں کسی شر سے پھرنے اور خیر کے کرنے کی قدرت نہیں، مگر جتنی تیری بارگاہ سے عطا ہو جائے"۔

فرفعت رأسي، فإذا أنا بسحابة قد أظلتني، فنظرت فيها جبريل، فناداني، فقال: إن الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا عليك، وقد بعث الله إليك ملك الجبال لتأمره بما شئت فيهم،

یکا یک جو سر اٹھایا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بادل ہے، جو مجھ پر سایہ فگن ہے اور اس میں حضرت جبریل علیہ السلام موجود ہیں...... جبریل نے مجھے وہیں سے آواز دی کہ آپ کی قوم نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا۔ اس وقت اللہ تعالی نے آپ کے پاس ملک الجبال کو بھیجا ہے، تاکہ آپ اس کو جو چاہیں وہ حکم

(١) أخرجه ابن إسحاق كما في الروض الأنف ٢/ ٢٣١، خبر عداس، رضي الله عنه، والطبراني في الكبير ١٤/ ١٣٩، رقم (١٤٧٦٤) أحاديث عبدالله بن جعفر رضي الله عنهما، وسبل الهدى والرشاد ٢/ ٤٣٩، الباب الحادي والثلاثون في سفر النبي صلى الله عليه وسلم، وكتاب الرقة والبكاء لابن قدامة ١/ ١١٤.

دیں۔

اور دعا قبول ہوگئی

اب اجابت دعا کے لیے تو نبوت ورسالت ہی کا وصف کافی تھا، کیوں کہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے، لیکن اس وقت وصف نبوت کے علاوہ اضطرار ومظلومیت، غربت اور مسافرت کا بھی اضافہ ہوگیا، پس ایسی ذات ستودہ صفات کی دعا کا کیا پوچھنا کہ جو نبی بھی ہو اور رسول بھی، مضطر بھی ہو اور مظلوم بھی، غریب الدیار بھی ہو اور مسافر بھی، سو ایسی دعا کا زبان سے نکلنا تھا کہ اجابت کے دروازے فوراً کھل گئے، دعا قبول ہوگئی، حضرت جبریل امین علیہ السلام ملک الجبال کے ہم راہ آپہنچے، آسمان سے ہی آواز دی کہ ہر قسم کے حکم کی تعمیل کو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے، حکم فرمائیے۔

فناداني ملك الجبال، فسلم علي، ثم قال: يا محمد، فقال: ذلك فيما شئت. إن شئت أطبق عليهم الأخشبان

اتنے میں ملک الجبال نے مجھ کو آواز دی، مجھے سلام کیا اور کہا اے محمد! جیسا کہ جبریل نے کہا جس طرح آپ چاہیں۔ اگر کہیں تو میں ان دونوں سنگلاخ پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں؟!

ذلک مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے، اس کی تقدیر یا تو كما علمت ہے یا كما قال جبريل۔ مطلب یہ ہے کہ جیسا آپ جانتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے یا جیسا جبریل نے کہا ویسا ہی میں کرسکتا ہوں، آپ صرف حکم دیجیے۔(۱)

ما شئت میں ما استفہامیہ ہے اور إن شئت شرط ہے، جس کی جزا محذوف ہے، یعنی لفعلتُ.(۲) اور اطباق کے معنی آپس میں ملا دینے کے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کا حکم ہو تو ان دونوں پہاڑوں

(۱) فتح الباري ٦/٣١٦، وإرشاد الساري ٥/٢٧٦، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید احتمالات بھی ذکر کیے ہیں۔ مگر سب ملتے جلتے ہیں۔ عمدة القاري ١٥/١٤٢.

(۲) حوالہ جات بالا۔

کوملادوں، اس طرح اس کے درمیان کے سارے لوگ پس کر ہلاک ہو جائیں گے۔

الاخشبان

یہ ہمزہ مفتوحہ، خائے معجمہ ساکنہ، شین معجمہ اور بائے موحدہ کے ساتھ، اخشب کا تثنیہ ہے، مکہ مکرمہ کے دو پہاڑوں کے لیے یہ کلمہ بولا جاتا ہے، ایک تو جبل ابوقبیس ہے، جو مکہ کے جنوب میں ہے، دوسرا قیقعان ہے، جو مکہ کے شمال میں، اول الذکر کے عین مقابل ہے اور ان دونوں شہروں کے درمیان قدیم مکہ شہر آباد ہے، جب کہ علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا یہ ہے کہ قیقعان کی بجائے جبل احمر مراد ہے اور علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبل ثور مراد ہے، گویا پہلے میں تو اتفاق ہے کہ جبل ابوقبیس مراد ہے اور دوسرے میں شراح کی آرا مختلف ہیں، علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول تو بقول صغانی وہم ہے اور قیقعان اور جبل احمر دونوں قریب قریب ہیں تو دونوں مراد ہو سکتے ہیں، تاہم مشہور یہی ہے کہ اخشبان سے جبل ابوقبیس اور جبل قیقعان مراد ہیں۔(۱)

ان دونوں پہاڑوں کو اخشبان ان کی سختی، صلابت اور پتھروں کی پختگی کی وجہ سے کہا جاتا ہے، ایک حدیث شریف میں آتا ہے: "لا یزول مکة حتی یزول أخشباها". (۲)

شراح کی اخشبین کی مذکورہ بالا تشریح سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ ملک الجبال نے اخشبین کو ملا کر اہل مکہ کو تباہ کرنے کی پیشکش کی تھی، لیکن روایت کا سیاق تو اہل طائف کے بارے میں ہے تو اس لیے عین ممکن ہے کہ طائف کے کوئی دو پہاڑ مراد ہوں اور انہیں اخشبین بولا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۴۲، وشرح القسطلاني ۵/۲۷۶، وفتح الباري ۶/۳۱۶، والكواكب الدراري للكرماني ۱۳/۱۷۸.

(۲) لم أقف عليه مرفوعا؛ وإنما رواه موقوفا في أخبار مكة ۱/۷۸، من قول ابن عباس، أنه وجد في حجر كتاب فيه: "أنا الله، ذو بكة الحرام، وضعتها يوم صنعت الحرم......". وفيه: لا تزول حتى يزول أخشباتها......"، ثم رواه عن مجاهد، وكذا عبدالرزاق في مصنفه ۵/۱۵۰، كتاب الحج، باب الحجر وما فيه مكتوب، رقم (۹۲۸۳و۹۲۸۴) رواه عن مجاهد أيضا، وانظر سيرة ابن هشام ۱/۲۱۲.

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: بل أرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده، لا يشرك به شيئا.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ میں تو اللہ تعالی سے یہ امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اس وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

اہل طائف کی گستاخیوں اور ایذا رسانیوں کے باوجود اس پیکر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الجبال کو اثبات میں کوئی جواب نہیں دیا، ان لوگوں کی ہلاکت و بربادی نہیں چاہی، چوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے اور رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، اس لیے آپ سے رحمت کا ہی ظہور ہونا تھا، اس لیے آپ نے بد دعا نہیں فرمائی، بلکہ یہ فرمایا کہ شاید ان کی آئندہ نسل مسلمان ہو جائے، پھر یہی ہوا بھی، ان کی نسل سے نہ کہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ انتہائی مضبوط مسلمان پیدا ہوئے، چناں چہ امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں نقل کیا ہے کہ دیگر قبائل عرب کی طرح اسلام قبول کرنے کی غرض سے قبیلہ ثقیف کا وفد بھی دربار نبی میں حاضر ہوا تھا، جو پندرہ سے بیس افراد پر مشتمل تھا، ان میں کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کیا، مشہور صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ان کی ایمانی کیفیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”فدخلوا في الإسلام، فلا أعلم قوما من العرب بني أب ولا قبيلة كانوا أصح إسلاما ولا أبعد أن يوجد فيهم غش لله ولكتابه منهم“.(١)

”سو یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے، عرب کے کسی چھوٹے یا بڑے قبیلے کا مجھے علم نہیں جن کا اسلام ان سے زیادہ سچا ہوا ہو، اللہ تعالی اور اس کی کتاب مقدس کو دھوکا دینے سے کوئی ان سے زیادہ دور رہا ہو“۔

مشہور فاتح، ہندوستان میں اولین اسلامی حکمران محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی قبیلہ ثقیف سے تھا۔ جن کی اسلام کے لیے نمایاں خدمات کسی صاحب بصیرت پر پوشیدہ نہیں۔

---

(١) الطبقات الكبرى لابن سعد ١/٣١٣-٣١٤، وفد ثقيف.

ترجمۃ الباب سے مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت بھی واضح ہے کہ اس میں حضرت جبریل امین علیہ السلام اور پہاڑوں پر مامور فرشتے کا ذکر ہے۔

باب کی چھبیسویں حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٦٠ : حدَّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ : حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيُّ قالَ : سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى : «فكانَ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى . فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ ما أَوْحَى» . قالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ[1] : أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ . [٤٥٧٥ ، ٤٥٧٦]

تراجم رجال

۱) قتیبہ بن سعید

یہ ابوالرجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب افشاء السلام من الإیمان" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۲) ابوعوانہ

یہ ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الرابع کے تحت آچکا۔(۳)

---

(١) قوله: "حدثنا ابن مسعود رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري أيضا، في تفسير سورة النجم، باب: ﴿فكان قاب قوسين أو أدنى﴾، رقم (٤٨٥٦)، وباب ﴿فأوحى إلى عبده ما أوحى﴾، رقم (٤٨٥٧)، ومسلم، رقم (٤٣٢-٤٣٤)، في الإيمان، باب ذكر سدرة المنتهى، والترمذي، رقم (٣٢٧٩)، في التفسير، باب ومن سورة النجم.

(٢) كشف الباري ١٨٩/٢.

(٣) كشف الباري ٤٣٤/١.

۳)ابواسحٰق الشیبانی

یہ سلیمان بن ابی سلیمان فیروز شیبانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا ترجمہ کتاب الحیض، "باب مباشرة الحائض" کے ذیل میں گذر چکا ہے۔(۱)

۴)زِرّ بن حُبَیْش

یہ جلیل القدر تابعی اور مشہور مقری حضرت زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس بن بلال (یا ہلال) بن سعد کوفی اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ابو مریم یا ابو مطرف ان کی کنیت ہے۔(۲)

یہ مخضرم تابعی ہیں، جاہلیت کا زمانہ بھی پایا ہے۔(۳)

یہ حضرات صحابہ کرام میں سے امیر المومنین عمر بن الخطاب، ابی بن کعب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابن مسعود، عمار بن یاسر، عباس بن عبدالمطلب، عبدالرحمٰن بن عوف، حذیفہ بن یمان، صفوان بن عسال، ابوذر غفاری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

اور تابعین میں حضرت ابو وائل شقیق بن سلمہ اسدی سے روایت کرتے ہیں، جو ان کے ہم عصر اور دوست بھی تھے۔

علم قراءات کی تکمیل حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے کی۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں امام ابراہیم نخعی، اسماعیل بن ابی خالد، یحیٰی بن وثاب، عاصم بن بہدلہ، اعمش، ابواسحٰق شیبانی، ابوبردہ اشعری، عدی بن ثابت، منہال بن عمرو وغیرہ ایسے اساطین علم حدیث شامل ہیں۔(۴)

ان سے علم قراءات حاصل کرنے والوں میں اس زمانے کے مشہور قراء حضرات یعنی یحیٰی بن وثاب،

(۱) کشف الباري، کتاب الحيض، ۲۵۰.

(۲) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۵-۳۳۶، وسير أعلام النبلاء ۴/ ۱۶۶.

(۳) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۶، وسير أعلام النبلاء ۴/ ۱۶۶.

(۴) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۶، وسير أعلام النبلاء ۴/ ۱۶۶.

عاصم بن بہدلہ، ابواسحٰق شیبانی اور اعمش رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة". (۲)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین اہل کوفہ کے طبقہ اولیٰ میں ان کا شمار کیا ہے اور فرمایا ہے: "كان ثقة، كثير الحديث". (۳)

عربیت کے بہت بڑے عالم تھے، حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی عربیت کے معاملے میں ان سے رجوع کیا کرتے تھے۔(۴)

حضرت زر اپنے مدینہ منورہ کے سفر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ کوفہ سے مدینہ کے لیے نکلا، بخدا!!! اس کے علاوہ کوئی تمنا نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام۔ مہاجرین وانصار۔ سے ملاقاتیں کروں اور ان کی زیارت سے مستفید ہوسکوں۔ چناں چہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، یہی دونوں بزرگ میرے ہم نشین وہم جلیس تھے، ایک روز حضرت ابی رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اے زر! تم قرآن کی کوئی آیت چھوڑنا نہیں چاہتے؟ ہر آیت کے بارے میں مجھ سے پوچھ چکے ہو!! حضرت زر نے جواباً کہا "حضرت! پھر میں اتنی دور کیوں آیا ہوں؟" پھر میں نے گذارش کی کہ ابوالمنذر! اللہ آپ پر رحم کریں، میرے معاملے میں نرمی فرمائیے، میں آپ سے بہت مستفید ہونا چاہتا ہوں۔(۵)

امام اعمش اور امام ابوبکر بن ابوعاصم رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اساتذہ زر اور ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہما اللہ کو دیکھا ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کی رائے کے احترام کی بہترین مثال تھے، ابووائل عثمانی تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو احق بالخلافہ سمجھتے تھے، ان کی حمایت کرتے تھے، جب کہ زر بن

(۱) سیر أعلام النبلاء ٤/١٦٦.

(۲) الجرح والتعديل ٣/ رقم الترجمة ٢٨١٧.

(۳) الطبقات الكبرى ٦/١٠٥.

(۴) حوالہ بالا۔

(۵) حواله بالا، وتهذيب الكمال ٩/٣٣٧، وسير أعلام النبلاء ٤/١٦٧-١٦٨.

حبیش علوی تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احق سمجھتے تھے، اس کے باوجود دونوں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے، مگر مجال ہے کہ کسی نے دوسرے پر اپنی رائے تھوپنے کی کوشش کی ہو، وفات تک دونوں کا یہی حال رہا، حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ باوجود استاد ہونے کے، حضرت زر کا احترام کرتے تھے کہ زر ان سے عمر میں بڑے ہیں اور ان کی موجودگی میں تحدیث بھی نہیں کرتے تھے، آپس میں ان دونوں کا تعلق اور محبت بہت زیادہ تھی۔(۱)

حضرت زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی طویل عمر پائی ہے، خود فرماتے تھے: "أنا ابن عشرين ومئة سنة". ان کی وفات کب ہوئی؟ اس میں مختلف اقوال ہیں، تاہم اتنا طے ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانے میں دیر الجماجم کے واقعہ کے آس پاس ایک سو بیس سے زائد بہاریں دیکھنے کے بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے، سن وفات بعض نے ۸۱، بعض نے ۸۲ اور بعض نے ۸۳ بتایا ہے، مختلف قرائن کی وجہ سے ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے آخری قول کو راجح قرار دیا ہے کہ ۸۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔(۲)

یہ ائمہ ستہ کے راوی ہیں، سب حضرات نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔(۳)

۵) عبداللہ

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات مفصلا کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

ابواسحاق شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تبارک وتعالی کے

---

(۱) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۷-۳۳۸، وسير أعلام النبلاء ۴/ ۱۶۸ و۱۶۹، وطبقات ابن سعد ۶/ ۱۰۵، والاستيعاب ۱/ ۳۳۷.

(۲) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۸-۳۳۹، وسير أعلام النبلاء ۴/ ۱۷۰، وطبقات ابن سعد ۶/ ۱۰۵، والاستيعاب ۱/ ۳۳۷.

(۳) تهذيب الكمال ۹/ ۳۳۹.

(۴) کشف الباري ۲/ ۲۵۷۔

فرمان ﴿فکان قاب قوسین أو أدنی فأوحی إلی عبده ما أوحی﴾ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

اس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں آچکی ہے۔(۱)

باب کی ستائیسویں حدیث بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٦١ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(٢) : «لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى» . قَالَ : رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ أُفُقَ السَّمَاءِ . [٤٥٧٧]

تراجم رجال

۱) حفص بن عمر

یہ حفص بن عمر الحوضی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی بصری ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کے تحت ذکر کیے جاچکے۔(۴)

---

(۱) کشف الباری، کتاب التفسیر ۶۳۳-۶۳۴، سورۃ النجم۔

(۲) قوله: عن عبدالله": الحديث، أخرجه البخاري، في كتاب التفسير، باب ﴿ولقد رأی من ایات ربه الکبریٰ......﴾، رقم (٤٨٥٨)، والترمذي، في كتاب التفسير، باب ومن سورة النجم، رقم (٣٢٧٧).

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب ما جاء في قول الله تعالى: ﴿إذا قمتم الی الصلاة﴾.

(۴) کشف الباري ۱/۶۷۸۔

۳) الاعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) ابراہیم

یہ مشہور فقیہ ابوعمران ابراہیم بن یزید نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) علقمہ

یہ مشہور فقیہ علقمہ بن قیس نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٦) عبداللہ

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چاروں بزرگوں کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" میں آچکا۔(۱)

عن عبدالله رضي الله عنه قال: ﴿لقد رأى من آيات ربه الكبرى﴾ قال: رأى رفرفا أخضر سد أفق السماء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کلام باری تعالی ﴿لقد رأى من آيات ربه الكبرى﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز لباس دیکھا، جس نے آسمان کے افق کو پُر کردیا تھا۔

رفرف کے معنی

اس لفظ کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں:۔

ا۔ رفرف سبز کپڑوں کو کہتے ہیں، یا مطلق لباس کو، یہ لباس حضرت جبریل علیہ السلام نے پہن رکھا تھا، گویا لباس کو دیکھنا حضرت جبریل کو دیکھنا تھا، کپڑوں نے جو آسمان کے افق واطراف کو پُر کر رکھا تھا، گویا یہ بھی

(۱) کشف الباری ۲/۲۵۱۔۲٦۰۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا فعل تھا۔(۱)

۲۔علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک احتمال یہ بھی بیان کیا ہے کہ رفرف سے حضرت جبریل علیہ السلام کے پَر (بازو) مراد ہیں، مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروں کو یوں پھیلا رکھا تھا جس طرح کپڑوں کو پھیلایا جاتا ہے۔تاہم اس احتمال کو حافظ نے رد کیا ہے اور کہاں ہے کہ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں یہ بات کرمانی نے نقل تو کردی، مگر یہ بہت بعید ہے۔(۲)

۳۔علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے معنی بستر کے کیے ہیں، سو رفرف اخضر کے معنی ہوئے سبز بستر۔اب حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آپ علیہ السلام نے ایک سبز بستر دیکھا، جس نے افق سماء کو گھیر لیا تھا، اس پر حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف فرما تھے۔(۳)

اس آخری معنی کی تایید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس کو امام حاکم اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے:

"أبصر نبي الله صلى الله عليه وسلم جبريل عليه السلام على رفرف قد ملأ ما بين السماء والأرض".(٤)

اس حدیث میں رفرف کے معنی بستر کے ہیں۔

نسخوں کا اختلاف

اکثر نسخوں میں "رفرفا أخضر" ہے، تاہم حموی اور مستملی کے نسخوں میں أخضر کی بجائے خضر

(۱) لامع الدراري ٣٤٩/٧، والكنز المتواري ١٥٥/١٣.

(٢) شرح الكرماني ١٧٩/١٣، والتوضيح ١٠٣/١٩، وأعلام الحديث للخطابي ١٤٩١/٢، وعمدة القاري ١٤٣/١٥، وفتح الباري ٣١٦/٦.

(٣) شرح القسطلاني ٢٧٦/٥، والكنز المتواري ١٥٥/١٣.

(٤) الحديث، أخرجه الحاكم في المستدرك ٤٦٩/٢، رقم (٣٧٤٦)، تفسير سورة النجم، وصححه الذهبي في تلخيصه (المطبوع مع المستدرك)، والنسائي في السنن الكبرى، كتاب التفسير، سورة النجم، رقم (١١٥٣١).

ہے، یعنی خائے معجمہ کے فتحہ اور ضاد معجمہ کی کسرہ کے ساتھ۔ دیگر بعض حضرات نے خضر روایت کیا ہے، یعنی ضاد کے سکون کے ساتھ، تاہم اس کو درست ماننے کے لیے رفـــرف کو مونث قرار دینا پڑے گا، اسی لیے ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ رفرفۃ کی جمع ہے، اس طرح یہ ضبط بھی درست ہوگا۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس حدیث اور گذشتہ حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت واضح ہے کہ دونوں میں حضرت جبریل علیہ السلام کا تذکرہ ہے، ایک میں صراحتاً، دوسری میں دلالۃً، جیسا کہ ابھی اوپر گذرا۔

باب کی اٹھائیسویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٦٢/٣٠٦٣ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصارِيُّ ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ : أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْها(۲) قالَتْ : مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ ، وَلٰكِنْ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ ، وَخَلْقُهُ سادٌّ ما بَيْنَ الْأُفُقِ .

تراجم رجال

۱) محمد بن عبداللہ بن اسماعیل

یہ محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن ابی ثلج بغدادی رازی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ابوبکر یا ابوعبداللہ ان کی کنیت

---

(۱) فتح الباري ٣١٦/٦، والتوضيح ١٠٣/١٩۔

(۲) قـولـه: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، رواه البخاري، في هذا الباب أيضا، الحديث الآتي، رقم (٣٢٣٥)، وفي تفسير سورة المائدة: باب ﴿يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك﴾، رقم (٤٦١٢)، وفي أول بـاب تـفسير سورة النجم، رقم (٤٨٥٥)، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿عـلـم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا﴾، رقـم (٧٣٨٠)، وبـاب قول الله تعالى: ﴿يا أيهـا الـرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك﴾، رقم (٧٥٣١)، ومسلم، رقم (٤٣٩-٤٤٢)، في الإيمان، باب معنى قول الله عزوجل: ﴿ولقد رآه نزلة أخرى﴾، والترمذي، رقم (٣٠٧٠)، في التفسير، باب ومن سورة الأنعام، وباب من تفسير سورة النجم، رقم (٣٢٧٨).

ہے، اصلا رے کے باشندے ہیں، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں۔(۱)

یہ عبدالصمد بن عبدالوارث، حجاج بن محمد، حسن بن موسی اشیب، علی بن حفص مدائنی، یزید بن ہارون، محمد بن عبداللہ انصاری، سعید بن عامر ضبعی، یونس بن محمد المودب، روح بن عبادہ، ابوالنضر ہاشم بن قاسم، یحییٰ بن اسحٰق رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری وامام ترمذی کے علاوہ ان کے پوتے محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ، نیز ابن خزیمہ، ابوقریش محمد بن جمعہ الحافظ، ابوبکر بن ابی داؤد، احمد بن جعفر بن نصر الجمال اور عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۲)

امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کے ساتھ ۲۵۴ ہجری میں ان سے حدیثیں لکھی ہیں اور وہ صدوق ہیں۔(۳)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق".(٥) ۔

ابن قانع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۵۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔(۶)

رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۲) محمد بن عبداللہ الانصاری

یہ قاضی محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۷)

---

(١) تهذيب الكمال ٤٤٩/٢٥، رقم الترجمه (٥٣٢٧) وتهذيب ابن حجر ٢٤٧/٩.

(۲) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تهذيب الكمال ٤٤٩/٢٥-٤٥٠.

(٣) الجرح والتعديل ٧/رقم الترجمه (١٥٩٦) وتهذيب الكمال ٤٥٠/٢٥، وتهذيب ابن حجر ٢٤٨/٩.

(٤) الثقات ١٣٥/٩.

(٥) تقريب التهذيب ١٩٢/٢، رقم (٦٠١٨).

(٦) تاريخ بغداد ٤٢٥/٥، وتهذيب الكمال ٤٥١/٢٥، وتهذيب ابن حجر ٢٤٨/٩.

(۷) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الاستسقاء، باب سوال الناس الإمام الاستسقاء.....

۳)ابن عون

یہ عبداللہ بن عون بن ارطبان مزنی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: رب مبلغ أوعى......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۴)القاسم

یہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب من بدأ بالحلاب......" کے تحت ہو چکا ہے۔(۲)

۵)عائشہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات کتاب بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت گذر چکے۔(۳)

حدیث کا ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو یہ سمجھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے بڑی جرات کی، بلکہ انہوں نے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو اصل شکل وصورت میں دیکھا تھا، درآں حالیکہ افق کو انہوں نے گھیر رکھا تھا۔

تنبیہ

اس حدیث کی مفصل شرح انشاء اللہ باب المعراج میں آئے گی۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۲۴۔

(۲) کشف الباری، کتاب الغسل ۴۳۹۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(٤) صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج.

باب کی انتیسویں حدیث بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

(٣٠٦٣) : حدّثني مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنِ ابْنِ الْأَشْوَعِ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (١) : فَأَيْنَ قَوْلُهُ : «ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى. فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى» . قَالَتْ : ذَاكَ جِبْرِيلُ ، كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ ، وَإِنَّهُ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ ، فَسَدَّ الْأُفُقَ .
[٤٣٣٦ ، ٤٥٧٤ ، ٦٩٤٥ ، ٧٠٩٣]

تراجم رجال

۱) محمد بن یوسف

یہ محمد بن یوسف بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب متى يصح سماع الصغير؟" کے تحت گذر چکا ہے(۲)، ابوعلی جیانی نے اسی پر جزم کیا ہے۔(۳)

۲) ابواسامہ

یہ ابواسامہ حماد بن اسامہ بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلم" میں گذر چکے۔(۴)

۳) زکریا بن ابی زائدہ

یہ زکریا بن ابی زائدہ خالد ہمدانی سکونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب فضل من استبرأ لدينه" کے ذیل میں آچکا۔(۵)

---

(١) قوله: "قلت لعائشة رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه آنفا في الحديث السابق.

(۲) کشف الباری ۳/۳۸۷۔

(٣)فتح البارى ٦/٣١٦، وعمدة القارى ١٥/٣١٦، وتقييد المهمل للجيانى ٢/٥٣٨.

(۴) کشف الباری ۳/۴۱۴۔

(۵) کشف الباری ۲/۶۷۳۔

۴)ابن الاشوع

یہ سعید بن عمرو بن الاشوع ہمدانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۵)الشعبی

یہ مشہور محدث عامر بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۶)مسروق

یہ مشہور محدث مسروق بن اجدع کوفی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل ذکر کتاب الإیمان،"باب ظلم دون ظلم" میں آچکا۔(۳)

یہ گذشتہ حدیث کا دوسرا طریق ہے،اس کی شرح بھی انشاء اللہ باب المعراج میں آئے گی۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے دونوں طرق کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت لفظ ''جبریل'' میں ہے۔

باب کی تیسویں حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٦٤ : حدّثنا مُوسَى : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ : حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ ، عَنْ سَمُرَةَ(٤) قَالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي ، قالَا : الَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مالِكٌ خازِنُ النَّارِ ، وَأَنَا جِبْرِيلُ ، وَهٰذَا مِيكائِيلُ) . [ر : ٨٠٩]

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الزکاة، باب قول الله عزوجل: ﴿لايسئلون الناس إلحافا﴾.

(۲) کشف الباری ۱/۶۷۹۔

(۳) کشف الباری ۲/۲۸۱۔

(٤) قوله: "عن سمرة": الحديث، مر تخريجه، في صفة الصلاة، باب يستقبل الإمام الناس إذا سلم.

تراجم رجال

۱)موسی بن اسماعیل

یہ موسی بن اسماعیل تمیمی تبوذکی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات اجمالا بدء الوحی اور تفصیلا کتاب العلم،"باب من أجاب الفتیا بإشارة الید......" کے ضمن میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۲)جریر

یہ جریر بن حازم ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳)ابورجاء

یہ ابورجاء عمران بن ملحان عطاردی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب التیمم،"باب الصعید الطیب وضوء المسلم......" کے تحت آچکے ہیں۔(۳)

۴)سمرۃ

یہ مشہور صحابی حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الحیض،"باب من سمی النفاس حیضا" کے ضمن میں گذر چکا۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث بعینہٖ اسی سند کے ساتھ کتاب الجنائز میں تفصیلا آئی ہے،(۵) یہاں اس کا مختصر حصہ باب کی مناسبت سے نقل کیا گیا ہے کہ اس میں تین جلیل القدر فرشتوں مالک، جبریل اور میکائیل علیہم السلام کا ذکر ہے۔(۶)

---

(۱) کشف الباری ۱/۴۳۲،الحدیث الرابع،۳/۷۷-۳۷۷۔

(۲)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب الخوخة والممر......

(۳) کشف الباری، کتاب التیمم ۴۰۵۔

(۴) کشف الباری، کتاب الحیض ۶۳۳۔

(۵)صحیح البخاري، کتاب الجنائز، باب بلا ترجمه، رقم (۱۳۸۶).

(٦)فتح الباری ٦/٣١٦.

باب کی اکتیسویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٦٥ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(١) قَالَ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (إِذَا دَعا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا ، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ) .
تَابَعَهُ شُعْبَةُ ، وَأَبُو حَمْزَةَ ، وَابْنُ دَاوُدَ ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ . [٤٨٩٧ ، ٤٨٩٨]

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ مسدد بن مسرہد اسدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب من الایمان أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه" کے تحت ہو چکا۔(۲)

۲) ابوعوانہ

یہ ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ یشکری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الرابع کے تحت آچکا۔(۳)

۳) الاعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" میں گذر چکا ہے۔(۴)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، في النكاح، باب إذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم (٥١٩٣، ٥١٩٤)، ومسلم، رقم (٣٥٣٨-٣٥٤١)، في النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، أبوداود، رقم (٢١٤١)، في النكاح، باب حق الزوج على المرأة.

(٢) كشف الباري ٢/٢.

(٣) كشف الباري ١/٣٤٠.

(٤) كشف الباري ٢/٢٥١.

۴)ابوحازم

یہ ابوحازم سلمان اشجعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب العلم،"باب هل يجعل للنساء يوم......؟"میں گذر چکا۔(۱)

۵)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث کتاب النکاح میں بھی آئی ہے،(۳) یہاں ذکر کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اس میں ملائکہ کا ذکر ہے۔

تابعه شعبة وأبوحمزة وابن داود وأبو معاوية عن الأعمش.

ائمہ حدیث شعبہ(۴)،ابوحمزہ(محمد بن میمون سکری)(۵)،ابن داؤد(عبداللہ الخریبی)(۶)اور ابو معاویہ(محمد بن خازم)(۷)رحمہم اللہ سب نے اعمش سے روایت میں ابوعوانہ کی متابعت کی ہے۔

متابعات مذکورہ کی موصولاً تخریج

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعوانہ کی روایت کی چار متابعات ذکر فرمائی ہیں،جن میں سے ہر

---

(۱) کشف الباری ۴/۱۰۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) کشف الباری،کتاب النکاح،باب إذا باتت المرأۃ......،ص:۳۳۹۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے،کتاب الغسل،باب نفض اليدين من الغسل عن الجنابة.

(۶) ان کے حالات کشف الباری ۴/۶۳۳ میں گذر چکے ہیں۔

(۷) ان کا تذکرہ کشف الباری ۴/۶۰۵ کے ضمن میں آچکا ہے۔

ایک کی تفصیل ترتیب وار درج ذیل ہے:۔

۱۔حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النکاح میں موصولا ذکر کیا ہے۔(۱)

۲۔ابوحمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "فلم أجدها". (۲)

۳۔ابن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کو مسدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند کبیر میں موصولا ذکر کیا ہے۔(۳)

۴۔ابومعاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے موصولا ذکر کیا ہے۔(۴)

باب کی بتیسویں حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٦٦ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قالَ : أَخْبَرَنِي جابِرُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(٥) : أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَتْرَةً ، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي ، سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي قِبَلَ السَّمَاءِ ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جاءَنِي بِحِرَاءٍ ، قاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، فَجُئِثْتُ مِنْهُ ، حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ ، فَجِئْتُ أَهْلِي فَقُلْتُ : زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي ، فَأَنْزَلَ ٱللهُ تَعَالَى : «يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ - إِلَى - فَٱهْجُرْ») .

قالَ أَبُو سَلَمَةَ : وَالرِّجْزُ : الْأَوْثَانُ . [ر : ٤]

(١) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب إذا باتت المرأة......، رقم (٥١٩٣).

(٢) فتح الباري ٣١٦/٦.

(٣) حواله بالا، وتغليق التعليق ٤٩٧/٣، وهدى السارى ٤٨.

(٤) صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم امتناعها من فراش زوجها، رقم (٣٥٤١).

(٥) قوله: "أخبرني جابر بن عبدالله رضي الله عنهما": الحديث، أخرجه البخاري أيضا في التفسير في مواضع متعددة، سورة المدثر، رقم (٤٩٢٢-٤٩٢٦)، وسورة اقرأ باسم ربك......، رقم (٤٩٥٤)

تراجم رجال

۱)عبداللہ بن یوسف

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب لیبلغ الشاھد الغائب" کے تحت گذر چکے۔(۱)

۲)اللیث

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا ہے۔(۲)

۳)عقیل

یہ مشہور محدث عقیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثالث اور مفصل تذکرہ کتاب العلم،"باب فضل العلم" میں آچکا ہے۔(۳)

۴)ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث'' میں آچکا ہے۔(۴)

۵)ابوسلمہ

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات

= وكتاب الأدب، باب رفع البصر إلى السماء......، رقم (٦٢١٤)، ومسلم في صحيحه، كتاب الإيمان، باب بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم (١٦٠ و١٦١/٤٠٦ـ٤١٠).

(١) كشف الباري ٢٨٩/١ و١١٣/٤.

(٢) كشف الباري ٣٢٤/١]

(٣) كشف الباري ٣٢٥/١ و٤٥٥/٣.

(٤) كشف الباري ٣٢٦/١.

کتاب الإیمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان" میں آچکے۔(۱)

۶) جابر

یہ مشہور صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

یہ حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے، وہیں اس کی مفصل شرح بھی ہو چکی ہے(۳)۔ یہاں باب کی مناسبت سے ذکر کی گئی ہے کہ اس میں "الملک" یعنی فرشتے کا ذکر ہے۔

باب کی تینتیسویں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٦٧ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ . وَقالَ لِي خَلِيفَةُ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ، يَعْنِي(٤) ٱبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوسٰى ، رَجُلاً آدَمَ ، طُوَالاً جَعْدًا ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجالِ شَنُوءَةَ ، وَرَأَيْتُ عِيسٰى رَجُلاً مَرْبُوعًا ، مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ ، سَبِطَ الرَّأْسِ ، وَرَأَيْتُ مالِكًا خازِنَ النَّارِ ، وَالدَّجَّالَ ، في آياتٍ أَرَاهُنَّ ٱللهُ إِيَّاهُ : «فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ») . قالَ أَنَسٌ وَأَبُو بَكْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (تَحْرُسُ الْمَلَائِكَةُ الْمَدِينَةَ مِنَ الدَّجَّالِ) . [٣٢١٥ ، ٣٢٣٢ ، ٤٣٥٤ ، ٧١٠١]

---

(۱) کشف الباري ۲/۳۲۳.

(۲) کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء إلا من المخرجین......

(۳) کشف الباری، بدء الوحی والإیمان ۱/۴۲۱-۴۲۹.

(٤) قوله: "حدثنا ابن عم نبیکم": الحدیث، أخرجه البخاري، في أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالی: ﴿وهل اتك حدیث موسیٰ﴾، ﴿وكلم الله موسی تكلیما﴾، رقم (۳۳۹٦)، ومسلم، رقم (۹٦۸، ۹٦۹)، كتاب الإیمان، باب الإسراء برسول الله صلی الله علیه وسلم إلی السموات. (الحدیث متفق علیه، جامع الأصول ٤/۳۹.)

تراجم رجال

۱) محمد بن بشار

یہ محمد بن بشار بن عثمان بندار عبدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولهم......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

۲) غندر

یہ محمد بن جعفر بصری المعروف بہ غندر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات تفصیلا کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ذیل میں بیان کیے جا چکے۔(۲)

۳) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات تفصیلا کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من......" کے تحت ذکر کیے جا چکے۔(۳)

۴) قتادہ

یہ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

۵) خلیفہ

یہ خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۲۵۸/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۵۰/۲۔

(۳) کشف الباری ۶۷۸/۱۔

(۴) کشف الباری ۳/۲۔

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الجنائز، باب الميت يسمع خفق النعال

۶)یزید بن زریع

یہ ابو معاویہ یزید بن زریع تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۷)سعید

یہ سعید بن ابی عروبہ مہران یشکری بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۸)ابو العالیہ

یہ ابو العالیہ رفیع بن مہران ریاحی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۳)

۹)ابن عم نبیکم

یہ مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر كتاب الإيمان، "باب كفران العشير، وكفر......" میں ہو چکا۔(۴)

تنبیہ (ایک اہم فائدہ)

ابو العالیہ کنیت کے دو راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، ایک کا نام رُفیع بن مہران ہے، ان کی نسبت ریاحی ہے تو دوسرے کا نام اکثر علماء کے مطابق زیاد بن فیروز ہے، براء ان کا لقب ہے، یہ تیروں کو تراشتے تھے، یہ دونوں بصری ہیں۔ یہاں اول الذکر مراد ہیں، ثانی الذکر سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تقصیر الصلاۃ (۵) میں روایت بیان کی ہے۔(۶)

---

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه.

(۲)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد ......

(۳) كشف الباري ۳/۱۱٤.

(٤) كشف الباري ۱/٤۳٥ و۲/۲۰٥.

(٥) صحيح البخاري، كتاب تقصير الصلاة، باب كم أقام النبي صلى الله عليه وسلم في حجته؟ رقم (۱۰۸٥).

(٦) فتح الباري ٦/٤۲۹، كتاب أحاديث الأنبياء، وعمدة القاري ۱٥/۱٤٥-۱٤٦.

ایک اور تنبیہ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور شعبہ اور سعید بن ابی عروبہ دونوں کی روایتوں کو جمع کر دیا ہے، دونوں کا مدار قتادہ ہیں، تاہم حدیث ابن ابی عروبہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کی، کیوں کہ وہ شعبہ کی روایت کے مقابلے میں اتم واکمل ہے، علامہ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"جمع البخاري بين روايتي شعبة وسعيد، وساقه على لفظ سعيد، وفي روايته زيادة ظاهرة على رواية شعبة".(۱)

حدیث کا ترجمہ

اس حدیث کی شرح ان شاء اللہ کتاب احادیث الانبیاء میں آئے گی، یہاں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شب معراج، میں نے موسی علیہ السلام کو دیکھا تھا، گندمی رنگ، قد نکلتا ہوا اور بال گھنگھریالے تھے، ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءۃ کا کوئی شخص۔ اور میں نے یحیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا، درمیانہ قد، سڈول جسم، رنگ سرخی اور سفیدی لیے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا تھا اور دجال کو بھی، منجملہ ان آیات کے، جو اللہ تعالی نے آپ کو دکھائی تھیں، پس (اے نبی!) ان سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی شک وشبہ میں نہ رہیں۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے: "ورأيت مالكا خازن النار". اس میں داروغہ جہنم "مالک" کا ذکر ہے، جو فرشتوں میں سے ہیں۔

(۱) فتح الباري ۶/۳۱۷

قال أنس وأبو بكرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: تحرس الملائكة المدينة من الدجال.

مقصد تعلیقات

ان دونوں تعلیقات کے ذکر کرنے کا مقصد واضح ہے کہ ان میں ان فرشتوں کا ذکر ہے جو مدینہ منورہ کی دجال لعین کے فتنے سے حفاظت کریں گے۔

دونوں تعلیقات کی تخریج

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے مختلف مقامات پر موصولا بھی نقل کیا ہے، چناں چہ کتاب فضائل المدینۃ میں ایک جگہ، کتاب الفتن میں دو جگہ اور کتاب التوحید میں ایک مقام پر مسنداذکر کیا ہے۔(۱)

جب کہ حضرت ابوبکرہ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ کی تعلیق کو کتاب فضائل المدینۃ اور کتاب الفتن میں موصولا ذکر فرمایا ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

ان تعلیقات کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بالکل ظاہر ہے، جو لفظ "الملائکۃ" میں ہے۔

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لايدخل الدجال المدينة، رقم (١٨٨١)، وكتاب الفتن، باب ذكر الدجال، رقم (٧١٢٤)، وباب لايدخل الدجال المدينة، رقم (٧١٣٤)، وكتاب التوحيد، باب في المشيئة والارادة، رقم (٧٤٧٣).

(۲) صحيح البخاري، كتاب فضائل المدينة، باب لايدخل الدجال المدينة، رقم (١٨٧٩)، وكتاب الفتن، باب ذكر الدجال، رقم (٧١٢٥و٧١٢٦).

٨ – باب : ما جاءَ في صِفَةِ الجَنَّةِ وَأَنَّها مَخْلُوقَةٌ .

ماقبل سے مناسبت

خداوندعزوجل کی مختلف ومتنوع مخلوقات کاذکر ہورہا ہے، گذشتہ باب فرشتوں کی تخلیق اوران کے وجود واثبات سے متعلق تھا، باب ہذامیں اللہ تبارک وتعالی کی پیداکردہ ایک اور چیز، جورب کریم کی صفت جمال کا پرتو ہے، کاذکر ہے، یعنی جنت۔ جونیکوکاروں کاابدی ٹھکانہ ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ترجمہ صفت جنت سے متعلق قائم کیا ہے اوردوسرا ترجمہ آگے چل کر صفت جہنم سے متعلق منعقد فرمایا ہے، پہلا اگراللہ عزوجل کی صفات جمال کا مظہر ہے تودوسرااس کی صفت جلال کا مظہر۔ باب ہذا کے دوجز ہیں: ۱۔ صفۃ الجنۃ، ۲۔ أنہا مخلوقۃ.

پہلے جز کا مطلب تو یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ یہاں مختلف احادیث وروایات درج فرمائیں گے، جن میں جنت ابدی کی لازوال نعمتوں کاذکرخیر ہوگا، مؤمنین ومؤمنات کوجن انعامات سرمدیہ سے وہاں نوازاجائے گا، ان کی بات ہوگی۔

جب کہ دوسرے جز میں معتزلہ پرردفرماتے ہوئے اہل سنت والجماعت کے مسلک کو مدلل ومبرھن فرمایا ہے، معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ جنت اورجہنم دونوں ابھی پیدانہیں ہوئیں، قیامت کے روزانہیں پیدا کیاجائے گا، جب کہ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں پیدا کی جاچکی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود بھی یہی ہے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے باب کے تحت جو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ان میں سے بعض کا تعلق تو ترجمہ کے اول جز سے ہے کہ جنت کی نعمتوں وغیرہ کا ذکر ہے اور بعض کا تعلق ثانی جز سے ہے کہ جنت پیدا کی جا چکی ہے۔

جنت وجہنم کے وجود پر صریح دلیل

جنت کے مخلوق وموجود ہونے پر صریح ترین دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جو امام احمد واصحاب سنن نے ذکر کی ہے:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لما خلق الله الجنة قال لجبريل: اذهب، فانظر إليها، فذهب، فنظر إليها،......".(١)

"جب اللہ تعالی جنت پیدا کر چکے تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ جاؤ اور اس کو دیکھو۔ چناں چہ وہ گئے، اس کا مشاہدہ کیا، پھر آ کر کہا اے رب! آپ کی عزت کی قسم! کون بندہ ہے جو اس کے بارے میں سنے اور اس میں داخل نہ ہو؟......

پھر جب اللہ تبارک وتعالی نے دوزخ بنائی تو کہا اے جبریل! جاؤ اور اس کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کا مشاہدہ کیا، پھر واپس آئے اور کہا، اے رب! آپ کی عزت کی قسم! کون بندہ ہے جو اس کے بارے میں سنے اور اس میں داخل ہو؟......"۔

چناں چہ یہ حدیث اس باب میں صریح ہے کہ جنت اور دوزخ دونوں پیدا کی جا چکی ہیں۔(٢)

(١) الحديث، أخرجه أبوداود، كتاب السنة، باب في خلق الجنة والنار، رقم (٤٧٤٤)، والترمذي، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة الجنة......، رقم (٢٥٦٠)، والنسائي، كتاب الأيمان والنذور، باب الحلف بعزة الله، رقم (٣٧٩٤)، وأحمد في مسنده، مسند أبي هريرة ٣٣٢/٢، رقم (٧٣٧٩)، و٣٥٤/٢، رقم (٨٦٣٣)، و٣٧٣/٢، رقم (٨٨٤٨).

(٢) فتح الباري ٣٢٠/٦، وعمدة القاري ١٤٦/١٥، والكنز المتواري ١٥٩/١٣.

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

اہل سنت میں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ فرماتے ہیں کہ جنت اور جہنم پیدا تو کر دی گئی ہیں، لیکن ان کی تکمیل نہیں ہوئی ہے، کیوں کہ ان کی تکمیل تو افعال عباد سے ہوتی ہے، لہذا جیسے جیسے بندوں کے اعمال کی تکمیل ہوتی جائے گی، اسی طرح ان کی تعمیر مکمل ہوتی جائے گی، اس کی تائید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ لیلۃ المعراج میں، میری حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"يا محمد، اقرأ أمتك مني السلام، وأخبرهم أن الجنة طيبة التربة، عذبة الماء، وأنها قيعان، وأن غراسها: سبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر". رواه الترمذي، وحسّنه.(١)

''اے محمد! اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت تو پاکیزہ مٹی والی، شیریں پانی والی جگہ ہے اور یہ کہ وہ چٹیل میدان ہے، اس کے پودے یہ کلمات ہیں: سبحان اللہ، والحمد للہ،......''۔

یعنی اس کلمے کو کہنے اور اس کا ورد کرنے کی وجہ سے جنت میں درخت اگتے رہتے ہیں۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے اس موقف پر مختلف جوابات دیے گئے ہیں:

۱۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہوسکتا ہے دو جنتیں ہوں، ایک تو مکمل کی جا چکی ہے اور ایک اعمال عباد سے مکمل کی جا رہی ہے۔

۲۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ اعمال عباد سے مکمل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان جیسے اعمال کرے گا اسی کے اعتبار سے تیار شدہ جنت اس کو ملے گی، جنت تو پہلے سے تیار شدہ ہے، تاہم جیسے وہ اعمال

---

(١) جامع الترمذي، كتاب الدعوات، باب (٦٠) بلا ترجمة، رقم (٣٤٥٨)، والمعجم الكبير للطبراني ١٠/١٧٣، رقم (١٠٣٦٣)، وفيض القدير للمناوي، رقم (٤٣٧٩).

کرے گا ان کے مطابق اس کو وہ جنت دی جائے گی۔(۱)

۳۔ جب کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہیں کہ جنت تو تیار ہے، لیکن اس کے کچھ درخت الگ الگ لگے ہوئے ہیں، جب آدمی عمل کرتا ہے تو انہیں اٹھا کر اس کے علاقے میں، جو اسے جنت میں ملنے والا ہے، وہ درخت لگا دیے جاتے ہیں، پھر وہ وہاں پرورش پاتے ہیں۔ اس طرح، کچھ درخت تو وہ ہوں گے جو جنتی کو بلا سبب ملیں گے اور کچھ وہ جو ان کلمات کی بدولت دیے جائیں گے۔(۲) واللہ اعلم بالصواب

قالَ أَبُو الْعَالِيَةِ : «مُطَهَّرَةٌ» مِنَ الحَيْضِ وَالْبَوْلِ وَالْبُزَاقِ «كُلَّمَا رُزِقُوا» أُتُوا بِشَيْءٍ ثُمَّ أُتُوا بِآخَرَ «قالُوا هٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ» أُتِينَا مِنْ قَبْلُ «وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهاً» /البقرة: ٢٥/ : يُشْبِهُ بَعْضُهُ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطُّعُومِ.

• قال أبو العالية: مطهرة من الحيض والبول والبزاق

حضرت ابو العالیہ رفیع بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مطہرۃ کے معنی یہ ہیں کہ وہ جنتی بیویاں حیض، پیشاب اور تھوک سے پاک صاف ہوں گی۔ یہ آیت کریمہ ﴿ولهم فيها أزواج مطهرة﴾(۳) کے لفظ مطہرۃ کی تفسیر ہے۔

کلما رزقوا أوتوا بشيء، ثم أوتوا بآخر......

اس میں آیت کریمہ ﴿کلما رزقوا منها من ثمرة رزقا قالوا هذا الذي﴾ (۴) کی تفسیر ذکر کی گئی ہے۔ اس آیت کے دو مطلب ہیں:۔

۱۔ پہلا مطلب یہ ہے کہ جنت کے پھل دیکھنے میں دنیا کے پھلوں کی طرح ہوں گے، اس لیے انہیں

---

(١) شرح الطيبي ٥/٨٦، كتاب الدعوات، باب ثواب التسبيح......، رقم (١٥٢٣)، وتحفة الأحوذي ٩/٣٩٩، رقم (٣٤٦٢)، ولمعات التنقيح ٥/١٣٩، كتاب الدعوات، رقم (٢٣١٥).

(٢) شرح الملا علي القاري على المشكاة ٥/٢٢٥، كتاب الدعوات، باب ثواب التسبيح......

(٣) البقرة/٢٥.

(٤) حواله بالا.

دیکھ کر جنتی یہ کہیں گے کہ یہ تو وہی پھل ہیں جو ہمیں پہلے دنیا میں ملے تھے۔لیکن جنت میں ان پھلوں کی لذت وخصوصیات دنیا کے ان پھلوں سے کہیں زیادہ ہوں گی۔

۲۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ جنت ہی میں اہل جنت کو وقفے وقفے سے ایسے پھل دیے جائیں گے، جو دیکھنے میں بالکل ملتے جلتے ہوں گے، مگر لذت اور ذائقے میں ہر پھل نیا ہوگا۔

چناں چہ آیت میں ﴿من قبل﴾ سے مراد دنیاوی قبلیت بھی ہوسکتی ہے اور اخروی قبلیت بھی۔(۱)

﴿وأوتوا به متشابها﴾......

اس جملے کا مطلب ابھی اوپر دوسرے مطلب کے تحت گذر چکا ہے۔

تعلیق مذکور کا مقصد وتخریج

اس تعلیق کا مقصد جنت کی مختلف صفات کا ذکر ہے۔

اور اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے موصولا ذکر کیا ہے۔(۲)

تعلیق کی مناسبت بالترجمہ

اس پوری تعلیق کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت جز اول میں ہے کہ اس میں جنت کی مختلف صفات کا ذکر ہے۔

«قُطُوفُهَا» يَقْطِفُونَ كَيْفَ شَاؤُوا «دَانِيَةٌ» /الحاقة: ٢٣/ : قَرِيبَةٌ. «الْأَرَائِكِ» /الكهف: ٣١/ و /يس: ٥٦/ : السُّرُرُ.

﴿قطوفها﴾: يقطفون كيف شاؤوا......

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿قطوفها دانية﴾(۳) کی تفسیر ذکر کی گئی ہے اور فرمایا ہے کہ قطوفها

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١٤٧، وفتح الباري ٦/٣٢٠، والتوضيح ١٩/١١٧.

(۲) عمدة القاري ١٥/١٤٧، وفتح الباري ٦/٣٢٠، وتغليق التعليق ٣/٤٩٩.

(۳) الحاقة/٢٣.

یـقـطفون کے معنی ہے، یعنی جملہ حالیہ ہے۔ اورآیت کے معنی یہ ہیں: اہل جنت جس طرح چاہیں گے پھلوں کوتوڑ کرکھائیں گے، پھل بہت قریب لگے ہوں گے، نہ اچھل کود کی ضرورت اور نہ ہی کانٹوں کا ڈر۔(۱)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے "إسرائیل عن أبي اسحاق عن البراء" کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۲)

﴿الأرائك﴾: السرر.

آیت کریمہ ﴿متکئین فیها علی الأرائك﴾(۳) کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں ارائک کے معنی سریر، یعنی تخت کے ہیں۔

ارائک جمع ہے، اس کا مفرد اریکۃ ہے، اس کے بہت سے معنی آتے ہیں، جیسے مسند، تخت، قبہ، جس میں دلہن کو بٹھاتے ہیں۔ یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخت والے معنی اختیار کیے ہیں، ویسے ان معانی میں کوئی اختلاف نہیں، سب مراد لیے جاسکتے ہیں۔(۴)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے حصین عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اپنی تفسیر میں موصولاً نقل کیا ہے۔(۵)

---

(۱)عمدة القاري ۱۵/۱٤۷، وفتح الباري ٦/۳۲۱.

(۲)عمدة القاري ۱۵/۱٤۷، وفتح الباري ٦/۳۲۱.

(۳)الدهر/۱۳.

(٤)قال ابن فارس: الأريكة: الحجلة على السرير، لاتكون إلا كذا، وقال عن ثعلب: الأريكة لاتكون إلا سريرا منجدا، في قبة، عليه سوار ومخدة. وقال ابن عزير: أرائك: أسرة في الحجال......

انظر: التوضيح ۱۹/۱۱۸، ومجمل اللغة ۱/۹۲-۹۳، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۷-۱٤۸، وفتح الباري ٦/۳۲۱.

(۵)فتح الباري ٦/۳۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۷.

اسی طرح طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو موصولا روایت کیا ہے۔(۱)

وَقالَ الحَسَنُ : النَّضْرَةُ فِي الْوُجُوهِ وَالسُّرُورُ فِي الْقَلْبِ .

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نضرہ (شادابی) چہرے پر ہوتی ہے اور سرور دل میں۔

اس میں حضرت الامام رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿ولقّٰهم نضرة وسرورا﴾ (۲) کی تفسیر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کی ہے کہ اہل جنت کے چہرے تر و تازہ و شاداب ہوں گے اور خوشی و فرحت سے ان کے دل معمور و مسرور ہوں گے، یہ اہل جنت کی شان و صفت ہوگی۔(۳)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے مبارک بن فضالہ عن الحسن کے طریق سے موصولا ذکر کیا ہے۔(۴)

وَقالَ مُجَاهِدٌ : «سَلْسَبِيلاً» /الإنسان أو الدهر : ١٨/ : حَدِيدَةُ الْجِرْيَةِ . «غَوْلٌ» وَجَعُ الْبَطْنِ «يُنْزَفُونَ» /الصافات : ٤٧/ : لَا تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ .

اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسبیل کے معنی ہیں: تیز رو۔

قرآن کریم کی ایک آیت ہے: ﴿وعينا فيها تسمى سلسبيلا﴾ (۵) کہ جنت میں ایک چشمہ ایسا ہے جو اپنی تیز روی کی وجہ سے سلسبیل کہلاتا ہوگا۔ سلسبیل کے بہت سے معنی ہیں، جن میں سے ایک کو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

---

(۱) تفسير الطبري ٣٦٨/١٢.

(۲) الدهر/١١.

(۳) قال العيني رحمه الله: "ولقاهم أي أعطاهم بدل عبوس الفجار وحزنهم نضرة في الوجوه، وهو أثر النعمة، وحسن اللون والبهاء، وسرورا في القلوب". عمدة القاري ١٤٨/١٥.

(٤) حواله بالا، وفتح البارى ٣٢١/٦.

(٥) الدهر/١٨.

اس لفظ کے اور بھی معانی ہیں، جیسے:

ا۔ آسانی سے حلق میں اترنے والا مشروب، یہ امام زجاج رحمۃ اللہ علیہ کا مختار ہے۔

۲۔ بعض حضرات (عکرمہ) نے اس کو جنت کے ایک چشمے کا بعینہ نام قرار دیا ہے، لیکن ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو غلط کہا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ لفظ منصرف نہ ہوتا۔(۱)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ قابسی کے نسخے میں حدیدۃ کی بجائے جریدۃ ہے، یعنی جیم اور دال مہملہ کے ساتھ اور اس کی تفسیر نرم ونازک سے کی ہے۔

تاہم قاضی رحمہ اللہ نے اس کو غلط ٹھہراتے ہوئے کہا ہے کہ جریدۃ کے یہ معنی غیر معروف ہیں۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید اور سعید بن منصور رحمہما اللہ دونوں نے اپنی اپنی سند کے ساتھ موصولاً نقل کیا ہے۔(۳)

﴿غول﴾: وجع البطن

ارشاد ربانی ﴿لا فیها غول ولا هم عنها ینزفون﴾ (۴) میں غول کی تفسیر کی ہے کہ اس کے معنی پیٹ کے درد کے ہیں۔ مطلب جنت میں کوئی پیٹ درد میں مبتلا نہیں ہوگا۔

یہ تفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی سر درد کے ہیں۔(۵)

---

(۱)التوضیح ۱۹/۱۱۸، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۸، وقال الحافظ في الفتح (٦/۳۲۱): "وروی ابن أبي حاتم عن عكرمة قال: "السلسبيل اسم العين المذكورة". وهو ظاهر الآية، ولكن استبعد لوقوع الصرف فيه".

(۲)فتح الباري ٦/۳۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۸۔

(۳)فتح الباري ٦/۳۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۸.

(٤)الصافات/٤۷.

(٥)التوضيح ۱۹/۱۱۸، وفتح الباري ٦/۳۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۸.

﴿ينزفون﴾: لا تذهب عقولهم

مذکورہ بالا آیت کریمہ کے جملے ﴿ولا هم عنها ينزفون﴾ کی تفسیر بیان کی جارہی ہے کہ جنت کی شراب پینے سے کوئی نہیں بہکے گا، کسی کی عقل میں فتور نہیں آئے گا، دنیا کی شراب سے عقل خراب ہو جاتی ہے، ماں بہن کی تمیز نہیں رہتی، مگر جنت کی شراب ہرگز ایسی نہیں ہوگی۔

یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی تفسیر ہے، جس کا مدار اس پر ہے کہ قراءت زائے معجمہ کے فتحہ کے ساتھ ﴿ينزَفون﴾ (مجہول) ہو، جیسا کہ ایک قراءت میں ہے۔

تاہم ایک دوسری قراءت، جو حمزہ اور کسائی کی ہے، اس میں ﴿ينزِفون﴾ معروف آیا ہے (۱)، چناں چہ أنزف الرجل کے دو معنی ہیں۔

۱۔ شراب کا ختم ہو جانا، مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کی شراب کبھی ختم نہیں ہوگی، ہر وقت دست یاب ہوگی۔

۲۔ نشہ نہیں ہوگا۔ مطلب یہ کہ شراب جنت کے پینے سے نشہ نہیں ہوگا، نہ عقل میں کوئی فتور آئے گا۔ (۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں سند متصل کے ساتھ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ (۳)

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «دِهَاقًا» /النبأ: ٣٤/ : مُمْتَلِئًا . «كَوَاعِبَ» /النبأ: ٣٣/ : نَوَاهِدَ . الرَّحِيقُ : الخَمْرُ . التَّسْنِيمُ : يَعْلُو شَرَابَ أَهْلِ الجَنَّةِ . «خِتَامُهُ» طِينُهُ «مِسْكٌ» /المطففين: ٢٦/ . «نَضَّاخَتَانِ» /الرحمن: ٦٦/ : فَيَّاضَتَانِ .

---

(١) حواله جات بالا، والكشف عن وجوه القراءات ٢/٢٢٤.

(٢) التوضيح ١٩/١١٩، وعمدة القاري ١٥/١٤٨، والكوثر الجاري ٦/١٨٦.

(٣) فتح الباري ٦/٣٢١.

وقال ابن عباس: ﴿دهاقا﴾: ممتلئا.

آیت کریمہ ﴿وكأسا دهاقا﴾ کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ دھاقا کے معنی ممتلئا کے ہیں، یعنی چھلکتا ہوا، لبالب بھرا ہوا جام۔(۱)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولا نقل کیا ہے۔(۲)

طبری نے اس کو ایک اور طریق سے بھی موصولا نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے خادم سے کہا، ہمیں دِهاق پلائیں تو وہ بھرا ہوا لبالب گلاس لے کر آیا تو حضرت نے فرمایا: یہ دِهاق ہے۔(۳)

﴿وكواعب﴾: نواهد.

آیت کریمہ ﴿وكواعب أترابا﴾(۴) کے لفظ کواعب کی تفسیر ذکر کر رہے ہیں، جو کاعب کی جمع ہے، اس کے معنی ناهد کے ہیں، یعنی ابھری ہوئی پستان والی۔ نهد الثدي کے معنی ہیں: پستان کا ابھر آنا۔

یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(۵)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے موصولا نقل کیا ہے۔(۶)

---

(۱) التوضيح ۱۹/۱۱۹، وعمدة القاري ۱۵/۱۴۸، وفتح الباري ۶/۳۲۱.

(۲) فتح الباري ۶/۳۲۱.

(۳) التوضيح ۱۹/۱۱۹، وعمدة القاري ۱۵/۱۴۸، وتفسير الطبري ۱۲/۱۱.

(٤) النبأ/۳۳.

(٥) فتح الباری ۶/۳۲۱، وعمدة القاری ۱۵/۱۴۸

(٦) حواله جات بالا.

الرحيق: الخمر

آیت مبارکہ ﴿رحيق مختوم﴾ (۱) کے لفظ رحیق کی تفسیر فرمارہے ہیں کہ رحیق خمر، یعنی شراب کو کہتے ہیں، یعنی اہل جنت کو وہاں سربند شراب ملے گی۔ رحیق کے معنی خالص کے بھی آتے ہیں، یعنی خالص شراب۔

مذکورہ بالا تفسیر بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔ (۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے موصولا ذکر کیا ہے۔ (۳)

التسنيم: يعلو شراب أهل الجنة

آیت مبارکہ ﴿ومزاجه من تسنيم﴾ (۴) کی تفسیر کی جارہی ہے کہ اوپر جس شراب کا ذکر گزرا، اس میں تسنیم کی آمیزش اور ملاوٹ ہوگی، اسی کو يعلو شراب أهل الجنة میں بیان کیا ہے۔

تسنیم کیا ہے؟

اب یہ تسنیم کیا ہے؟ تو اس کی وضاحت اگلی آیت میں کردی گئی کہ ایک چشمے یا نہر کا نام ہے، جو بلندی سے نیچے کی طرف گرتا ہوا شراب کا ایک چشمہ ہوگا، جس کی لذت وخوش بو اور لطافت احاطہ تصور سے بالاتر ہے، یہ خالصتاً حضرات مقربین کے لیے ہوگا، جب کہ اصحاب الیمین کی رحیق شراب میں اس کی ملاوٹ ہوگی۔ (۵)

---

(۱) المطففين/۲۵.

(۲) عمدة القارى ۱۵/۱۴۹.

(۳) حواله بالا وفتح البارى ۶/۳۲۱.

(۴) المطففين/۲۶.

(۵) التوضيح ۱۹/۱۱۹، وعمدة القاري ۱۵/۱۴۹، ومعارف القرآن للكاندهلوي بتصرف ۸/۴۰۷.

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔(۱)

﴿ختامه﴾: طينه مسك

جس کی مہر مشک ہوگی۔

اوپر جس رحیق شراب کا ذکر گذرا ہے اس کے بارے میں فرمار ہے ہیں کہ اسے سر بمہر کیا جائے گا، مہر لگانے کے لیے "مشک" استعمال کی جائے گی، اس سے کسی طرح کا گرد وغبار اور ہوا کا اثر بھی نہ ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ختامہ کے معنی طینہ اختیار کیے ہیں کہ شراب کی بوتلیں بند کرنے کے لیے جو مسالہ استعمال ہوگا وہ مشک ہے۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۳)

﴿نضاختان﴾: فياضتان

آیت کریمہ ﴿فيهما عينان نضاختان﴾(۴) کی تفسیر فرمار ہے ہیں، عین نضاختہ کے معنی ہیں وہ تیز رو چشمہ جس سے پانی زیادہ اور جوش کے ساتھ ابلتا ہو۔ اسی کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فیاضتان سے تعبیر کیا ہے۔(۵)

---

(۱) التوضيح ۱۹/۱۱۹، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۹، وفتح الباري ٦/۳۲۱.

(۲) حواله جات بالا، والكوثر الجاري ٦/۱۸۷.

(۳) فتح الباري ٦/۳۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۱٤۹.

(٤) الرحمن/٦٦.

(٥) عمدة القاري ۱۵/۱٤۹، والقاموس الوحيد، مادة: نضخ.

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موصولا روایت کیا ہے۔(۱)

يُقَالُ : «مَوْضُونَةٌ» /الواقعة: ١٥/ : مَنْسُوجَةٌ ، مِنْهُ وَضِينُ النَّاقَةِ . وَالْكُوبُ : ما لَا أُذُنَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ ، وَالْأَبَارِيقُ : ذَوَاتُ الآذَانِ وَالْعُرَى . «عُرُبًا» /الواقعة: ٣٧/ : مُثَقَّلَةً ، وَاحِدُهَا عَرُوبٌ ، مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ الْعَرِبَةَ ، وَأَهْلُ الْمَدِينَةِ الْغَنِجَةَ ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ الشَّكِلَةَ .

يقال: موضونة: منسوجة، ومنه وضين الناقة.

اس میں باری تعالی کے ارشاد ﴿على سرر موضونة﴾ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ موضونہ کے معنی منسوجہ کے ہیں، یعنی ان کے پلنگ سونے یا یواقیت اور جواہر سے جڑے ہوں گے۔

وضن السرير بالجوهر، باب ضرب سے، وضنا کے معنی ہیں: تخت وغیرہ میں جواہرات جڑنا، اسے وضین الناقۃ بھی ہے، یعنی اونٹنی کا تنگ، اس کی جمع وُضُن ہے۔(۲)

مذکورہ تعلیق کی تخریج

اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے۔(۳)

نیز اس تفسیر کو ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ نے المجاز میں ذکر کیا ہے۔(۴)

والكوب: ما لا أذن له ولا عروة، والأباريق ذوات الآذان والعرا.

کوب وہ پیالہ جس کے اندر ٹونٹی ہو نہ کنڈا ہو اور اباریق لوٹے کی جن کی ٹونٹیاں بھی ہوں اور کنڈے

---

(۱)فتح الباري ٦/ ٣٢٢، وعمدة القاري ١٥/ ١٤٩.

(۲)عمدۃ القاری ١٥/ ١٤٩، والتوضيح ١٩/ ١٢٠، والقاموس الوحيد، مادة: وضن.

(۳)عمدۃ القاری ١٥/ ١٤٩.

(۴)فتح الباری ٦/ ٣٢٢، ومجاز القرآن ٢/ ٢٤٨

بھی ہوں۔

یہ امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور اس عبارت کے ذریعے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿بأکواب وأباریق وکأس من معین﴾ (۱) کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اکواب جمع ہے کوب کی، جس کی ٹونٹی اور کنڈا نہ ہو، ایک قول یہ ہے کہ گول پیالہ، جس کا کنڈا نہ ہو، اس کی جمع الجمع اکاویب ہے۔ (۲)

﴿عربا﴾: مثقلة، واحدها عروب، مثل صبور وصبر......

آیت کریمہ ﴿عربا أترابا﴾ (۳) کے لفظ عربا کی تحقیق بیان کی جارہی ہے کہ عربا عروب کی جمع ہے، جیسے صبر صبور کی جمع ہے۔

یہ سب فراء نحوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔

مثقلة کے معنی مضمومۃ الراء کے ہیں، یعنی عربا کی راء پر ضمہ ہے۔ (۴)

مگر علامہ کورانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی راء متحرکہ ہے، ساکن نہیں ہے، نیز یہ لازم بھی نہیں، کیوں کہ حمزہ اور ابوبکر کی قراءت میں بسکون الراء ہے۔ ان کی رائے زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ (۵) واللہ اعلم

ویسمیها أهل مكة......

اب عروب کے معنی کیا ہیں؟ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف علاقوں کے اعتبار سے اس کے معنی بیان کر دیے کہ اہل مکہ ایسی عورت کو عربہ، اہل مدینہ غنجہ اور اہل عراق شکلہ سے موسوم کرتے ہیں۔

---

(۱) الواقعة/ ۱۸.

(۲) عمدة القاری ۱۵/ ۱٤۹، وفتح الباري ٦/ ۳۲۲.

(۳) الواقعة/ ۳۷.

(٤) عمدة القاری ۱۵/ ۱٤۹، وفتح الباري ٦/ ۳۲۲.

(٥) الكوثر الجاري ٦/ ۱۸۷.

عربہ یا عروب: شوہر کی محبوب بیوی، جو اپنے شوہر کے انداز کو اچھی طرح سمجھتی ہو اور پوری پوری اس کی رعایت کرتی ہو۔

غنجہ: ناز ونخرے والی عورت

شکلہ: نخرے والی عورت۔ حاصل چوں کہ سب کا تقریباً ایک ہے، اس لیے علامہ کورانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومحصل الكل أنها ذات دلال ولطف خلق". (۱)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : «رَوْحٌ» /الواقعة: ۸۹/ : جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ ، وَالرَّيْحَانُ الرِّزْقُ . وَالْمَنْضُودُ الْمَوْزُ . وَالْمَخْضُودُ الْمُوقَرُ حَمْلاً ، وَيُقَالُ أَيْضًا : لَا شَوْكَ لَهُ . وَالْعُرُبُ : الْمُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ . وَيُقَالُ : «مَسْكُوبٌ» /الواقعة: ۳۱/ : جارٍ . «وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ» /الواقعة: ۳۴/ : بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ . «لَغْوًا» بَاطِلاً «تَأْثِيمًا» /الواقعة: ۲۵/ : كَذِبًا . «أَفْنَانٌ» /الرحمن: ۴۸/ : أَغْصَانٌ . «وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ» /الرحمن: ۵۴/ : ما يُجْتَنَى قَرِيبٌ . «مُدْهَامَّتَانِ» /الرحمن: ۶۴/ : سَوْدَاوَانِ مِنَ الرِّيِّ .

وقال مجاهد: روح: جنة ورخاء، والريحان: الرزق.

اس عبارت میں آیت مبارکہ ﴿فروح وريحان﴾ کی تفسیر کی جارہی ہے کہ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے روح کے معنی جنت اور آسانی ونرمی اور ریحان کے معنی رزق سے کیے ہیں۔ بعض حضرات نے روح کے معنی باد نسیم اور لطیف ہوا کے بھی کیے ہیں۔ (۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اس تفسیری اثر کو فریابی، بیہقی، عبد بن حمید اور ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ سب نے اپنی اپنی سند متصل کے ساتھ موصولاً نقل کیا ہے۔ (۳)

(۱) حوالہ بالا۔ مزید دیکھیے، عمدۃ القاری ۱۵/۱۴۹، وفتح الباری ۶/۳۲۲، والتوضیح ۱۹/۱۲۰، وکشف الباری کتاب التفسیر، سورۃ الواقعۃ ۶۵۸.

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۰.

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۰، وفتح الباری ۶/۳۲۲.

والمنضود: الموز، والمخضود: الموقر حملا، ويقال أيضا: لا شوك له.

شراح کرام کی مختلف آرا

اس عبارت میں آیات مبارکہ ﴿في سدر مخضود وطلح منضود﴾ (۱) کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی تفسیر کر رہے ہیں۔ چناں چہ انہوں منضود کے معنی موز یعنی کیلے کے بیان کیے ہیں، اس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے تخلیط اور تسامح قرار دیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں آیت کے الفاظ کے معانی کو خلط کر دیا ہے، کیوں کہ منضود کے معنی ہر گز کیلے کے نہیں ہیں، بلکہ اس کے معنی تو مرتب اور تہہ بہ تہہ کے ہیں، البتہ طلح کو موز کہنے میں کوئی حرج نہیں، مگر منضود بہر حال موز نہیں ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قاضی صاحب کی تائید کرتے ہوئے حافظ صاحب پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ قاضی صاحب کی بات درست ہے۔ (۲)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مقام پر جو تقریر ہے وہ ان سب اعتراضات کا حل ہے، جس سے بات بے غبار ہو جاتی ہے، فرماتے ہیں:

"يعني بذلك (الموز) تفسير الطلح، لا المنضود، فمراده بذلك أن المنضود صفة للموز؛ المعبر عنه بالطلح". (۳)

"یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ موز کو ذکر کر کے طلح کی تفسیر کی ہے، نہ کہ منضود کی، سو ان کی مراد اس سے یہ ہے کہ منضود موز کی صفت ہے، نہ کہ عین موز، جس کو طلح سے تعبیر کیا گیا ہے۔"

چناں چہ موز طلح کی تفسیر ہے، منضود اس کی صفت ہے، جس کے معنی تہہ بہ تہہ اور مرتب کے ہیں، یہ

(۱) الواقعه/۲۸-۲۹.

(۲) عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۰، وفتح الباري ۶/ ۳۲۲.

(۳) الكنز المتواري ۱۳/۱۶۰.

وہاں ہوتا ہے جہاں کسی چیز کی کثرت ہو کہ پھر اس کو مرتب کر کے رکھا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہاں کیلوں کی بے انتہا بہتات اور فراوانی ہوگی۔(۱) واللہ اعلم

پہلی آیت میں ہے: ﴿سدر مخضود﴾ ، یعنی بیری کے درخت جن پر کانٹے نہیں ہوں گے، کانٹوں کی جگہ بیر ہی بیر ہوں گے، بیری کے درخت پر کانٹے بہت زیادہ ہوتے ہیں، مگر جنت میں کانٹوں کا کیا کام؟ اس لیے وہاں ان کی جگہ بیر ہی بیر ہوں گے، درخت پھلوں سے لدے ہوئے ہوں گے، اسی کو الموقر حملا سے تعبیر کیا ہے، یعنی بوجھ سے لدے ہوئے، درخت کا بوجھ اس کا پھل ہی ہوتا ہے۔(۲) واللہ اعلم

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام فریابی اور علامہ بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے موصولا نقل کیا ہے۔(۳)

والعرب: المحببات الى أزواجهن.

اس جملے کی شرح ابھی پیچھے ﴿عربا أترابا﴾ کی توضیح میں ہو چکی ہے۔

مذکورہ تعلیق کی تخریج

اس تعلیق کو عبد بن حمید، فریابی اور طبری رحمہم اللہ وغیرہ سب نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے طریق سے نقل کیا ہے۔

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی معنی میں ایک مرفوع حدیث بھی مروی ہے، جو طبری نے روایت کی ہے۔(۴)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۰.

(۲) عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۰، وفتح الباري ٦/ ۳۲۲، والتوضيح ۱۹/ ۱۲۱.

(۳) فتح الباري ٦/ ۳۲۲، وكتاب البعث والنشور للبيهقي ۱۸۸، باب ما جاء في أشجار الجنة......

(۴) طبری ۲۷/ ۱۰۸، وفتح الباری ۶/ ۳۲۳.

ويقال: ﴿مسكوب﴾: جارٍ.

آیت کریمہ ﴿وماء مسکوب﴾(۱) کی تفسیر بیان کی ہے کہ مسکوب کے معنی جاری وساری کے ہیں۔

سکب الماء سکبا وسکوبا کے معنی پانی وغیرہ کے بہنے، اوپر سے نیچے گرنے کے ہیں، لفظ مسکوب ذکر کرنے کی حکمت اور وجہ یہ ہے کہ وہ پانی تیزی سے بہتا ہوگا، تو انتہائی صاف وشفاف بھی ہوگا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وأراد به أنه قوي الجري، كأنه يسكب سكبا".(۲)

﴿وفرش مرفوعة﴾: [۳] بعضها فوق بعض.

اور بچھونے ہوں گے نہایت ہی بلند۔ایک دوسرے کے اوپر۔

جنت کے بچھونوں اور بستروں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جس طرح حسی بلندی کے حامل ہوں گے، اسی طرح معنوی عظمت وبلندی بھی ان بستروں کو حاصل ہوگی۔

ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ المجاز میں لکھتے ہیں کہ المرفوعۃ کے معنی العالیۃ ہے، چناں چہ بناء مرتفع کے معنی ہیں بناء عال۔(۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ترمذی وابن حبان میں ایک روایت ہے، جس کے مطابق ان کی بلندی پانچ سو سال کی مسافت کی ہوگی۔(۵)

---

(۱)الواقعة/ ۳۱.

(۲)عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۰.

(۳)الواقعة/ ۳٤.

(٤)عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۰، وفتح الباري ٦/ ۳۲۲، ومجاز القرآن ۲/ ۲۵۰، سورة الواقعة/ ۳٤.

(۵)سنن الترمذي، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة ثياب أهل الجنة، رقم (۲۵٤۰)، وأبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الواقعة، رقم (۳۲۹٤)، وصحيح ابن حبان۱٦/ ٤۱۸-٤۱۹، كتاب إخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة، باب وصف الجنة......، ذكر الإخبار عن الفرش التي أعدها الله......، رقم (۷٤۰۵).

دونوں تعلیقات کی تخریج

یہ تعلیق اور اس سے ماقبل والی تعلیق، دونوں کو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے موصولا نقل کیا ہے۔(۱)

﴿لغوا﴾: باطلا، ﴿تأثيما﴾: كَذِبا.

آیت کریمہ ﴿لا يسمعون فيها لغوا ولا تأثيما﴾(۲) کے دوکلمات کی توضیح فرمارہے ہیں کہ لغو کے معنی باطل اور تاثیم کے معنی جھوٹ کے ہیں۔(۳)

مطلب یہ ہے کہ جنت میں لغویات وفضولیات ہوں گی نہ جھوٹ وفریب، کیوں کہ یہ سب چیزیں باطن کی گندگی کے آثار وثمرات ہیں اور جنت دارالطیبین ہے، لا يدخلها إلا الطيبون.

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ موصولا روایت کیا ہے۔(۴)

﴿أفنان﴾: أغصان.

آیت مبارکہ ﴿ذواتا أفنان﴾(۵) کی تفسیر کی جارہی ہے، اس آیت کی دو تفسیریں ہیں، ایک حضرت عکرمہ اور حضرت مجاہد کی، جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کی ہے، دوسری امام ضحاک کی۔

حضرت عکرمہ کے مطابق أفنان فنن کی جمع ہے، اس کے معنی أغصان (شاخیں) ہیں، مطلب یہ ہے کہ جنتیوں میں اعلی درجے کے متقیوں کو جو دو جنتیں دی جائیں گی وہ بہت سی شاخوں والی ہوں گی۔

اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اس کے معنی ألــــوان کرتے ہیں، ان کے نزدیک یہ فن کی جمع ہے، تو

(۱)فتح الباري ٦/ ٣٢٣.

(۲)الواقعة/ ٢٥.

(۳)عمدة القاري ١٥/ ١٥٠، وفتح الباري ٦/ ٣٢٣.

(٤)عمدة القاري ١٥/ ١٥٠، وفتح الباري ٦/ ٣٢٣.

(٥)الرحمن/ ٤٨.

مطلب یہ ہوگا کہ وہ دونوں جنتیں مختلف انواع واقسام کے پھلوں پر مشتمل ہوں گی۔(۱)

﴿وجنى الجنتين دان﴾: (۲)ما يجتنى قريب منها.

اوران دونوں باغوں کا پھل بہت قریب ہوگا۔یعنی ان سے جو پھل توڑے جائیں گے وہ بہت قریب ہوں گے۔

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ثمارها دانية، لا يردهم عنها بُعد ولا شوك". (۳)

یہ تفسیر بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، اس کو امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے موصولا ذکر کیا ہے۔(۴)

﴿مدهامتان﴾: (٥)سوداوان من الري.

وہ دونوں جنتیں سبزے کی شدت اور زیادتی کی وجہ سے کالی اور سیاہ ہوں گی۔

سبزہ جب بہت زیادہ ہو تو وہ سیاہی مائل ہو جاتا ہے، جیسا کہ مشاہدہ بھی ہے، اسی کو ﴿مدهامتان﴾ سے تعبیر فرمایا گیا ہے کہ شدت خضرہ کی وجہ سے اس کا سبزہ سیاہ معلوم ہوگا۔(٦)

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے موصولا روایت کیا ہے، تاہم الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔(۷) واللہ اعلم

---

(۱)عمدة القاري ١٥/ ١٥١، وفتح الباري ٦/ ٣٢٣، والتوضيح ١٩/١٢٢.

(٢)الرحمن/٥٤.

(٣)عمدة القاري ١٥/ ١٥١، والتوضيح ١٩/١٢٢.

(٤)فتح الباري ٦/ ٣٢٣ .

(٥)الرحمن/٥٦.

(٦)عمدة القاري ١٥/ ١٥١، وفتح الباري ٦/ ٣٢٣، والتوضيح ١٩/١٢٢.

(٧)فتح الباري ٦/ ٣٢٣.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت آیات

ترجمۃ الباب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت سی آیات مع تفسیر کے درج کی ہیں، ان کی شرح سے یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ ان تمام آیات کی مناسبت ترجمہ کے جزءِ اول سے ہے کہ ان سب میں جنت کی اور وہاں کی ابدی نعمتوں کی مختلف صفات مذکور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اس کے بعد یہ جانیے کہ اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سولہ (١٦) حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، جن میں سے پہلی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٦٨ : حدّثنا أحْمَدُ بْنُ يُونُسَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا (١) قَالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (إِذَا ماتَ أَحَدُكُمْ ، فَإِنَّهُ يُعْرَضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ، فَإِنْ كانَ مِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الجَنَّةِ ، وَإِنْ كانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ) . [ر : ١٣١٣]

تراجم رجال

١) احمد بن یونس

یہ احمد بن عبداللہ بن یونس یربوعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من قال: إن الإیمان هو العمل" کے تحت بیان کیے جاچکے ہیں۔(٢)

٢) اللیث بن سعد

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا ہے۔(٣)

---

(١) قوله: "عن ابن عمر رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه، كتاب الجنائز، باب الميت يعرض......

(٢) كشف الباري ٢/١٥٩.

(٣) كشف الباري ١/٣٢٤.

۳) نافع

یہ مشہور تابعی محدث حضرت نافع مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب ذكر العلم والفتيا في المسجد" کے ذیل میں آچکے ہیں۔(۱)

۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام......" کے ذکر کیے جاچکے۔(۲)

یہ حدیث کتاب الجنائز میں آچکی ہے(۳)،اس لیے صرف ترجمہ حدیث پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

ترجمہ حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں کا کوئی آدمی انتقال کرجاتا ہے تو (قبر میں) صبح وشام اسے اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، چناں چہ اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت والوں کی شان آپ کو معلوم ہوچکی اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخیوں کا حال آپ کو بتایا جاچکا۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت جزءِ ثانی میں ہے کہ اس سے جنت اور دوزخ کا وجود ثابت ہورہا ہے،ظاہر ہے اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو دکھائے جانے کے کیا معنی؟!

---

(۱) کشف الباری ۶۵۱/۴۔

(۲) کشف الباری ۶۳۷/۱۔

(۳) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الميت يعرض عليه مقعده......، رقم (١٣٧٩).

(٤) قال الحنفي في شرح "فإن كان من أهل الجنة......": أي فقد بلغك شأن أهل الجنة، كما تقدم من قوله: "فمن كانت هجرته إلى الله ورسوله......". الكوثر الجاري ١٨٨/٦.

باب کی دوسری حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٦٩ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ : حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ[(١)] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (اطَّلَعْتُ فِي الجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ) . [٤٩٠٢ ، ٦٠٨٤ ، ٦١٨٠]

تراجم رجال

۱) ابوالولید

یہ ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی باہلی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب علامة الإيمان حب الأنصار" میں گذر چکے ہیں۔ (۲)

۲) سلم بن زریر

یہ ابو یونس سلم بن زریر عطاردی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۳)

یہ برید بن ابی مریم سلولی، خالد الاحدب، عبدالرحمٰن بن طرفہ، ابورجاء عطاردی اور ابوغالب رحمہم اللہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے حبان بن ہلال، سعید بن سلیمان، ابوقتیبہ سلم بن قتیبہ، ابوداود طیالسی، سہل بن تمام بن بزیع، ابوعلی حنفی، ابوالولید ہشام بن عبدالملک طیالسی اور یعقوب بن حضرمی رحمہم اللہ وغیرہ روایت حدیث کرتے ہیں۔ (۴)

---

(١) قوله: "عن عمران بن حصين رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في النكاح باب كفران العشير، رقم (٥١٩٨)، وفي الرقاق، باب فضل الفقر، رقم (٦٤٤٩)، وباب صفة الجنة والنار، رقم (٦٥٤٦)، والترمذي، في صفة جهنم، باب ماجاء أن أكثر أهل النار النساء، رقم (٢٦٠٥، ٢٦٠٦).

(۲) کشف الباری ۳۸/۲۔

(٣) تهذيب الكمال ٢٢٢/١١، رقم الترجمة (٢٤٢٨)، وتهذيب التهذيب ١٣٠/٤، وفي تاريخ البخاري الكبير (١٥٨/٤): "وقال ابن مهدي: سلم بن رزين. والصحيح زرير".

(۴) شیوخ وتلامذہ کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۲۲۲/۱۱

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة، ما به بأس". (۱)

امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق". (۲)

امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "في عداد الشيوخ، ثقة". (۳)

تاہم دوسری طرف ائمہ حدیث میں سے یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید، ابوداود، نسائی اور ابن حبان رحمہم اللہ وغیرہ نے سلم بن زریر کو ضعیف قرار دیا ہے (۴)، حتی کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ:

"يخطئ خطأ فاحشا، لايجوز الاحتجاج به إلا فيما يوافق الثقات". (۵)

"کہ فحش غلطیاں کرتے ہیں، اس لیے ان سے احتجاج درست نہیں، تاہم ثقات کی موافقت ہو تو کوئی حرج بھی نہیں"۔

اب یہاں دو باتیں ہیں:۔

۱۔ سلم متفق علیہ ضعیف راوی نہیں ہیں، جہاں ان کی تضعیف کی گئی ہے، وہاں ان کی توثیق بھی مروی ہے، اس لیے انہیں ناقابل احتجاج واستدلال نہیں کہا جاسکتا۔

۲۔ حضرت یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے جہاں تک انہیں ضعیف قرار دینے کا تعلق ہے تو اس کے بارے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایات اصالۃ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بطور شواہد کے نقل کی ہیں اور امام یحییٰ کا انہیں ضعیف کہنا بایں معنی ہیں کہ سلم بن زریر کی علم حدیث کے

(۱) تهذيب الكمال ۱۱/۲۲۳، وتهذيب التهذيب ۴/۱۳۰، والجرح والتعديل ۴/رقم الترجمة (۱۱۴۲).

(۲) حوالہ جات بالا.

(۳) تهذيب الكمال ۱۱/۲۲۳، وتهذيب التهذيب ۴/۱۳۰.

(۴) حواله جات بالا، والضعفاء للنسائي ۳۶، وسؤالات الآجري ۳/رقم الترجمة (۳۰۳).

(۵) كتاب المجروحين ۱/۴۳۶، رقم الترجمة (۴۳۳)، وتعليقات تهذيب الكمال ۱۱/۲۲۳، وإكمال مغلطاي ۵/۴۲۷.

ساتھ مشغولیت بہت کم تھی، ان کی مرویات کی تعداد بھی کم ہیں اور اس علم کے ساتھ ان کی دلچسپی بھی کوئی خاص نہیں تھی، اس لیے ضعیف کہا، ورنہ ان کی مرویات بہت اچھی ہیں اور سب کی سب صحیح ہیں، میں نے ان کی تمام احادیث حافظ ابوعلی کے سامنے پڑھی ہیں، جو کل اٹھارہ تھیں۔(۱)

اسی طرح ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی مرویات بہت کم ہیں، نیز ان کی تعداد اتنی نہیں کہ اس کو بنیاد بنا کر سلم بن زریر کو ضعیف کہا جائے۔(۲)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ ان پر جرح کی ہے تو انہیں سے ان کی توثیق بھی مروی ہے، چناں چہ کتاب الثقات میں ان کا ترجمہ نقل کر کے انہوں نے سکوت اختیار کیا ہے، جو ثقاہت کی دلیل ہے۔(۳)

پھر سلم بن زریر رحمۃ اللہ علیہ بخاری، مسلم اور نسائی کے راوی ہیں، جو خود بھی ایک قسم کی توثیق ہے۔(۴)

۲۔ بالفرض اگر انہیں متکلم فیہ اور ضعیف تسلیم بھی کر لیا جائے تو صحیح بخاری میں ان کی کل تین مرویات ہیں، جن میں سے دو تو بطور شاہد ومتابعت کے ہیں، ایک صلاۃ میں گذری ہے اور ایک حدیث باب ہے اور ایک حدیث اصالۃ ذکر کی گئی ہے، جس کا تعلق ابن صیاد سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تھا: "خبأت لك خبيئا".(۵) یہ بھی کوئی ضعیف روایت نہیں، مشہور حدیث ہے، حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں۔ واللہ الموفق۔(۶) اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تو کوئی اعتراض نہیں

---

(۱) إكمال مغلطاي ٥/٤٢٩، وهدي الساري ٥٧٧، الفصل التاسع، في سياق من طعن فيه ......، حرف السين، وتعليقات تهذيب الكمال ١١/٢٢٣.

(۲) تهذيب الكمال ١١/٢٢٣، والكامل لابن عدي ٣/٣٢٧، رقم (٧٨٠).

(۳) كتاب الثقات ٦/٤٢١، رقم (٨٣٨٤)

(٤) تهذيب الكمال ١١/٢٢٣.

(٥) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب قول الرجل للرجل: اخسأ، رقم (٦١٧٢).

(٦) هدي الساري ٥٧٧.

کیا جاسکتا۔

اب خلاصہ یہ ہوا کہ سلم بن زریر رحمۃ اللہ علیہ کوئی ضعیف راوی نہیں،، بلکہ قابل احتجاج واستدلال ہیں، البتہ قلت روایات کی وجہ سے ان کو مطعون کیا گیا ہے، جو ہرگز وجہ طعن نہیں۔

۱۶۰ ہجری میں ان کا انتقال ہوا(۱)۔ رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۳)ابورجاء

یہ ابورجاء عمران بن ملحان عطاردی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں

۴)عمران بن حصین

یہ مشہور صحابی حضرت ابونجید عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے مفصل حالات کتاب التیمم، "باب الصعيد الطيب وضوء المسلم......" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

اس حدیث کی مفصل شرح کتاب الایمان اور کتاب النکاح میں آچکی ہے۔ (۳)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمہ کے جزءِ ثانی کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "اطلعت في الجنة"، کیوں کہ اس میں دلالت صریحہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے جب جنت کو دیکھا تو وہ موجود تھی، ظاہر ہے موجود شے کو ہی دیکھا جاتا ہے اور اس میں جھانکا جاتا ہے۔(۴)

باب کی تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

---

(۱) إكمال مغلطاي ٥/ ٤٢٨، وخلاصة الخزرجي ١٤٦، وتهذيب التهذيب ٤/ ١٣١.

(۲) کشف الباری، کتاب التیمم ۴۰۵-۴۱۰۔

(۳) کشف الباری، کتاب الایمان ۲/ ۲۰۶-۲۱۰، وکتاب النکاح ۳۴۳-۳۴۶۔

(۴) فتح الباری ۶/ ۳۲۳۔

٣٠٧٠ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(١) قالَ : بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ إِذْ قالَ : (بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الجَنَّةِ ، فَإِذَا ٱمْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جانِبِ قَصْرٍ ، فَقُلْتُ : لِمَنْ هٰذَا القَصْرُ ؟ فَقَالُوا : لِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا) . فَبَكَى عُمَرُ وَقالَ : أَعَلَيْكَ أَغارُ يَا رَسُولَ ٱللهِ . [٣٤٧٧ ، ٤٩٢٩ ، ٦٦٢٠ ، ٦٦٢٢]

تراجم رجال

۱) سعید بن ابی مریم

یہ سعید بن الحکم بن محمد بن ابی مریم جمحی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب من سمع شيئا فراجع......" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۲) اللیث

یہ مشہور امام لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی الحدیث الثالث میں آچکا ہے۔(۳)

۳) عقیل

یہ مشہور عقیل بن خالد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثالث اور مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب فضل العلم" میں آچکا ہے۔(۴)

---

(١) قوله: "أن أبا هريرة رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، رقم (٣٦٨٠)، وفي النكاح، باب الغيرة، رقم (٥٢٢٧)، وفي التعبير، باب القصر في المنام، رقم (٧٠٢٣)، وباب الوضوء في المنام، رقم (٧٠٢٥)، ومسلم، رقم (٦٢٠٠ و٦٢٠١)، في فضائل الصحابة، باب فضائل عمر بن الخطاب رضي الله عنه.

(۲) کشف الباری ۲/۱۰۶۔

(۳) کشف الباری ۱/۳۲۴۔

(۴) کشف الباری ۱/۳۲۴ و۳/۲۵۵۔

۴) ابن شہاب

یہ مشہور محدث محمد بن مسلم ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر ذکر بدء الوحی کی ''الحدیث الثالث'' میں آچکا ہے۔(۱)

۵) سعید بن میسّب

یہ سعید بن میسّب بن حزن قرشی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من قال: إن الإیمان ھو العمل" کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں آچکے ہیں۔(۳)

یہ حدیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر مشتمل ہے، اس کی مفصل شرح کتاب الفضائل اور کتاب النکاح میں ہو چکی ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث شریف کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "رأیتني في الجنة" کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، یہ اگرچہ خواب کا واقعہ ہے، مگر انبیائے کرام علیہم السلام کا خواب حجت ہوتا ہے، چناں چہ معلوم ہوا کہ جنت موجود ہے، اس طرح حدیث کی ترجمہ کے جزءِ ثانی کے ساتھ مناسبت واضح ہے۔

---

(۱) ۳۲۶/۱، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب الغسل ۱۹۴.

(۲) کشف الباری ۱۵۹/۲۔

(۳) کشف الباری ۶۵۹/۱۔

(۴) کشف الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۶۱۔۳۶۹، وکتاب النکاح، باب الغیرۃ ۳۷۸۔

نیز ترجمہ کے جزءِ اول کے ساتھ بھی اس حدیث کی مناسبت ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محل اور اس میں موجود جاریہ کا ذکر ہے، جو جنت کی صفت ہے۔

باب کی چوتھی حدیث حضرت عبداللہ بن قیس (ابو موسی) اشعری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٧١ : حدّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قالَ : سَمِعْتُ أَبَا عِمْرَانَ الْجَوْنِيَّ يُحَدِّثُ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْعَرِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ(١) : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ ، طُولُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ مِيلاً ، فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلٌ لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُونَ) . قالَ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ : (سِتُّونَ مِيلاً) .

[٤٥٩٧ ، ٤٥٩٨ ، ٧٠٠٦]

تراجم رجال

۱) حجاج بن منہال

یہ حجاج بن منہال انماطی سلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية......" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے ہیں۔(۲)

۲) ہمام

یہ ہمام بن یحییٰ بن حبان بن دینار عوذی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

---

(١) قوله "عن أبيه (أبي موسى الأشعري رضي الله عنه)": الحديث، أخرجه البخاري، في تفسير سورة الرحمن، باب ﴿حور مقصورات في الخيام﴾، رقم (٤٨٧٩)، وباب ﴿ومن دونهما جنتان﴾، رقم (٤٨٧٨)، وفي التوحيد، باب ﴿وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة﴾، رقم (٧٤٤٤)، ومسلم، كتاب الجنة، باب صفة الخيام وما للمؤمنين فيها......، رقم (٧١١٤-٧١١٦)، والترمذي، في صفة الجنة، باب ما جاء في صفة غرف الجنة، رقم (٢٥٢٨)، وابن ماجه، في المقدمة، باب في ما أنكرت الجهمية، رقم (١٨٦).

(٢) كشف البارى ٢/٧٤٤.

(٣) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل......

۳) ابوعمران الجونی

یہ ابوعمران عبدالملک بن حبیب الجونی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۴) ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری

یہ ابوبکر بن عبداللہ بن قیس اشعری عجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا نام عمرو یا عامر ہے۔(۲)

۵) ابیہ

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابوموسی عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أي الإسلام أفضل؟" کے تحت آچکا ہے۔(۳)

عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الجنة درة مجوفة

حضرت عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (اہل جنت کا) خیمہ کھوکھلے موتی کا ہوگا۔

دنیاوی خیمے عموما کپڑے یا چمڑے کے ہوتے ہیں، مگر جنتیوں کو جو خیمہ دیا جائے گا وہ کھوکھلے موتی کا ہوگا۔

مجوفہ کے معنی ہیں اندر سے خالی، کھوکھلا۔ اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے، یعنی درۃ مجوفۃ، جب کہ سرخسی اور مستملی کی روایت میں در مجوف ہے، یعنی مذکر۔(۴)

طولها في السماء ثلاثون ميلا، في كل زاوية منها للمؤمن أهل لا يراهم الآخرون

اس خیمے کی لمبائی آسمان کی طرف تیس میل ہوگی، اس کے ہر گوشے میں مومن کے لیے ایسی حوریں

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب أبواب الاستسقاء، باب الجهر بالقراءة في الاستسقاء.

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلوة، باب فضل صلوة الفجر.

(۳) کشف الباری ۱/۶۹۰۔

(٤) فتح الباري ٦/٣٢٣، والقاموس الوحيد، مادة: جوف، وعمدة القاري ١٥/١٥٣.

ہوں گی جنہیں دوسرے نہیں دیکھ پائیں گے۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں حوروں اور انسانی عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہوگی۔(۱)

اس حدیث میں سورہ رحمٰن کی آیت ﴿حور مقصورات في الخيام﴾ (۲) کی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ خیمے ایسے ایسے ہوں گے، چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سورہ رحمٰن کی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کے تحت کتاب التفسیر میں بھی درج کیا ہے۔(۳)

قال أبوعبدالصمد والحارث بن عبيد، عن أبي عمران: ستون ميلا.

مطلب یہ ہے کہ ابو عبد الصمد (۴) اور حارث بن عبید نے ستون میلا نقل کیا ہے، بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے دوسرے طرق کی طرف اشارہ کر کے اختلاف روایات بیان کرنا چاہتے ہیں اور ستون میلا والی روایت کو ثلاثون میلا والی روایت پر ترجیح دے رہے ہیں۔(۵)

حارث بن عبید

یہ ابو قدامہ حارث بن عبید ایادی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ مسجد البرتی کے مؤذن تھے۔(۶)

یہ ابو عمران الجونی، سعید الجریری، مطر الوراق، عبد العزیز بن صہیب، ثابت بنانی اور محمد بن عبد الملک بن ابی محذورہ رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

---

(۱) المفهم ۱۸۱/۷، والتوضيح ۱۳٦/۱۹، وعمدة القاري ۱۵۳/۱۵.

(۲) الآية/۷۲.

(۳) التوضيح ۱۳٦/۱۹، وصحيح البخاري، كتاب التفسير، الرحمن، رقم (٤۸۷۹).

(٤) ابو عبد الصمد کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب العمل في الصلاة، باب من سمى قوما أو سلم......

(۵) فیض الباری ۳۲۰/۴.

(٦) تهذيب الكمال ۲۵۸/۵، رقم الترجمة (۱۰۲۹)، وتهذيب ابن حجر ۱۵۰/۲.

اور ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں ازھر بن قاسم، زید بن الحباب، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابوداؤد طیالسی، ابونعیم، سعید بن منصور، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، ابوسلمہ تبوذکی، مسدد بن مسرہد اور طالوت بن عباد رحمہم اللہ تعالی وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مضطرب الحديث". (۲)

اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "لا أعرفه". (۳)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف الحديث". (۴)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يكتب حديثه، ولا يحتج به". (۵)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بذاك القوي". (٦)

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم". (۷)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي". (۸)

حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كان من شيوخنا، وما رأيت إلا خيرا". (۹)

اوپر ذکر کردہ اکثر اقوال سے معلوم ہوا کہ حارث بن عبید رحمۃ اللہ علیہ ضعیف، ناقابل احتجاج اور غیر

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تهذيب الكمال ٥/٢٥٨-٢٥٩.

(٢) تهذيب الكمال ٥/٢٥٩، وتهذيب ابن حجر ٢/١٥٠.

(٣) تهذيب الكمال ٥/٢٥٩.

(٤) حوالہ بالا، والجرح والتعديل ٣/٩١، رقم الترجمة (٣٧١)، وكتاب المجروحين ١/٢٦٧.

(٥) الجرح والتعديل ٣/٩١، رقم (٣٧١)، وتهذيب الكمال ٥/٢٦٠.

(٦) تهذيب الكمال ٥/٢٦٠.

(٧) تعليقات تهذيب الكمال ٥/٢٦٠.

(٨) حوالہ بالا، والكاشف ١/١٥٠، رقم (٨٧١).

(٩) تهذيب الكمال ٥/٢٥٩.

معتبر راوی ہیں، چند ہی حضرات نے ان کی توثیق کی ہے، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی تضعیف کے ساتھ ساتھ توثیق بھی مروی ہے، چناں چہ مغلطای اور ابن حجر رحمہما اللہ نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی الجرح والتعدیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ حارث صالح تھے، اسی طرح ابن شاہین نے ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۱)

ان کے بارے میں مناسب ترین رائے غالباً امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی معلوم ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

"كان شيخا صالحا، ممن كثر وهمه، حتى خرج عن جملة من يحتج بهم إذا انفردوا". (٢)

"کہ اچھے آدمی تھے، مگر کثیر الوہم تھے، اس لیے انفراداً ان کی مرویات معتبر نہیں، ہاں! متابعت اور شاہد کے طور پر ان کی مرویات معتبر ہیں"۔

چناں چہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حارث بن عبید کو بنیاد بنا کر یہاں حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا درست نہیں کہ ایسے ضعیف اور نا قابل احتجاج راوی سے روایت کے کیا معنی؟! کیوں کہ! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنی صحیح میں صرف دو جگہ تعلیقاً و متابعۃً لیا ہے، ایک تعلیق ہذا، جب کہ دوسری فضائل القرآن میں ہے(۳)، اس لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تو اعتراض کی زد میں بالکل نہیں آتے کہ انہوں نے حارث سے اصالۃ ومسنداً کوئی روایت نہیں لی، البتہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اصالۃ روایت کیا ہے، ان کی بھی متابعتیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہیں اور متابعات وشواہد میں حارث بن عبید معتبر ہیں، نیز ان کی اصالۃ مرویات کی اگر متابعت ذکر کردی تب بھی معتبر ہیں(۴)۔

واللہ اعلم

---

(١) تعليقات تهذيب الكمال ٥/ ٢٦٠.

(٢) كتاب المجروحين ٣/ ٢٢٤.

(٣) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب اقرؤوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم، رقم (٥٠٦١).

(٤) تحرير تقريب التهذيب ١/ ٢٣٦-٢٣٧، وهدي الساري ٦٤٢، فصل.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں بھی ان سے روایت نقل کی ہے۔(۱)

حارث بن عبید رحمۃ اللہ علیہ مسلم، ابوداؤد اور ترمذی کے راوی ہیں، یہ بھی اعتبار اور احتجاج کی ایک وجہ ہے۔(۲)　　رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

ایک اہم تنبیہ

مگر یہ واضح رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن دو طرق کا حوالہ دیا ہے ان میں طولها کی بجائے عرضها ہے، ثلاثون میلا والی روایت غالباً صرف یہی ذکر کی ہے، ورنہ بخاری شریف کے علاوہ مسلم شریف (۳) اور سنن ترمذی (۴) میں بھی ستون میلا ہے، البتہ عرض اور طول کا اختلاف ان میں بھی ہے، بعض نے "عرضها ستون میلا" روایت کیا ہے اور بعض نے "طولها ستون میلا"۔ شراح نے ان میں تطبیق دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ ان خیموں کی لمبائی اور چوڑائی برابر ہوگی۔(۵) واللہ اعلم۔

طرق مذکورہ کی تخریج

ابوعبدالصمد کی تعلیق وطریق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود محمد بن المثنی کے واسطے سے مسنداً ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موصولاً ذکر کیا ہے۔(۶)

اور حارث بن عبید کے طریق کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے موصولاً کتاب الجنۃ میں ذکر کیا ہے۔(۷)

---

(۱) تهذيب الكمال ٥/ ٢٦٠.

(٢) تهذيب الكمال ٥/ ٢٦٠.

(٣) صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب في صفة خيام الجنة......، رقم (٧١١٤-٧١١٦).

(٤) سنن الترمذي، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة غرف الجنة، رقم (٢٥٢٨).

(٥) التوضيح ١٩/ ١٣٥، وإرشاد الساري ٥/ ٢٨١، وتحفة الأحوذي ٧/ ٢٧٦، والكوثر الجاري ٦/ ١٨٩.

(٦) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة الرحمن، باب ﴿حور مقصورات﴾، رقم (٤٨٧٩)، ومسلم، رقم (٢٨٣٨).

(٧) صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب في صفة خيام الجنة......، رقم (٧١١٤).

ترجمة الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس کے جزءِ اول میں ہے، یعنی صفة الجنة۔

باب کی پانچویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۷۲ : حدّثنا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ[١] قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (قَالَ اللهُ تَعَالَى : أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ : ما لَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ) . فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : «فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ ما أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ» . [٤٥٠١ ، ٤٥٠٢ ، ٧٠٥٩]

تراجم رجال

۱) الحمیدی

یہ ابوبکر بن عبداللہ بن زبیر قرشی اسدی حمیدی مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الأول میں گذر چکا ہے۔(۲)

۲) سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" میں گذر گئے ہیں۔(۳)

۳) ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، الرقاق، باب حجبت النار بالشهوات، رقم (٦٤٨٧)، ومسلم(٧٠٨٨-٧٠٩٠) كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب صفة الجنة.

(۲) کشف الباری ۱/۲۳۷

(۳) کشف الباری ۱/۲۳۸، الحدیث الأول، و۳/۱۰۲۔

۴) الاعرج

یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن ہرمز قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب حب الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم من الإیمان" میں آچکا ہے۔(۱)

۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے۔(۲)

یہ مشہور حدیث ہے، کتاب التفسیر (۳) میں اس کی شرح آ چکی ہے، تاہم دو چیزوں کا ذکر یہاں مناسب ہوگا۔

۱۔حدیث کے جملے "اقرؤا ان شئتم" کے بارے میں اختلاف ہے کہ کس کا جملہ یا مقولہ ہے؟ تو امام داودی رحمۃ اللہ علیہ اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام قرار دیتے ہیں، جب کہ ابن التین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث اس کے خلاف ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا حصہ ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام نہیں۔(۴)

۲۔گویا یہ حدیث شریف آیت کریمہ کی تفصیل وتوضیح ہے، آیت میں علم کی نفی ہے ﴿فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين﴾ اور حدیث میں اس علم خاص کے طرق کی نفی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ذریعہ وحس اختیار کرلو، جنت کی نعمتوں کا حقیقی علم تم نہیں جان سکتے، وہاں تک تمہاری رسائی نہیں ہوسکتی۔(۵)

واللہ اعلم

---

(۱) کشف الباری ۲/۱۰۔۱۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) کشف الباری، کتاب التفسیر، سورۃ تنزیل ۵۱۵۔

(۴) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۳۔۱۵۴، والتوضیح ۱۹/۱۳۷۔

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۳۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

یہ حدیث جنت کے وجود پر دلالت کررہی ہے، کیوں کہ اعداد (تیاری) غالباو عموما اسی چیز کی ہوتی ہے جو موجود اور حاصل ہو۔(۱)

باب کی چھٹی حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۷۴/۳۰۷۳ : حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(۲) قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُورَتُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ ، آنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ ، أَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ ، لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ ، قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ ، يُسَبِّحُونَ اللهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا) .

تراجم رجال

۱) محمد بن مقاتل

یہ امام محمد بن مقاتل مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ما يذكر في المناولة......" میں گذر گیا ہے۔(۳)

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۳، والتوضیح ۱۹/۱۳۷.

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري، في الأنبياء، باب خلق آدم وذريته، رقم (۳۳۲۷)، ومسلم، رقم (۷۱۰۳-۷۱۰۶)، كتاب الجنة، باب أول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر وأزواجهم، والترمذي، في صفة الجنة، باب ماجاء في صفة الجنة، رقم (۲۵۳۷)، وابن ماجه، في الزهد، باب صفة الجنة، رقم (۴۳۸۸، ۴۳۸۹).

(۳) کشف الباری ۳/۲۰۶.

۲) عبداللہ

یہ مشہور محدث حضرت عبداللہ بن مبارک حنظلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی ''الحدیث الخامس'' میں آچکا ہے۔(۱)

۳) معمر

یہ امام معمر بن راشد ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الخامس اور مفصل تذکرہ کتاب العلم،"باب كتابة العلم"میں آچکا ہے۔(۲)

۴) ہمام بن منبہ

یہ ہمام بن منبہ یمانی صنعانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے ہیں۔(۳)

۵) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۴)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أول زمرة تلج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنتیوں کی پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہوگی ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے دمکتے ہوں گے۔

(۱) كشف الباری ۱/۴۶۲۔

(۲) كشف الباری ۱/۴۶۲ و ۴/۳۲۱۔

(۳) كشف الباری ۲/۴۲۸۔

(۴) كشف الباری ۱/۶۵۹۔

تلج۔ ولوجا سے مشتق ہے، باب ضرب سے ہے، اس کے معنی داخل ہونے کے ہیں، (۱) اسی باب میں اس حدیث ایک دوسرے طریق میں تدخل کے الفاظ آرہے ہیں۔ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں تین طرق سے روایت کیا ہے۔

صورتهم على صورة القمر...... اس کی مزید وضاحت کتاب الرقاق کی روایت میں ہے: "يدخل الجنة من أمتي زمرة هم سبعون ألفا، تضيئ وجوههم إضاءة القمر......". (۲) کہ اس جماعت کی تعداد ستر ہزار ہوگی اور ستر کا عدد بیان کثرت کے لیے ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ بہت بڑی جماعت اس وصف سے متصف ہوگی۔ پھر ایک جماعت ایسی ہوگی جو ستاروں کی مانند چمکتی ہوگی، جس کو اگلی حدیث "والذين على إثرهم كأشد كوكب إضاءة" سے تعبیر کیا گیا ہے، پھر اس کے بعد دیگر منازل ہوں گی، جیسے مسلم شریف کی روایت (۳) میں "ثم هم بعد ذلك منازل" فرمایا گیا ہے۔ (۴)

لا يبصقون فيها، ولا يمتخطون، ولا يتغوطون

جنت میں وہ نہ تھوکیں گے، نہ ان کی ناک سے رینٹ پیدا ہوگا اور نہ ہی وہ پاخانہ کریں گے۔

لا يبصقون: یہ بصاق سے ہے، باب نصر سے ہے، اس کے معنی تھوکنے کے ہیں۔

ولا يمتخطون: یہ مخاط سے ہے، ناک ریزش اور گندگی کو کہتے ہیں۔

ولا يتغوطون: یہ غائط سے ہے، پاخانے کو کہتے ہیں۔ یہ جملہ خارج عن السبیلین سے کنایہ ہے، یعنی پیشاب کو بھی شامل ہے، کتاب الانبیاء کی روایت میں "لا يبولون ولا يتفلون" (۵) کی زیادتی بھی مروی ہے، باب کے دوسرے طریق میں "ولا يسقمون" آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ اہل جنت بیمار بھی نہیں ہوں گے۔ اور ان

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۵۴۔

(۲) صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون......، رقم (٦٥٤٢).

(۳) صحيح مسلم، رقم (٢٨٣٤).

(۴) فتح الباری ۶/۳۲۴، والتوضیح ۱۹/۱۴۴، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۵۴، وکشف الباری، کتاب الرقاق، ۶۲۲۔

(۵) صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب خلق آدم......، رقم (٣٣٢٧).

سب جملوں کا مقصد یہ ہے کہ اہل جنت تمام صفات ناقصہ سلبیہ سے پاک صاف ہوں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مسلم شریف میں حدیث آئی ہے(۱)، اس میں ہے کہ اہل جنت کھائیں گے بھی اور پئیں گے بھی، لیکن یہ کھانا پینا سبیلین سے خارج نہیں ہوگا، بلکہ وہ ایک ڈکار لیں گے بس اور سب ہضم، ڈکار سے بدبو کی بجائے خوش بو خارج ہوگی۔(۲)

امام نسائی، امام احمد اور ابن حبان رحمہم اللہ وغیرہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ اہل کتاب کا ایک آدمی خدمت اقدس میں آیا اور کہا:

"يا أبا القاسم، تزعم أن أهل الجنة يأكلون ويشربون؟! قال: نعم، ان أحدكم ليُعطَى قوة مائة رجل في الأكل والشرب والجماع، قال: الذي يأكل ويشرب تكون له الحاجة، وليس في الجنة أذى! قال: تكون حاجة أحدهم رشحا، يفيض من جلودهم، كرشح المسك".(۳)

''اے ابوالقاسم! آپ یہ کہتے ہیں اور گمان رکھتے ہیں کہ جنتی کھائیں گے، پئیں گے؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بالکل۔ تم لوگوں کو وہاں کھانے، پینے اور جماع میں سو مَردوں کے برابر قوت دی جائے گی۔ تو اس کتابی نے کہا کہ جو بندہ کھاتا ہے، پیتا ہے، اسے قضائے حاجت کی ضرورت بھی پیش آتی ہے، حالاں کہ جنت میں تو گندگی نہیں ہوگی (تو کھایا پیا آخر کہاں جائے گا؟) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی قضائے حاجت یوں ہوگی کہ ان کے مساموں سے پسینہ بہے گا، جس کی خوش بو مشک کی سی ہوگی''۔

---

(۱)صحيح مسلم، كتاب الجنة......، باب في صفات الجنة......، رقم (۷۱۰۸-۷۱۱۱).

(۲)عمدة القاري ۱۵/۱۵٤، وفتح الباري ٦/۳۲٤.

(۳)السنن الكبرى للنسائي ٦/٤٥٤، رقم (۱۱٤۷۸)، وابن حبان، رقم (۷٤۲٤)، ومسند أحمد ٤/۳٦۷، رقم (۱۹٤۸٤)، ومسند البزار، رقم (۳٥۲۲)، والمعجم الكبير ٥/۱۷۷، رقم (٥۰۰٤)، والمعجم الأوسط ٦/۳۱۰-۳۱۱، رقم (۸۸۷٦)، ثمامة بن عقبة المحلي عن زيد بن أرقم.

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس سائل کتابی کا نام ثعلبہ بن حارث تھا۔(۱)

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''چوں کہ اہل جنت کی غذائیں انتہائی معتدل اور لطیف ہوں گی، اس لیے ان سے فضلہ پیدا نہیں ہوگا، بلکہ ان غذاؤں سے انتہائی لطیف اور خوش بودار ریح پیدا ہوگی''۔(۲)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے، صدر الدین شیرازی سے، جو شیعہ ہے، لیکن کہتے ہیں کہ صوفی ہے، مگر یہ بالکل تضاد ہے، باطنی مسلک کا ہوسکتا ہے، صوفی متبع شریعت کوئی رافضی نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا ہے کہ اہل جنت پر روحانیت کا غلبہ ہوگا اور اہل نار پر مادیت کا غلبہ ہوگا، اس لیے اہل نار کے اجسام کو پھیلا دیا جائے گا اور بعضوں کے اضراس (ڈاڑھیں) کوہ احد (۳) کے برابر ہوں گے۔(۴)

آنيتهم فيها الذهب، أمشاطهم من الذهب والفضةُ

جنت میں برتن سونے کے ہوں گے، ان کی کنگھیاں سونے چاندی کی ہوں گی۔

اگلی روایت میں فضہ یعنی چاندی کا بھی ذکر ہے، گویا اگلی روایت میں ذکر فضہ پر اکتفا کر لیا گیا ہے اور یہاں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، کیوں کہ یہ بہر حال احتمال ہے کہ دونوں چیزیں ہر شخص کے لیے ہوں اور یہ احتمال بھی ہے کہ کچھ افراد کے لیے سونے کے برتن ہوں اور کچھ کے لیے چاندی کے، احادیث سے دونوں احتمالات کی تائید ہوتی ہے اور ان میں کوئی استبعاد بھی نہیں، کیوں کہ بہر صورت درجات میں تفاوت تو ہوگا۔

---

(۱) فتح الباري ٣٢٤/٦، وفي العمدة: "الطبري" بدل الطبراني. انظر العمدة ١٥٤/١٥، لعله من خطأ النساخ؛ حيث رواه الطبراني في المعجم الكبير، رقم (٥٠٠٤) والأوسط، من اسمه محمد، رقم (٧٧٤١)، انظر مجمع الزوائد ٤١٦/١٠.

(۲) فتح الباري ٣٢٤/٦، والتوضيح ١٤٢/١٩.

(۳) مستدرك الحاكم ٦٣٨/٤، كتاب الأهوال، رقم (٨٧٥٩)، و(٨٧٦١)، عن أبي هريرة رضي الله عنه، و(٨٧٧١)، عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه.

(٤) فيض الباری٤/ ٣٢٠، رقم (٣٢٤٥).

اُمشاط میں بھی یہی تقریر ہے، یہاں چاندی اور سونے کی کنگھی کا ذکر ہے، جب کہ اگلی روایت میں صرف چاندی کی کنگھی کا، اوپر کے دواحتمالات یہاں بھی محتمل ہیں۔(۱)

اُمشاط جمع ہے، اس کا مفرد مُشط ہے، اس کی میم مثلثہ ہے، یعنی میم پر زبر، زیر اور پیش تینوں درست ہیں، تاہم افصح پیش ہے۔(۲)

مجامرهم الألوة

ان کی انگیٹھیاں ''اگر'' کی ہوں گی۔

مجامر مجمر کی جمع ہے، وہ برتن جس میں خوش بو کی دھونی دی جاتی ہے، دھونی دان۔ اور الوۃ (۳) عود کو کہتے ہیں، یعنی وہ خوش بودار لکڑی، جو بخور کے لیے جلانے کے کام آتی ہے، اردو میں اس کو''اگر'' کہتے ہیں، جس کی اگربتی بنتی ہے، اس کو عود ہندی بھی بولتے ہیں۔(۴)

مجامرہم مبتدا ہے اور الألوۃ اس کی خبر ہے۔

ایک تعارض اور اس کا دفعیہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ انگیٹھیاں اگر کی ہوں گی، یعنی اگر (عود) کی بنی ہوں گی، اگلی جو روایت آرہی ہے، اس میں ہے:"وقود مجامرهم: الألوة"، یعنی مجامر اور انگیٹھیوں میں جو چیز جلائی جائے گی وہ اگر اور عود ہے، اب ان دونوں روایات میں بظاہر تعارض ہے۔

اس تعارض کے مختلف جوابات ہیں:۔

---

(۱) فتح الباري ۶/۳۲٤، وعمدة القاري ۱۵/۱۵٤و۱۵٦.

(۲) فتح الباري ٦/۳۲٤، وعمدة القاري ۱۵/۱۵٤.

(۳) بفتح الهمزة، ويجوز ضمها، وبضم اللام وتشديد الواو، وحكى ابن التين كسر الهمزة وتخفيف الواو (أي إلوَة). فتح الباري ٦/۳۲٤، وعمدة القاري ۱۵/۱۵٤، والتوضيح ۱۹/۱٤۲.

(٤) القاموس الوحيد، مادة: جمر.

ایک جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ محل بول کر حال مراد لیا گیا ہو اور "مجامرهم الألوة" کے معنی یہ ہوں: ما يجمر في المجمر هو العود.

دوسرا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے کہ انگیٹھی بھی عود کی ہو اور جو اس میں جلایا جارہا ہے وہ بھی عود ہو۔(۱)

ایک اشکال اور اس کے جوابات

مگر اوپر کی تقریر سے اشکال یہ ہوتا ہے کہ جنت میں آپ آگ کا ذکر کر رہے ہیں تو کیا جنت میں آگ بھی ہوگی؟ اور وہاں آگ کا کیا کام؟

اس کا ایک جواب علامہ اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ انگیٹھی بغیر آگ کے جلتی ہو، یہ کوئی ناممکن بات نہیں، اللہ تبارک وتعالی کو اس پر قدرت ہے کہ آگ کے بغیر انگیٹھیاں سلگیں اور مجمر انہیں باعتبار اصل وضع کے کہا گیا ہے۔

انہوں نے اس کا ایک جواب یہ بھی دیا کہ ہوسکتا ہے کہ وہاں بھی آگ ہوگی، مگر وہ آگ اذیت والی نہیں ہوگی اور تکلیف کا سبب نہیں بنے گی۔(۲)

ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ جنتی بھنا ہوا پرندہ کھانے کی خواہش کرے گا تو بھنا ہوا پرندہ اس کے سامنے آموجود ہوگا۔(۳) ظاہر ہے بھننے کے لیے بھی آگ چاہیے ہوگی تو اوپر کے دونوں جواب یہاں بھی دیے جائیں گے۔(۴)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ترمذی کی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ جنت کے باہر پرندے کے بھننے کے انتظامات ہوں یا ایسے اسباب جنت میں ہی اختیار کیے جائیں کہ وہ پرندہ بھن جائے، آگ

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٢٤، وعمدة القاري ١٥/ ١٥٤.

(۲) حوالہ جات بالا.

(۳) عزاها إليه الحافظان العيني وابن حجر، وإنما هو عند البزار ٥/ ٤٠١، رقم (٢٠٣٣)، ومجمع الزوائد ١٠/ ٤١٤ كتاب أهل الجنة، باب فيما أعده الله سبحانه وتعالى رقم (١٨٧٣٤).

(٤) فتح الباري ٦/ ٣٢٤، وعمدة القاري ١٥/ ١٥٤.

کی کوئی تعیین نہیں۔(۱)

ایک سوال اوراس کا جواب

ابھی پیچھے سونے اور چاندی کی کنگھی کا ذکر آیا تھا اور یہاں بخور اور دھونی کا ذکر ہے، سوال یہ ہے کہ جنتی تو امرد ہوں گے، پھر وہاں گندگی اور تلوث بھی نہیں ہوگا، تعفن اور بدبو بھی نہیں ہوگی، چناں چہ سر میلا ہوگا، نہ بدن اور نہ ہی کپڑے، پھر وہاں کنگھی اور خوش بو کی دھونی کی کیا ضرورت؟!

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس لیے نہیں ہوگا کہ وہاں بدبو وغیرہ ہوگی یا میل کچیل کا مسئلہ ہوگا، بلکہ یہ سب بطور انعام واعزاز کے ہوگا، مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا میں ہر وہ چیز جو از قبیل اعزاز وانعام سمجھی جاتی ہے انہیں وہاں حاصل ہوگی، اگر چہ اس کی ضرورت نہ ہو۔(۲) رزقنا‌ها اللہ وإیاکم.

ورشحهم المسك

اوران کا پسینہ مشک کی خوش بو کا حامل ہوگا۔

---

(۱) وقد ذكر نحو ذلك ابن القيم في الباب الثاني والأربعين من حادي الأرواح الى بلاد الأفراح، وزاد في الطير: "أو يشوى خارج الجنة، أو بأسباب قدرت لانضاجه، ولا تتعين النار، قال: وقريب من ذلك قوله تعالى: ﴿هم وأزواجهم في ظلال أكلها دائم وظلها﴾ [الرعد/ ٣٥] وهي لا شمس فيها".

فتح الباري ٦/ ٣٢٤، وحادي الأرواح إلى بلاد الأفراح ١٩١، الباب الثامن والأربعون.

(٢) وقال القرطبي:

"يقال هنا: أي حاجة أي حاجة في الجنة للأمشاط، ولا تتبلد شعورهم ولا تتسخ، وأي حاجة للبخور، وريحهم أطيب من المسك؟! ويجاب عن ذلك: بأن نعيم أهل الجنة وكسوتهم ليس عن دفع ألم اعتراهم، فليس أكلهم عن جوع، ولا شرابهم عن ظمأ، ولا تطيبهم عن نتن، وإنما هي لذات متوالية، ونعم متتابعة؛ ألا ترى إلى قوله تعالى لآدم: ﴿إن لك ألا تجوع فيها ولا تعرى وأنك لا تظمأ فيها ولا تضحى﴾ [طه/ ١١٨-١١٩]، وحكمة ذلك أن الله تعالى نعمهم في الجنة بنوع ما كانوا يتنعمون به في الدنيا".

المفهم ٧/ ١٨٠، باب في الجنة أكل وشرب......، رقم(٢٧٥٣)، والفتح ٦/ ٣٢٤، والعمدة ١٥/ ١٥٤، والتوضيح ١٩/ ١٤٢.

رشح پسینے کو کہتے ہیں۔مطلب واضح ہے۔دنیا میں پسینے سے بو آتی ہے، بلکہ بعض لوگوں کے پسینے کی بدبو تو نا قابل برداشت ہوتی ہے، جنت میں بھی پسینہ آئے گا، جیسا کہ پیچھے گذرا کہ قضائے حاجت کی یہی شکل ہوگی، مگر اس پسینے سے بدبو ہرگز نہیں آئے گی، بلکہ مشک کی خوش بو اس سے پھوٹے گی۔(۱)

ولكل واحد منهم زوجتان

اور ان میں سے ہر جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی۔

کونسی عورتیں مراد ہیں؟

اس سے دنیاوی عورتیں مراد ہیں، حوریں نہیں، کیوں کہ وہ تو حسب مراتب بہت زیادہ ہوں گی۔اسی کو قاضی عیاض، حافظ ابن حجر، علامہ عینی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ نے اختیار کیا ہے کہ زوجتان سے من نساء الدنیا مراد ہے۔اب جس کی دنیا میں دو شادیاں ہوں گی اس کا معاملہ تو واضح ہے اور جس کی ایک ہی بیوی ہوگی اس کی کسی ایسی خاتون سے شادی کرائی جائے گی جس کی دنیا میں شادی نہیں ہوئی تھی، اس طرح دو کا عدد پورا کیا جائے گا۔(۲) واللہ اعلم

زوجہ درست ہے یا زوج؟

قرآن وحدیث میں یہ لفظ تائے مربوطہ کے ساتھ زوجۃ استعمال ہوا ہے، کلام عرب میں بھی اس کی بہت سی مثالیں ہیں، لیکن مشہور لغت بحذف التاء ہے، قرآن میں بھی آیا ہے: ﴿اسكن أنت وزوجك الجنة﴾ (۳)، اسی کے پیش نظر امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ اس تاء والی صورت کو مانتے نہیں تھے، حالاں کہ قرآن وسنت سے زیادہ کونسی چیز فصیح ہوسکتی ہے؟! ابو حاتم سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے شواہد و دلائل کے ساتھ امام اصمعی پر رد کیا ہے۔(۴)

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١٥٥.

(۲) فتح الباري ٦/٣٢٥، وعمدة القاري ١٥/١٥٥، والكنز المتواري ١٣/١٦٦-١٦٨.

(۳) البقرة/٢٥.

(٤) فتح الباري ٦/٣٢٥، وعمدة القاري ١٥/١٥٥، والتوضيح ١٩/١٤٣، وقد قال الفرزدق:

وإن الذي يسعى ليفسد زوجتي   كساع إلى أسد الشرى يستبيلها=

يرى مخ سوقهما من وراء اللحم من الحسن

ان دونوں کی پنڈلی یا ٹانگ کا گودا خوب صورتی کی وجہ سے گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا۔

مذکورہ جملے کی مزید وضاحت

مخ میم کے ضمہ خائے معجمہ کی تشدید کے ساتھ: گودا اور مغز۔

من الحسن میں من بیانیہ ہے یا تعلیلیہ۔ ان دونوں عورتوں کی بے انتہا خوب صورتی بیان کی جارہی ہے کہ ان کی پنڈلیاں اتنی صاف اور شفاف ہوں گی کہ "نلی" کے اندر کا جو گودا ہوتا ہے وہ بھی دکھائی دے گا۔(۱)

ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ اس خاتون نے ستر جوڑے پہن رکھے ہوں گے، ان جوڑوں کے اوپر سے گودا دکھائی دے گا، "ليرى بياض ساقها من وراء سبعين حلة حتى يرى مخها".(۲)

اس میں حیرت واستعجاب کی کوئی بات نہیں، آبی حیات میں اس کے نمونے اس دنیا میں بھی موجود ہیں، میٹھے پانی میں مچھلی کی ایک قسم پائی جاتی ہے، جس کا نام چندا نامہ اور چندا رنگا ہے، عرف عام میں اسے شیشہ مچھلی کہتے ہیں، جثّے کے اعتبار سے چھوٹی ہونے کے باوجود، اس کے اندر کے تمام اعضاء، حتی کہ آنتیں بھی، عام انسانی آنکھ سے باآسانی دیکھی جاسکتی ہیں۔ سبحان اللہ الخالق القادر العلام

= والشعر في أدب الكاتب ۲۷۷، كتاب تقويم اللسان، باب ما جاء فيه لغتان استعمل الناس فى أضعفهما، وكتاب الأمالي لأبي علي القالي ۱/ ۲۰، مطلب: أسماء الزوجة.

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۱۵۵، قال الحافظ في الفتح (۶/ ۳۲۵): "والمراد به وصفها بالصفاء البالغ، وأن ما في داخل العظم لايستتر بالعظم واللحم والجلد".

(۲) روى الترمذى هذا الحديث مرفوعا وموقوفا، أما المرفوع ففي رقم (۲۵۳۳)، وأما موقوفا ففي رقم (۲۵۳۴)، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة نساء أهل الجنة، ثم قال في الموقوف: "......وهذا أصح".

جب پنڈلی کا یہ حال ہے تو چہرے کی کیا شان ہوگی؟! مسند احمد میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: "ينظر وجهه في خدها أصفى من المرآة". (۱) کہ جنتی اپنا چہرہ اس کے رخسار میں دیکھے گا، جو آئینے سے بھی صاف شفاف ہوگا۔

لا اختلاف بينهم ولا تباغض

ان اہل جنت کا آپس میں کوئی اختلاف ہوگا نہ باہمی بغض۔

جنتیوں کی آپس میں کسی قسم کی کوئی دشمنی نہیں ہوگی، کیوں کہ ان کے دل کدورتوں ورنجشوں سے پاک صاف ہوں گے۔(۲)

قلوبهم قلب واحد

ان کے دل ایک بندے کے دل کی طرح ہوں گے۔

قلوبهم مبتدا ہے اور قلب واحد اس کی خبر۔ اکثر ناسخین کی روایت قلبُ واحدٍ ترکیب اضافی ہے اور مستملی کی روایت میں واحد مرفوع ہے، یعنی ترکیب توصیفی ہے۔ یہ تشبیہ بلیغ ہے، جس میں اداۃِ تشبیہ کو حذف کردیا جاتا ہے، یعنی قلوبهم كقلب رجل واحد.(۳)

یہ جملہ مفسر ہے، ماقبل کا جملہ اس کی تفسیر تھا، ظاہر ہے کہ جب سب کے دل ایک ہوں گے تو آپسی اختلافات ورنجشیں کیوں ہوں گی؟!(۴)

يسبحون الله بكرة وعشيا

وہ صبح شام اللہ کی پاکی بیان کریں گے۔

اہل جنت پر یہ تسبیح لازم وضروری نہیں ہوگی، چناں چہ مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٢٦، وعمدة القاري ١٥/١٥٥، ومسند الإمام أحمد٣/٧٥، رقم (١١٧١٥).

(۲) فتح الباري ٦/٣٢٦، وعمدة القاري ١٥/١٥٥.

(۳) فتح الباري ٦/٣٢٦، وعمدة القاري ١٥/١٥٥۔

(٤) فتح الباري ٦/٣٢٦، وعمدة القاري ١٥/١٥٥۔

رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں:"یلهمون التسبيح والتكبير كما يلهمون النفس" (۱) کہ "ان کے دلوں میں تسبیح وتکبیر کا یوں الہام والقاء کیا جائے گا جیسے سانس لینے کا الہام کیا جاتا ہے"۔

ان دونوں کے درمیان وجہ شبہ یہ ہے کہ انسان جس طرح بغیر کسی کلفت ومشقت کے سانس لیتا ہے، اس کے لیے سوچنا نہیں پڑتا، اس کے بغیر زندہ نہیں رہتا، اسی طرح ان کا سانس لینا بھی تسبیح ہوگا، بغیر کسی مشقت کے وہ یہ کام کریں گے۔ اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اہل جنت کے دل معرفت ربانی سے منور اور اس کی محبت سے معمور ہوں گے اور قاعدہ یہ ہے کہ جس کو جس سے محبت زیادہ ہوتی ہے اس کا تذکرہ بھی اس کی زبان پر زیادہ ہوتا ہے۔ "من أحب شيئا أكثر من ذكره".(۲)

بکرۃ وعشیا کے معنی

جنت میں نہ طلوع شمس ہوگا، نہ غروب شمس......تو پھر وہاں صبح وشام کا کیا مطلب؟ سو یہاں بکرۃ وعشیا سے مراد ان کی مقدار ہے، یعنی صبح وشام کے بقدر وہ تسبیح میں مشغول رہیں گے۔ ایک ضعیف حدیث (۳) میں آتا ہے کہ عرش کے نیچے ایک پردہ لٹکا ہوا ہے، جس کے کھولنے بند کرنے پر ایک فرشتہ مامور ہے، جب اسے کھولا جائے گا تو مطلب یہ ہوگا کہ اب صبح ہوگئی اور جب اسے بند کر دیا جائے گا تو مطلب یہ ہوگا کہ اب شام ہوگئی، وگرنہ جنت میں صبح وشام کا کوئی تصور نہیں۔(۴)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الجنة......، باب في صفات الجنة......، رقم (۷۱۰۸-۷۱۱۱).

(۲) فتح الباري ۶/۳۲۶، وعمدة القاري ۱۵/۱۵۵، والتوضيح ۱۹/۱۴۳.

وقال الشاه أنور الكشميري رحمه الله في الفيض: "وعند مسلم: "يلهمون التسبيح كالنفس"، فيجري منهم التسبيح جريان النفس بدون عمد وقصد، وبه تكون حياتهم، وذلك لبلوغهم نهاية الروحانية". فيض الباري ۴/۳۲۱، رقم (۳۲۴۵).

(۳) حيث روي: "إن تحت العرش ستارة معلقة فيه، ثم تطوى، فإذا نشرت كانت علامة البكور، وإذا طويت كانت علامة العشاء". فتح الباري ۶/۳۲۶، وعمدة القاري ۱۵/۱۵۵.

(۴) فتح الباري ۶/۳۲۶، وعمدة القاري ۱۵/۱۵۵.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

حدیث کی ترجمۃ الباب کے مناسبت بالکل واضح ہے کہ اس میں جنت کی بہت سی لازوال نعمتوں کا ذکر ہے۔

باب کی ساتویں حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

(٣٠٧٤) : حدّثنا أَبُو اليَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنِ الأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ[١]: أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قالَ : (أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ القَمَرِ لَيْلَةَ البَدْرِ ، وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدِّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً ، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ ، لَا ٱخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ ، لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الحُسْنِ ، يُسَبِّحُونَ ٱللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا ، لَا يَسْقَمُونَ ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبْصُقُونَ ، آنِيَتُهُمُ ٱلذَّهَبُ وَالفِضَّةُ ، وَأَمْشَاطُهُمُ ٱلذَّهَبُ ، وَقُودُ مَجَامِرِهِمُ الأَلُوَّةُ – قالَ أَبُو اليَمَانِ : يَعْنِي العُودَ – وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ) .

تراجم رجال

١) ابو الیمان

یہ ابو الیمان الحکم بن نافع مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٢) شعیب

یہ شعیب بن ابی حمزہ قرشی اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں کے مختصر حالات بدء الوحی کی الحدیث السادس میں آچکے ہیں۔ (٢)

٣) ابو الزناد

یہ ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في الحديث السابق آنفا.

(٢) كشف الباري ١/ ٤٧٩-٤٨٠.

۴)الاعرج

یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن ہرمز قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان" میں آچکا ہے۔(۱)

۵)ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب سور الإيمان" میں گذر چکے ہیں(۲)۔

یہ گذشتہ حدیث کا دوسرا طریق ہے، مفصل شرح ابھی گذر چکی ہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ : الْإِبْكَارُ : أَوَّلُ الْفَجْرِ ، وَالْعَشِيُّ : مَيْلُ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ – أُرَاهُ – تَغْرُبَ . [۳۰۸۱ ، ۳۱٤۹]

تعلیق مذکور کا مقصد

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیق لر کی ہے، اس سے ان کا مقصود حدیث میں واردشدہ الفاظ بکرة وعشیا کی توضیح وتفسیر کرنا ہے،"أراه" کا جملہ ام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ہے، یہ جملہ معترضہ ہے اور أظنه کے معنی میں ہے، گویا کہ مصنف علیہ الرحمۃ کو لفظ غرب میں شک ہے تو اس کا اظہار کرتے ہوئے تغرب سے پہلے أراہ کا اضافہ کر دیا۔وہ حضرات جنہوں نے اس تعلیق کو موصولاً نقل کیا ہے ان کے کلام میں یہ شک مذکور نہیں ہے۔

أبكر فلان في حاجته يبكر إبكارا کے معنی ہیں: طلوع فجر سے وقت فجر تک اپنے کسی کام کے لیے نکلنا۔جب کہ عشی کا تعلق زوال کے بعد سے غروب شمس تک کے وقت سے ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق غروب شمس تک عشی ممتد ہوتا ہے اور حضرت مصنف علیہ

---

(۱) كشف الباري ۲/ ۱۰-۱۱.

(۲) كشف الباري ۱/ ٦٥٩.

الرحمۃ کے نزدیک غروب شمس سے کچھ پہلے تک عشی ہوتا ہے، جس کا اظہار انہوں نے "أراہ" جملہ معترضہ کے ساتھ کیا ہے، طبراوغیرہ نے اس تعلیق کونقل کیا ہے، اس میں "أن تـغيـب" کے الفاظ ہیں، یہ وہی معنی ہیں جو مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیے ہیں، بہرحال دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے، دونوں کے معنی قریب قریب ہیں۔(۱) واللہ اعلم

تعلیق کی تخریج

حضرت مجاہد اس تعلیق کو عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ وغیرہ نے ابن ابی نجیح کے طریق سے موصولاً ذکر کیا ہے۔(۲)

اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔(۳)

باب کی آٹھویں حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٧٥ : حدّثنا محمّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ : حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمانَ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(٤)، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (لَيَدْخُلَنَّ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا ، أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ ، لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ ، وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ) . [٦١٧٧ ، ٦١٨٧]

---

(١) فتح الباري ٣٢٦/٦، وعمدة القاري ١٥٦/١٥، والتوضيح ١٤٤/١٩، ومجمل اللغة ٦٦٨/٢.

(٢) فتح الباري ٣٢٦/٦، وعمدة القاري ١٥٦/١٥، والتوضيح ١٤٤/١٩، وتغليق التعليق ٥٠٦/٣.

(٣) تفسير الطبرى ٣٩٢/٦، رقم ٧٠٢٥.

(٤) قوله: "عن سهل بن سعد رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في كتاب الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، رقم (٦٥٤٢)، وباب صفة الجنة والنار، رقم (٦٥٥٤)، ومسلم، رقم (٥٣٧)، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين في الجنة بغير حساب ولاعذاب. والحديث متفق عليه.

تراجم رجال

۱) محمد بن ابی بکر المقدمی

یہ محمد بن ابی بکر المقدمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) فضیل بن سلیمان

یہ فضیل بن سلیمان نمیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۳) ابوحازم

یہ ابوحازم سلمۃ بن دینار مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) سہل بن سعد

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۲)

تنبیہ

یہ حدیث حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، حضرت سہل کی حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں (۳) اور حضرت عمران کی حدیث کی شرح کتاب الطب میں آچکی ہے۔(۴)

اس حدیث میں ان افراد کی پہچان اور علامت بتائی گئی جو بلا حساب وکتاب اتنی بڑی تعداد میں جنت میں داخل ہوں گے، فرمایا ہے:

"هم (☆) الذين لا يسترقون، ولا يتطيرون، ولا يكتوون، وعلى ربهم

(۱) ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلوة، باب المساجد التي على طرق المدينة.

(۲) ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المرأة أباها الدم......

(۳) كشف الباري، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا......٦٢٢-٦٢٦.

(٤) كشف الباري، كتاب الطب، باب من اكتوى ......٥٧٣-١٧٧.

(☆) "کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کرتے، بدفال نہیں لیتے، جو داغ نہیں لگاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں"۔

يتوكلون".(۱)

ایک اور تنبیہ

اس حدیث ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے افراد بخاری میں شمار کیا ہے کہ صرف بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے، حالاں کہ ایسا نہیں، یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے، غالباً انہوں نے امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں یہ کیا ہے، چوں کہ حمیدی کا بھی یہی موقف ہے..... تو دونوں حضرات سے یہاں تسامح ہو گیا ہے(۲)۔ واللہ اعلم

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت واضح ہے، وہ اس طرح کہ جنتی باہم اتفاق سے رہیں گے اور ان کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمکتے دمکتے ہوں گے۔ یہ پہلے جز کے ساتھ مناسبت ہوئی کہ حدیث جنت کے باشندوں کی صفت پر مشتمل ہے۔

باب کی نویں حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٧٦ : حدَّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الجُعْفِيُّ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ قَتَادَةَ : حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ(٣) : أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ ، وَكانَ يَنْهَى عَنِ الحَرِيرِ ، فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا ، فَقَالَ : (وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا) . [ر ٢٤٧٣]

---

(١) صحيح البخاري، رقم (٥٧٠٥) والتوضيح ١٤٥/١٩.

وقال ابن كثير: "إن المعروف في الروايات دخول سبعين ألفا، ومع كل منهم سبعون ألفا......، ولابد من تسليمه أيضا، وإن لم يذكره الراوي هناك؛ فإنه سرد له الروايات أيضا. أما من قال: سبع مائة ألف، فالظاهر أنه وهم من الراوي". فيض الباري ٣٢٢/٤.

(٢) التوضيح ١٤٥/١٩، والجمع بين الصحيحين، رقم (٩٢٦)، وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم (٢١٩).

(٣) قوله: "حدثنا أنس رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، الهبة، باب قبول الهدية من المشركين.

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن محمد جعفی

یہ عبداللہ بن محمد جعفی مسندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر گیا ہے۔(۱)

۲) یونس بن محمد

یہ یونس بن محمد المؤدب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الوضوء، "باب الوضوء مرتین مرتین" میں آچکے ہیں۔(۲)

۳) شیبان

یہ ابومعاویہ شیبان بن عبدالرحمٰن نحوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب کتابة العلم" کے تحت بیان ہو چکے۔(۳)

۴) قتادہ

یہ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) انس

یہ مشہور صحابی، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإیمان أن یحب لأخیه ما یحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سندس کپڑے کا ایک جبہ

(۱) كشف الباری ۱/۶۵۷۔

(۲) كشف الباری ۵/۴۸۳۔

(۳) كشف الباری ۴/۲۶۳۔

(۴) كشف الباری ۲/۴۔

ہدیہ کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ریشم پہننے سے منع فرمایا کرتے تھے، لوگ اس کو پسندیدگی سے دیکھنے لگے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کے جوردمال جنت میں ہیں وہ اس کپڑے سے بہت اچھے ہیں۔

یہ ریشمی جبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دومۃ الجندل کے والی اکیدر نے ہدیہ کیا تھا، وكان الذي أهداها أكيدر دومة۔(۱)

حدیث کی شرح کتاب الہبۃ (۲) اور کتاب اللباس میں آچکی ہے۔(۳)

باب کی دسویں حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۷۷ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ سُفْيَانَ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عازِبٍ(۴) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قالَ : أُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَوْبٍ مِنْ حَرِيرٍ ، فَجَعَلُوا يَعْجَبُونَ مِنْ حُسْنِهِ وَلِينِهِ ، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (لَمَنادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعاذٍ في الْجَنَّةِ أَفْضَلُ مِنْ هٰذَا) . [۳۵۹۱ ، ۵٤۹۸ ، ٦٢٦٤]

---

(۱) إرشاد الساري ٥/٢٨٤، والتوضيح ١٩/١٥٢، وصحيح البخاري، كتاب الهبة، باب قبول الهدية من المشركين، تعليقا عن أنس، رقم (٢٦١٦).

(۲) باب قبول الهدية من المشركين، رقم (٢٦١٥).

(۳) كشف الباري، كتاب اللباس، باب من مس الحرير من......، ص: ١٩٥.

(٤) قوله: "سمعت البراء بن عازب رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري، في فضائل الصحابة، باب مناقب سعد بن معاذ، رقم (٣٨٠٢)، وفي اللباس، باب من مس الحرير من غير لبس، رقم (٥٨٣٦)، وفي الأيمان والنذور، باب كيف كان يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ رقم (٦٦٤٠)، ومسلم رقم (٦٣٠٦ - ٦٣٠٨)، في فضائل الصحابة، باب من فضائل سعدبن معاذ رضي الله عنه، والترمذي، مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، رقم (٣٨٤٦)، وابن ماجه، في المقدمة، في فضل سعد بن معاذ رضي الله عنه، رقم (١٤٤).

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ مسدد بن مسرہد بن مسربل اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) یحییٰ

یہ یحییٰ بن سعید قطان تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات محدثین کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه......" کے تحت ذکر کیا جاچکا۔(۱)

۳) سفیان

یہ مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات اجمالا بدء الوحی میں اور تفصیلا کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو......" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں۔(۲)

۴) ابواسحاق

یہ ابواسحاق عمرو بن عبداللہ ہمدانی سبیعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) البراء بن عازب

یہ مشہور صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب الصلوة من الإيمان" کے تحت ہوچکا ہے۔(۳)

اس حدیث کا مضمون وہی ہے جو گذشتہ حدیث کا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ وہاں لوگوں کی پسندیدگی کا ذکر تھا، مگر وجہ مذکور نہیں تھی، جو اس حدیث براء میں ذکر کردی گئی "فجعلوا يعجبون من حسنه ولينه". کہ اس جبے کی خوب صورتی، رقت اور نرماہٹ لوگوں کے تعجب کی وجہ تھی۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۳۸ و ۳/۱۰۲۔

(۳) کشف الباری ۲/۳۷۰۔۳۷۵۔

(٤) فتح الباري ٦/٣٢٦.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بایں معنی ہیں کہ اس میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنت کے رومال کا ذکر ہے، جس کی خوب صورتی بے مثال ہوگی۔(۱)

باب کی گیارہویں حدیث حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۷۸ : حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِي حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ(۲) قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ ٱلدُّنْيَا وَما فِيهَا) . [ر : ۲٦٤١]

تراجم رجال

۱)علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب الفهم في العلم" کے تحت بیان ہو چکا ہے۔(۳)

۲)سفیان

یہ مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات اجمالا بدء الوحی میں اور تفصیلا کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا" کے تحت ذکر کیے جا چکے ہیں۔(۴)

۳)ابوحازم

یہ ابوحازم سلمۃ بن دینار مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۱) حوالہ بالا.

(۲) قوله: "عن سهل بن سعد الساعدي": الحديث، مر تخريجه، كشف الباري، كتاب الجهاد ۱/۱۰۱.

(۳) کشف الباری ۳/۲۹۷۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۳۸و۳/۱۰۲۔

۴) سہل بن سعد

یہ مشہور صحابی رسول حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۱)

اس حدیث کی مفصل شرح کتاب الجہاد میں آچکی ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس طرح ہے کہ جنت کی کوڑے برابر جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے، چناں چہ صفۃ الجنۃ، یعنی جزءِ اول سے اس کی مطابقت ہے۔

باب کی بارہویں حدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۷۹ : حدّثنا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ : حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ(۳) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً ، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عامٍ لَا يَقْطَعُهَا) .

تراجم رجال

ا۔روح بن عبدالمومن

یہ ابوالحسن روح ـ بفتح راء، وسكون واو، وإهمال حاء۔[۴] بن عبدالمومن ہذلی بصری مقری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(۱) ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب غسل المرأة أباها الدم.....

(۲) کشف الباری، کتاب الجہاد اول، ۵۵۸۔۵۵۹۔

(۳) قوله: "حدثنا أنس بن مالك رضي الله عنه": الحديث، أخرجه الترمذي، كتاب التفسير، باب ومن تفسير سورة الواقعة، رقم (۳۲۹۳).

(٤) المغني في ضبط الأسماء ۱۳۵، حرف الراء، وتعليقات تهذيب التهذيب ۲۹٦/۳.

(٥) تهذيب الكمال ۲٤٦/۹، وتهذيب ابن حجر ۲۹٦/۳.

یہ یزید بن زریع، حماد بن زید، عبدالواحد بن زیاد، ابوعوانہ، جعفر بن سلیمان ضبعی اور معاذ بن ہشام رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں امام بخاری، عثمان بن سعید دارمی، ابوزرعہ رازی، حرب کرمانی، عبداللہ بن احمد، مطین، ابوخلیفہ، محمد بن محمد تمار بصری اور ابویعلی موصلی رحمہم اللہ جیسے اساطین علم حدیث شامل ہیں۔(۱)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۲)

ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق". (۳)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے معرفۃ القراء میں لکھا ہے کہ یہ یعقوب الحضرمی کے ہمدم دیرینہ تھے اور فرماتے ہیں: "كان متقنا مجودا".(۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق".(۵)

ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، امام ابن حبان نے ۲۳۳ھ سے پہلے یا بعد کا قول اختیار کیا ہے۔(۶)

ابن ابی عاصم، دانی، ابن خلفون، مطین اور مغلطای رحمہم اللہ تعالی وغیرہ نے ۲۳۴ھ کو سن وفات قرار دیا ہے۔(۷) جب کہ ابن زبیر ربعی نے ۲۳۵ھ کا قول اختیار کیا ہے۔(۸)

---

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۹/۲۴۶-۲۴۷۔

(۲) الثقات لابن حبان ۸/۲٤٤.

(۳) الجرح والتعديل ۳/، رقم الترجمة (۲۲۵۹).

(٤) معرفة القراء ۱/رقم (۱۰۹)، مؤسسة الرسالة، بيروت.

(٥) تقريب التهذيب ۱/۳۰٤، رقم (۱۹٦۸).

(٦) الثقات ۸/۲٤٤.

(۷) تعليقات تهذيب الكمال ۹/۲٤۷.

(۸) حوالہ بالا۔

روح بن عبدالمومن کتب ستہ میں سے صرف بخاری شریف کے راوی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے صرف یہی حدیث باب روایت کی ہے(۱)۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

۲) یزید بن زریع

یہ یزید بن زریع تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳) سعید

یہ سعید بن ابی عروبۃ یشکری بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴) قتادہ

یہ قتادہ بن دعامہ سدوسی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) انس

یہ مشہور صحابی، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن في الجنة لشجرةً يسير الراكب في ظلها مائة عام لا يقطعها

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سایے میں سوار سو سال تک چلے گا، مگر اس کو قطع نہیں کر پائے گا۔

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٢٦، وعمدة القاري ١٥/١٥٧، تهذيب الكمال ٩/٢٤٦.

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المنى وفركه وغسل ما يصيب من المرأة.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الغسل، باب إذا جامع ثم عاد......

(۴) کشف الباری ۲/۳-۴۔

باب کی تیرہویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٨٠ : حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ : حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ : حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ(١) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً ، يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ ، وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ : «وَظِلٍّ مَمْدُودٍ» . وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ) . [٤٥٩٩]

تراجم رجال

۱) محمد بن سنان

یہ محمد بن سنان عوقی بصری باہلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) فلیح بن سلیمان

یہ فلیح بن سلیمان خزاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) ہلال بن علی

یہ ہلال بن علی قرشی عامری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان تینوں حضرات کے حالات کتاب العلم، "باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۴) عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ

یہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في تفسير سورة الواقعة، باب: ﴿وظل ممدود﴾، رقم (٤٨٨١)، ومسلم، رقم (٧١٣٦ و٧١٣٧)، في صفة الجنة باب إن في الجنة شجرة يسير الراكب في ظلها مئة عام لايقطعها، والترمذي، رقم (٢٥٢٣)، في صفة الجنة، باب ما جاء في صفة شجرة الجنة، وابن ماجه، في الزهد، باب صفة الجنة، رقم (٤٣٩١).

(۲) کشف الباری ۳/۵۳-۶۳۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب المياه، باب حلب الإبل على الماء.

۵)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں آچکا(۱)۔

اس حدیث کا مضمون بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیث کا تھا، بس اتنا فرق ہے کہ اس میں کچھ زیادتی واضافہ ہے۔

مذکورہ بالا درخت کا نام

مذکورہ بالا درخت کا نام بقول علامہ خطابی اور ابن الجوزی رحمہما اللہ کے، ''طوبیٰ'' ہے، اس کی تایید حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے، جو احمد، طبرانی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے روایت کی ہے۔(۲)

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا هو المعتمد"، کیوں کہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ کوئی متعین درخت نہیں، چوں کہ نکرہ استعمال ہوا ہے تو ایسے بہت سے درخت ہوں گے، مگر یہ رائے معتمد نہیں۔(۳)

اور راکب سے مراد راکب معتدل ہے کہ درمیانی رفتار سے چلنے والا سوار سو سال تک چلنے کے باوجود اس کے سایے کو قطع نہیں کر پائے گا۔

جنت میں سایہ تو ہوگا نہیں، کیوں کہ اس کے لیے سورج، پھر دھوپ چاہیے، وہاں ان چیزوں کا کیا کام؟ اس لیے سایے سے مراد اس کا کنارہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اس درخت کی لمبائی انسانی شعور میں نہیں

(۱) کشف الباری ۶۵۹/۱۔

(۲)المعجم الكبير للطبراني ۱۲۶/۱۷-۱۲۷، عامر بن زيد عن عتبة بن عبد، رقم (۳۱۲)، والإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره عن مناقب الصحابة، باب وصف الجنة ۴۲۹/۱۶، عن أبي سعيد الخدري، رضي الله عنه، رقم (۷۴۱۳)، و۴۳۰/۱۶، عن عتبة بن عبد رضي الله عنه، رقم (۷۴۱۴)، ومسند أحمد ۷۱/۳، عن أبي سعيد رضي الله عنه، رقم (۱۱۶۹۶).

(۳)فتح الباري ۳۲۶/۶.

آسکتی، انسانی احساسات اس کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتے۔(۱)

کعب احبار کی تصدیق

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے سنی تو فرمایا:

"صدق والذي أنزل الفرقان على لسان محمد، لو أن رجلا ركب حقة أو جذعة، ثم سار في أصل تلك الشجرة، ما بلغها حتى يسقط هرما، إن الله تعالى غرسها بيده، ونفخ من روحه، وما في الجنة نهر إلا ويخرج من أصلها". (۲)

"اس ذات کی قسم جس نے فرقان (قرآن) کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر پر نازل کیا ہے! ابو ہریرہ نے سچ کہا۔ کوئی آدمی اگر حقہ یا جذعہ اونٹنی پر سوار ہو، پھر اس درخت کی جڑ میں سفر کرے تو انتہا تک نہیں پہنچ سکتا، حتی کہ بوڑھا ہو کر گر پڑے، یقیناً اس درخت کو اللہ میاں نے خود لگایا ہے، اپنی روح کے ذریعے اس میں پھونکا ہے، جنت میں ہر نہر اسی درخت کی اصل سے نکلتی ہے"۔

اسی کو شجرۃ الخلد بھی فرمایا گیا ہے۔(۳)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۵۸، وفتح الباري ۶/۳۲۶-۳۲۷، وشرح القسطلاني ۵/۲۸۵.

قال ابن الملقن رحمه الله: "المراد بظلها: راحتها ونعيمها، من قولهم: عز ظليل، وقيل معناه: ذراها وناحيتها وكنفها، كما يقال: أنا في ظلك، أي: في كنفك؛ وإنما أحوج إلى هذا التأويل؛ لأن الظل المتعارف عندنا إنما هو وقاية حر الشمس وأذاها، وليس في الجنة شمس، وإنما هي أنوار متوالية، لا حر فيها ولا قر، بل لذات متوالية، ونعم متتابعة". التوضيح ۱۹/۱۵۴.

(۲) التوضيح ۱۹/۱۵۳، وكتاب الزهد لابن المبارك ۲۶۷.

(۳) حوالہ جات بالا۔

واقرء وا إن شئتم: ﴿وظل ممدود﴾.

اگر چاہوتو یہ آیت پڑھو:......

اس آیت میں جنت کے سایہ دراز کی بات ہورہی ہے، گویا یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے۔

ولقاب قوس أحدكم کے معنی یہ ہیں کہ جنت میں کمان برابر جگہ اپنی خوب صورتی وغیرہ کی بنا پر دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ یہ جملہ کتاب الجہاد میں گذر چکا ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت واضح ہے کہ اس میں جنت کی خوب صورتی اور وسعت وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

باب کی چودھویں حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٨١ : حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ هِلَالٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(٢) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، وَالَّذِينَ عَلَى آثَارِهِمْ كَأَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً ، قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ ، لَا تَبَاغُضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَحَاسُدَ ، لِكُلِّ امْرِئٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الحورِ الْعِينِ ، يُرَى مُخُّ سُوقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ العَظْمِ وَاللَّحْمِ) . [ر : ٣٠٧٣]

تراجم رجال

۱) ابراہیم بن المنذر

یہ مشہور محدث حضرت ابراہیم بن المنذر بن اسحاق حزامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(۱) کشف الباری، کتاب الجہاد اول ۱۰۰۔۱۰۱۔

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه آنفا في الحديث السادس من هذا الباب.

۲) محمد بن فلیح

یہ محمد بن فلیح بن سلیمان خزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کے حالات کتاب العلم، "باب من سئل علما وهو مشتغل في حديثه" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

اس سند کے دیگر رواۃ کے لیے سابقہ سند دیکھیے۔

یہ باب کی چھٹی حدیث کا تیسرا طریق ہے، اس حدیث کی مفصل شرح پیچھے ہو چکی ہے۔

باب کی پندرہویں حدیث حضرت براء رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۸۲ : حدّثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قالَ : عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِي قالَ : سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ(۲) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قالَ : (إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا في الجَنَّةِ) . [ر : ۱۳۱٦]

تراجم رجال

۱) حجاج بن منہال

یہ حجاج بن منہال سلمی انماطی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة" کے تحت آچکے ہیں۔(۳)

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی بصری ہیں۔ان کے حالات تفصیلا کتاب الایمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" کے تحت ذکر کیے جا چکے(۴)

---

(۱) کشف الباری ۳/۵۸-۶۲۔

(۲) قوله: "سمعت البراء رضي الله عنه": الحديث، انفرد به البخاري.

(۳) کشف الباری ۲/۴۴۷۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

۳)عدی بن ثابت

یہ مشہور تابعی حضرت عدی بن ثابت انصاری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة" کے تحت آ چکے ہیں۔(۱)

۴)البراء بن عازب

یہ مشہور صحابی رسول حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب الصلوة من الإیمان" کے تحت ہو چکا ہے۔(۲)

قال: لما مات ابراهيم، قال: إن له مرضعا في الجنة.

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم صاحب زادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ان کے لیے ایک دودھ پلانے والی مرضعہ ہے۔

حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کا ثبوت

آپ علیہ السلام کے صاحب زادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اوائل طفولیت میں دودھ پینے کے زمانے میں انتقال ہوا تھا..... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ اور مسلمانوں کو تسلی دینے کے لیے بطور تعزیت کے یہ ارشاد فرمایا۔

اس حدیث سے جہاں صاحب زادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منقبت ظاہر وواضح ہے، وہیں یہ بشارت بھی ہے کہ وہ جنت میں غذا پا رہے ہیں، ان کے لیے وہاں بھی مرضعہ اور دودھ پلانے والی کا انتظام ہے، اس سے ان کی حیات بعد الممات ثابت ہو رہی ہے تو بدرجہ اولی یہ حیات حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی ثابت ہوگی۔ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفيه بشارة بفضل إبراهيم عليه السلام؛ حيث عد من أخبر عنهم الله تعالى

---

(۱) کشف الباری ۴۵/۲۷۔

(۲) کشف الباری ۲/۷۵ ۳۔

بحياتهم، فيأتيهم رزقهم غدوا وعشيا، وكان رزقه لبنا؛ فأوتي في الجنة.

أعني في نبأ رزقه إنباء بحياته على شاكلة حياة الأنبياء عليهم السلام والشهداء. والله تعالى أعلم".(١)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث سے جنت کا وجود ثابت ہو رہا ہے، اس طرح اس کی ترجمہ کے جزءِ ثانی کے ساتھ مناسبت ہے۔

باب کی سولھویں اور آخری حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٨٣ : حدّثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنْ صَفْوَانَ ابْنِ سُلَيْمٍ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ(٢) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِنَّ أَهْلَ الجَنَّةِ يَتَراءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ ، كما تَتَراءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغابِرَ في الْأُفُقِ ، مِنَ المَشْرِقِ أَوِ المَغْرِبِ ، لِتَفَاضُلِ ما بَيْنَهُمْ) . قالوا : يَا رَسُولَ اللهِ تِلْكَ مَنازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ ، قالَ : (بَلَى ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، رِجالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا المُرْسَلِينَ) .

تراجم رجال

۱) عبدالعزیز بن عبداللہ

یہ عبدالعزیز بن عبداللہ قرشی اویسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب العلم، "باب الحرص على

---

(١) البدر الساري مع فيض الباري ٤/٣٢١، وقال الكوراني الحنفي رحمه الله في شرح :"إن له مرضعا في الجنة": "تكمل له الرضاع، صرح به في الرواية الأخرى." الكوثر الجاري ٦/١٩٤، وانظر أيضا الطبقات الكبرى لابن سعد ١/١٤٠، ذكر ابراهيم، ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(٢) قوله: "عن أبي سعيدالخدرى رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في الرقاق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، رقم (٦٥٥٦)، وفي التوحيد، باب كلام الرب مع أهل الجنة، رقم (٧٥١٨)، ومسلم، رقم (٧١٤٤)، في صفة الجنة، باب ترائي أهل الجنة أهل الغرف، والترمذي، في صفة الجنة، باب بلا ترجمة، رقم (٢٥٥٥).

الحدیث" کے ذیل میں ذکر کیا جا چکا ہے۔(۱)

۲) مالک بن انس

یہ امام دار الہجرۃ حضرت مالک بن انس مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی حالات کتاب الإیمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت بیان کیے جا چکے۔(۲)

۳) صفوان بن سلیم

یہ صفوان بن سلیم مدنی زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴) عطاء بن یسار

یہ ابو محمد عطاء بن یسار ہلالی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر......" میں گذر چکا ہے۔(۴)

۵) ابوسعید خدری

مشہور صحابی رسول حضرت سعد بن مالک بن سنان ابوسعید خدری انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت بیان کیے جا چکے۔(۵)

عن صفوان بن سلیم

سنن کے ایک راوی ہیں، جن کا نام ایوب بن سوید ہے(۶)، ان سے یہ وہم ہوا ہے کہ صفوان کی بجائے زید بن اسلم کو سند میں داخل کر دیا ہے، جو درست نہیں۔دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے غرائب مالک میں اس کا

---

(۱) کشف الباری ۴/۴۸۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۰ الحدیث الثانی، و۲/۸۰۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الغسل، باب من اغتسل عريانا وحده في خلوة.

(۴) کشف الباری ۲/۲۰۴۔

(۵) کشف الباری ۲/۸۲۔

(۶) یہ ضعیف اور کثیر الوہم راوی ہیں۔دیکھیے، تہذیب الکمال ۳/۴۷۵۔۴۷۷، رقم الترجمۃ (۶۱۶)۔

ذکر کیا ہے۔

غرائب مالک امام دارقطنی کی وہ تالیف ہے جس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ان صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو مؤطا میں مذکور نہیں، حدیث باب بھی انہی میں سے ہے۔(۱)

عن ابی سعید

ترمذی شریف وغیرہ میں حدیث باب کو مسند ابی ہریرہ قرار دیا گیا ہے، چناں چہ یہی حدیث وہاں "فليح عن هلال بن علي عن عطاء بن يسار عن أبي هريرة" کے طریق سے آئی ہے(۲)۔امام ذہلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے:

"لست أدفع حديث فليح، يجوز أن يكون عطاء بن يسار حدث به عن أبي سعيد وعن أبي هريرة".(۳)

''کہ میں فلیح کی حدیث کو رد نہیں کرتا، کیوں کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ حضرت عطاء نے اس کو حضرت ابوسعید وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت کیا ہو''۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی مسند میں سے ہو سکتی ہے۔(۴)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن أهل الجنة يتراء يون أهل الغرف من فوقهم كما يتراء يون الكوكب الدري الغابر في الأفق من المشرق والمغرب؛ لتفاضل ما بينهم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے

---

(۱) فتح الباری ٦/ ٣٢٧، وعمدة القاری ١٥/ ١٥٩۔

(۲) رواه الترمذي، رقم (٢٥٥٦)، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في ترائي أهل الجنة في الغرف، وأحمد ٢/ ٣٣٥، رقم (٨٤٠٤، و٢/ ٣٣٩، رقم (٨٤٩٢).

(۳) التوضيح ١٩/ ١٥٦، وفتح الباري ٦/ ٣٢٧، وعمدة القاري ١٥/ ١٥٩.

(٤) التوضيح ١٩/ ١٥٦، وفتح الباري ٦/ ٣٢٧، وعمدة القاري ١٥/ ١٥٩.

فرمایا ہے، بے شک اہل جنت اپنے اوپر کے درجات کے بالاخانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے کے پاس ایک روشن ستارے کو دیکھتے ہو، اس تفاوت کی وجہ سے جو ان کے درمیان ہوگا۔

اس حدیث میں اہل جنت کا آپس میں جو تفاضل وتفاوت ہوگا اس کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اعلی درجات کے حامل جنتی اس قدر بلندی پر ہوں گے، جیسے دنیا میں آسمان پر ستارے کہ ان کو دیکھنے کے لیے گردنیں بلند کرنی ہوتی ہیں، وہ آسمان دنیا پر بہت دور چمکتے دمکتے ہوتے ہیں، اسی تفاضل وتفاوت کو یہاں ایک حسی مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے اور اس کی وجہ بھی بتادی گئی کہ: "لتفاضل ما بينهم".

اور یہ ظاہری بات ہے، دنیا میں بھی فرق مراتب کا لحاظ رکھا جاتا ہے، سوآخرت میں بھی اعمال کے اعتبار سے اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔(۱)

لفظ دری کی تحقیق

الدري: اس لفظ کو چار طرح سے پڑھا گیا ہے:

١ـ دُرِّيٌّ، ٢ـ دُرِيْءٌ، ٣ـ دِرِّيٌّ، ٤ـ دِرِيْءٌ.

پھر ان کے معنی بھی مختلف ہیں، دال کا ضمہ ہے تو در کی طرف منسوب ہوگا، یعنی موتی نما، تشبیہ سفیدی اور چمک میں ہوگی۔

اور اگر کسرہ دال کے ساتھ ہے تو دراً بمعنی دفع ہے، یعنی دور کرنا، دھتکارنا، ستاروں کے ذریعے شیطان کو بھی دھتکارا جاتا ہے۔(۲)

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کسائی کے حوالے سے دال کو مثلث بھی روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر ضمہ دال کے ساتھ ہے تو در (موتی) کی طرف منسوب ہے، کسرہ کے ساتھ ہے تو بمعنی جاری وساری کے ہیں اور

---

(۱) التوضيح ۱۹/ ۱۵۸، وفتح الباري ٦/ ۳۲۷، وعمدة القاري ۱۵/ ۱۵۹.

(۲) التوضيح ۱۹/ ۱۵۸ـ ۱۵۹، وفتح الباري ٦/ ۳۲۷.

فتحہ کے ساتھ ہے تو بمعنی اللامع یعنی چمک دار ہے۔(۱)

راجح یہی ہے کہ دری بغیر ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ ہو، جس کے معنی ہیں انتہائی روشن اور چمک دار ستارہ۔ اور فراء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بہت بڑے ستارے کو کہتے ہیں۔(۲)

الغابر کی تحقیق

الـغـابـر: اکثر کی روایت میں اسی طرح ہے، ابن الحذاء کی روایت میں غابر ہے، یعنی باء کی بجائے یاء ہے، جب کہ ترمذی شریف (۳) کی روایت میں غارب ہے، ان سب کے معنی قریب قریب ہیں، یعنی غائب ہونا، دور ہونا اور ڈوبنا۔ مطلب یہ ہے کہ ستارہ طلوع اور غروب کے وقت نظروں سے زیادہ فاصلے پر ہوتا ہے، اس لیے بہت چھوٹا دکھائی دیتا ہے، اسی کو بین المشرق والمغرب سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی طلوع ہوتے وقت اور غروب ہوتے وقت اور افق سے آسمان دنیا مراد ہے۔(۴)

قالوا: يا رسول الله، تلك منازل الأنبياء، لايبلغها غيرهم

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یارسول اللہ! یہ تو انبیائے کرام علیہم السلام کی منازل ہوں گی، دوسروں کی تو وہاں تک رسائی نہیں ہوگی۔

قال: بلى، والذي نفسي بيده، رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلين.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں! وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ بندے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی، وہ وہاں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

---

(۱) حوالہ جات بالا، والحجة للقراء السبعة ٥/٣٢٢-٣٢٣، والحجة في القراءات السبعة ١٦١، سورة النور

(٢) التوضيح ١٩/١٥٩، وفتح الباري ٦/٣٢٧.

(٣) رواه الترمذي، رقم (٢٥٥٦)، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في ترائي أهل الجنة في الغرف.

(٤) التوضيح ١٩/١٥٨، وفتح الباري ٦/٣٢٧، وعمدة القاري ١٥/١٥٩.

''بلی'' درست ہے یا ''بل''؟

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بلی'' حرف ایجاب وتصدیق ہے، سیاق حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ جواب میں اول سے اضراب ہو اور ثانی کا ایجاب وتصدیق۔ شاید یہ ''بل'' تھا، جو ''بلی'' سے تبدیل ہو گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایجاب کا مقام نہیں ہے، حضرات صحابہ نے کوئی سوال نہیں کیا تھا کہ سوال کے جواب میں حرف ایجاب کا استعمال ہوتا ہے، بلکہ انہوں نے تو خود ہی بتا دیا تھا کہ یہ مقامات رفیعہ ودرجات عالیہ انبیائے کرام کو حاصل ہوں گے، ہماری پہنچ اور رسائی وہاں تک کہاں؟ اس لیے ''بل'' کہنا تھا، نہ کہ ''بلی''! گویا یہاں تسامح ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں ابن التین رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابوذر کی روایت میں ''بلی'' کی بجائے ''بل'' ہے۔ اس سے بھی قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے کہ ''بل'' ہونا چاہیے تھا، نہ کہ ''بلی''۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ رجال مبتدا محذوف کی خبر ہے، یعنی ھم رجال۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ یہ خانے ان لوگوں کو حاصل ہوں گے، ان کی نعمتیں وہ افراد حاصل کر پائیں گے جو اللہ پر مضبوط ایمان رکھتے ہوں گے اور انبیائے مرسلین کی ایسی تصدیق کرتے ہوں گے جس کے وہ مستحق ہیں۔(۱)

بلی ایجابیہ کی توجیہ

اگر روایت ''بلی'' ایجابیہ کے ساتھ ہے تو اس کی توجیہ یہ ہوگی کہ ٹھیک ہے، یہ منازل رفیعہ اللہ تعالی کے مقرر کرنے کی وجہ سے انبیائے کرام علیہم السلام کو ہی حاصل ہوں گی، مگر...... اللہ تعالی ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں پر، جو انبیاء نہیں ہوں گے، اپنا خصوصی فضل فرمائیں گے اور وہاں تک انہیں رسائی دیں گے۔ حافظ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ویمکن توجیہ "بلی" بأن التقدیر: نعم ھي منازل الأنبیاء بإیجاب اللہ تعالی لھم ذلك، ولکن قد یتفضل اللہ تعالی علی غیرھم بالوصول إلی تلك

---

(۱) المفھم ۷/۱۷٦، والتوضیح ۱۹/۱۵۹، وفتح الباري ٦/۳۲۸، وعمدۃ القاري ۱۵/۱۵۹.

المنازل".(۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے، جو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل کی ہے، اس میں ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بھی ان لوگوں میں شامل ہوں گے، جن کو یہ نعمتیں اور بالاخانے حاصل ہوں گے۔ اس روایت میں ہے:"وإن أبابكر وعمر منهما، وأنعما". (۲)

بالاخانوں کا استحقاق کیسے ہوگا؟

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے:

"إن في الجنة لغرفا؛ ترى ظهورها من بطونها، وبطونها من ظهورها". فقال أعرابي: لمن هي يا رسول الله؟ قال: "هي لمن ألان الكلام، وأدام الصيام، وصلى بالليل والناس نيام".(۳)

''کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے۔ ایک بدوی نے استفسار کیا یا رسول اللہ! ان کا مستحق کون ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بالاخانے ان کے لیے ہوں گے جو نرمی سے گفتگو کریں گے، ہمیشہ روزے سے رہیں گے اور جب سب لوگ سو رہے ہوں اس وقت اللہ کے سامنے نماز کے لیے کھڑے ہوں گے''۔

یہ بالاخانے کس امت کو ملیں گے؟

ایک احتمال تو یہ ہے کہ اوپر ذکر کردہ بالاخانے امت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیہ کو ملیں گے۔ اور نیچے کی منازل دوسری امتوں کے موحدین کو۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان بالاخانوں کا استحقاق وہ لوگ رکھتے ہوں گے جو اول وہلہ میں جنت میں داخل ہوں

---

(۱) فتح الباري ٣٢٨/٦.

(۲) الجامع للترمذي، كتاب المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق، رضي الله عنه، رقم(٣٦٥٨)، وأخرجه صاحب الحلية ٢٥٦/٢، عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه.

(۳) الجامع للترمذي، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة غرف الجنة، رقم(٢٥٢٧)، ونوادر الأصول كما في المختصر المطبوع ٢٧٣، والتوضيح ١٥٧/١٩، وفتح الباري ٣٢٨/٦.

گے اور نیچے کے درجات ان لوگوں کو ملیں گے جو شفاعت وسفارش کے ذریعے جنت میں داخل ہوں گے۔

راجح قول

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پہلے احتمال کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس احتمال کی تایید حدیث باب کے اس جملے سے ہوتی ہے، جو ان جنتیوں کے حق میں وارد ہوئی ہے: ”هم الذين آمنوا بالله وصدقوا المرسلين“. کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی تصدیق کا تحقق صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیہ کے حق میں ثابت ہے، برخلاف دوسری اقوام وملل سابقہ کے...... کہ ان کے حق میں بھی آنے والے تمام انبیاء کی تصدیق ثابت ہے، مگر وہ بطریق توقع ہے، نہ کہ بطریق واقع۔(۱)

ایک اہم تنبیہ

علامہ کورانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض شراح نے یہ دعوی کیا ہے کہ امت محمدیہ کا ہر ہر فرد ان بالاخانوں کا مستحق ہوگا، حالاں کہ یہ غلط محض ہے، قرآن وسنت سے اس کی کوئی تایید نہیں ہوتی، بلکہ وہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے، اوپر روایت گذری ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو بھی ان بالاخانوں کا مستحق بتایا ہے، جو اس بات پر صراحتاً دلالت کررہا ہے کہ یہ دخول عمومی نہیں، بلکہ خصوصی ہے، ورنہ ان حضرات کے تخصیص کے کیا معنی؟!(۲) واللہ اعلم بالصواب

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے، جو ترجمہ کے جزءِ اول کے ساتھ ہے کہ حدیث میں جنت کے بالاخانوں کا ذکر ہے اور ان کے مستحقین کے اوصاف کا بیان ہے۔

---

(۱) فتح الباری ٦/٣٢٨.

(۲) الكوثر الجاري ٦/١٩٥، وفي هامش المصرية عن شيخ الإسلام:

"فإن قلت: فلا يبقى في غير الغرف أحد؛ لأن أهل الجنة كلهم مؤمنون مصدّقون بالرسل؟

قلت: المصدّقون بجميع الرسل هم أمة محمد صلى الله عليه وسلم، فتبقى أمة غيره من سائر الأنبياء في غير الغرف". الكنز المتواري ١٣/١٦٨.

٩ - باب : صِفَةِ أَبْوَابِ الجَنَّةِ .

ماقبل سے مناسبت

گذشتہ باب میں مطلقاً جنت کی نعمتوں کا تذکرہ تھا، یہاں اس کے دروازوں کی صفت یعنی ان کی تعداد اورنام وغیرہ ذکر کیے جارہے ہیں، گویا یہ تخصیص بعدالتعمیم ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس ترجمۃ الباب کا مقصد کیا ہے؟ اس میں شراح کی آرامختلف ہیں:۔

ا۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تو یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صفت بول کر عدد (تعداد) یا تسمیہ مرادلیا ہے، عدد مراد لینے کا مطلب یہ ہے کہ باب کی مسند حدیث میں جنت کے آٹھ دروازوں کا ذکر ہے، تسمیہ مراد لینے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ایک دروازے کا نام "ریان" مذکور ہے، دوسرے دروازوں کا ذکر معلق روایات کی تفصیل میں ہے، جو پیچھے مختلف مقامات پر موصولا مرفوعا گذر چکی ہیں۔(۱)

۲۔علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں جنت کے دروازوں کی تعداد اوران کی صفت بیان کرنا چاہتے ہیں۔

اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہاں دو باتیں ہیں:۔

اول تو یہ کہ جنت کے دروازوں کی صفت کیا ہے؟

دوم یہ کہ ان کی تعداد کیا ہے؟

جنت کے دروازوں کی صفت

جنت کے دروازوں کی لمبائی اور چوڑائی کے بارے میں مختلف روایات کتب حدیث میں وارد ہوئی

(۱) فتح الباری ۶/۳۲۸.

ہیں، چناں چہ مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابوسعید خدری (۱)، حضرت عتبہ بن غزوان (۲) اور حضرت کعب (۳) رضی اللہ عنہم سے مرفوعا روایت ہے کہ "أن ما بين المصراعين مسيرة أربعين سنة" کہ جنت کے دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہوگی۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے: "باب أمتي الذي يدخلون منه الجنة عرض مسيرة الراكب المجود ثلاثا......". (۴) ظاہر ہے ان روایات میں تعارض ہے۔

روایات کے مابین تطبیق

ان کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ جس طرح جنت میں جنتیوں کے درجات ومنازل میں تفاوت ہوگا، اسی طرح دروازوں میں بھی تفاوت ہوگا، جس کی جتنی بڑی جنت ہوگی اسی اعتبار سے اس کے دروازے کی لمبائی چوڑائی ہوگی۔ (۵)

جنت کے دروازوں کی تعداد

جنت کے دروازوں کی تعداد کے سلسلے میں بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں، اکثر روایات میں یہ آیا ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، لیکن اگر مختلف روایات پر نظر ڈالی جائے تو ایسی روایات بھی ہیں جن میں زیادہ

---

(۱) كنز العمال ١٤/١٩٣، رقم (٣٩٢٢٧).

(۲) المصنف لابن أبي شيبة، ١٨، ٤٥٥-٤٥٦، كتاب صفة الجنة والنار، باب، رقم (٣٥١٧٢)، ومسند الإمام أحمد ٤/١٧٤، رقم (١٧٧١٨)، مسند عتبة بن غزوان، والمعجم الكبير ١٧/١١٢، ما أسنده عتبة......، رقم (٢٧٤).

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ ۱۸/۴۵۶، رقم (۳۵۱۷۳)۔

(٤) الجامع للترمذي، أبواب صفة الجنة، باب ما جاء في صفة الجنة، رقم (٢٥٤٨).

(٥) حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح ١/١٢٣، فصل، الباب الحادي عشر في صفة أبوابها، والكنز المتواري ١٣/١٧١.

دروازوں کا ذکر ہے، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ یا پندرہ دروازے شمار فرمائے ہیں(۱)۔

یہ تو بہت کم تعداد ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ایک روایت میں پانچ ہزار دروازے مروی ہیں (۲) اور حضرت عمر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے دس ہزار (۳) اور حضرت انس، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ستر ہزار دروازوں (۴) کی روایت مروی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جن روایات میں یہ وارد ہوا ہے کہ جنت کے دروازے آٹھ ہوں گے اس سے مراد آٹھوں جنتوں کے علیحدہ علیحدہ آٹھ دروازے ہیں۔ یہ ان جنتوں کے صدر دروازے ہوں گے، پھر ان کے اندر مختلف درجات ہوں گے اور ان درجات کے الگ الگ دروازے ہوں گے، گویا کچھ بڑے دروازے ہوں گے اور کچھ ذیلی دروازے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فلابد للجمع بینها من الحمل علی أبواب صغار و کبار". (٥)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ان دروازوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ باب الریان، ۲۔ باب الصلاۃ، ۳۔ باب الجہاد، ۴۔ باب الصدقۃ، ۵۔ باب الرحمۃ (باب التوبۃ)، ۶۔ باب الزکوۃ، ۷۔ باب الحج، ۸۔ باب العمرۃ، ۹۔ باب الکاظمین الغیظ، ۱۰۔ باب الراضین، ۱۱۔ الباب الایمن، ۱۲۔ باب الضحیٰ، ۱۳۔ باب الفرح، ۱۴۔ باب الذکر، ۱۵۔ باب الصابرین۔ دیکھیے، ارشاد الساری ۵/۲۸۶۔

(٢) رواه ابن جرير الطبري في تفسيره ١٣/٥١٢، تحت قوله تعالى: ﴿يدخلون عليها من كل باب﴾، وروي ذلك موقوفا عن عمر، المصنف لابن أبي شيبة ١٨/٤٥٣، كتاب صفة الجنة، رقم (٣٥١٦٦).

(٣) المصنف لابن أبي شيبة ٧/٣٩، رقم (٣٤٠٣٢) وكنز العمال ١٤/٢٧٣، كتاب القيامة، الجنة، رقم (٣٩٧٦٣) عن عمر.

(٤) كنز العمال ١/٥٥٠، عن أنس، رقم (٢٤٦٣)، وفضل الأوقات للبيهقي ١/١٥٤، رقم (٤٣-٤٤)، عن أبي سعيد، رضي الله عنهم.

(٥) الكنز المتواري ١٣/١٧٣، والكوكب الدري ٤/٤٠٢.

"ولا بد من حمل هذه الأبواب الكثيرة على أبواب من داخل أبواب الجنة الأصلية، ......، وبه جزم مشايخي عند الدرس". (١)

والله أعلم بالصواب

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ) . [ر : ١٧٩٨] .

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دو ملتی جلتی چیزیں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے گا تو اس کو باب الجنۃ سے پکارا جائے گا۔

تعلیق مذکور کی تخریج

اس تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مسندا کتاب الصوم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۲)

فِيهِ عُبَادَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [ر : ٣٢٥٢]

تعلیق مذکور کی تخریج

گویا اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی طرف شارہ کیا ہے جس کو خود انہوں نے کتاب احادیث الانبیاء میں موصولاً نقل کیا ہے، اس میں ہے:

"من شهد أن لا إله إلا الله وحده، لاشريك له، وأن محمدا عبده ورسوله، وأن عيسى عبدالله ورسوله، وكلمته ألقاها إلى مريم، وروح منه، والجنة حق، والنار حق، أدخله الله الجنة على ما كان من العمل،......، من أبواب

(١) الكنز المتواري ١٣/١٧٢، وأوجز المسالك ٩/٤٥٧.

(٢) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، رقم (١٨٩٧)، وكتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله، رقم (٢٨٤١)، وكتاب بدء الخلق، باب ذكر الملائكة، رقم (٣٢١٦)، وكتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا......، رقم (٣٦٦٦).

الجنة الثمانية أيها شاء".(١)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث بھی اسی مضمون کی مروی ہے کہ اس میں بھی ابواب الجنۃ کا ذکر ہے، اس کو امام طبرانی (٢)، امام احمد (٣)، امام حاکم (۴)، امام ابن ابی عاصم (۵) اور حافظ ابن حبان (٦) رحمہم اللہ وغیرہ (٧) نے ذکر کیا ہے۔(٨) اس کے الفاظ یہ ہیں:

"عليكم بالجهاد في سبيل الله؛ فإنه باب من أبواب الجنة، يذهب الله به الهم والغم".

"اللہ کے راستے میں جہاد کرو، کیوں کہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اللہ تعالی اس کے ذریعے سے پریشانی اور غم دور کرتا ہے۔"

دونوں تعلیقات کا مقصد و مناسبت

ان دونوں تعلیقات کے ذکر کا مقصد یہی ہے کہ جنت کے مختلف دروازے ہیں، جن کی مختلف صفات ہیں، چوں کہ ترجمہ بھی اسی کا تھا، اس لیے ترجمۃ الباب کے ساتھ دونوں تعلیقات کی مطابقت واضح ہے کہ دونوں میں جنت کے دروازوں کا ذکر ہے۔ واللہ اعلم

---

(١) صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، رقم (٣٤٣٥)۔

(٢) المعجم الكبير ١٨/١٨١، رقم (٨٣٣٤) عن أبي أمامة الباهلي.

(٣) مسند أحمد٥/٢٣٠، رقم (٢٣١٨١)، حديث عبادة.

(٤) المستدرك ٢/٨٤، كتاب الجهاد، رقم (٢٤٠٤).

(٥) الجهاد لابن أبي عاصم، ١/١٣٣، ١٣٤و١٣٦، ما ذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: الجهاد باب......

(٦) صحيح ابن حبان١١/١٩٤، كتاب السير، باب الغلول، ذكر الإخبار بأن الغال يكون غلوله (٤٨٥٥).

(٧) الأحاديث المختارة للضياء المقدسي ٨/٢٩١-٢٩٢، رقم (٣٥٦-٣٥٨)، والسنن الكبرى للبيهقي ٩/٢٠، باب أصل فرض الجهاد، رقم (١٨٢٥٥).

(٨) التوضيح١٩/١٦١.

٣٠٨٤ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو حازِمٍ ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ[1] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (في الجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ ، فِيهَا بَابٌ يُسَمَّى الرَّيَّانَ ، لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ) . [ر : ١٧٩٧]

تراجم رجال

۱) سعید بن ابی مریم

یہ سعید بن ابی مریم جمحی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب من سمع شیئا فراجع" کے تحت آچکے ہیں۔(۲)

۲) محمد بن مطرف

یہ ابوغسان محمد بن مطرف بن داؤد تیمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۳) ابوحازم

یہ ابوحازم سلمۃ بن دینار مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) سہل بن سعد

یہ مشہور صحابی رسول حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ ہیں۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت دونوں وجوہ سے ہے کہ اس میں جنت کے آٹھ

---

(١) قوله: "عن سهل بن سعد رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، رقم (١٨٩٦).

(٢) كشف الباري ٤/١٠٦.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الأذان، باب فضل من غدا إلى المسجد......

(۴) ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المرأة أباها الدم......

دروازوں کا بھی ذکر ہے اور ان میں کے ایک دروازے کی صفت بھی اس میں مذکور ہے، یعنی ریان، جس سے روزے دار جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ ري سے ماخوذ ہے، جس کے معنی سیرابی کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو آدمی پیاسا اس دروازے سے اندر داخل ہوگا اس کی پیاس بجھ جائے گی اور زائل ہوجائے گی تو جیسے یہ صفت ایک دروازے میں ملحوظ ہے اور دروازوں میں بھی اس طرح کی صفات کا لحاظ کیا گیا ہوگا۔(۱)

اس حدیث کی شرح کتاب الصوم کے اوائل میں گذر چکی ہے۔(۲)

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۶۰.

(۲) کتاب الصوم، باب الریان للصائمین.

١٠ - باب : صِفَةِ النَّارِ ، وَأَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ .

ماقبل سے مناسبت

گذشتہ دو بابوں میں جنت اور اس کی لازوال نعمتوں کا ذکر تھا، یہاں سے جہنم کا ذکر شروع فرما رہے ہیں، پہلا اگر اللہ تعالی کی صفت جمال کا مظہر ہے تو دوسرا اللہ کی صفت جلال کا مظہر، دنیا میں دو ہی قسم کے لوگ ہیں نیکوکار اور گناہ گار، جنت نیکیوں کی جگہ ہے تو جہنم بدیوں کی جگہ، سو مناسبت واضح ہے۔

ترجمۃ الباب کا مقصد

مقصد ترجمہ تو بالکل واضح ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ معتزلہ اور تمام عقلیت پسندوں پر رد فرما رہے ہیں، جو جہنم کا انکار کرتے ہیں کہ جہنم کا ثبوت بالکل برحق ہے اور وہ پیدا کی جا چکی ہے۔(۱)

رہا یہ سوال کہ جہنم اب کہاں ہے؟ تو اس کا جواب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جہنم کو کہاں سے لایا جائے گا؟ تو فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم کو ساتویں زمین سے لایا جائے گا، اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔(۲) مطلب وہ ساتویں زمین میں ہے۔

حسب عادت یہاں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۃ الباب پر دلالت کرنے والی احادیث کے ذکر سے قبل آیات قرآنیہ کو ذکر کیا ہے کہ ان کی بھی اس موضوع سے مناسبت ہے۔

---

(١) قال الإمام النسفي رحمه الله: "والجنة حق، والنار حق، وهما مخلوقتان الآن، موجودتان، باقيتان، لاتفنيان، ولايفنى أهلهما". متن العقائد النسفية ٤١٨، المطبوع مع شرحه للتفتازاني، البشرى.

(٢) التوضيح ١٩/١٦٦، والتفسير المظهري، سورة النحل، الآية ١١١، ٥/٣٨٣.

«غَسَّاقًا» /النبأ: ٢٥/ : يُقَالُ : غَسَقَتْ عَيْنُهُ وَيَغْسِقُ الجُرْحُ ، وَكَأَنَّ الْغَسَاقَ وَالْغَسَقَ وَاحِدٌ. «غِسْلِينٍ» /الحاقة: ٣٦/ : كُلُّ شَيْءٍ غَسَلْتَهُ فَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ غِسْلِين ، فِعْلِين مِنَ الْغَسْلِ مِنَ الجُرْحِ وَالدَّبَرِ.

اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿إلا حميما وغساقا﴾ کی طرف اشارہ کیا ہے اوراس کی تفسیر کی ہے۔ اس آیت میں موجود لفظ غساقا کی تفسیر ومعنی میں اختلاف ہے۔ علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غسقت عینه کے معنی ہیں آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اوراس کی آنکھ خراب ہوگئی۔ اور غسق الجرح کے معنی ہیں زخم سے پیلا پیلا پانی بہنا، زخم کا سڑ جانا۔ بعضوں نے اس کا مطلب ''السائل'' بتایا ہے، یعنی بہتا ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ الغساق کے معنی ہیں البارد الذي يحرق ببرده کہ ایسا ٹھنڈا پانی جو اپنی برودت اور ٹھنڈک وجہ سے جلا ڈالے۔

بعضوں نے کہا ہے الماء البارد المنتن، ٹھنڈا بدبودار پانی۔ یہ معنی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے بھی ثابت ہے، ترمذی اور حاکم کی روایت ہے: "لو أن دلوا من غساق يهراق إلى الدنيا لأنتن أهل الدنيا". (١)

ابن درید فرماتے ہیں یہ جہنمیوں کے پیپ کا پانی ہوگا، جو وہاں ایک حوض میں جمع ہوتا رہے گا، پیاس لگنے کی صورت میں جہنمی اس سے غساق پیا کریں گے۔ (٢) أعاذنا اللہ منہ

غساق کا ضبط

پھر یہ سمجھیے کہ غساق کی سین کو مشدد اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، امام ابوعمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ کی

---

(١) الجامع للترمذي، في صفة جهنم، باب ما جاء في شراب أهل النار، رقم (٢٥٨٨)، والمستدرك للحاكم ٤/ ٦٠٢، كتاب الأهوال، رقم (٨٧٧٩).

(٢) ان تمام اقوال کے لیے دیکھیے، عمدة القاري ١٥/ ١٦٠، وإرشاد الساري ٥/ ٢٨٧، ولسان العرب، مادة غسق، والصحاح للجوهري، مادة غسق، وفتح الباري ٦/ ٣٣١، والتوضيح ١٩/ ١٦٦.

قراءت میں مشدد ہے اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت مخفف کی ہے، چناں چہ جنہوں نے مشدد پڑھا انہوں نے السائل مراد لیا اور جو مخفف پڑھتے ہیں انہوں نے البارد مراد لیا۔ ان تمام اقوال کا حاصل گویا یہ ہے کہ جہنمی غساق پییں گے، جو انتہائی ٹھنڈا، بدبودار اور بہتا ہوا پیپ ہوگا۔(۱)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وکأن الغساق...... سے یہ بتایا ہے کہ غساق اور غسیق میں فعال اور فعیل کے اوزان ایک ہی معنی ادا کرتے ہیں۔

مولانا محمد حسن مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اور عادت یہ ہے کہ جب انہیں کسی لفظ کے معنی اور ترادف وغیرہ کے سلسلے میں کتب لغت سے کوئی حتمی بات معلوم نہیں ہو پاتی تو اپنی رائے کا اظہار ''کأن'' کے ذریعے کرتے ہیں۔(۲)

﴿غسلين﴾ كل شيء غسلته، فخرج منه شيء فهو غسلين، فعلين من الغسل من الجرح والدبر

اس عبارت میں قرآن کریم کی آیت ﴿ولا طعام إلا من غسلين﴾ (۳) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور غسلین کی وضاحت اور تفسیر کی گئی ہے کہ غسلین فعلین کے وزن پر ہے، غسل ۔بفتح الغین۔ سے مشتق وماخوذ ہے، زخم کی دھونی کو غسلین کہتے ہیں۔

عبارت مذکورہ کی وضاحت

جرح تو ہر زخم کو کہتے ہیں، مگر دبر (۴) اس زخم کو کہتے ہیں جو اونٹ کو لگا ہو، عموماً بار برداری کی وجہ سے اونٹوں کی پیٹھ زخمی ہو جاتی ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ غسلین زخموں کو دھونے سے جو گندا اور غلیظ پانی نکلتا ہے کو

(۱) عمدة القاري ١٥/ ١٦٠، وفتح الباري ٦/ ٣٣١.

(٢) الكنز المتواري ١٣/ ١٧٤، وقال العيني في العمدة (١٥/ ١٦١): "وقد تردد البخاري في كون الغساق والغسق واحدا، وليس بواحد......".

(٣) الحاقة/ ٣٦.

(٤) والدبر: بفتح الدال المهملة والموحدة: ما يصيب الإبل من الجراحات". شرح القسطلانی ٥/ ٢٨٧.

کہتے ہیں، جسے دھون بھی بولتے ہیں۔(۱)

اوپر ذکر کردہ غسلین کی تفسیر حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جب کہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے غسلین کے معنی یہ نقل کیے ہیں: "صديد أهل النار". (۲) یعنی جہنمیوں کا پیپ۔(۳)

مطلب یہ ہے کہ زخموں کا لہو اور پیپ ان کی خوراک ہوگا، چوں کہ ان کے زخم وہاں دھوئے تو جائیں گے نہیں تو جو اس میں سے پیپ اور لہو نکلے گا وہ اس کو کھائیں گے۔

ایک اشکال اور اس کے جوابات

یہاں اشکال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ولا طعام إلا من غسلين﴾، دوسری جگہ ہے: ﴿ليس لهم طعام إلا من ضريع﴾ (٤) اور ضریع ظاہر ہے کہ نبات کو کہتے ہیں تو بظاہر دونوں آیتوں میں تعارض ہوگیا؟!

بعض حضرات نے جمع بین الآیتین کی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ ضریع غسلین ہی میں سے ہوگا، لیکن یہ غلط ہے، اس لیے کہ کتاب التفسیر (۵) میں آرہا ہے کہ ضریع نبات ہے اور یہاں خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے غسلین کی شرح دھون سے کی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جہنمی مختلف اقسام کے ہوں گے، ہر ایک قسم کی غذا الگ الگ ہوگی، کسی کی ضریع تو کسی کی غسلین۔(٦) واللہ اعلم

---

(۱) دیکھیے، فیروز اللغات فارسی، حصہ دوم ۱۶۸، مادہ غ۔س۔

(٢) عمدة القاري ١٥/ ١٦١، وفتح الباري ٦/ ٣٣١، وتفسير الطبري ٢٩/ ٤١.

(٣) عمدة القاري ١٥/ ١٦١، وفتح الباري ٦/ ٣٣١.

(٤) الغاشية/ ٦.

(٥) صحيح البخاري، كتاب التفسير، (تفسير) سورة هل أتك حديث الغاشية. قال البخاري رحمه الله هناك: "ويقال: لضريع نبت......".

(٦) فتح الباري ٦/ ٣٣١، وعمدة القاري ١٥/ ١٦١.

وَقالَ عِكْرِمَةُ : «حَصَبُ جَهَنَّمَ» /الأنبياء: ٩٨/ : حَطَبُ بِالحَبَشِيَّةِ . وَقالَ غَيْرُهُ : «حاصِبًا» /الإسراء: ٦٨/ : الرِّيحُ الْعَاصِفُ ، وَالحَاصِبُ ما تَرْمِي بِهِ الرِّيحُ ، وَمِنْهُ «حَصَبُ جَهَنَّمَ» يُرْمٰى بِهِ فِي جَهَنَّمَ هُمْ حَصَبُهَا ، وَيُقَالُ : حَصَبَ فِي الْأَرْضِ ذَهَبَ ، وَالحَصَبُ مُشْتَقٌّ مِنْ حَصْبَاءِ ٱلْحِجَارَةِ . «صَدِيدٍ» /إبراهيم: ١٦/ : قَيْحٌ وَدَمٌ . «خَبَتْ» /الإسراء: ٩٧/ : طَفِئَتْ . «تُورُونَ» /الواقعة: ٧١/ : تَسْتَخْرِجُونَ ، أَوْرَيْتُ أَوْقَدْتُ . «لِلْمُقْوِينَ» /الواقعة: ٧٣/ : لِلْمُسَافِرِينَ ، وَالْقِيُّ الْقَفْرُ .

وقال عكرمة: ﴿حصب جهنم﴾ حطب بالحبشية

آیت کریمہ ﴿انكم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم﴾کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں مذکور لفظ حصب کی تفسیر حطب سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ حبشی زبان میں حصب کو حطب کہتے ہیں اور حطب کے معنی لکڑی اور ایندھن کے ہیں۔ علامہ خلیل بن احمد فراہیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حصب مطلقاً ایندھن کو کہتے ہیں، یعنی جو آگ جلانے کے کام آئے، جو لکڑی ایندھن کے طور پر مستعمل نہ ہو وہ حصب نہیں ہے۔(۱)

ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عکرمہ کی مراد یہ ہے کہ لفظ حصب حبشی الاصل ہے، جسے عربوں نے سنا اور اس کو عربی زبان کا حصہ بنا دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اب یہ عربی لفظ ہے، ورنہ قرآن کریم میں کوئی غیر عربی لفظ موجود نہیں ہے۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تعلیق کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں عبد الملک بن ابجر کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۳)

---

(١) كتاب العين للفراهيدي ٣/١٢٣، باب الحاء والصاد والباء معهما، مادة: حصب، وعمدة القاري ١٥/١٦١.

(٢) التوضيح ١٩/١٦٦، وعمدة القاري ١٥/١٦١.

(٣) فتح الباري ٦/٣٣١، وتغليق التعليق ٣/٥٠٨.

اسی طرح ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی موصولاتخریج فرمائی ہے۔(۱)

وقال غيره: ﴿حاصبا﴾: الريح العاصف

غیرہ کی ضمیر مجرور حضرت عکرمہ کی طرف راجع ہے اور غیر سے مراد ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے سورۃ الملک کی آیت ﴿أم أمنتم من في السماء أن يرسل عليكم حاصبا﴾ (۲) میں وارد لفظ حاصبا کی تفسیر الریح العاصف سے کی ہے(۳) یعنی ایسی شدید آندھی جو مٹی اور کنکریاں اڑائے۔

والحصب مشتق من حصباء الحجارة

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر لفظ حصب کے اشتقاق کی تبدیلی سے مختلف معانی کو ذکر کیا تھا، اس جملے میں ان سب معانی کی اصل بتلادی کہ حصب دراصل حصباء سے ہے اور حصباء کنکر کو کہتے ہیں، جوہری نے لکھا ہے حصبت الرجل أحصبه کے معنی ہیں: رميته بالحصباء کہ میں نے اسے کنکر مارے۔(۴)

اہل جہنم کو بھی ﴿حصب جهنم﴾ کہا گیا ہے کہ انہیں اس میں پھینکا جائے گا، جیسا کہ کنکر پھینکا جاتا ہے، جہاں وہ بطور ایندھن جلیں گے۔(۵)

اور حصب في الأرض کے معنی ہیں: جانا، چلنا۔(۶) واللہ اعلم

﴿صديد﴾: قيح ودم

اس میں آیت کریمہ ﴿ويسقى من ماء صديد﴾ (۷) کی طرف اشارہ ہے کہ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) عمدة القاري ١٦١/١٥.

(۲) الملك/١٧.

(۳) فتح الباري ٣٣١/٦، وعمدة القاري ١٦١/١٥، ولسان العرب، مادة حصب.

(٤) الصحاح للجوهري، مادة حصب، وعمدة القاري ١٦١/١٥.

(٥) عمدة القاري ١٦١/١٥، وفتح الباري ٣٣٢/٦.

(٦) عمدة القاري ١٦١/١٥، وفتح الباري ٣٣٢/٦، وكشف الباري، كتاب التفسير، سورة الإسراء، ٣٦٣-٣٦٤، ولسان العرب، مادة حصب.

(٧) إبراهيم/١٦.

نے صدید کی تفسیر پیپ اور خون سے کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہنمیوں کو پینے کے لیے پیپ اور خون دیا جائے گا۔(۱)

﴿خبت﴾: طفئت.

اس میں آیت کریمہ ﴿کلما خبت زدنٰهم سعیرا﴾ (۲) کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں وارد لفظ خبت کے معنی طفئت، یعنی بجھنے کے ہیں۔

خبت کی تحقیق اور مختلف معانی محتملہ

خبت فعل ماضی مؤنث کا صیغہ ہے، اس میں ضمیر ہے، جو لوٹ رہی ہے النار کی طرف اور مطلب یہ ہے کہ وہ آگ جب ٹھنڈی ہوگی ہم (اللہ میاں) اس کی شدت کو بڑھا دیں گے۔

خبت خبؤ سے مشتق ہے، نصر سے آتا ہے، جس کے معنی اگر اس کا فاعل النار ہو تو ٹھنڈا ہونے کے ہیں۔ تاہم حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر طفئت سے کی ہے، جس کے معنی بجھنے کے ہیں، یہ تفسیر دراصل امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریق سے امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔ جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر "سکنت" مروی ہے۔ اسی طرح امام ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے۔(۳)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی دوسرے معنی راجح ہونے چاہییں، کیوں کہ اہل عرب آگ کے بارے میں جب وہ ٹھنڈی ہو جائے اور انگاروں پر راکھ غالب آنے لگے تو خبت النار کہتے ہیں اور جب اکثر انگارے بجھ جائیں تو خمدت النار بولتے ہیں اور جب بالکل بجھ جائے تو ھمدت النار کہتے ہیں۔ جب کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جہنم کی آگ نہیں بجھے گی۔ اس لیے لفظ خبت کی مناسب تفسیر وہی ہے جو

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۶۱، ومجاز القرآن ۱/۳۳۸، سورة إبراهيم

(۲) الإسراء/۹۷.

(۳) تفسير الطبري ۱۵/۱۱۳، سورة الإسراء، ومجاز القرآن ۱/۳۹۱.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کے معنی سکنت کے ہیں۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

﴿تورون﴾: تستخرجون، أوريتُ: أوقدتُ.

تورون یعنی تم نکالتے ہو۔أوریت: أوقدت

لفظ تورون کے ذریعے حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے سورہ واقعہ کی آیت کریمہ ﴿أفرأيتم النار التي تورون﴾ (۲) کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اور مذکورہ تفسیر ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ انہوں نے تورون کی تفسیر تستخرجون سے کی ہے، جس کے معنی نکالنے کے ہیں۔ درختوں کی لکڑیاں جلا کر ان سے آگ نکالنے کا کام لیا جاتا ہے۔(۳)

أوریت باب افعال سے ماضی متکلم ہے، جس کے معنی آگ سلگانے اور جلانے کے ہیں، مجرد سے بھی اس کے یہی معنی آتے ہیں۔(۴)

﴿للمقوين﴾: للمسافرين، القي: القفر.

سورہ واقعہ میں ہی آیا ہے، ﴿نحن جعلناها تذكرة ومتاعا للمقوين﴾ (۵)، چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں وارد لفظ مقوین کی تفسیر وتوضیح فرمارہے ہیں کہ مقوین کے معنی مسافر کے ہیں۔

متعدد تفسیری اقوال

اس لفظ کی تفسیر ومطلب میں متعدد اقوال ہیں، حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ اور ابن جریر رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس کے معنی مسافرین کے بیان کیے ہیں۔ بعض دیگر ائمہ تفسیر فرماتے ہیں کہ یہ قی سے مشتق ہے، جس کے معنی جنگل وبیابان کے ہیں۔ جب کہ حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے اس کے معنی محتاج اور فقیر کے

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٣٢، ولسان العرب، مادة خب ء، والقاموس الوحيد، مادة: خبء.

(۲) الواقعة/ ٧١.

(۳) فتح الباري ٦/ ٣٣٢، ومجاز القرآن ٢/ ٢٥٢.

(٤) عمدة القاري ١٥/ ١٦١، والقاموس الوحيد، مادة وري.

(٥) الواقعة/ ٧٣.

مروی ہیں اور ابن ابی نجیح نے معنی مستمعین، یعنی کان لگانے اور توجہ سے سننے والا بھی کیا ہے۔(۱)

یہ جملہ مطالب ومعانی بلا تکلف اس جگہ جمع بھی ہو سکتے ہیں، کیوں کہ آگ جیسی نعمت (جس کا ذکر اس سے پہلے ہوا) کا ہر شخص محتاج ہے اور خالق لم یزل کی طرف سے عظیم احسان وانعام، خواہ مقیم ہو یا مسافر، جنگل وبیابان میں ہو یا آبادی میں، محتاج ہو یا آسودہ حال، غنی ہو یا تنگ دست......، ہر ایک اس نعمت کا محتاج ہے اور اس سے استفادہ کرتا ہے۔

القي قفر یعنی بیابان، بے آب وگیاہ صحراء، جنگل، چٹیل میدان۔ اس کی جمع قفار آتی ہے۔(۲)

وَقالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «صِرَاطِ الجَحِيمِ» /الصافات: ٢٣/ : سَوَاءِ الجَحِيمِ وَوَسَطِ الجَحِيمِ. «لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ» /الصافات: ٦٧/ : يُخْلَطُ طَعَامُهُمْ وَيُسَاطُ بِالحَمِيمِ. «زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ» /هود: ١٠٦/ : صَوْتٌ شَدِيدٌ وَصَوْتٌ ضَعِيفٌ. «وِرْدًا» /مريم: ٨٦/ : عِطَاشًا. «غَيًّا» /مريم: ٥٩/ : خُسْرَانًا. وَقالَ مُجَاهِدٌ : «يُسْجَرُونَ» /غافر: ٧٢/ : تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ. «وَنُحَاسٌ» /الرحمن: ٣٥/ : الصُّفْرُ ، يُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ. يُقَالُ : «ذُوقُوا» /الحج: ٢٢/ : بَاشِرُوا وَجَرِّبُوا ، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ. «مارِجٌ» /الرحمن: ١٥/ : خالِصٌ مِنَ النَّارِ ، مَرَجَ الْأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ. «مَرِيجٍ» /ق: ٥/ : مُلْتَبِسٍ ، مَرِجَ أَمْرُ النَّاسِ ٱخْتَلَطَ. «مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ» /الرحمن: ١٩/ : مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا.

وقال ابن عباس: ﴿صراط الجحيم﴾: سواء الجحيم ووسط الجحيم.

قرآن مجید میں ایک جگہ ﴿صراط الجحیم﴾ ہے اور ایک جگہ ﴿سواء الجحیم﴾ (۳) مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کی تفسیر وسط الجحیم سے کی اور دلیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا، مطلب یہ ہے کہ یہ لفظ دونوں میں مشترک ہے۔(۴)

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٣٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٢، ومعارف القرآن للكاندهلوي ٧/٦٢٠.

(۲) لسان العرب، مادة (ق،ی،ی)، وعمدة القاري ١٥/١٦٢.

(۳) الصافات/٥٥.

(٤) فتح الباري ٦/٣٣٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٢، تحفة الباري ٤/٣٢.

مذکورہ تعلیق کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا تفسیری اثر کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

﴿لشوبا من حميم﴾: يخلط طعامهم، ويساط بالحميم.

آیت مبارکہ ﴿ثم إن لهم عليها لشوبا من حميم﴾(۲) کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور شوب کی تفسیر خلط سے کی ہے، حضرت ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تقول العرب: كل شيء خلطته بغيره فهو مشوب".(۳)

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا سینڈ کے درخت کا کھانا گرم کھولتے ہوئے پانی کے ساتھ مخلوط اور ملا ہوا ہوگا۔ ساط یسوط سوطا اور خلط یخلط کے ایک ہی معنی ہیں، یعنی ملانا اور خلط ملط کرنا۔(۴)

﴿زفير وشهيق﴾: صوت شديد وصوت ضعيف.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿ففي النار لهم فيها زفير وشهيق﴾(۵) کی طرف اشارہ ہے، اس میں واردشدہ الفاظ زفیر وشہیق کی تفسیر فرما رہے ہیں کہ زفیر کے معنی سخت آواز کے اور شہیق کے معنی کمزور آواز کے ہیں۔ امام طبری اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کی یہی تفسیر روایت کی ہے۔(۶)

---

(۱) فتح الباري ٣٣٢/٦، وعمدة القاري ١٦٢/١٥، وتغليق التعليق ٥٠٨/٣، والدر المنثور ٢٧٧/٥، وتفسير الطبري ٣٩/٢٣.

(۲) الصافات/٦٧.

(۳) فتح الباري ٣٣٢/٦، وعمدة القاري ١٦٢/١٥، وتفسير الطبري ٤١/٢٣.

(۴) عمدة القارى ١٦٢/١٥، وكشف البارى، كتاب التفسير ٥٥٠، والقاموس الوحيد، مادة "سوط".

(۵) هود/١٠٦.

(۶) فتح الباري ٣٣٢/٦، وعمدة القاري ١٦٢/١٥، وتفسير الطبري ٧٠/١٢.

لغت میں زفیر گدھے کی شروع کی آواز کو کہتے ہیں، جو سخت ہوتی ہے اور شہیق گدھے کی پچھلی آواز کو کہتے ہیں، جو آہستہ اور کم ہوتی ہے، مگر اس میں سانس بہت لمبا ہوتا ہے۔

اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اہل جہنم کی دوزخ میں یہ حالت ہوگی کہ ان کے لیے گدھے کی اول آواز اور آخر آواز کی طرح چلانا اور چنگاڑنا ہوگا، شدت کرب وغم اور شدت رنج والم سے ان اشقیاء کی یہ حالت ہوگی۔(۱) أعاذنا اللہ منہا

﴿وردا﴾: عطاشا.

آیت کریمہ ﴿ونسوق المجرمين إلى جهنم وردا﴾ (۲) کے لفظ وردا کی تفسیر کی جارہی ہے کہ یہ عطاشا کے معنی میں ہے، یعنی پیاسے۔ ابن ابی حاتم کے مطابق یہ تفسیر بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔(۳)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر منقطعة أعناقهم من الظمأ مروی ہے۔(۴) کہ شدت پیاس سے ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی ہوں گی۔

﴿غيا﴾: خسرانا

آیت کریمہ ﴿فسوف يلقون غيا﴾ (۵) کے لفظ غي کی تفسیر بیان کی جارہی ہے کہ یہ خسران اور نقصان کے معنی میں ہے۔ یہ تفسیر بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو ابن ابی حاتم نے موصولا نقل کی ہے۔(۶)

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٣٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٢، ومعارف القرآن للكاندهلوي ٤/٧٣، سورة هود.

(۲) مريم/٨٦.

(۳) فتح الباري ٦/٣٣٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٢، والدر المنثور ٣/٣٥٠، وتغليق التعليق ٣/٥٠٩.

(٤) فتح الباري ٦/٣٣٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٢.

(٥) مريم/٥٩.

(٦) فتح الباري ٦/٣٣٢، وتغليق التعليق ٣/٥٠٩.

جب کہ ابن ابی حاتم ہی نے ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ان کے والد ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس لفظ غي کے معنی یہ بتائے ہیں کہ یہ جہنم کی ایک وادی ہے، جو بہت گہری ہے۔(۱) اس صورت میں آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ اس وادی غی کی تپش اور حرارت میں ڈالے جائیں گے۔(۲)

وقال مجاهد: ﴿يسجرون﴾: توقد بهم النار

قرآن کریم کی آیت ﴿ثم في النار يسجرون﴾ (۳) کے لفظ یسجرون کی تفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی گئی ہے کہ ان مشرکین وکفار کے ذریعے جہنم کی آگ جلائی جائے گی، یعنی یہ اس کا ایندھن ہوں گے، جیسے لکڑی ہوتی ہے۔(۴)

لفظ یسجرون باب نصر سے ہے، سجرا وسجورا اس کا مصدر ہے۔(۵)

﴿ونحاس﴾: الصفر، يصب على رؤوسهم

یہاں آیت کریمہ ﴿يرسل عليكما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران﴾ (٦) کی وضاحت کی جارہی ہے کہ اس میں وارد لفظ نحاس کے معنی صفر کے ہیں، یعنی پیتل...... کہ اس کو پگھلا کر جہنمیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا۔(۷)

یہ تفسیر بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔(۸)

---

(۱) فتح الباری ٦/٣٣٢-٣٣٣، عمدة القاري ١٥/١٦٢.

(۲) عمدة القاري ١٥/١٦٢.

(۳) غافر/٧٢.

(٤) فتح الباري ٦/٣٣٣، وتغليق التعليق ٣/٥٠٩.

(٥) القاموس الوحيد، مادة سجر.

(٦) الرحمن/٣٥.

(٧) عمدة القارى ١٥/١٦٣، وكشف البارى، كتاب التفسير ٦٥٢.

(٨) تغليق التعليق ٣/٥١٠، وفتح الباري ٦/٣٣٣، وتفسير مجاهد ٥٦٦.

﴿ذوقوا﴾: باشروا وجربوا، وليس هذا من ذوق الفم.

قرآن کریم کی آیت ﴿وذوقوا عذاب الحريق﴾ [1] کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ یہاں ذوق از قبیل امر معنوی ہے، یعنی ادراک واحساس اور شعور، کیوں کہ عذاب کھانے کی چیز نہیں، بلکہ تجربے اور برتنے کی چیز ہے، اسی لیے اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ جہنمیوں سے کہا جائے گا کہ جلنے کے اس عذاب کو اب برتو، تجربہ کرو۔

اور یہ ذوق الفم سے نہیں ہے، یعنی منہ سے چکھنا مراد نہیں ہے، چناں چہ یہ مجاز ہے، کیوں کہ ذوق کی حقیقت تو منہ سے چکھنا ہے اور بھی بہت سی آیات میں یہ مادہ اسی معنی مجازی میں استعمال ہوا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ذاقوا وبال أمرهم﴾ (٢)، نیز فرمایا: ﴿ذق إنك أنت العزيز الكريم﴾ (٣) اور فرمایا: ﴿لا يذوقون فيها الموت﴾ (٤).

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ (٥) سے مرفوعا اور طبری نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے موقوفا (٦) نقل کیا ہے کہ جہنمیوں پر اس آیت سے زیادہ کوئی اور سخت آیت نازل نہیں ہوئی، چناں چہ فرمایا: ﴿فذوقوا فلن نزيدكم إلا عذابا﴾ (٧) کہ اس کو برتو، اس کا مزہ چکھو، ہم تمہارے لیے عذاب میں اضافہ ہی کرتے رہیں گے۔ (٨) أعاذنا اللہ منہا

---

(١) آل عمران/١٨١.

(٢) الحشر/١٥.

(٣) الدخان/٤٩.

(٤) الدخان/٥٦.

(٥) كتاب البعث والنشور، باب قول الله عزوجل: ﴿إن الذين كفروا......﴾ ٣١٨/١، رقم (٥٧٩)، ومجمع الزوائد ٤١/٧، رقم (١١٤٦٣)، وتفسير ابن كثير ٣٧٧/٦، سورة النبأ.

(٦) جامع البيان للطبري ٣٦/٢٤، سورة النبأ.

(٧) النبأ/٣٠.

(٨) فتح الباری ٣٣٣/٦، وتحفة الباري ٣٣/٤.

﴿مارج﴾: خالص من النار. مرج الأمير رعيته: إذا خلاّهم يعدو بعضهم على بعض. ﴿مريج﴾: ملتبس، مرج أمر الناس: اختلط.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں قرآن کریم کی تین آیات کے تین الفاظ کی تشریح کی ہے، ان تینوں الفاظ میں مشترک شے یہ ہے کہ ان میں کلمہ مرج مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

''مارج'' کے ذریعے آیت کریمہ ﴿وخلق الجان من مارج من نار﴾ (۱) کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس میں لفظ مارج کے معنی خالص کے ہیں۔ دراصل مارج اس انتہائی تیز شعلے کو کہتے ہیں جس کے ساتھ دھواں نہ ہو، اسی طرح دہکتا ہوا شعلہ بھی اسے کہا جاسکتا ہے۔ (۲)

مرج الأمير رعيته کے معنی ہیں بادشاہ یا حاکم کا رعایا کو فساد کی چھوٹ دینا کہ جس طرح چاہو ایک دوسرے پر ظلم کرو اور انہیں بے لگام چھوڑ دینا۔ (۳)

''مریج'' کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ ﴿بل كذبوا بالحق لما جاء هم فهم في أمر مريج﴾ (۴) کے لفظ مریج کی تفسیر کی ہے کہ اس کے معنی ملتبس کے ہیں، یعنی الجھا ہوا اور پیچیدہ۔ اسی سے مرج أمر الناس ہے، یعنی مشتبہ اور خلط ملط ہونا، بگڑنا، یہ باب سمع سے ہے اور مرج اس کا مصدر ہے۔ (۵)

﴿مرج البحرين﴾: مرجت دابتك إذا تركتها

سورہ رحمٰن کی آیت ﴿مرج البحرين يلتقيان﴾ (۶) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر فرمارہے ہیں اور مرجت دابتك کے معنی ہیں جب آپ جانور کو چرنے کے لیے چھوڑ دیں۔

---

(۱) الرحمٰن/۱۵.

(۲) لسان العرب، مادۃ: ''مرج''، والقاموس الوحید، مادۃ: ''مرج''، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۶۳.

(۳) حوالہ جات بالا، وفتح الباری ۶/۳۳۳.

(۴) ق/۵.

(۵) لسان العرب، مادۃ مرج، والقاموس الوحید، مادۃ مرج''، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۶۳ وفتح الباری ۶/۳۳۳.

(۶) الرحمٰن/۱۹.

یہ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔(۱)

بحرین سے کیا مراد ہے؟

آیت کریمہ میں بحرین سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے، چناں چہ بعض کہتے ہیں کہ بحرالسماء و بحرالارض مراد ہے(۲)۔ بعض کہتے ہیں کہ بحر فارس اور بحر روم مراد ہے(۳) بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے شیریں اور نمکین دریا مراد ہے۔(۴)

قول اول یعنی بحرالسماء و بحرالأرض کو ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اس کے بعد فرمایا ہے: ﴿یخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾ (۵) لولو اور مرجان اصداف اور سیپیوں سے نکلتے ہیں، بحرالسماء سے بحرالارض میں قطرہ گرتا ہے اور وہاں سیپ کے منہ میں داخل ہو کر موتی بنتا ہے، پھر ان سیپیوں سے موتی نکالے جاتے ہیں۔(۶)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے(۷) مگر آخری احتمال میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے، کیوں کہ یہاں اللہ تبارک وتعالی کی قدرت کاملہ کا بیان ہو رہا ہے کہ رب کریم دو دریاؤں کو اس طرح رواں رکھ سکتا ہے کہ اگرچہ دونوں متصل اور باہم ملے ہوئے ہوں، مگر ایک شیریں ہو، دوسرا نمکین، دونوں کا پانی

---

(۱) مجاز القرآن ۲/۷۷، سورة الفرقان، وشرح القسطلانی ۵/۲۸۷، وعمدة القاری ۱۵/۱۶۳، وفتح الباری ۶/۳۳۳.

(۲) عن ابن عباس، قال: "المراد بالبحرين هنا: بحر السماء والأرض يلتقيان كل عام". رواه الطبري من طريق علي بن أبي طلحة ۲۷/۷۵.

(۳) ومن طريق قتادة والحسن: "هما بحرا فارس والروم". فتح الباری ۶/۳۳۳، و۲۷/۷۵.

(٤) فتح الباری ۶/۳۳۳.

(۵) الرحمن/۲۲.

(٦) تفسير الطبري ۲۷/۷۵، وفتح الباری ۶/۳۳۳.

(۷) "قلت: وفي هذا دفع لمن جزم بأن المراد بهما البحر الحلو والبحر الملح......".فتح الباری ۶/۳۳.

باہم ملتا نہ ہو، اس پر تفسیر میں ہم بات کر چکے ہیں۔(۱)

شبہے سے خالی دلیل

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ کسی عالم کو ایک مرتبہ ادلہ کلامیہ میں کچھ شک اور تردد ہوا تو اللہ رب العزت سے دعا کی، اے پروردگار! کوئی ایسی دلیل القاء فرما دیجیے کہ اس میں کسی فلسفی کو کوئی شبہ نہ ہو سکے اور نہ وہ کسی قسم کی تشکیک جاری کر سکے...... تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے اور یہ آیات پڑھ رہا ہے:

﴿مرج البحرين يلتقيان بينهما برزخ لا يبغيان﴾(۲)

وہ عالم فوراً مطمئن ہو گئے اور سمجھ لیا کہ واقعتاً یہ استدلال ایسی حجت قاطعہ ہے کہ اس کے بارے میں کوئی دھریہ اور منکر خدا ذرا بھی تامل وتردد کی گنجائش نہیں نکال سکتا اور اس آیت نے مادہ پرست طبیعیین کے شبہہ کا قلع قمع کر دیا ہے کہ پانی کی طبیعت تو اختلاط واتصال اور امتزاج ہے تو......، سوائے قدرت خداوندی کے کون سی چیز دونوں دریاؤں کے پانی کو ایک دوسرے میں خلط ملط ہونے سے روکنے والی ہے؟! تعالی اللہ تعالی وجلت قدرتہ.(۳)

ترجمۃ الباب کے ساتھ آیات کی مناسبت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو ترجمہ قائم کیا اس کا عنوان تھا "صفة النار وأنها مخلوقة"...... اس کے تحت انہوں نے مختلف آیات قرآنیہ کے متنوع الفاظ اور ان کی تفسیر وتوضیح ذکر کی ہے، ان سب آیات کا جہنم اور اہل جہنم کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق ہے۔

چناں چہ غساق اور غسلین جہنمیوں کی خوراک کا حصہ ہوگا، حصب جہنم یعنی یہ جہنمی وہاں کی آگ کے لیے بطور ایندھن استعمال ہوں گے، پھر صدید کا ذکر ہے، جو اہل جہنم کا مشروب ہوگا، ﴿كلما خبت زدناهم

---

(۱) دیکھیے، کشف الباری، کتاب التفسیر ۶۵۱۔

(۲) الرحمن/ ۱۹۔ ۲۰.

(۳) معارف القرآن کاندھلوی ۷/ ۶۰۹.

سعیرا﴾ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ آگ کبھی سرد نہیں ہوگی، ﴿أفرأیتم النار التي تورون﴾ میں آگ کا ذکر ہے، مقوین میں بھی آگ کا ذکر ہے، جو جہنم کا لازمہ ہے، ﴿صراط الجحیم﴾ اور ﴿سواء الجحیم﴾ میں وسط جہنم کا ذکر ہے، ﴿لشوبا من حمیم﴾ میں یہ مذکور ہے کہ ان کو کھانے میں کھولتا ہوا گرم پانی ملا کر دیا جائے گا۔ زفیر وشہیق میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جہنمی شدت تکلیف سے گدھے کی طرح چلاتے ہوں گے۔ ﴿وردا﴾ میں ان کی پیاس کا ذکر ہے اور ﴿غیا﴾ میں یہ بتلایا گیا کہ وہ بہت خسارے میں ہوں گے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اثر ﴿یسجرون﴾...... میں یہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ اس جہنم کی آگ کا ایندھن یہ جہنمی ہی ہوں گے۔ ﴿ونحاس﴾...... میں جہنمیوں پر ہونے والے متنوع عذاب کی ایک نوع ذکر کی گئی ہے، پھر فرمایا گیا کہ وہ ان تمام انواع عذاب کو برتیں گے، جھیلیں گے، روز نت نئے تجربات سے گذریں گے، پھر ان سے کہا جائے گا: چکھو اس عذاب کو......۔

آخری لفظ جو ذکر فرمایا وہ ﴿مارج من نار﴾ ہے کہ دہکتی آگ کے شعلوں سے ان جنات کی تخلیق ہوئی اور نار اور جہنم ایک ہی چیز ہے اور نار جہنم کا لازمہ ہے۔ أعاذنا اللہ من جمیعہا۔

اس کے بعد یہ سمجھو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ کے تحت دس حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، جن میں کی پہلی حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٨٥ : حدّثنا أَبُو الْوَلِيدِ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُهَاجِرٍ أَبِي الْحَسَنِ قالَ : سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ يَقُولُ[1] : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفَرٍ ، فَقَالَ : (أَبْرِدْ) . ثُمَّ قالَ : (أَبْرِدْ) . حَتَّى فَاءَ الْفَيْءُ ، يَعْنِي لِلتُّلُولِ ، ثُمَّ قالَ : (أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ) . [ر : ٥١١]

(١) قوله: "أبا ذر رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر.

تراجم رجال

۱) ابوالولید

یہ ہشام بن عبدالملک الباہلی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب علامۃ الإیمان حب الأنصار" میں گذر چکے ہیں(۱)

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده" میں گذر چکے ہیں۔(۲)

۳) مہاجر

مہاجر مولی ابی الحسن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) زید بن وہب

یہ زید بن وہب الجہنی الہمذانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۵) ابوذر

یہ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب المعاصي من أمر الجاهلية......" کے تحت آچکے ہیں۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے تو فرمایا

---

(۱) کشف الباری ۳۸/۲۔

(۲) کشف الباری ۶۷۸/۱۔

(۳) ان دونوں کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر.

(۴) کشف الباری ۲۳۸/۲۔

تاخیر کرو، پھر فرمایا کہ تاخیر کرو، یہاں تک سایہ ڈھل گیا، یعنی ٹیلوں کی طرف۔ پھر فرمایا کہ نماز (ظہر) میں تاخیر کیا کرو، کیوں کہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش میں سے ہے۔

یہ حدیث کتاب الصلاۃ میں گذر چکی ہے،(۱) یہاں ترجمہ کی مناسبت سے دوبارہ ذکر کی ہے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے، "فإن شدة الحر من فيح جهنم". (۲) کہ اس سے ترجمہ کے دونوں جز ثابت ہو رہے ہیں، صفۃ النار بھی اور جہنم کا موجود ہونا بھی، ظاہر ہے اگر وہ موجود نہ ہوتی تو اس کی تپش کہاں سے آتی؟!(۳)

باب کی دوسری حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۸۶ : حدَّثنا محمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ ذَكْوَانَ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ(۴) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ) . [ر : ۵۱۳]

تراجم رجال

۱) محمد بن یوسف

یہ محمد بن یوسف فریابی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب ما كان النبي

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم (۵۳۵).

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۶۳، وفتح الباری ۶/۳۳۳۔

(۳) فتح الباری ۶/۳۳۳۔

(٤) قوله: "عن أبي سعيد الخدری رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في مواقيت الصلوة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر.

صلی اللّٰه علیه وسلم یتخولهم......" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے ہیں۔(۱)

۲) سفیان

یہ مشہور محدث حضرت سفیان بن عیینہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی کی پہلی حدیث اور تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا وأنبأنا" میں آچکے ہیں۔(۲)

۳) الاعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں(۳)

۴) ذکوان

یہ ابوصالح ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا لقب سمان وزیات ہے۔ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں نقل کیا جاچکا ہے۔(۴)

۵) ابوسعید

یہ مشہور صحابی حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من الدین الفرار من الفتن" میں ہوچکا ہے۔(۵)

یہ حدیث بھی کتاب الصلاۃ میں گذر چکی ہے۔(۶) باب کے ساتھ مناسبت بھی واضح ہے۔

---

(۱) کشف الباری ۲۵۲/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۳۸/۱ و ۱۰۲/۳۔

(۳) کشف الباری ۲۵۱/۲۔

(۴) کشف الباری ۶۵۸/۱۔

(۵) کشف الباری ۸۲/۲۔

(٦) صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم (٥٣٨).

باب کی تیسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٨٧ : حدّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ[1] يَقُولُ : قالَ رَسُولُ ٱللّٰهِ ﷺ : (ٱشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا ، فَقَالَتْ : رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا ، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ : نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ ، فَأَشَدُّ ما تَجِدُونَ مِنَ الحَرِّ ، وَأَشَدُّ ما تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ) . [ر : ٥١٢]

تراجم رجال

۱)ابوالیمان

یہ ابوالیمان الحکم بن نافع حمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲)شعیب

یہ شعیب بن ابی حمزہ اموی حمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات محدثین کا تذکرہ بدء الوحی کی چھٹی حدیث کے تحت آچکا ہے۔(۲)

۳)الزہری

یہ معروف محدث امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی اور مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب غسل الرجل مع امرأته" میں آچکا۔(۳)

۴)ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات

---

(۱) قوله: "أبا هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب مواقيت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر.

(۲) کشف الباری ۱/۴۷۹-۴۸۰۔

(۳) کشف الباری ۱/۳۲۶، الحدیث الثالث، وکشف الباری، کتاب الغسل ۱۹۴۔

کتاب الإیمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإیمان" میں آچکے۔(۱)

۵) ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکا۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمۃ الباب کے ساتھ واضح ہے کہ اس میں جہنم کے دو سانسوں کا ذکر ہے، ایک گرمی میں، ایک سردی میں۔(۳)

علاوہ ازیں یہ اور ماقبل کی دونوں حدیثیں جمہور کی اپنے موقف پر قوی ترین حجت ہیں کہ جہنم ابھی بھی موجود ہے اور اس کی تخلیق ہوچکی ہے۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وهذه الأحاديث من أقوى الأدلة على ما ذهب إليه الجمهور من أن جهنم موجودة الآن". (٤)

باب کی چوتھی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٨٨ : حدّثني عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو عامِرٍ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الضُّبَعِيِّ قالَ : كُنْتُ أُجالِسُ ٱبْنَ عَبَّاسٍ بِمَكَّةَ(٥) ، فَأَخَذَتْنِي الحُمَّى ، فَقَالَ : أَبْرِدْهَا عَنْكَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، فَإِنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (الحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ ، أَوْ قالَ : بِمَاءِ زَمْزَمَ) . شَكَّ هَمَّامٌ .

---

(۱) کشف الباری ۲/۳۲۳۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔ نیز یہ حدیث بھی پیچھے گذر چکی ہے، دیکھیے صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، رقم (٥٣٧).

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۶۴۔

(۴) فتح الباری ۶/۳۳۳۔

(٥) قوله: "كنت أجالس ابن عباس رضي الله عنه": الحديث، انفرد به الإمام البخاري رحمه الله، ولم يخرجه غيره. تحفة الأشراف ٥/٢٦٣، رقم (٦٥٣٠).

تراجم رجال

۱)عبداللہ بن محمد

یہ عبداللہ بن محمد مسندی جعفی بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲)ابوعامر

یہ ابوعامر عبدالملک بن عمرو بن قیس عقدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات محدثین کا اجمالی تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں ہو چکا ہے۔(۱)

۳)ہمام

یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۴)ابوحمزہ

یہ ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أداء الخمس من الإیمان" کے تحت آچکا ہے۔(۳)

۵)ابن عباس رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر، وکفر......" میں ہو چکا۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

مشہور تابعی حضرت ابوجمرہ ضبعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت ابن

(۱) کشف الباری ۶۵۸/۱۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاۃ، باب من نسي صلاۃ فلیصل......

(۳) کشف الباری ۱۰۷/۲۔

(۴) کشف الباری ۴۳۵/۱ و ۲۰۵/۲۔

عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا کہ مجھے بخار نے آلیا تو حضرت نے بطور علاج مجھے یہ کہا کہ اس بخار کی تپش کو آب زمزم سے ٹھنڈا کرو، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بخار جہنم کی تپش سے ہے، سوأسے پانی یا زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

باب کی پانچویں حدیث حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۸۹ : حدَّثني عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ : أَخْبَرَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ[1] قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : (الحمَّى مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ ، فَابْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ) . [۵۳۹۴]

تراجم رجال

۱) عمرو بن عباس

یہ ابو عثمان عمرو بن عباس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) عبدالرحمٰن

یہ عبدالرحمٰن بن مہدی ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳) سفیان

یہ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

---

(۱) قوله: "أخبرني رافع بن خديج رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في الطب، باب الحمىٰ من فيح جهنم، رقم (۵۷۲۶)، ومسلم، رقم (۵۷۵۹ و ۵۷۶۰)، في السلام، باب لكل داء دواء، والترمذي، رقم (۲۰۷۴)، في الطب، باب ماجاء في تبريد الحمىٰ بالماء.

(۲) ان دونوں حضرات محدثین کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلوة، باب فضل استقبال القبلة۔

(۳) کشف الباري ۲/۲۷۸.

۴) أبیہ (سعید)

یہ حضرت سفیان کے والد سعید بن مسروق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۵) عبایہ بن رفاعہ

یہ حضرت عبایہ بن رفاعہ انصاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۶) رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت رافع بن خدیج اوسی رضی اللہ عنہ ہیں۔(۳)

ترجمہ حدیث

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ بخار جہنم کے جوش اور اس کی شدت میں سے ہے، سو اسے پانی کے ذریعے دور کرو۔

باب کی چھٹی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣٠٩٠ : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ (٤) رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (الحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ) . [٥٣٩٣]

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الأذان، باب من شكا إمامه .

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الجمعة، باب المشي إلى الجمعة.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب.

(٤) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، رواه البخاري، في الطب، باب الحمى من فيح جهنم، رقم (٥٢٢٦)، ومسلم، رقم (٥٧٥٥، ٥٧٥٦)، في السلام، باب لكل داء دواء، والترمذي، رقم (٢٠٧٥)، في الطب، باب ما جاء في تبريد الحمى بالماء، وابن ماجه، في الطب، باب الحمى من فيح جهنم، رقم (٣٥١٨).

تراجم رجال

۱) مالک بن اسماعیل

یہ مالک بن اسماعیل بن زیاد نہدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲) زہیر

یہ ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ کوفی جعفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب الصلوة من الإیمان" کے گذر چکے ہیں۔(۲)

۳) ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدین إلی اللہ أدومه" میں تفصیلاً گذر چکا ہے۔(۳)

۵) عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۴)

باب کی ساتویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۰۹۱ : حدثنا مُسَدَّدٌ : عَنْ يَحْيَى : عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا(۵) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (الحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَٱبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ) . [۵۳۹۱]

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان.

(۲) کشف الباری ۲/۳۶۷۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۱ و ۲/۴۳۲-۴۳۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۵) قوله: "عن ابن عمر رضي الله عنهما": الحديث، رواه البخاري، في الطب، باب الحمى من فيح

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ ابوالحسن مسدد بن مسرہد اسدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) یحییٰ

یہ یحییٰ بن سعید قطان ابوسعید احول بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا تفصیلی تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من الإیمان أن یحب لأخیه ......" کے ذیل میں گذر چکا ہے۔(۱)

۳) عبیداللہ

یہ حضرت عبیداللہ بن عمر بن حفص عمری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب الوضوء، "باب التبرز فی البیوت" کے تحت نقل کیا جاچکا ہے۔(۲)

۴) نافع

یہ حضرت نافع ابوعبداللہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تفصیلی ترجمہ کتاب العلم، "باب ذکر العلم والفتیا فی المسجد" کے تحت ذکر کیا جاچکا ہے۔(۳)

۵) ابن عمر

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلی اللہ علیه وسلم: بني الإسلام علی خمس......" کے تحت گذر چکے۔(۴)

جهنم، رقم (۵۷۲۳)، ومسلم، رقم (۵۷۵۱-۵۷۵٤)، في السلام، باب لکل داء دواء، والترمذي، رقم (۲۰۷۵)، في الطب، باب ماجاء في تبريد الحمى بالماء وابن ماجه، في الطب، باب الحمى من فيح جهنم، رقم (۳۵۱۷).

(۱) کشف الباری ۲/۲.

(۲) کشف الباری ۵/۳۶۰۔

(۳) کشف الباری ۴/۶۵۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

تنبیہ

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب کے ساتھ چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، یعنی حدیث ابن عباس، حدیث رافع، حدیث عائشہ اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہم۔ جن کے معنی ومطلب متحد ہیں، ان سب میں بخار کو جہنم کی گرمی کی شدت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے یا اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، انہی چار میں سے تین احادیث، یعنی حدیث رافع، حدیث عائشہ اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہم کو حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الطب میں بھی ذکر کیا ہے(۱)، وہیں ان کی تقریر وشرح ذکر کردی گئی ہے۔(۲)

ان چار احادیث کا خلاصہ ومفہوم یہ ہے کہ پانی بخار کا علاج ہے اور حقیقت یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اگر کامل یقین ہو تو کوئی سا بھی بخار ہو وہ پانی سے دور ہو جاتا ہے، اس کی شدت میں کمی آجاتی ہے، بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بخار کا علاج اسی طرح کیا کرتے تھے۔(۳)

---

(۱) دیکھیے، صحیح البخاري، کتاب الطب، باب الحمى من فيح جهنم، رقم (۵۷۲۳، ۵۷۲۵ و ۵۷۲۶).

(۲) دیکھیے، کشف الباری، کتاب الطب ۳۶۔۳۹، وللاستزادة انظر التوضيح ۱۹/ ۱۷۴۔۱۷۶.

(۳) سیدنا امام نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''(اس خط) سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید ملیریا کا حملہ ہوا تھا، جاڑے کے ساتھ بخار آتا تھا، مگر جانتے ہیں کہ ''دونوبت بشدت گذشت'' کا جو دورہ لرزہ بخار کا آپ پر پڑا تھا اس کے علاج میں کیا کیا تدبیر اختیار کی گئی، خود ہی ارقام فرماتے ہیں کہ:

''آخر کار از صبح روز دوم، بعلاج مسنون، غسل از آب تازہ تدبیر کردہ شد''.

جاڑا اور بخار کے اس شدید دورے میں نہانے کا آدمی تخیل بھی نہیں کرسکتا، لیکن ''علاج مسنون'' کی عقیدت نے اسی علاج کو آسان بنادیا اور آب تازہ سے غسل فرمایا گیا، خدا جانے اطباء اور ڈاکٹروں کے نزدیک اس طریقہ علاج کے اختیار کرنے کا کیا نتیجہ کیا ہونا چاہیے؟!! لیکن حضرت والا خود ہی اطلاع دیتے ہیں کہ:

''خداوند حقیقی بہ برکت ایں عمل شفائم بخشید''۔ فیوض قاسمیہ، ص:۲۰

سیرت قاسمی کے ایک فانی یعنی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کو خاکسار نے بھی ایک دفعہ دیکھا، =

احادیث اربعہ کی مناسبت بالباب

ان چار حدیثوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے کہ ان میں جہنم کی حرارت وتپش کی شدت کو بیان کیا گیا ہے، جو صفۃ النار میں داخل ہے(۱)

باب کی آٹھویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۹۲ : حدّثنا إسْماعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ أَبِي الزِّنادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ(۲): أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ قالَ : (نارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نارِ جَهَنَّمَ) . قِيلَ : يا رَسُولَ ٱللّٰهِ ، إِنْ كانَتْ لَكافِيَةً ، قالَ : (فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا ، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّها) .

=

شدید بخار میں مبتلا تھے، شدت حرارت سے جسم مبارک پر ہاتھ رکھنا بھی دشوار تھا، لیکن اسی حال میں خوب یاد ہے، حضرت شیخ الہند مدرسہ تشریف لائے اور مدرسے کی مسجد کی مشرقی سمت میں جو کنواں ہے، اسی کے پاس آکر بیٹھ گئے، طلبہ موجود تھے، حکم دیا گیا کہ ڈول نکالتے جاؤ اور مجھ پر ڈالتے جاؤ، غالباً اس عمل میں شرکت کی سعادت اس فقیر کو بھی ہوئی تھی، صحیح طور پر تو نہیں کہہ سکتا، لیکن اگر حافظہ غلطی نہیں کر رہا ہے تو کہہ سکتا ہوں چمڑے کے بڑے بڑے ڈول سے تابڑ توڑ یکے بعد دیگرے تقریباً اسی ڈول ڈالے گئے، طلبہ بھرتے جاتے تھے، ایک تھکتا تھا تو دوسرا گھرنی کو گھمانے میں مصروف ہوجاتا تھا، حضرت بخار کی اسی حالت میں ڈول پر ڈول اپنے اوپر انڈلواتے چلے جاتے تھے، کانپ رہے تھے، میں حیران تھا، سوچتا تھا، دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے؟ خدا خدا کر کے بس کرنے کا حکم دیا گیا، آنکھیں سرخ تھیں، ان کی سرخی کا جمال آج بھی قلب کے لیے مایۂ نشاط وسرور ہے، اٹھ گئے، کپڑے سے بدن پونچھا گیا، جہاں تک خیال ہے، بخار کا نام بھی اس غسل کے بعد باقی نہ رہا"۔

سوانح قاسمی (سیرت شمس الاسلام) ۱/۶۰۸۔۶۰۹، و۲/۱۰۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۶۴۔

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه مسلم، كتاب صفة الجنة، باب في شدة الحر من نار جهنم، رقم (۲۸۴۳)، والترمذي، كتاب صفة جهنم، باب ما جاء في أن ناركم هذه جزء من سبعين جزءا من نار جهنم، رقم (۲۵۹۲)، وابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة النار، رقم (۴۳۱۸).

تراجم رجال

۱)اسماعیل بن ابی اویس

یہ اسماعیل بن ابی اویس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان،"باب من کرہ أن یعود في الکفر......"میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۲)مالک

یہ ابوعبداللہ مالک بن انس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ بدء الوحی اور کتاب الإیمان،"باب من الدین الفرار من الفتن"ذکر کیا جاچکا ہے۔(۲)

۳)ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)الاعرج

یہ عبدالرحمٰن بن ہرمز المعروف بالاعرج مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں محدثین کے حالات کتاب الإیمان،"باب حب الرسول ﷺ من الإیمان"کے تحت ذکر کیے جاچکے۔(۳)

۵)ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الإیمان،"باب أمور الإیمان"میں آچکا۔(۴)

أن رسول الله ﷺ قال: نارکم جزء من سبعین جزءا من نار جهنم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری آگ جہنم

(۱) کشف الباری۲/۱۱۳۔

(۲) کشف الباری۱/۲۹۰و۲/۸۰۔

(۳) کشف الباری۲/۱۰۔۱۱۔

(۴) کشف الباری۱/۶۵۹۔

کی آگ کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے۔

حدیث شریف کے دو مطلب

ا۔مطلب یہ ہے کہ ہماری یہ دنیاوی آگ، جو کھانے پینے و دیگر اشیا میں استعمال کی جاتی ہے، اس کے مقابلے میں جہنم کی آگ ستر گنا زیادہ حرارت کی حامل ہے، اب آپ خود ہی تصور کریں کہ اس دنیاوی آگ کا اگر یہ حال ہے کہ اشیا کو لمحوں اور سیکنڈوں میں بھسم کر دیتی ہے تو اس جہنم کی آگ کا کیا عالم ہوگا؟!

۲۔یا مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا بھر کی آگ کو جمع کیا جائے، جسے لوگ جلاتے ہیں تو یہ جہنم کی آگ کا ایک جز ہوگا، جب کہ اس کی آگ تو ستر اجزا کے برابر ہے۔(۱) أعاذنا اللہ منہا

روایات میں تعارض اور حل

صحیحین میں "سبعین جزء ا" یعنی ستر کا عدد مذکور ہے، جب کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں "مائة جزء" وارد ہوا ہے۔(۲)

ان روایات میں تطبیق کی صورت یہی ہے کہ مبالغہ فی الکثرۃ پر محمول کیا جائے کہ وہ آگ بہت زیادہ خوف ناک ہے، تمہارے اندازوں سے بھی زیادہ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اعتبار عدد زائد کا ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ سو گنا زیادہ ہے۔(۳)

نارکم مبتدا ہے، جزء من سبعین جزء ا اس کی خبر ہے، من نار جهنم میں من بیانیہ ہے، ساتھ تبعیض کے معنی کو بھی شامل ہے۔(۴)

---

(۱) التوضيح ۱۹/ ۱۷۷.

(۲) مسند أحمد ۲/ ۳۷۹، رقم (۸۹۱۰)، ومجمع الزوائد ۱۰/ ۳۸۷، كتاب صفة النار، باب تلقي النار أهلها.

(۳) فتح الباري ٦/ ۳۳٤، وعمدة القاري ۱٥/ ۱٦٥.

(٤) عمدة القاري ۱٥/ ۱٦٥.

قیل: یا رسول اللّٰہ، إن کانت لکافیة.

کسی نے کہا یارسول اللہ! یہ دنیاوی آگ ہی کافی تھی!!

یہاں ان مخففہ من المثقلہ ہے، یعنی إنها كانت كافية کہ گناہ گاروں کے لیے یہی دنیاوی آگ ہی کافی تھی، ان مخففہ اور نافیہ کے درمیان فارق یہی کلمہ لام ہوتا ہے، یہ حضرات بصریین کا مذہب ہے۔ جب کہ حضرات کوفیین کے ہاں ''إن'' بمعنی ''ما'' اور لام بمعنی ''إلا'' ہے، ان کے مطابق تقدیر عبارت یوں ہے: ''ما كانت إلا كافية''.(۱)

قال: فضلت عليهن بتسعة وستين جزء ا، كلهن مثل حرها

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دنیا کی آگ پر جہنم کی آگ کو انہتر گنا فضیلت اور فوقیت دی گئی ہے، ان میں سے ہر ایک کی تپش اور حرارت اس دنیاوی آگ کی طرح ہے۔

عليهن کی ضمیر نیران الدنیا کی طرف راجع ہے، جو مفہوم ہے، مسلم شریف کی روایت میں ''عليها'' ہے(۲)، یعنی علی النار، نیران نار کی جمع ہے۔(۳)

ابن حبان اور مسند احمد کی روایت میں مثل حرہا کے ساتھ ساتھ ''وضربت بالبحر مرتين، ولولا ذلك ما انتفع بها أحد'' کی زیادتی بھی مروی ہے۔(۴) اسی طرح کی ایک حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، جو امام حاکم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے نقل کی ہے، اس میں یہ اضافہ بھی ہے: ''فإنها تدعو الله أن لا يعيدها فيها''.(۵)

---

(۱) التوضيح لابن الملقن ۱۹/ ۱۷۷، وشرح الطيبي ۱۰/ ۲۷۷.

(۲) صحيح مسلم، كتاب الجنة......، باب جهنم......، رقم (۲۸٤۳).

(۳) فتح الباري ٦/ ۳۳٤.

(٤) مسند الإمام أحمد ۲/ ۲٤٤، مسند أبي هريرة، رقم (۷۳۲۳)، وصحيح ابن حبان، كتاب إخبار ﷺ عن مناقب الصحابة، باب صفة النار، رقم(۷٤٦۳)، والحميدي في مسنده ۲/ ۲۷٤، رقم (۱۱٦۳).

(٥) رواه الحاكم في مستدركه ٤/ ٥۹۲، كتاب الأهوال، رقم (٥۷٥۳)، وابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة النار، رقم (٤۳۱۸).

روایات مختلفہ کا خلاصہ

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جہنم کی آگ کی حرارت وجلانے کی صلاحیت دنیا کی اس آگ سے انہتر گنا زیادہ ہے، دنیاوی آگ سے انتفاع بھی آسان اور ممکن نہ تھا، مگر اللہ تبارک وتعالی نے اپنے بندوں کی ضرورت واحتیاج کے پیش نظر کہ اس سے نفع اٹھانے میں آسانی ہو، سمندر کو اس دنیاوی آگ پر دو مرتبہ مارا، ورنہ اس کے قریب تک جانا ممکن نہ ہوتا، نیز یہ کہ یہ دنیاوی آگ خود اس بات سے پناہ مانگتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالی اسے جہنم میں واپس نہ بھیجے۔

جب کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت (۱) میں تو سات دفعہ سمندری پانی سے ٹھنڈا کرنے کا ذکر آتا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں "ضرب بها البحر عشر مرات" (۲) مذکور ہے...... تو عدد معین مراد نہیں، بلکہ اس کو قابل انتفاع بنانا مراد ہے کہ اس دنیاوی آگ کی حرارت بھی معمولی نہ تھی، مگر انسانوں کی بھلائی کے پیش نظر اس کی حدت میں غیر معمولی کمی کر دی گئی۔

أعاذنا اللہ منہا

تکرار جواب کا مقصد

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کے جواب میں جو یہ فرمایا کہ "فضلت علیهن بتسعة......" تو اسی سابقہ جملے کا بطور تاکید تکرار ہے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں فرمایا تھا، مطلب یہ ہے کہ بے شک کسی کو جلانے کے لیے یہ دنیا کی آگ ہی بہت ہے، مگر خالق کی اور مخلوق کی آگ میں فرق تو ہونا چاہیے نا...... لہذا دوزخ کی آگ جس عذاب الہی کے لیے تیار کی گئی ہے، اس کا تقاضا ہے کہ اس کی حرارت وحدت دنیا کی آگ سے بہت زیادہ ہو، تاکہ خدا کا عذاب دنیا والوں کے عذاب سے ممتاز رہے۔ (۳)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۶۵، والتوضيح ۱۹/۱۷۷، والتمهيد لابن عبدالبر ۱۸/۱۶۳.

(۲) إنما ذكرها الإمام العيني رحمه الله، ولم أجدها في مجموعة الأحاديث. والله أعلم بالصواب

(۳) شرح الطيبي ۱۰/۲۷۷، رقم (۵٦٦٥).

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ اس میں جہنم کی آگ کی خوف ناکی اور ہول ناکی کا بیان ہے۔

باب کی نویں حدیث حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٣٠٩٣ : حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو : سَمِعَ عَطَاءً يُخْبِرُ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيهِ[1]: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ : «وَنَادَوْا يَا مَالِكُ» .
[ر : ٣٠٥٨]

تراجم رجال

۱) قتیبہ بن سعید

یہ ابوالرجاء قتیبہ بن سعید بن جمیل ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب إفشاء السلام من الإیمان" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۲) سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی کی پہلی حدیث اور تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" میں آچکے ہیں۔(۳)

۳) عمرو

یہ مشہور محدث عمرو بن دینار جمحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں گذر چکا ہے۔(۴)

---

(۱) قوله: "عن أبيه (يعلى بن أمية)": الحديث، مر تخريجه سابقا، باب إذا قال أحد كم: آمين......

(۲) کشف الباری ۱۸۵/۲.

(۳) کشف الباری ۲۳۸/۱ و ۱۰۲/۳.

(۴) کشف الباری ۳۰۹/۴.

۴) عطاء

یہ مشہور محدث حضرت عطاء بن ابی رباح قرشی رحمۃ اللہ علیہ یمانی ہیں۔ان کے حالات کتاب العلم، "باب عظة الإمام النساء......" کے ذیل میں آچکے ہیں۔(۱)

۵) صفوان بن یعلی

یہ صفوان بن یعلی بن امیہ تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۶) أبیہ

یہ صحابی رسول حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ ہیں۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی مطابقت بھی واضح ہے کہ اس میں خازن جہنم مالک کا ذکر ہے۔

نیز حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ابھی چند ابواب قبل "باب إذا قال أحدکم: آمین" میں شرح سمیت گذری ہے۔

باب کی دسویں اور آخری حدیث حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٩٤ : حدَّثنا عَلِيٌّ : حدَّثَنا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قالَ : قِيلَ لِأُسَامَةَ[٣] : لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ ، قالَ : إِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ ، إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ ، دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ ، وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ أَنْ كانَ عَلَيَّ أَمِيرًا : إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، قالُوا : وَما سَمِعْتَهُ يَقُولُ ، قالَ : سَمِعْتُهُ يَقُولُ : (يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ ، فَيَدُورُ كما يَدُورُ الْحِمارُ بِرَحاهُ ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ : أَيْ فُلَانُ ما شَأْنُكَ ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهانا عَنِ الْمُنْكَرِ ؟ قالَ : كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ ، وَأَنْهاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ) .

رَوَاهُ غُنْدَرٌ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ . [٦٦٨٥]

---

(۱) کشف الباری ۴/۳۷۔

=

تراجم رجال

۱)علی

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم،"باب الفهم في العلم" کے ذیل میں آچکا۔(۱)

۲)سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی کی پہلی حدیث اور تفصیلی حالات کتاب العلم،"باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......"میں آچکے ہیں۔(۲)

۳)الاعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان،"باب ظلم دون ظلم" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں(۳)

۴)ابووائل

یہ ابووائل شقیق بن سلمہ کوفی اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان،"باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله......" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں۔(۴)

=(۲)ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے،کتاب الحج، باب غسل الخلوق ثلث مرات.

(۳) قوله: "قيل لأسامة بن زيد رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري، في الفتن، باب الفتنة التي تموج كموج البحر، رقم (۷۰۹۸)، ومسلم، رقم (۷٤٤۳ و۷٤٤٤)، في الزهد، باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولايفعله، وينهى عن المنكر ويفعله.

(۱) کشف الباری ۲۹۷/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۳۸/۱ و ۱۰۲/۳۔

(۳) کشف الباری ۲۵۱/۲۔

(۴) کشف الباری ۵۵۹/۲۔

۵)اسامہ

یہ حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کلبی مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الوضوء، "باب إسباغ الوضوء" کے ضمن میں گذر چکے ہیں۔(۱)

قيل لأسامة: لو أتيت فلانا فكلمته؟ قال: إنكم لترون أني لا أكلمه إلا أسمعكم......

حدیث کا ترجمہ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا اگر آپ فلان کے پاس چلتے اور ان سے بات کرتے (تو بہت مناسب ہوتا)۔ انہوں نے کہا: تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے صرف تمہارے سنانے کے لیے بات چیت کرتا ہوں، میں تو بغیر اس کے کہ (فتنے) کے کسی نئے باب کا آغاز کروں، ان سے تنہائی میں (اس معاملے اور دیگر معاملات میں) گفتگو کرتا ہوں، میں فتنہ پیدا کرنے والا سب سے پہلا شخص نہیں بن سکتا اور نہ میں اس شخص کو، جو میرا حاکم ہے، یہ کہوں گا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے، جب سے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سن چکا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا، آپ نے کیا بات سنی ہے؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا...... تو اس کی آنتیں آگ میں نکل پڑیں گی، سو وہ اس طرح گردش کرے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر اس کے اردگرد گھومتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلان! تیرا یہ حال کیوں ہے؟ کیا تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم دیتا اور برے کاموں سے روکتا نہ تھا؟ وہ بندہ کہے گا، ہاں! میں تمہیں اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا، مگر خود عمل نہیں کرتا تھا اور تم کو بری باتوں سے روکتا تھا، مگر خود برائیوں میں مبتلا ہو جاتا تھا۔

(۱) کشف الباری ۱۸۰/۵۔

اس حدیث میں فلانا اور رجل سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔(۱)

اور اس حدیث کی مفصل شرح ان شاء اللہ کتاب الفتن میں آئے گی۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے: "یجاء بالرجل یوم القیامة، فیلقی في النار......" کہ اس میں جہنم کی آگ کی صفت بیان کی گئی ہے۔(۳)

رواه غندر عن شعبة عن الأعمش

یہ تعلیق ہے، جس کو موصولا خود مصنف علیہ الرحمۃ نے کتاب الفتن میں نقل کیا ہے۔(۴)

---

(۱) یہ عام شراح کی رائے ہے، جب کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق رجل سے مراد ولید بن عقبہ ہے، جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی تھے، چناں چہ لکھتے ہیں:

"ثم لایخفی علیك أن ظاهر كلام الشراح قاطبة، وكذا كلام الشيخ (الگنگوهي) قدس سره، والمشايخ: أن المراد بالرجل في قوله: "ولا أقول لرجل......" هو عثمان رضی الله عنه، ثم أولوا وعيد الحديث في شأن عثمان، والأوجه عند هذا العبد الضعيف أن مصداق الأمير هو الوليد، والمعنى أن كون الوليد أميرا لايمنعني أن أكلم فيه، بعد أن سمعت هذا الوعيد الشديد، وعلى هذا فيكون مورد الحديث هو الوليد، فحينئذٍ لايشكل الحديث بمناقب عثمان، رضي الله عنه، فتأمل؛ فإنه لطيف".

الكنز المتواري ۱۳/۱۸۶.

(۲) صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب الفتنة التي تموج كموج......، رقم (۷۰۹۸)، وكذا انظر: فتح الباري ۶/۳۳۴، وعمدة القاري ۱۵/۱۶۶، والتوضيح ۱۹/۱۸۰، وشرح ابن بطال ۱۰/۴۶-۴۸، كتاب الفتن، رقم (۳۴۳۶)

(۳) قال العيني رحمه الله في العمدة (۱۵/۱۶۶): "مطابقته للترجمة من حيث إن فيه ذكرَ النار، التي هي جهنم".

(۴) صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب الفتنة التي تموج كموج......، رقم (۷۰۹۸).

۱۱ - باب : صِفَةِ إِبْلِيسَ وجُنُودِهِ .

ماقبل سے مناسبت

گزشتہ باب جہنم سے متعلق تھا، ابلیس اور جہنم کا جو تعلق ہے وہ مخفی نہیں، ظاہر ہے کہ جہنم کو ابلیس اور اس کے پیروکاروں کے ذریعے ہی پُر کیا جائے گا، چناں چہ وہی لوگ اس کا ایندھن ہوں گے جو اس کے متبعین ہوں گے، یہ ان کا ابدی ٹھکانہ ہوگا۔ أعاذنا الله منها

ترجمۃ الباب کا مقصد

یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابلیس کی صفت اور اس کے لشکر کا تذکرہ کیا ہے، اکثر فلاسفہ اور قدریہ شیطان کے وجود کا انکار کرتے ہیں، جیسا کہ تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے، چناں چہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس باب سے ان منکرین کا رد کیا ہے، ابلیس اور اس کے جنود کا اثبات قرآن وسنت سے فرمایا ہے۔

ابلیس لعین سے متعلق بہت سی ابحاث ہیں، جنہیں ہم ترتیب وار ذکر کریں گے۔

کیا ابلیس اسم مشتق ہے؟

سب سے پہلی بحث یہاں ابلیس کے نام کے بارے میں ہے کہ یہ مشتق ہے یا نہیں؟ چناں چہ ایک جماعت کا موقف تو یہ ہے کہ ابلیس اسم عجمی ہے، علیت اور عجمہ کے جمع ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے، ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کو مزید مدلل کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ اگر عربی لفظ ہوتا تو ضرور منصرف ہوتا، جیسے لفظ اِکلیل ہے۔ جب کہ علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ عربی ہی ہے، اس کے باوجود غیر منصرف ہے، منصرف نہیں کہ کلام عرب میں اس کی نظیر بہت کم ہے، اس لیے اس کو عجمی نام کے مشابہ قرار دے کر غیر

منصرف ٹھہرایا گیا۔

مگر علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات محل اشکال ہے، کیوں کہ کسی نام کے نظائر کی کلام عرب میں قلت اس کے عدم صرف کو مستلزم نہیں، اس علت کو بنیاد بنا کر کسی اسم کو منصرف یا غیر منصرف نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

جب کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اسم عربی ہے اور أبلس سے مشتق ہے، جس کے معنی مایوس ہونے کے ہیں، علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أبلس من رحمة الله: أي يئس، ومنه سمي إبليس، وكان اسمه عزازيل".(۱)

قاموس فیروز آبادی میں بھی اس کو اسم مشتق مانا گیا ہے، جس کی تغلیط کی طرف علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے۔(۲)

بہرحال دونوں اقوال پائے جاتے ہیں، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت نقل کی ہے، اس سے بھی اسم مشتق کا ہونا معلوم ہوتا ہے، اس میں ہے:

"كان اسم إبليس حيث كان عند الملائكة عزازيل، ثم أبلس بعد".(۳)

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی ہے کہ اس کا نام حارث تھا۔(۴)

ابلیس کی کنیت میں مختلف اقوال ہیں؛ ابومرہ، ابوالغمر اور ابوکردوس۔(۵)

ابلیس ملائک میں سے تھا یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے کہ ابلیس ملائکہ میں سے تھا یا نہیں؟

---

(۱) الصحاح للجوهري ۱۰۸، مادة "بلس"، وعمدة القاري ۱۵/ ۱٦۷.

(۲) تاج العروس ٤/ ۱۱۱، فصل الباء من باب السين، وعمدة القاري ۱۵/ ۱٦۷.

(۳) عمدة القاري ۱۵/ ۱٦۷، ومكائد الشيطان لابن أبي الدنيا ۹۱، رقم (۷۲).

(٤) عمدة القاري ۱۵/ ۱٦۷.

(۵) عمدة القاري ۱۵/ ۱٦۷

۱۔علامہ ابوالوفا علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا، علامہ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی رائے بھی یہی تھی، کیوں کہ ارشاد ربانی ہے:﴿وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس﴾.(۱) اس مقام پر استثنا یہ بتلا رہا ہے کہ ابلیس فرشتوں کی جنس میں سے تھا، کیوں کہ باب استثنا میں کلام عرب میں مشہور یہی ہے کہ وہ جنس میں سے ہو، خلاف جنس سے استثنا غیر اولی ہے۔(۲)

حضرت مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے موقف کی صحت کی دلیل یہ بھی ہے کہ اگر اس کا شمار فرشتوں میں نہ ہوتا تو سجدہ نہ کرنے پر اس کو ملامت اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا بھی درست نہ ہوتا، کیوں کہ وہ امر کے تحت داخل ہی نہیں تھا، دیکھیے !اگر سلطان وقت یہ منادی کرائے کہ بزاز فروش دکان نہ کھولیں اور نان بائی کھول لیں تو نان بائیوں کو دکان کھولنے پر نشانہ بنانا ہرگز درست نہیں ہوگا، چوں کہ نان بائی لوگ اس نہی میں داخل ہی نہیں ہیں۔

چناں چہ اگر ابلیس بھی فرشتوں کی جنس میں سے نہ ہوتا تو وہ فرشتوں کے ساتھ امر بالسجود میں ہرگز داخل نہ ہوتا، حالاں کہ ابلیس بھی مامور بالسجود میں سے تھا، اس پر اجماع ہے......تو ثابت ہوا کہ وہ ملائکہ میں سے تھا، ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وأنه لو لم يكن من الملائكة خرج عن أن يكون مأمورا بالسجود؛ لأن السجود انصرف إلى الملائكة، وقد أجمعنا على أنه (إبليس) كان مأمورا به".(۳)

یہ حضرت ابن مسعود (۴)، حضرت ابن عباس (۵)، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت، نیز

---

(۱) البقرة/٣٤.

(۲) جامع الدروس العربية ٣/٩٤-٩٥، الباب التاسع، منصوبات الأسماء، الاستثناء، مباحث عامة.

(۳) آكام المرجان ٢١٥-٢١٦، الباب الرابع والثمانون، في بيان هل كان إبليس من الملائكة؟

(۴) تفسیر طبری ۱/۱۷۸، ولقط المرجان ۱۹۱۔

(۵) حوالہ بالا۔

حضرت سعید بن مسیّب (۱) وغیرہ اور اکثر مفسرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، مثلاً بغوی (۲)، واحدی (۳) اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ (۴) وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (۵)

حضرات متکلمین کی ایک جماعت بھی یہی رائے رکھتی ہے، ابوالقاسم انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ (٦)

۲۔ اس مسئلے میں دوسرا قول حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، فرماتے ہیں:

"لم يكن إبليس من الملائكة طرفة عين". (٧)

''ابلیس لحہ بھر کے لیے بھی ملائکہ کا حصہ نہیں تھا''۔

اسی طرح ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس تمام جنات کا باپ ہے، جس طرح حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں، آدم بشر تھے اور ابوالبشر ہیں، ابلیس جنات میں سے ہے اور ابوالجن ہے۔

شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس جنات میں سے تھا، فساد اور خون ریزی کی وجہ سے جب جنات کو زمین سے نکال کر جزائر و جبال میں منتشر کیا گیا، تب ابلیس گرفتار ہونے والوں میں سے تھا، اسے پکڑ کر آسمان میں لے جایا گیا، پھر فرشتوں کے ساتھ وہیں رہنے لگا، جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کو سجدہ کرنے

---

(۱) حوالہ بالا۔

(٢) معالم التنزيل ١/٧٨، سورة البقرة.

(٣) تفسير واحدى ١/٧٤.

(٤) تفسير البيضاوي مع حاشية الشهاب ٢/٢٠٥-٢٠٦

(٥) آكام المرجان ٢١٦.

(٦) آكام المرجان ٢١٦۔

(۷) رواه الطبري في تفسيره ١٥/١٧٠، وأبوالشيخ في العظمة، رقم (۱۱۴۶)، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی مروی ہے کہ: اللہ تعالی ان لوگوں کو غارت کرے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ ابلیس کا تعلق ملائکہ سے تھا، حالاں کہ اللہ تعالی خود فرماتے ہیں: ﴿كان من الجن﴾. لقط المرجان ١٩٢.

کا حکم دیا تو یہ اَڑ گیا اور راندہ درگاہ ٹھہرا۔(۱)

حضرت سعد بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرشتے جنات کے ساتھ برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، چناں چہ جب اسی طرح کی کسی جنگ میں اس شیطان کو پکڑا تو اس وقت یہ بچہ تھا، پھر فرشتوں کے ساتھ عبادت کرتا رہا۔(۲)

علامہ ابو محمد ابن حزم ظاہری (۳) اور علامہ زمخشری (۴) رحمہما اللہ دونوں نے اسی قول کو اختیار کیا ہے کہ وہ جنات میں سے تھا، علمائے دیوبند میں سے مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مختار ہے۔(۵)

دلائل دونوں طرف ہیں، اسی لیے ہم امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس محاکمہ پر اس بحث کو ختم کرتے ہیں، حضرت فرماتے ہیں کہ ابلیس اپنی صورت کے اعتبار سے فرشتوں میں سے تھا، تاہم اپنی اصلیت اور مثال کے اعتبار سے ان میں سے نہیں ہے، بلکہ دوسری نوع یعنی جنات میں سے ہے۔

"إبليس كان من الملائكة باعتبار صورته، وليس منهم باعتبار أصله، ولا باعتبار مثاله......". (٦)

کیا اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ ابلیس سے کلام کیا تھا؟

علامہ ابو الوفا ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی اگر یہ سوال کرے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے شیطان لعین سے بلا واسطہ براہ راست گفتگو کی ہے؟ تو اس کو جواب میں ہم یہ کہیں گے اس میں علمائے اصولیین کا اختلاف ہے، ان میں کے محققین یہی فرماتے ہیں کہ براہ راست گفتگو نہیں ہوئی تھی، اگرچہ بعض حضرات نے یہ

(١) البداية والنهاية ١/١٠٢، وآكام المرجان ٢١٨، ولقط المرجان ١٩٢، وعمدة القاري ١٥/١٦٧.

(٢) رواه ابن جرير الطبري في تفسيره ١/١٧٩، ولقط المرجان ١٩٢.

(٣) الفصل في الملل والأهواء والنحل ٤/٢٨، مكتبة الخانجي، القاهرة.

(٤) الكشاف ١/١٣٠.

(۵) معارف القرآن کاندھلوی ۱/۹۲.

(٦) مجموع الفتاوى ٤/١٧٧، كتاب مفصل الاعتقاد، السؤال الحادي والستون.

قول اختیار کیا ہے کہ براہ راست گفتگو ہوئی تھی، مگر پہلا قول صحیح ہے۔

چناں چہ اللہ تعالی نے ابلیس سے کسی فرشتے کے ذریعے بات کی تھی، کیوں کہ اللہ تعالی کا کسی سے کلام کرنا اس پر رحمت فرمانے، اس سے راضی ہو جانے، اس کی عزت افزائی کرنے اور اس کی شان بڑھانے کے لیے ہوتا ہے، دیکھیے نا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے علاوہ، دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر اسی کلام کرنے کی وجہ سے فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔(۱)

ابلیس کوئی فرضی کردار نہیں!

بہت سے قدریہ اور فلاسفہ وغیرہ ابلیس کے وجود شخصی کے منکر تھے اور ہیں، آج بھی بہت سے متجددین اس کو کوئی فرضی اور خیالی چیز تصور کرتے ہیں، انسان کوئی غلط یا برا کام کرے تو اس کو ہر انسان کے اندر موجود قوت بہیمیہ کی کارستانی بتاتے ہیں۔(۲)

مگر قرآن وسنت کی رو سے یہ موقف قطعا درست نہیں، بلکہ ابلیس ایک واضح وجود رکھتا ہے، تپتی ہوئی آگ سے اس کی تخلیق ہوئی ہے، یہ شیاطین کا باپ ہے، جس میں شہوتیں بھر دی گئی ہیں۔(۳)

---

(۱) آكام المرجان ۲۱۹، الباب الخامس والثمانون، هل كلم الله تعالى إبليس؟ ولقط المرجان ۱۸۹، هل كلم الله إبليس؟

(۲) سرسید احمد خان بھی اسی موقف کے داعی تھے، انہوں نے اپنی تفسیر میں جہاں بہت سی قطعیات اور سمعیات کا انکار کیا ہے وہیں شیطان کے وجود کا یکسر انکار کر دیا ہے، لکھتے ہیں:

"اور جہاں لفظ جن یا لفظ جان، جیسا کہ اس سورہ میں بمعنی ابلیس یا شیطان کے آیا ہے اس سے اور ان لفظوں سے کوئی وجود خارج از انسان مراد نہیں، بلکہ بلحاظ انسان کے قوائے بہیمیہ انسانیہ پر اس کا اطلاق ہوا ہے......"۔

سورۃ الحجر، ص:۱۱۴۔۱۱۵، از تفسیر القرآن

(۳) قال العيني: "أما حده؛ فما ذكره الماوردي في تفسيره (النكت والعيون: ۱/۱۰۲، و۳/۱۵۸) هو شخص روحاني، خلق من نار السموم، وهو أبو الشياطين، وقد ركبت فيهم الشهوات، مشتق من الإبلاس، وهو اليأس من الخير". عمدة القاري ۱۵/۱۶۷.

صفات ابلیس

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ابلیس کو اچھی شکل وصورت دی، اس کو شرف بخشا، اس کا اکرام کیا اور آسمان دنیا کی حکومت اس کے سپرد کی، نیز جنت کے خزانوں کی کنجی اس کے حوالے کی، مگر اس کو یہ سب راس نہ آیا، چناں چہ کم ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ بزرگ و برتر پر اپنی بڑائی جتلائی، دعوی ربوبیت کیا، اپنے ماتحتوں کو اپنی عبادت واطاعت کی طرف بلایا......۔

نتیجتاً اللہ تعالی نے اس کی صورت بشکل شیطان مسخ فرمادی، اس کی شکل وصورت بگاڑ دی، جو انعامات وحکومت دے رکھی تھی سب چھین لیا اور اس پر لعنت برسائی۔ یہ تو دنیاوی سزا تھی اور آخرت میں اس کا اور اس کے متبعین اور پیروکاروں کا ٹھکانہ صرف اور صرف جہنم ہے۔(۱)

رب کریم سے بغاوت وسرکشی سے قبل ابلیس کو اپنی خوب صورتی وحسن وجمال کی وجہ سے "طاؤس الملائکۃ" کہا جاتا تھا، پھر اللہ تعالی نے اس کی شکل مسخ کردی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے راندہ درگاہِ خداوندی قرار پایا۔(۲)

ابلیس کی اولاد اور اس کا لشکر

ترجمۃ الباب میں ایک لفظ "جنوده" آیا ہے، حافظ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ گویا امام بخاری

(۱) تاریخ ابن جرير الطبري ۱/۵۶، وعمدة القاري ۱۵/۱۶۷-۱۶۸.

(۲) قال عبد الملك بن أحمد بإسناده عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان إبليس يأتي يحيى بن زكريا، عليهما الصلاة والسلام، طمعا أن يفتنه، وعرف ذلك يحيى منه، وكان يأتيه في صور شتى، فقال له: أحب أن تأتيني في صورتك التي أنت عليها، فأتاه فيها، فإذا هو مشوَّه الخلق، كريه المنظر، جسده جسد خنزير، ووجهه وجه قرد، وعيناه مشقوتان طولا، وأسنانه كلها عظم واحد، وليس له لحية، ......، ......، فقال يحيى عليه السلام: ويحك! ما الذي شوَّه خلقتك؟ فقال: كنت طاؤس الملائكة، فعصيت الله، فمسخني في أخس صورة، وهي ماترى، ......، قال: فأين تسكن؟ قال: في صدورهم (صدور بني آدم)، وأجري في عروقهم، قال: فما الذي يعصمهم منك، قال: بغض الدنيا، وحب الآخرة".

عمدة القاري ۱۵/۱۶۸.

رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی اس مشہور حدیث کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ ابلیس اپنا لشکر بنو آدم کو گم راہ کرنے کے لیے روانہ کرتا ہے۔(۱)

چناں چہ ابن حبان، حاکم اور طبرانی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ:

"إذا أصبح إبليس بث جنوده، فيقول: من أضل مسلما ألبستُه التاج. قال: فيقول له القائل: لم أزل بفلان حتى طلق امرأته، قال: يوشك أن يتزوج. ويقول الآخر: لم أزل بفلان حتى عق. قال: يوشك أن يبرّ. قال: فيقول القائل: لم أزل بفلان، حتى شرب. قال: أنت. قال: ويقول الآخر: لم أزل بفلان حتى زنى، فيقول: أنت. ويقول الآخر: لم أزل بفلان حتى قتل. فيقول: أنت أنت."(۲)

"روز جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنے لشکر کو پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے جو کسی مسلمان کو گم راہ کرے گا میں اس کی تاج پوشی کروں گا۔ چناں چہ ایک چیلا آکر کہتا ہے کہ میں فلاں پر محنت کرتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ شیطان کہتا ہے پھر کیا ہوا؟ وہ دوبارہ نکاح کرلے گا! (یعنی یہ بھی کوئی کارنامہ ہے؟!) دوسرا چیلا کارگزاری سناتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے فلاں پر مسلسل محنت کی، چناں چہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی۔ شیطان کہتا ہے تو کیا ہوا؟ پھر فرماں بردار ہو جائے گا (یہ بھی کوئی بڑی بات نہیں)۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو شراب نوشی پر لگا دیا ہے۔ ابلیس اسے شاباشی دیتا ہے۔ چوتھا اپنی کارگزاری پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے زنا صادر کرا دیا۔ ابلیس اس کو بھی شاباش کہتا ہے۔ پانچواں آکر کہتا ہے میں مسلسل کوشش کرتا رہا، یہاں تک کہ فلاں

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٣٩، وعمدة القاري ١٥/١٦٨.

(۲) رواه ابن أبي الدنيا في مكايد الشيطان ٣٦، ومجمع الزوائد ١/١١٤، والحاكم في المستدرك ٤/٣٥٠، رقم (٨٠٢٧)، وصححه الذهبي في تلخيصه المطبوع بذيل المستدرك، وابن حبان في صحيحه ١٤/٦٨، كتاب التاريخ، باب بدء الخلق......، ذكر الإخبار عن وضع إبليس التاج ......، رقم (٦١٨٩).

کے ہاتھوں ناحق قتل کروادیا۔ ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو خوب داد دیتا ہے''۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ابلیس اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر کو مختلف جہات میں روانہ کرتا ہے کہ بنی آدم کو فتنے میں ڈالیں اور اپنے ہر چیلے سے کار گذاری لیتا ہے......، آخر ایک چیلا آتا ہے اور کہتا ہے آج میں نے فلاں اور اس کی اہلیہ میں لڑائی کروادی، جو طلاق کا سبب بن گئی تو ابلیس اپنے اس چیلے کو اپنے قرب سے نوازتا ہے اور کہتا ہے کہ: "نعم أنت!" تم تو بڑے شان دار اور کام یاب رہے۔ (۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابلیس کی اولاد کی تعداد بہت زیادہ ہے، تاہم ان میں سے صرف پانچ پر وہ اعتماد کرتا ہے، جو اس کا پورا ابلیسی نظام چلاتے ہیں، یعنی ثبر، اعور، مسوط، داسم اور زلنبور۔ أعاذنا الله من جميعهم. (۲)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب تحريش الشيطان، رقم (۲۸۱۳)، ومسند احمد ۳/۳۱٤، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، رقم (۱٤٤۳۰).

(۲) مكائد الشيطان ٥٤، إبليس وذريته، رقم (۳٥)، وعمدة القاري ۱٥/۱٦۸.

وقال الغزالي الإمام في الإحيا، نقلا عن مجاهد:

"لإبليس خمسة من الأولاد، قد جعل كل واحد منهم على شي، من أمره: ثبر، والأعور، ومسوط، وداسم، وزلنبور؛ فأما شبر: فهو صاحب المصائب، الذي يأمر بالثبور، وشق الجيوب، ولطم الخدود، ودعوى الجاهلية. وأما الأعور: فإنه صاحب الزنى، يأمر به ويزنيه. وأما مسوط: فهو صاحب الكذب. وما داسم: فإنه يدخل معَ الرجل إلى أهله، يرميهم بالعيب عنده، ويغضبه عليهم. وأما زلنبور: فهو صاحب السوق، فبسبه لا يزالون متظلمين.

وشيطان الصلاة يسمى خنزب[صحيح مسلم، رقم (۲۲۰۳)، من حديث عثمان بن أبي العاص]، وشيطان الوضو، يسمى الولهان[الجامع للترمذي، رقم (٥۷) من حديث أبي]".

إحياء علوم الدين ۹٥۳-۹٥٤، كتاب شرح عجائب القلب، ربع المهلكات.

وفي تفسير الجوزي: "قسم إبليس جنده فريقين، فبعث فريقا منهم إلى الإنس، وفريقا إلى الجن، فكلهم أعداء لرسول الله صلى الله عليه وسلم". التوضيح ۱۹/۱۹٥.

وَقالَ مُجاهِدٌ : «يُقْذَفُونَ» /الصافات : ٨/ : يُرْمَوْنَ . «دُحُورًا» /الصافات : ٩/ : مَطْرُودِينَ . «وَاصِبٌ» /الصافات : ٩/ : دَائِمٌ .

اس عبارت میں قرآن کریم کی آیات ﴿ویقذفون من کل جانب دحورا ولهم عذاب واصب﴾ (الصافات/۸-۹) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اوران میں وارد بعض کلمات کی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ذکر کی گئی ہے، چناں چہ فرمایا کہ ﴿یقذفون﴾ کے معنی یرمون کے ہیں، یعنی وہ پھینکے جائیں گے۔ اور ﴿دحورا﴾ کے معنی مطرودین کے ہیں، یعنی دھتکارے ہوئے۔ گویا دحورا، جو کہ مصدر ہے، مفعول کے معنی میں ہے۔ نیز ﴿واصب﴾ کے معنی دائم یعنی ہمیشہ جاری رہنے والے کے ہیں۔(۱)

تعلیق مذکور کا مقصد

ان آیات کا تعلق چوں کہ شیاطین، یعنی جنود ابلیس سے ہے، اسی لیے انہیں یہاں باب کے تحت ذکر کیا گیا ہے، یہی تفسیری کلمات کتاب التفسیر میں بھی آرہے ہیں۔(۲)

ان آیات میں شیاطین کی اس کوشش اور اس کے انجام کا ذکر ہے کہ جاہلیت میں بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یہ شیاطین و جنات غیبی خبروں کی تلاش میں آسمان میں جا کر، چھپ کر فرشتوں کی باتیں سننے کی کوشش کرتے تھے، لیکن بعد میں اس پر ہر طرح کی پابندی لگا دی گئی اور اس حرکت کو روکنے کے لیے بے مثال انتظامات کیے گئے، چناں چہ جو بھی وہاں تک رسائی کی کوشش کرتا منہ کی کھاتا، اس پر شہابیے پھینکے جاتے، جو اس شیطان کو جلا کر بھسم کر دیتے، یہ تو دنیاوی سزا ہوئی اور آخرت میں ہمیشہ کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

تعلیق مذکور کی موصولاً تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے اس تفسیری جملے کو "روح، عن شبل، عن ابن أبي نجيح، عن

(۱) عمدة القاري ١٥/١٦٨، وفتح الباري ٦/٣٤٠.

(۲) کشف الباری، کتاب التفسیر، سورۃ الصافات، ص: ۵۴۸۔

مجاهد" کے طریق سے عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں موصولا ذکر کیا ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اس تعلیق کی مناسبت ترجمہ کے الفاظ جنودہ کے ساتھ ہے کہ اس میں شیاطین کا ذکر ہے، وہی جنود ابلیس ہیں۔

وَقَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : «مَدْحُورًا» /الأعراف: ١٨/ : مَطْرُودًا . يُقَالُ : «مَرِيدًا» /النساء: ١١٧/ : متمَرِّدًا . بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ . «وَٱسْتَفْزِزْ» ٱسْتَخِفَّ «بِخَيْلِكَ» /الإسراء: ٦٤/ : الْفُرْسَانُ ، وَالرَّجْلُ الرَّجَّالَةُ ، وَاحِدُهَا رَاجِلٌ ، مِثْلُ صَاحِبٍ وَصَحْبٍ وَتَاجِرٍ وَتَجْرٍ . «لَأَحْتَنِكَنَّ» /الإسراء: ٦٢/ : لَأَسْتَأْصِلَنَّ . «قَرِينٌ» /الزخرف: ٣٦/ : شَيْطَانٌ .

وقال ابن عباس: ﴿مدحورا﴾: مطرودا.

اس تعلیق میں آیت کریمہ ﴿قال اخرج منها مذءوما مدحورا﴾ (۲) کی طرف اشارہ ہے، جس میں شیطان کی دو منفی صفتیں مذکور ہیں، ایک مذموم، دوسری مدحور، دوسرے لفظ کے معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیے گئے ہیں کہ اس کے معنی مطرودا کے ہیں، یعنی دھتکارا ہوا۔(۳)

مدحور...دحر سے صیغہ اسم مفعول ہے، اس کے معنی دفع کرنے، دھتکارنے اور دور کرنے کے ہیں۔(۴)

---

(۱) عمدة القاري ١٦٨/١٥، وفتح الباري ٣٤٠/٦، وتغليق التعليق ٥١١/٣، والدر المنثور ٢٧١/٥.

(۲) الاعراف/١٨.

(۳) علامہ عینی اور حافظ رحمہما اللہ وغیرہ نے یہاں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر میں آیت کریمہ ﴿فتلقى في جهنم ملوما مدحورا﴾ (الإسراء/۳۹) کی طرف اشارہ ہے، نیز یہ کہ اس آیت کا ترجمۃ الباب کے الفاظ ابلیس اور جنوده دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، اوپر چوں کہ ﴿دحورا﴾ کا لفظ آیا تھا، اسی کی مناسبت سے استطرادا ﴿مدحورا﴾ کا لفظ بھی ذکر فرمادیا ہے۔(عمدة القاري ١٦٨/١٥، وفتح الباري ٣٤٠/٦) مگر ہمارے خیال میں یہاں ان حضرات سے سہو ہو گیا ہے، غالبا ان حضرات کی توجہ سورۃ الاعراف کی مذکورہ بالا آیت کی طرف نہیں گئی ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

(٤) عمدة القاري ١٦٨/١٥، وتاج العروس ٣٠٣/٣، باب فصل الدال من باب الراء.

مذکورہ تعلیق کی موصولا تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مذکورہ بالا تفسیری قول امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے موصولا اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔(۱)

يقال: ﴿مريدا﴾: متمردا.

آیت کریمہ ﴿وإن يدعون إلا شيطانا مريدا﴾(۲) کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مرید میم کے فتحہ کے ساتھ بمعنی متمرد، یعنی سرکش ہے۔ یہ تفسیر ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔(۳)

بتكه: قطعه

یہ تفسیر بھی ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، انہوں نے آیت کریمہ ﴿ولآمرنهم فليبتكن آذان الأنعام﴾ (۴) کی تفسیر فليقطعن سے کی ہے، بتكه کے معنی ہیں قطعه. اب آیت کے یہ معنی ہوئے: ''(شیطان نے کہا کہ) اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ جانوروں کے کان پھاڑیں گے''۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جانور سے مراد بحیرہ ہے، یعنی وہ اونٹنی جو بچہ جننے کے عمل سے پانچ بار گذر چکی ہو اور پانچواں بچہ اس کا نر ہو تو...... اہل جاہلیت اس اونٹنی کے کان پھاڑ یا چیر دیتے تھے اور بتوں کے نام پر اسے آزاد چھوڑ دیتے تھے اور اس سے انتفاع نہیں کرتے تھے۔(۵)

اس کام پر ظاہر ہے ان کو شیطان نے ہی لگایا ہوا تھا، چناں چہ ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بھی ہو گئی۔

---

(۱) عمدة القاري ١٥/ ١٦٨، وفتح الباري ٦/ ٣٤٠، وتغليق التعليق ٣/ ٥١١

(۲) النساء/ ١١٧.

(۳) فتح الباري ٦/ ٣٤٠، ومجاز القرآن ١/ ١٤٠. وقال ابن المنظور الإفريقي: "والمريد: من شياطين الإنس والجن، وقد تمرد علينا أي: عتا، مرد على الشر وتمرد أي: عتا وطغى. والمريد: الخبيث المتمرد الشرير......". لسان العرب ١٣/ ٧٠، مادة: "مرد".

(٤) النساء/ ١١٩.

(٥) عمدة القاري ١٥/ ١٦٩، والتوضيح ١٩/ ١٩١.

﴿واستفزز﴾: استخف بخيلك: الفرسان، والرجل: الرجالة، واحدها راجل، مثل: صاحب وصحْب، وتاجر وتجْر.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿واستفزز من استطعت منهم بصوتك وأجلب عليهم بخيلك ورجلك﴾(۱) کی طرف مصنف علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ اس آیت میں باری تعالی شیطان کو خطاب کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ان انسانوں میں سے جس پر تجھے قدرت ہو اپنی آواز (وسوسہ) سے اس کو راہِ حق سے ہٹا دے، گم راہ کر دے اور ان پر اپنے سواروں اور پیادوں کو لے کر آجا۔

یہاں کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ تفسیری کلام کتاب التفسیر میں بھی ذکر کیا ہے۔(۲)

یہ آیت صراحۃً ابلیس اور اس کی شیطانی ذریت کے وجود پر دلالت کر رہی ہے، اس طرح ترجمۃ الباب کے ساتھ آیت کی مناسبت واضح ہے۔

﴿لأحتنكن﴾: لأستأصلن.

اس میں آیت شریفہ ﴿لئن أخرتن إلى يوم القيامة لأحتنكن ذريته إلا قليلا﴾(۳) کی توضیح کی گئی ہے کہ احتناک کے معنی استیصال، یعنی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے ہیں۔ یہ شیطان کا کلام ہے، جس میں وہ پوری انسانیت کو چیلنج کر رہا ہے۔

اس آیت سے شیطان کا وجود ثابت ہو رہا ہے، اس طرح ترجمۃ الباب کے ساتھ آیت کی مناسبت موجود ہے۔

﴿قرين﴾: شيطان.

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ہمارے پاکستانی نسخے کے بین السطور میں لفظ قرین کے تحت "أي ﴿فهو

(۱) الإسراء/٦٤.

(۲) فتح الباری ۶/۳۴۰، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب التفسیر ۳۶۳۔

(۳) الإسراء/٦٢، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب التفسیر ۳۶۴۔

له قرین﴾ ''کے الفاظ ثبت ہیں، جو سورہ زخرف کی آیت کا حصہ ہیں۔(۱)

یہاں آیت میں قرین بمعنی مصاحب اور ساتھی کے ہے، جو اہل علم پر مخفی نہیں، شیطان کے معنی میں نہیں ہے، جب کہ حافظ علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ اس میں سورۃ الصافات کی آیت ﴿قال قائل منهم إني كان لي قرين﴾ (۲) کی طرف اشارہ ہے۔(۳)

تاہم حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ ق کی آیت ﴿قال قرينه ربنا ما أطغيته ولكن كان في ضلل بعيد﴾ (۴) کی طرف اشارہ کیا ہے، چوں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تفسیر سورۃ الصافات اور سورۃ ق میں تو ذکر کی ہے، مگر سورۃ الزخرف میں نہیں، چناں چہ ان کی یہ صنیع بھی اس پر دال ہے کہ سورۃ الزخرف والی آیت یہاں ہرگز مراد نہیں۔(۵) واللہ اعلم بالصواب

مذکورہ تعلیق کی تخریج ومطابقت

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا تفسیر ابن ابی حاتم نے ابن ابی نجیح کے طریق سے موصولاً نقل کی ہے۔(۶)

اور اس تفسیری تعلیق کی مناسبت بھی ترجمۃ الباب سے واضح ہے کہ اس میں شیطان کا ذکر ہے، جو اس کے وجود پر دال ہے۔

---

(۱) الزخرف/۳۶۔ یہ رائے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ عمدۃ القاری ۱۵/۱۶۹۔

(۲) الصافات/۵۱۔

(۳) فتح الباری ۶/۳۴۰، وصحیح البخاری قدیمی ۱/۴۶۲۔

(۴) ق/۲۷۔

(٥) الأبواب والتراجم ١/ ٢١١، والكنز المتواري ١٣/ ١٨٩.

(۶) حوالہ جات بالا، وفتح الباری ۶/۳۴۰۔

اس کے بعد یہ سمجھیے کہ یہاں باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس (۲۷) حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، جن میں کی پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے، جو بصورت تعلیق ہے۔

۳۰۹۵ : حدّثنا إبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى : أَخْبَرَنَا عِيسَى ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ .

وَقالَ اللَّيْثُ : كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ : أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَاهُ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ قالَتْ : سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ ، حَتَّى كانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَما يَفْعَلُه ، حَتَّى كانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَدَعَا ، ثُمَّ قالَ : (أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيما فِيهِ شِفَائِي ، أَتَانِي رَجُلَانِ : فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ، فَقَالَ أَحَدُهُما لِلآخَرِ : ما وَجَعُ الرَّجُلِ ؟ قالَ : مَطْبُوبٌ ، قالَ : وَمَنْ طَبَّهُ ؟ قالَ : لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ ، قالَ : فِيما ذَا ؟ قالَ : فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ ، قالَ : فَأَيْنَ هُوَ ؟ قالَ : فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ) . فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ ، فَقَالَ لِعائِشَةَ حِينَ رَجَعَ : (نَخْلُهَا كَأَنَّهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ) . فَقُلْتُ : اسْتَخْرَجْتَهُ ؟ فَقالَ : (لَا ، أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللهُ ، وَخَشِيتُ أَنْ يُثِيرَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا) . ثُمَّ دُفِنَتِ الْبِئْرُ . [ر : ۳۰۰٤]

تراجم رجال

۱) ابراہیم بن موسی

یہ ابراہیم بن موسی الفراء رازی تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها......" میں گذر چکا ہے۔ (۱)

۲) عیسیٰ

یہ عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۲)

۳) ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

(۱) کشف الباری، کتاب الحیض ۱۹۹.

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الإذان، باب من صلی بالناس فذکر حاجة.....

۴) أبيه (عروه)

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" پر تفصیلا گذر چکے ہیں۔(۱)

۵) عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت آچکے۔(۲)

قالت: سحر النبي صلى الله عليه وسلم.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ علیہ السلام پر جادو کیا گیا۔

اس حدیث کی جملہ تشریحات خمس وجزیہ اور طب میں گذر چکی ہیں۔(۳)

وقال الليث: كتب إلي هشام أنه سمعه ووعاه عن أبيه......

تخریج تعلیق

اس روایت میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کے واقعے کی تفصیلات ذکر کی گئی ہیں۔حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت یہاں تعلیقا آئی ہے، اس کو موصولا امام ابوبکر بن عبداللہ بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ نے "عیسی بن حماد، عن اللیث" کے طریق سے موصولا نقل کیا ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حافظ اور عینی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی ترجمہ سے مناسبت

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۹۱ و ۲/۴۳۲۔۴۳۶۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۳) دیکھیے، کشف الباری، کتاب الخمس والجزیہ ۶۳۶۔۶۳۸، باب هل يعفى عن الذمي ......؟، وکشف الباری، کتاب الطب ۱۰۴۔۱۲۱۔

(٤) عمدة القاري ١٥/١٦٩، وفتح الباري ٦/٣٤٠، وتغليق التعليق ٣/٥١٢.

بایں معنی ہے کہ سحر اور جادو شیطانی استعانت اور مدد کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔(۱)

جب کہ اس روایت کی مطابقت بقول علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حدیث کے جملے "کأنه رؤوس الشیاطین" سے ہے، چناں چہ یہ جملہ دلالت کررہا ہے کہ شیاطین جسم رکھتے ہیں، ان جسموں کے سر ہوتے ہیں، ان کی شکل ڈراؤنی اور قبیح ہوتی ہے، وہ کریہ المنظر ہوتے ہیں، جنہیں طبائع سلیمہ ناپسند کرتی ہیں۔ زیادہ بہتر بات یہی ہے۔ یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قوله: ((كأنه رؤوس الشياطين))، هذا هو محل الترجمة؛ حيث يدل على أن الشياطين أجسام، لها رؤوس، تستقبحها الطباع السليمة، يشبه بها الشيء الكريه المنظر". (۲)

باب کی دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۰۹۶ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَخِي ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ (۳) : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ ، يَضْرِبُ كُلَّ عُقْدَةٍ مَكانَهَا : عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ ، فَإِنِ ٱسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ ٱللهَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ تَوَضَّأَ ٱنْحَلَّتْ عُقْدَةٌ ، فَإِنْ صَلَّى ٱنْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا ، فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ). [ر : ۱۰۹۱]

تراجم رجال

۱) اسماعیل بن ابی اویس

یہ اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس اصبحی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان،

(۱) عمدة القاري ١٥/١٦٩، وفتح الباري ٦/٣٤٠.

(۲) الكنز المتواري ١٣/١٨٩، وحاشية السندي على البخاري ١/٤٦٢، قديمي.

(۳) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب التهجد، باب عقد الشيطان على قافية الرأس إذا لم يصل بالليل.

"باب من كره أن يعود في الكفر كما يكره......" کے تحت بیان کیے جا چکے ہیں۔(۱)

۲) أخي

یہ اسماعیل بن ابی اویس کے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تفصیلی ذکر کتاب العلم، "باب حفظ العلم" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۲)

۳) سلیمان بن بلال

یہ ابو محمد سلیمان بن بلال تیمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۳)

۴) یحیٰی بن سعید

یہ یحیٰی بن سعید بن فروخ قطان ابوسعید احول بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب......" کے ذیل میں گذر چکا ہے۔(۴)

۵) سعید بن المسیب

یہ مشہور تابعی بزرگ سعید بن میتب بن حزن قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من قال: إن الإيمان هو العمل......" کے ذیل میں آچکے۔(۵)

۶) ابوہریرہ

مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإيمان" میں گذر چکے ہیں۔(۶)

---

(۱) کشف الباری ۲/۱۱۳۔

(۲) کشف الباری ۴/۲۶۱۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۵۸۔

(۴) کشف الباری ۲/۲۔

(۵) کشف الباری ۲/۵۹۱۔

(۶) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اپنی تفصیلات سمیت کتاب التہجد میں گذر چکی ہے(۱)۔ جس میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ جب بندہ سوجاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے پچھلے حصے میں تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے، بھئی! بڑی لمبی رات ہے، سوتا رہ۔ اور جب جاگتا ہے، اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، جب نماز فجر ادا کرتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور بندہ ہشاش بشاش ہوتا ہے، وگرنہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ نفس خبیث اور جسم تھکا ہوا ہوتا ہے، چہرے پر پھٹکار ہوتی ہے۔ أعاذنا الله منه.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "يعقد الشيطان على قافية أحدكم"، جس میں شیطان کی منجملہ حرکات شنیعہ وافعال قبیحہ میں سے ایک صفت بیان ہوئی ہے۔(۲)

باب کی تیسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣٠٩٧ : حدّثنا عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قالَ(۳): ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ ، قالَ : (ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ ، أَوْ قالَ : فِي أُذُنِهِ) . [ر : ١٠٩٣]

تراجم رجال

۱) عثمان بن ابی شیبہ

یہ عثمان بن محمد بن ابی شیبہ عبسی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب عقد الشياطين على قافية الرأس.

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۰۔

(٣) قوله: "عن عبدالله رضي الله عنه" الحديث، مر تخريجه، كتاب التهجد، باب إذا نام ولم يصل بال الشيطان......

۲) جریر

یہ جریر بن عبدالحمید ضبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) منصور

یہ منصور بن معتمر سلمی ابوعتاب کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان تینوں محدثین کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب من جعل لأهل العلم أياما معلومة" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۴) ابووائل

یہ ابووائل شقیق بن سلمہ کوفی اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله......" کے تحت ذکر کیے جا چکے ہیں۔(۲)

۵) عبداللہ

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات مفصلا کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔(۳)

ترجمہ حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت میں کسی آدمی کا تذکرہ ہوا، جو رات کو سویا اور صبح دیر تک سوتا رہا، نماز نکل گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ بندہ ہے جس کے دونوں کانوں یا کسی ایک کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

یہ حدیث بھی کتاب التہجد میں گذر چکی ہے۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۶۶-۲۷۰۔

(۲) کشف الباری ۲/۵۵۹۔

(۳) کشف الباری ۲/۲۵۷۔

(٤) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب إذا نام ولم يصل بال الشيطان في أذنه.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی مطابقت بھی ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے کہ اس میں شیطان کی ایک صفت قبیحہ بیان کی گئی ہے، نیز شیطان کا وجود بھی ثابت ہورہا ہے۔(۱)

باب کی چوتھی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣٠٩٨ : حدثنا موسى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُمَا ،(٢) عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (أَمَا إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ ، وَقَالَ : بِسْمِ ٱللهِ ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنَا ، فَرُزِقَا وَلَدًا لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ) . [ر : ١٤١]

تراجم رجال

۱) موسی بن اسماعیل

یہ موسی بن اسماعیل تمیمی تبوذکی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات اجمالا بدء الوحی اور تفصیلا کتاب العلم، "باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد......" کے ضمن میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۲) ہمام

یہ ہمام بن یحییٰ بن دینار عوذی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۳) منصور

یہ منصور بن معتمر سلمی ابوعتاب کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب من جعل

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۱۔

(۲) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه، كتاب الوضوء، كشف الباري ٥/٢٣٦.

(۳) کشف الباری ۱/۴۳۳، الحدیث الرابع، و۳/۳۷۷۔

(۴) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلاة، باب من نسي صلاة......، رقم (٩٥٧)

لأهل العلم أياما معلومة" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۴) سالم بن ابی الجعد

یہ سالم بن ابی الجعد رافع غطفانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الوضوء، "باب التسمية على كل حال......" کے ضمن میں بیان ہو چکے(۲)

۵) کریب

یہ مولی ابن عباس کریب بن ابی مسلم ہاشمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الوضوء، "باب التخفيف في الوضوء" میں گذر چکا ہے۔(۳)

۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان، "باب کفران العشیر......" میں ہو چکا۔(۴)

(تنبیہ) خلاصہ حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کتاب الوضوء میں گذر چکی ہے۔(۵) جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے گھر والوں کے ساتھ خلوت کرتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے: "اللهم جنبنا الشيطان، وجنب الشيطان ما رزقتنا"، پھر خلوت کے نتیجے میں اللہ تعالی جب ان دونوں کو اولاد کی نعمت سے نوازتا ہے تو شیطان اس بچے کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

(۱) کشف الباری ۲۷۰/۳۔

(۲) کشف الباری ۲۳۷/۵۔

(۳) کشف الباری ۱۵۴/۵۔

(۴) کشف الباری ۴۳۵/۱ و ۲۰۵/۲۔

(۵) کشف الباری، کتاب الوضوء، باب التسمیۃ علی کل حال......۲۳۶/۵ـ۲۴۴۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی مطابقت بھی ترجمہ کے ساتھ واضح ہے کہ شیطانی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہمہ وقت ہر مسلمان کو نقصان پہنچانے اور ایذا دینے کے درپے رہتا ہے۔(۱)

باب کی پانچویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۰۹۹ : حدّثنا محمَّدٌ : أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(۲) قالَ : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (إِذَا طَلَعَ حاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ ، وَإِذَا غَابَ حاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ ، وَلَا تَحَيَّنُوا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا ، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ ، أَوِ الشَّيْطَانِ) . لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قالَ هِشَامٌ . [ر : ٥٥٨]

تراجم رجال

۱) محمد

یہ محمد بن سلام سلمی بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) عبدۃ

یہ عبدۃ بن سلیمان کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: أنا أعلمكم بالله......" کے تحت درج کیے جا چکے۔(۳)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۷۱.

(۲) قولہ: "عن ابن عمر رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه، كتاب مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر، رقم (٥٨٣).

(۳) کشف الباری ۲/۹۳، ۹۴۔

۳) ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدین إلی اللہ أدومه" پر تفصیلا گذر چکا ہے۔(۱)

۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلی اللہ علیه وسلم: بني الإسلام علی خمس......" کے تحت بیان کیے جا چکے ہیں۔(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث بھی سابق میں گذر چکی ہے۔(۳) اس میں ان اوقات ممنوعہ میں سے دو کا بیان ہے جن میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے، یعنی طلوع شمس اور غروب شمس، کیوں کہ یہ شیطان کی پوجا کے اوقات ہیں، ان دو اوقات میں شیطان کے پجاری اس کی عبادت کرتے ہیں، جس کی تعبیر حدیث میں شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سورج کے طلوع سے کی گئی ہے، درحقیقت یہ ان کی پوجا کا وقت ہوتا ہے۔

لا أدري أي ذلك قال هشام؟

یہ راوی حدیث عبدہ بن سلیمان کا قول ہے، جو یہ فرمار ہے ہیں کہ حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے شیطانٍ فرمایا ہے یا الشیطانِ؟ یہ مجھے یاد نہیں۔(۴) شیطانٍ غیر معرف باللام ہے تو ہر شیطان مراد ہوسکتا ہے اور اگر معرف باللام ہے تو معہود یعنی ابلیس متعین ہوگا، یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

---

(۱) کشف الباری ۲۹۱/۱ و ۴۳۲/۲۔۴۳۶۔

(۲) کشف الباری ۶۳۷/۱۔

(۳) صحیح البخاري، کتاب مواقیت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر.

(٤) عمدة القاري ١٥/١٧١، وفتح الباري ٦/٣٤٠، وإرشاد الساري ٥/٢٩٢.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "فإنها تطلع بين قرني الشيطان". کہ اس سے شیطان کا وجود اور اس کے لیے سینگ ثابت ہو رہے ہیں۔(۱)

باب کی چھٹی حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۰۰ : حدّثنا أَبُو مَعْمَرٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ : حَدَّثَنَا يُونُسُ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ(۲) قالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ شَيْءٌ ، وَهُوَ يُصَلِّي ، فَلْيَمْنَعْهُ ، فَإِنْ أَبَى فَلْيَمْنَعْهُ ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ) . [ر : ٤٨٧]

تراجم رجال

۱) ابو معمر

یہ ابو معمر عبد اللہ بن عمرو منقری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) عبد الوارث

یہ عبد الوارث بن سعید بن ذکوان تمیمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان حضرات کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: "اللهم علمه الكتاب" کے تحت گذر چکے۔(۳)

۳) یونس

یہ ابو عبد اللہ یونس بن عبید عبدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب المعاصي من أمر الجاهلية......" کے ضمن میں گذر چکا ہے۔(۴)

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۱۔

(۲) قوله: "عن أبي سعيد": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصلاة، باب يرد المصلي من مر بين يديه.

(۳) کشف الباری ۳/۳۵۶۔۳۵۸۔

(۴) کشف الباری ۲/۲۱۸۔

۴)حمید بن ہلال

ابوالنصر حمید بن ہلال عدوی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۵)ابوصالح

یہ ابوصالح ذکوان زیات رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں آچکے ہیں۔(۲)

۶)ابوسعید

یہ مشہور صحابی حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من الدین الفرار من الفتن" میں ہو چکا ہے۔(۳)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث کتاب الصلاۃ میں گزر چکی۔(۴)

خلاصہ حدیث

اس حدیث میں نمازی کے سامنے سے گذرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس پر اصرار کرنے والے کو شیطان قرار دیا گیا ہے۔یعنی وہ شیطان از قسم بشر ہے...... یا یہ مطلب ہے کہ اس فعل پر چوں کہ شیطان آمادہ کرتا ہے کہ "تو نمازی کے سامنے سے گذر جا!" اس لیے اس کو شیطان کہہ دیا گیا ہے۔

"فإنما هو شيطان" کی تشریح میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أي معه شيطان، أو هو شيطان الإنس، أو إنما حمله على ذلك الشيطان، أو إنما فعل فعل الشيطان، أو المراد قرين الإنسان، فيكون شيطانه هو الحامل له على ذلك".(۵)

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلوة، باب يرد المصلي من مر بين يديه.

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۸۔

(۳) کشف الباری ۲/۸۲۔

(٤) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب يرد المصلي من مر بين يديه.

(٥) شرح القسطلاني ٥/٢٩٣.

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت اس جملے میں ہے:"فإنما هو شيطان".(١)

ایک اہم تنبیہ

کرمانی اور قسطلانی کے نسخے میں اس حدیث کو مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ظاہر کیا گیا ہے، چناں چہ بجائے ''عن ابی سعید'' کے ''عن ابی ہریرۃ'' مذکور ہے، جب کہ نسخہ ہندیہ، عینی اور فتح میں ''عن ابی سعید'' ہے اور یہی درست ہے، کیوں کہ یہ حدیث اسی سند کے ساتھ کتاب الصلاۃ میں گذری ہے، وہاں ''عن ابی سعید'' ہی ہے۔ خود قسطلانی نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور فرمایا ہے:

"ولأبي ذر: عن أبي سعيد" أي الخدري، وضبب في الفرع على أبي هريرة".(٢)

باب کی ساتویں حدیث، بہ شکل تعلیق، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٠١ : وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : وَكَّلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ ، فَأَتَانِي آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُو مِنَ الطَّعَامِ ، فَأَخَذْتُهُ ، فَقُلْتُ : لَأَرْفَعَنَّكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ - فَقَالَ : إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ ، لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، ذَاكَ شَيْطَانٌ) . [ر : ٢١٨٧]

تراجم رجال

١) عثمان بن الہیثم

یہ عثمان بن الہیثم بن الجہم عبدی ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) عمدة القاري ١٥/١٧١.

(٢) انظر عمدة القاري ١٥/١٧١، وفتح الباري ٦/٣٣٥، وإرشاد الساري ٥/٢٩٣، وشرح الكرماني ١٣/١٩٩، والكنز المتواري ١٣/١٩٣، وصحيح البخاري، طبع قديمي ١/٤٦٤.

۲) عوف

یہ عوف بن ابی جمیلہ عبدی ابو سہل بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) محمد بن سیرین

یہ مشہور محدث محمد بن سیرین انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان تینوں حضرات محدثین کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب اتباع الجنائز من الإیمان" کے ضمن میں گذر چکے ہیں۔(۱)

۴) ابوہریرہ

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے ہیں۔(۲)

تعلیق مذکور کی موصولاً تخریج

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت بخاری شریف میں تین مقامات پر ذکر فرمائی ہے، باب ہذا میں، کتاب الوکالۃ (۳) میں اور کتاب فضائل القرآن (۴) میں، کہیں مختصراً، کہیں مطولاً، مگر ہر جگہ بہ شکل تعلیق، تحدیث کی تصریح کہیں بھی نہیں کی۔ اسی کے پیش نظر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلیق کو منقطع قرار دے دیا۔

جب کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے تغلیق التعلیق میں یہ روایت مختلف طرق سے ذکر کی ہے، جن میں ایک طریق ہلال بن بشر صواف رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، جو حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں، "جزء القراءۃ خلف الإمام" (۵) میں ان کی روایت موجود ہے، اس لیے حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی

---

(۱) کشف الباری ۲/۵۲۲-۵۳۵۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) صحيح البخاري، كتاب الوكالة، باب إذا وكل رجلا فترك……، رقم (۲۳۱۱).

(٤) صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم (۵۰۱۰).

(۵) جزء القراءة خلف الإمام، ص:۵، رقم (۱۵)، المكتبة السلفية.

بعید نہیں کہ یہ روایت باب بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہلال بن بشر سے سنی ہو، اس طرح روایت کا انقطاع ختم ہو جائے گا۔(۱)

بہرحال اس تعلیق کو ابوذر نے اپنے طریق سے نیز ابونعیم، نسائی اور اسماعیلی رحمہم اللہ سب نے اپنے اپنے طریق سے اپنی تالیفات میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔(۲)

علاوہ ازیں اس روایت کو امام بیہقی نے امام حاکم رحمہما اللہ کے طریق سے دلائل میں درج فرمایا ہے۔(۳)

خلاصہ حدیث

اس تعلیق میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے ایک مشہور واقعے کو مختصراً ذکر کیا گیا ہے، جس کی تفصیل کتاب الوکالۃ (۴) میں آچکی ہے، ایک آدمی صدقات کا مال چوری کرنے آیا تھا، جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور اس کو دھمکی دی کہ میں تمہیں خدمت اقدس میں پیش کروں گا، جس پر اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی کا حفاظت والا عمل بتایا کہ رات سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لینا، پوری رات ایک خدائی نگہبان آپ کی حفاظت کرے گا اور شیطان قریب بھی نہ پھٹکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا واقعہ سن کر فرمایا تھا "صدقك، وهو كذوب، ذاك شيطان" کہ اس نے جھوٹا ہوتے ہوئے تم سے سچی بات کہی، واقعی آیت الکرسی میں یہ خاصیت ہے، آنے والا شیطان تھا۔

---

(۱) تغليق التعليق ٣/٢٩٦، وفتح الباري ٤/٤٨٧-٤٨٨.

(۲) حواله جات بالا، والسنن الكبرى للنسائي ١/٥٣٦، كتاب عمل اليوم والليلة، رقم (٩٥٩)، و٦/٢٣٨، رقم (١٠٧٩٥)، وصحيح ابن خزيمة ٢/١١٦٢، كتاب الزكاة، باب الرخصة في تاخير الإمام......، رقم (٢٤٢٤)، والدعوات الكبير للبيهقي ١/٥٢١، رقم (٤٠٦).

(۳) دلائل النبوة ٧/١٠٧، باب ما جاء في الشيطان الذي أخذ من الزكاة......، وأيضا للاستزادة انظر: عمدة القاري ١٠/١٤٥.

(۴) صحيح البخاري، كتاب الوكالة، باب إذا وكل رجلا فترك......، رقم (٢٣١١).

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت تعلیق

اس تعلیق کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس جملے میں ہے: "ذاك شيطان" (۱) کہ اس سے شیطان کا وجود ثابت ہو رہا ہے۔

باب ہذا کی آٹھویں حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٠٢ : حدّثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ : قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ(٢): قالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ : (يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُولُ : مَنْ خَلَقَ كَذَا ، مَنْ خَلَقَ كَذَا ، حَتَّى يَقُولَ : مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِٱللَّهِ وَلْيَنْتَهِ) .

تراجم رجال

۱) یحیی بن بکیر

یہ یحیی بن عبداللہ بن بکیر مخزومی مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) الليث

یہ لیث بن سعد فہمی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳) عقیل

یہ عُقیل بن خالد بن عَقیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۳)

---

(١) عمدة القاري ١٥/١٧١.

(٢) قولـه: "قال أبو هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان......، رقم (٣٤٣-٣٤٦)، وأبوداود، في سننه، كتاب السنة، باب في الجهمية، رقم (٤٧٢١ و٤٧٢٢).

(۳) ان کے تفصیلی حالات کشف الباری کتاب العلم، باب فضل العلم ۲/۴۵۵ میں گذر چکے۔

۴)ابن شہاب

یہ ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان چاروں محدثین اجلاّء کے اجمالی حالات بدءالوحی کی الحدیث الثالث کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۴)عروہ بن زبیر

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا ترجمہ بدءالوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان،"باب أحب الدين إلى الله أدومه" پرتفصیلاً گذر چکا ہے۔(۲)

۵)ابوہریرہ

مشہور صحابی رسول،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان،"باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۳)

قال أبوهريرة رضي الله عنه: قال رسول الله ﷺ: يأتي الشيطان أحدكم، فيقول: من خلق كذا؟ من خلق كذا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور وسوسہ ڈالتے ہوئے کہتا ہے،فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور فلاں چیز کس نے پیدا کی؟

مسلم شریف کی روایت کے ایک طریق کے الفاظ یہ ہیں:"لا يزال الناس يتساءلون حتى يقال: هذا، خلق الله الخلق، فمن خلق الله؟"(٤)

(۱) کشف الباری ۱/۳۲۳۔۳۲۶۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱و۲/۴۳۶۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(٤) صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان الوسوسة في الإيمان، رقم (٣٤٣).

حتى يقول: من خلق ربك؟ فإذا بلغه فليستعذ بالله، ولينته.

یہاں تک کہ کہنے لگتا ہے، تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب وسوسہ اس درجے کو پہنچ جائے تو اللہ کی پناہ مانگے اور رک جائے۔

شیطانی وساوس اور ان کا علاج

اس حدیث شریف کا مدعیٰ و مقصود یہ ہے کہ شیطان انسانوں کو ورغلانے کے لیے مختلف طریقے استعمال کرتا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے: مجھے کس نے پیدا کیا؟ جواب واضح ہے، یعنی اللہ۔ اسی طرح سوچتے سوچتے بہت آگے نکل جاتا ہے، یہاں تک کہ یہ سوال کلبلانے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) کس نے پیدا کیا ہے؟ تقریباً ایسا ہر بندے کے ساتھ ہوتا ہے، یہ دراصل شیطانی وسوسہ ہوتا ہے۔

اس حدیث میں اس کا علاج بتایا گیا ہے کہ جب بھی ایسا ہو، اللہ کی پناہ میں آجائے، تعوذ پڑھے اور رک جائے، مزید اس بارے میں نہ سوچے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ مازری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ خواطر و خیالات کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم میں وہ خیالات داخل ہیں جنہیں قرار و دوام نہیں ہوتا، ان کے نتیجے میں کوئی بڑا شبہہ متاثر نہیں کرتا، حدیث باب کا تعلق اسی سے ہے، انہی سے اعراض و پہلوتہی کرنے کا کہا گیا ہے، اسی پر وسوسے کا اطلاق ہوتا ہے۔

دوسری قسم میں وہ خیالات شامل ہیں جنہیں قرار و دوام حاصل ہوتا ہے، جو کسی شبہہ کی پیداوار ہوتے ہیں، ان کے دفعیہ کا نظر و استدلال کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔(۱)

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مطلب یہ ہے کہ ان واہی تباہی شبہات کے بارے میں سوچنا ترک کرے اور وسوسہ

(۱) الكنز المتواري ۱۳/۱۹٤، وعمدة القاري ۱۵/۱۷۲، وفتح الباري ٦/۳٤۱.

شیطانی سے اللہ کی پناہ میں آجائے، تاہم اگر اس استعاذے سے بھی فرق نہ پڑے تو اٹھ کر کسی دوسرے کام میں مشغول ہوجائے، اس طرح ذہن دوسری طرف منتقل ہوجائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعاذے کا اور ان وساوس کے بارے میں نہ سوچنے کا حکم دیا، اس بارے میں غور وفکر اور تامل کا حکم نہیں دیا، کیوں کہ اس حساس موضوع پر شیطان سے مناظرہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں، کوئی بڑا عالم ہی اس سے مناظرے کی ہمت کرسکتا ہے، عامۃ الناس کا معاملہ دوسرا ہے، لہذا ہر کوئی اس پر غور وفکر کرے گا تو گم راہی میں جا پڑے گا، چناں چہ اللہ کی پناہ اور اس کی طاقت کی تلاش کے علاوہ اس کا اور کوئی حل وعلاج نہیں، اللہ تعالی ہی ان وساوس سے بچاسکتا ہے"۔(۱)

اسی حدیث کے ابوداؤد شریف کے طریق میں، یہ اضافہ بھی مروی ہے کہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے اور تعوذ پڑھے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بالکل واضح ہے(۳) کہ اس میں شیطان اور اس کے مختلف تصرفات کا ذکر ہے۔

---

(۱) شرح الطيبي ۲۰۲/۱، باب الوسوسة، من كتاب الإيمان، رقم (٦٥)، والكنز المتواري ١٩٤/١٣، وعمدة القاري ١٧٢/١٥، وفتح الباري ٣٤١/٦.

وقال الإمام الكرماني رحمه الله: "قوله: "فليستعذ بالله": بالإعراض عن الشبهات الواهية الشيطانية، وليثبته بإثبات البراهين القطعية الحقانية على أن لا خالق له بإبطال التسلسل ونحوه......".

شرح الكرماني ٢٠٠/١٣.

(۲) سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في الجهمية، رقم (٤٧٢٢).

(۳) عمدة القاري ١٧٢/١٥.

باب کی نویں حدیث بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٠٣ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي أَنَسٍ ، مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ : أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ : أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ(١) : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ) . [ر : ١٨٠٠]

تراجم رجال

١۔ یحییٰ بن بکیر، ٢۔ لیث، ٣۔ عقیل اور ٤۔ ابن شہاب رحمہم اللہ کے سابقہ سند دیکھیے۔

٥) ابن ابی انس

یہ ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٦) أباه

یہ مالک بن ابی عامر اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کے حالات کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں۔ (٢)

٧) ابو ہریرہ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے۔ (٣)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب

---

(١) قوله: "سمع أبا هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصوم، باب هل يقال: رمضان أو شهر......؟

(٢) کشف الباری ٢/١٧٢و٢٧٢۔

(٣) کشف الباری ١/٦٥٩۔

رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

یہ حدیث کتاب الصوم میں گذر چکی ہے(۱)، یہاں باب کی مناسبت سے دوبارہ ذکر کی گئی ہے، جو اس جملے میں ہے: "وسلسلت الشیاطین"(۲) کہ اس سے شیطان اور اس کی ذریت وجنود کا اثبات ہورہا ہے۔

باب کی دسویں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٠٤ : حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ : حَدَّثَنَا عَمْرٌو قالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قالَ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ(۳) فَقالَ : حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ : أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ : (إِنَّ مُوسٰى قالَ لِفَتَاهُ : آتِنَا غَدَاءَنَا ، وَقالَ : أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، فَإِنِّي نَسِيتُ الحُوتَ ، وَما أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ . وَلَمْ يَجِدْ مُوسٰى النَّصَبَ حَتَّى جاوَزَ المَكانَ الَّذِي أَمَرَهُ ٱللهُ بِهِ) .
[ر : ٧٤]

تراجم رجال

۱) الحمیدی

یہ مشہور محدث ابوبکر عبداللہ بن زبیر قرشی حمیدی اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی کی الحدیث الاول میں گذر چکے۔(۴)

---

(۱) كتاب الصوم، باب هل يقال: رمضان أو شهر رمضان؟

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۲۔

(۳) قوله: "قلت لابن عباس رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في كتاب العلم، باب ذهاب موسى صلى الله عليه وسلم في البحر......، كشف الباري ٣/٣٢٩.

(۴) کشف الباری ۱/۲۳۷۔

۲)سفیان

یہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے اجمالی حالات بدء الوحی کی پہلی حدیث اور تفصیلی حالات کتاب العلم،"باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......"میں آچکے ہیں۔(۱)

۳)عمرو

یہ عمرو بن دینار جمحی مکی المعروف بالاثرم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم،"باب كتابة العلم"کے ضمن میں گذر چکے۔(۲)

۴)سعید بن جبیر

یہ مشہور تابعی بزرگ حضرت سعید بن جبیر اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ اجمالا بدء الوحی اور تفصیلا کتاب العلم،"باب السمر في العلم"میں گذر چکا ہے۔(۳)

۵)ابن عباس رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان،"باب كفران العشير......"میں ہو چکا۔(۴)

٦)ابی بن کعب رضی اللہ عنہ

یہ مشہور انصاری صحابی حضرت ابی بن کعب بن قیس رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کے حالات کتاب العلم، "باب ما ذكر في ذهاب موسى......"کے ذیل میں بیان ہو چکے ہیں۔(۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث،جس میں حضرت موسی اور حضرت خضر علیہما السلام کی

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۳۸و۳/۱۰۲۔

(۲) کشف الباری ۴/۳۰۹۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۳۳و۴/۴۱۸۔

(۴) کشف الباری ۱/۴۳۵و۲/۲۰۵۔

(۵) کشف الباری ۳/۳۲۷۔

ملاقات کا ذکر ہے، تفصیل کے ساتھ کتاب العلم میں گذر چکی ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی مناسبت بھی ترجمہ کے ساتھ بالکل واضح ہے، جو اس جملے میں ہے:"وما أنسانيه إلا الشيطان".(۲)

باب کی گیارہویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۱۰۵(۳): حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ ٱبْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا قالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ ، فَقَالَ : (هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا ، إِنَّ الفِتْنَةَ هَا هُنَا ، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ) . [ر : ۲۹۳۷]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن مسلمہ

یہ عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب قعنبی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان،"باب من الدين الفرار من الفتن" کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔(۴)

۲) مالک

یہ ابوعبداللہ مالک بن انس مدنی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ بدء الوحی اور کتاب

(۱) کشف الباری، کتاب العلم ۳۴۱/۲-۳۵۳۔

(۲) عمدۃ القاری ۱۷۲/۱۵۔

(۳) قوله: "عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه في كتاب فرض الخمس، كشف الباري، كتاب الخمس والجزية، ۱۲۳.

(۴) کشف الباری ۸۰/۲۔

الإیمان، "باب من الدین الفرار من الفتن" ذکر کیا جاچکا ہے۔(۱)

۳)عبداللہ بن دینار

یہ عبداللہ بن دینار مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)ابن عمر

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان دونوں کے حالات کتاب الإیمان، "باب قول النبي صلی اللہ علیه وسلم: بني الإسلام علی خمس......" کے تحت بیان کیے جاچکے۔(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کا یہ مضمون دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، اس کی شرح بھی مختلف جگہوں میں ہوچکی ہے۔(۳) اس میں کلمہ ھا کا استعمال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ کے کیا ہے، یہاں غالباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ بصرہ کی طرف ہے، جو فارس (ایران) سے ملا ہوا ہے، بصرہ خود بھی اعتزال کا مرکز رہا ہے، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ فتنے کا گڑھ ہے۔ اور آپ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ تاریخ اسلام سے مطلع حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ یہ علاقے ہمیشہ فتنہ وفساد کا مرکز ومنبع رہے ہیں۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث میں شیطان کے سینگ کا ذکر آیا ہے کہ اس کے سینگ بھی ہوتے ہیں، چناں چہ مطابقت بالترجمہ واضح ہے۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۹۰و۲/۸۰۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۳، وارشاد الساری ۵/۲۹۵، وکشف الباری، کتاب الخمس والجزیہ ۱۲۴۔۱۳۲۔

(۴) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۳۔

باب کی بارہویں حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٠٦ : حدّثنا يَحيى بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ الْأَنْصَارِيُّ : حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ، عَنْ جابِرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ[1] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (إِذَا ٱسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ ، أَوْ : كانَ جُنْحُ اللَّيْلِ ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوهُمْ ، وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ ٱللهِ ، وَأَطْفِئْ مِصْبَاحَكَ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ ٱللهِ ، وَأَوْكِ سِقَاءَكَ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ ٱللهِ ، وَخَمِّرْ إِنَاءَكَ وَٱذْكُرِ ٱسْمَ ٱللهِ ، وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا) .

[٣١٢٨ ، ٣١٣٨ ، ٥٣٠٠ ، ٥٣٠١ ، ٥٩٣٧ ، ٥٩٣٨]

تراجم رجال

۱) یحییٰ بن جعفر

یہ ابوزکریا یحییٰ بن جعفر بخاری بیکندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۲) محمد بن عبداللہ الانصاری

یہ محمد بن عبداللہ بن مثنی بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

---

(١) قوله: "عن جابر رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا ، في بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، رقم (٣٣٠٤)، وفي باب خمس من الدواب فواسق يقتلن في الحرم، رقم (٣٣١٦)، وفي الأشربة، باب تغطية الإناء، رقم (٥٦٢٣، ٥٦٢٤)، وفي الاستيذان، باب لاتترك النار في البيت عند النوم، رقم (٦٢٩٥)، وباب إغلاق الأبواب بالليل، رقم (٦٢٩٦)، ومسلم، رقم (٥٢٤٦-٥٢٥٢)، في الأشربة، باب الأمر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء ، وأبوداود، رقم (٣٧٣١-٣٧٣٤)، في الأدب، باب في إطفاء النار بالليل، والترمذي، في الأطعمة، باب ما جاء في تخمير الإناء وإطفاء السراج والنار عند المنام، رقم (١٨١٢)، وابن ماجه، في الأشربة، باب تخمير الإناء، رقم (٣٤٥٣)، وفي الأدب، باب إطفاء النار عندالمبيت، رقم (٣٨١٦)

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب صلوة الخوف، باب الصلوة عند مناهضة الحصون ولقاء......

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام......، رقم (١٠١٠)

۳) ابن جریج

یہ عبدالملک بن عبدالعزیز ابن جریج اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها......" میں گذر چکے۔(۱)

۴) عطاء

یہ مشہور محدث حضرت عطاء بن ابی رباح قرشی یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب العلم، "باب عظة الإمام النساء......" کے ذیل میں آچکے ہیں۔(۲)

۴) جابر

یہ مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ہیں۔(۳)

ترجمہ حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا یہ مضمون آگے بھی آرہا ہے اور اشربہ میں بھی یہ حدیث آئی ہے(۴)،اس لیے یہاں صرف ترجمہ حدیث پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رات اپنے بازو پھیلا دے یا جب رات کا اندھیرا چھا جائے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روکو، کیوں کہ اس وقت شیاطین ادھر ادھر پھیل جاتے ہیں، جب عشاء کا کچھ وقت گذر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دو، اپنا دروازہ بند رکھو اور اللہ کا نام لو، اپنا چراغ بجھا دو اور اللہ کا نام لو، مشکیزے کا منھ باندھ دو اور اللہ کا نام لو، برتن ڈھانپ دو اور اللہ کا نام لو......۔

---

(۱) کشف الباری ۲۰۴۔

(۲) کشف الباری ۴/۳۷۔

(۳) اُن کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب من لم یر الوضوء من المخرجین إلا من القبل والدبر.

(۴) کشف الباری، کتاب الاشربہ ۴۳۷، باب تغطیة الإناء، وکتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم غنم......، وباب خمس من الدواب......

ولو تعرض عليه شيئا۔

چوڑائی میں کوئی لکڑی ہی رکھ دو۔

اختلاف روایات اوران میں تطبیق

تعرض میں راءِ مہملہ پرضمہ اور کسرہ دونوں پڑھا گیا ہے۔ باب کرم اور ضرب دونوں سے مستعمل ہے، اس کا مصدر عرضاً وعراضۃ ہے، جس کے معنی ہیں: کسی چیز کو چوڑائی میں رکھنا۔(۱)

اس روایت میں شیئا ہے، جب کہ مسلم شریف میں حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں عودا ہے(۲)، یعنی لکڑی۔ چناں چہ دونوں روایات کو جمع کرنے سے یہ مطلب حاصل ہوا کہ کھانے پینے کے برتنوں کو کسی ڈھکن یا کپڑے وغیرہ کے ذریعے سوتے وقت ڈھانپ دو، تاکہ شیاطین سے، گندگی سے یا کیڑے مکوڑوں سے حفاظت رہے اور اگر ڈھانپنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو کم از کم کھلے برتن کے منھ پر چوڑائی میں کوئی لکڑی ہی رکھ دو۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”ومعناه: إن لم تقدر أن تغطي فلا أقل من أن تعرض عليه عودا، أي تعرضه عليه بالعرض، وتمده عليه عرضا أي خلاف الطول......، وهذا مطلق في الآنية التي فيها شراب أو طعام“. (۳)

---

(۱) القاموس الوحيد، مادة: عرض، والنهاية في غريب الحديث ۳/۱۹٤، باب العين مع الراء، مادة: عرض.

(۲) قال أبوحميد الساعدي رضي الله عنه: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم بقدح لبن من النقيع، ليس مخمرا، قال: ألا خمرته؟ ولو تعرض عليه عودا. صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب في شرب النبيذ وتخمير الإناء، رقم (۲۰۱۰).

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۷٤، وكذا انظر الكنز المتواري ۱۳/۱۹۷، وإرشاد الساري ۵/۲۹٦، وأعلام الحديث للخطابي ۳/۱۵۱۵.

حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت اس جملے میں ہے:"فإن الشياطين تنتشر حينئذٍ" (۱)۔ اس میں شیطان کے وجود اور اس کی اولاد کا اثبات ہے۔

باب کی تیرہویں حدیث ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣١٠٧ : حدّثني محمُودُ بْنُ غَيْلَانَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ ، عَنْ صفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قالَتْ:(۲) كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مُعْتَكِفًا فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلًا ، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قمْتُ فَانْقَلَبْتُ ، فقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي ، وَكانَ مَسْكَنُهَا في دَارِ أُسامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصارِ ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ ﷺ أَسْرَعا ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (عَلَى رِسْلِكُمَا ، إِنَّها صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ) . فَقَالَا : سُبْحَانَ ٱللهِ يَا رَسُولَ ٱللهِ ، قالَ : (إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى ٱلدَّمِ ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا ، أَوْ قالَ : شَيْئًا) . [ر : ١٩٣٠]

تراجم رجال

۱) محمود بن غیلان

یہ محمود بن غیلان مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں (۳)

۲) عبدالرزاق

یہ امام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه" کے ضمن میں آ چکے۔ (۴)

---

(۱) عمدة القاري ١٧٣/١٥.

(۲) قوله: "عن صفية بنت حيي": الحديث، مر تخريجه في كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه إلى......؟

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقيت الصلوة، باب النوم قبل العشاء......

(۴) کشف الباری ۴۲۱/۲۔

۳)معمر

یہ ابوعروہ معمر بن راشدازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب كتابة العلم" میں گذر چکے۔(۱)

۴)زہری

یہ معروف محدث امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی اور مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب غسل الرجل مع امرأته" میں آچکا۔(۲)

۵)علی بن الحسین

یہ امام زین العابدین حضرت علی بن الحسین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الغسل، "باب الغسل بالصاع ونحوه" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۶)صفیہ بنت حیی

یہ ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الحیض، "باب المرأة تحيض بعد الإفاضة" کے تحت ذکر کیے جا چکے ہیں۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث کتاب الاعتکاف وغیرہ (۵) میں گذر چکی ہے، یہاں باب کی مناسبت سے پھر ذکر کی گئی ہے، جس کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت اس جملے میں ہے: "إن الشيطان يجري من

---

(۱) کشف الباری ۱/۴۶۵، الحدیث الخامس، و۳/۳۲۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۳۲۶ الحدیث الثالث و کتاب الغسل ۱۹۴۔

(۳) کشف الباری، کتاب الغسل ۲۷۸۔

(۴) کشف الباری، کتاب الحیض ۵۹۱۔

(۵) صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب هل يخرج المعتكف لحوائجه......، و كشف الباري، كتاب الخمس والجزية ۱۱۹-۱۲۰، باب ما جاء في بيوت أزواج......

الإنسان مجری الدم" (۱) کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے، جو اس کی ایک خاص صفت ہے۔(۲)

انبیاء کے ساتھ بدگمانی: موجب ہلاکت

امت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لگاؤ تھا، جو شفقت تھی اس پر یہ حدیث بخوبی دلالت کر رہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں شیطان ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے دل میں بدگمانی نہ پیدا کر دے، اس طرح وہ ہلاکت کے دھانے پر پہنچ جائیں تو صورت حال واضح فرما دی کہ یہ میرے ساتھ حضرت صفیہ ہیں۔ کیوں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بدگمانی کفر ہے، جو موجب ہلاکت وتباہی ہے۔(۳)

باب کی چودہویں حدیث حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٠٨ : حدّثنا عَبْدَانُ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ(۴) قالَ : كُنْتُ جالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ ، فَأَحَدُهُما احْمَرَّ وَجْهُهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ ما يَجِدُ ، لَوْ قالَ : أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ، ذَهَبَ عَنْهُ ما يَجِدُ) . فَقَالُوا لَهُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : تَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ . فَقَالَ : وَهَلْ بِي جُنُونٌ ؟. [٥٧٠١ ، ٥٧٦٤]

---

(١) عمدة القاري ١٥/١٧٤.

(٢) قال البدر العيني في العمدة (١٥/١٧٥) في شرح هذه الجملة: "قيل: هو على ظاهره، إن الله جعل له قوة وقدرة على الجري في باطن الإنسان مجرى الدم، وقيل: استعارة لكثرة وسوسته، فكأنه لايفارقه كما لايفارق دمه، وقيل: إنه يلقي وسوسته في مسام لطيفة من البدن؛ بحيث يصل إلى القلب".

(٣) عمدة القاري ١٥/١٧٥.

(٤) قوله: "عن سليمان بن صرد رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري أيضا، في الأدب، باب الحذر من الغضب، رقم (٦٠٤٨)، وباب ما ينهى من السباب واللعن، رقم (٦١١٥)، ورواه مسلم، رقم (٦٦٤٦-٦٦٤٨)، في البر والصلة، باب فضل من يملك نفسه عند الغضب، وأبوداود، رقم (٤٧٨١)، في الأدب، باب مايقال عند الغضب.

تراجم رجال

۱)عبدان

یہ عبداللہ بن عثمان بن جبلہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی میں آچکا۔(۱)

۲)ابوحمزہ

یہ ابوحمزہ محمد بن میمون سکری مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳)الاعمش

یہ سلیمان بن مہران الکاہلی المعروف بالاعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں(۳)

۴)عدی بن ثابت

یہ عدی بن ثابت انصاری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية" میں آچکے۔(۴)

۵)سلیمان بن صرد

یہ صحابی رسول حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ ہیں۔ان کا تذکرہ تفصیلاً کتاب الغسل، "باب من أفاض على رأسه ثلاثا" کے ذیل میں گذر چکا۔(۵)

حدیث کا ترجمہ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

---

(۱) کشف الباری ۱/۴۶۱۔

(۲)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الغسل، باب نفض اليدين من الغسل عند الجنابة.

(۳) کشف الباری ۲/۲۴۹۔

(۴) کشف الباری ۲/۴۵۷۔

(۵) کشف الباری، کتاب الغسل ۳۳۰۔

بیٹھا ہوا تھا اور دو بندے آپس میں گالم گلوچ کر رہے تھے...... تو ان میں کے ایک کا چہرہ جذبات سے سرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں۔ سو آپ علیہ السلام نے فرمایا، میں ایک جملہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اس کو پڑھ لے تو اس کا یہ غصہ فرو ہو جائے اور جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں، اگر یہ أعوذ بالله من الشيطان الرجيم پڑھ لے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس آدمی کے سامنے پیش کیا تو اس نے گنواروں کے انداز میں کہا ''کیا مجھے پاگل پنے کی بیماری ہے؟!''

اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

حدیث کی مناسبت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے(۲)، جس میں غصے کو شیطانی اثر بتلایا گیا ہے اور اس کا علاج استعاذہ بتایا گیا ہے۔

ازالہ غضب کے لیے استعاذہ کی افادیت

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح شیطانی اثرات کو زائل کرنے کے لیے استعاذہ مفید ہے، اسی طرح غصے کے ازالے کے لیے استعاذہ مفید ہے، جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو شیطان اس وقت اور زیادہ افسوں گری کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کا غصہ حد اعتدال سے نکل جائے، یہ آدمی شریعت کی حدود سے باہر ہو جائے...... تو اس میں استعاذہ مفید ہوتا ہے۔

نیز حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں آتا ہے:

"الغضب من الشيطان؛ فإن الشيطان خلق من النار، وإنما تطفأ النار بالماء،

(۱) کشف الباری، کتاب الادب ۴۲۷، باب ما ینہی من السباب واللعان۔

(۲) عمدة القاري ١٥/ ١٧٥.

فإذا غضب أحدكم فليتوضأ". (۱)

''غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اُس کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، اس لیے تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کرلے''۔

باب کی پندرہویں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۱۰۹ : حدثنا آدم : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ : حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ(۲) قَالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قالَ : جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ ما رَزَقْتَنِي ، فَإِنْ كانَ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ ، وَلَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ) .

قالَ : وَحَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ سالِمٍ ، عَنْ كُرَيْبٍ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ : مِثْلَهُ . [ر : ١٤١]

تراجم رجال

۱) آدم

یہ آدم بن ایاس ابوالحسن عبدالرحمٰن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه......" کے تحت آچکا ہے۔ (۳)

۳) منصور

یہ منصور بن معتمر سلمی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ذکر کتاب العلم، "باب من جعل لأهل العلم

---

(١) حواله بالا، والكنز المتواري ١٣/١٩٧، وإحياء علوم الدين وتعليقاته ١١١٢، ربع المهلكات، بيان علاج الغضب بعد هيجانه، وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب من كظم غيظا، رقم (٤٧٨٤).

(٢) قوله: "عن ابن عباس رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه آنفا.

(۳) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

أياما معلومة"میں گذر چکا۔(۱)

۴)سالم بن ابی الجعد

یہ سالم بن ابی الجعد غطفانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الوضوء،"باب التسمية على كل حال ......"میں گذر چکے ہیں۔(۲)

۵)کریب

یہ کریب بن ابی مسلم ہاشمی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔کتاب الوضوء،"باب التخفيف في الوضوء"میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔(۳)

۶)ابن عباس رضی اللہ عنہما

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ذکر کتاب الإیمان،"باب كفران العشير ......"میں بیان ہو چکا۔(۴)

یہ حدیث اسی باب میں ابھی گذری ہے،وہاں امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ موسی بن اسماعیل تبوذکی تھے۔نیز کتاب الوضوء میں اس کی شرح گذر چکی ہے۔(۵) حدیث کی مناسبت بالباب بھی واضح ہے۔

قال: وحدثنا الأعمش......

قال کے قائل حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اس عبارت کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ اس روایت میں حضرت شعبہ کے دو شیخ ہیں،ایک منصور،دوسرے اعمش،یعنی سلیمان بن مہران۔(۶)

---

(۱) کشف الباری ۳/۰ ۲۷۔

(۲) کشف الباری ۵/۲۳۷۔

(۳) کشف الباری ۵/۱۵۴۔

(۴) کشف الباری ۱/۴۳۵و۲/۲۰۵۔

(٥)كشف الباري، كتاب الوضوء ٥/٢٣٦-٢٤٤، باب التسمية على كل حال وعند الوقاع.

(٦)عمدة القاري ١٥/١٧٥، وفتح الباري ٦/٣٤٢، وشرح القسطلاني ٥/٢٩٧.

باب کی سولھویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١١٠ : حدّثنا مَحْمُودٌ : حَدَّثَنَا شَبَابَةُ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ[١] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : أَنَّهُ صَلَّى صَلَاةً ، فَقَالَ : (إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي ، فَشَدَّ عَلَيَّ ، يَقْطَعُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ ، فَأَمْكَنَنِي ٱللهُ مِنْهُ) . فَذَكَرَهُ . [ر : ٤٤٩]

تراجم رجال

۱)محمود

یہ محمود بن غیلان مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۲)شبابۃ

یہ شبابۃ بن سوار مروزی فزاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الحیض،"باب الصلاۃ علی النفساء......"میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۳)شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ......"کے تحت آچکا ہے۔(۴)

۴)محمد بن زیاد

یہ ابو الحارث محمد بن زیاد جمحی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الصلاة، باب الأسير أو الغريم يربط في المسجد.

(۲)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب النوم قبل العشاء۔

(۳) کشف الباری ۶۲۲۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

(۵)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب غسل الاعقاب۔

۵)ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان کے اوائل میں گذر چکے۔(۱)

یہ حدیث اسی سند کے ساتھ کتاب العمل في الصلاۃ میں گذر چکی ہے۔(۲)

کیا جنات کو ان کی اصل شکل میں دیکھنا ممکن ہے؟

علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جو شخص یہ دعوی کرے کہ اس نے جنات کو دیکھا ہے یا اس کو وہ لوگ دکھائی دیتے ہیں تو ہم ایسے شخص کی گواہی کو باطل ومردود ٹھہرائیں گے، کیوں کہ وہ جھوٹا ہے، ہاں! اگر کوئی نبی یہ بات کہے تو درست ہے۔(۳)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد گرامی اس صورت پر محمول ہے جب کوئی آدمی یہ دعوی کرے کہ اس نے جنات کو ان کی اپنی اصل شکل وہیئت میں دیکھا، یعنی وہ شکل جس میں ان کی تخلیق ہوئی ہے۔ ہاں! اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ اس نے کسی جن کو فلاں حیوان (یا انسان) کی شکل میں دیکھا ہے..... تو اس میں کوئی قباحت نہیں، چناں چہ اس معاملے میں روایات وآثار تواتر کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں کہ جنات اپنی شکلیں اور صورتیں تبدیل کر سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۲) صحيح البخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب ما يجوز من العمل في الصلاة، رقم (۱۲۱۰).

(۳) فتح الباري ۶/۳۴۵، وآكام المرجان ۳۴، الباب السادس في بيان تطوّر الجن، فصل ثان.

(٤) قال الإمام بدر الدين الشبلي رحمه الله:

"لاشك أن الجن يتطورون ويتشكلون في صور الإنس والبهائم، فيتصورون في صور الحيات والعقارب، وفي صور الإبل والبقر والغنم والخيل والبغال والحمير، وفي صور الطير، وفي صور بني آدم، كما أتى الشيطان قريشا في صورة سراقة بن مالك بن جعشم، لما أراد الخروج إلى بدر، قال الله تعالى: ﴿وإذ زين لهم الشيطان أعمالهم وقال لا غالب لكم اليوم من الناس وإني جار لكم فلما تراءت الفئتان نكص على عقبيه وقال إني بريء منكم إني أرى ما لا ترون إني أخاف الله والله شديد العقاب﴾. [الأنفال/٤٨] وكما روي أنه تصور في شيخ نجدي لما اجتمعوا بدار الندوة لتشاور في أمر الرسول =

جنات کے مختلف شکلیں اختیار کرنے کی حقیقت

پھر اس میں علمائے علم کلام (۱) کا اختلاف ہو گیا کہ جنات جو دوسرے حیوانات وغیرہ کی شکل میں دکھائے دیتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟

۱۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ صرف تخیل ہے، حقیقت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں، کیوں کہ کوئی بھی شخص اپنی صورت اصلیہ سے منتقل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ دیگر بعض حضرات کا موقف یہ ہے کہ جنات اپنی صورت اصلیہ سے منتقل ہو سکتے ہیں، ایسا حقیقۃً ہوتا ہے، مگر اپنے اختیار سے نہیں، بلکہ کوئی عمل ان کے پاس ہوتا ہے جب وہ اس کو کرتے ہیں تو دوسری شکل میں منتقل ہو جاتے ہیں، جیسا کہ جادو (سحر) میں ہوتا ہے۔

= صلى الله عليه وسلم، هل يقتلوه أو يحبسوه أو يخرجوه، كما قال الله تعالى: ﴿وإذ يمكر بك الذين كفروا ليثبتوك أو يقتلوك أو يخرجوك ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين﴾".[الانفال / ۳۰]

آكام المرجان ۳۲، الباب السادس، في بيان تطور الجن......

(۱) قال القاضي أبويعلى بن الفراء رحمه الله:

"ولا قدرة للشياطين على تغيير خلقهم، والانتقال في الصور، وإنما يجوز أن يعلمهم الله تعالى كلماتٍ وضربا من ضروب الأفعال إذا فعله وتكلم به نقله الله تعالى في صورة إلى صورة، فيقال: إنه قادر على التصوير والتخييل على معنى أنه قادر على قول إذا قاله وفعله نقله الله تعالى عن صورته إلى صورة أخرى بجري العادة، وأما أنه يصور نفسه فذلك محال؛ لأن انتقالها عن صورة إلى صورة إنما يكون بنقض البنية وتفريق الأجزاء، وإذا انتقضت بطلت الحياة واستحال وقوع الفعل من الجملة، وكيف تنقل نفسها، والقول في تشكيل الملائكة مثل ذلك.

قال: والذي روي أن إبليس تصور في صورة سراقة بن مالك، وأن جبريل تمثل في صورة دحية، وقوله تعالى: ﴿فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشرا سويا﴾ [مريم/ ۱۷] محمول على ما ذكرنا، وهو أنه أقدره الله تعالى على قول قاله، فنقله الله تعالى في صورته إلى صورة أخرى".

آكام المرجان ۳۲-۳۳، الباب السادس، وعمدة القاري ۱۵ / ۱۸۳.

تاہم دونوں اقوال میں کوئی زیادہ فرق نہیں، کیوں کہ دوسرے حضرات کے موقف کا مآل بھی وہی ہے جس کا دعوی پہلے فریق نے کیا ہے، کیوں کہ سحر میں بھی عموماً تخیل ہی کارفرما ہوتا ہے۔

اس مسئلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اثر بھی مروی ہے، جس کو امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے، یسیر بن عمرو تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ذكرتُ الغِيْلانَ عند عمر، فقال: إنه ليس من شيء يستطيع أن يتغير عن خلق الله الذي خلقه، ولكن لهم سحرة كسحرتكم، فإذا رأيتم من ذلك شيئا فأذّنوا". [اللفظ لابن أبي شيبة](۱)

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے غول (بھوت)[۲] کا ذکر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی بھی شے اپنی وہ شکل تبدیل نہیں کرسکتی جس پر اللہ میاں نے اس کو پیدا کیا ہے، ہاں! ان کے بھی جادوگر ہوتے ہیں، جیسے تمہارے ہوتے ہیں، سو تم لوگ اس کو دیکھو تو آذان دو (جس سے وہ بھاگ جائے گا)"۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت "إن الشيطان عرض لي" میں ہے، اس سے جیسا کہ شیطان کا وجود ثابت ہو رہا ہے اسی طرح اس کے مختلف تصرفات وصفات بھی ثابت ہو رہی ہیں۔

واللہ اعلم

(۱) المصنف لابن أبي شيبة ۱۵/۳۵۵-۳۵٦، كتاب الدعاء، باب الغيلان اذا رئيت ما يقول الرجل، رقم (۳۰۳٦۱)، وآكام المرجان ۳۳، وفتح الباري ٦/۳٤٤. نیز دیکھیے، النهاية ۳/۳۵۵، باب الغين مع الواو، مادة: الغول.

(۲) الغُول۔ بضم الغين المعجمة۔: جن، بھوت (مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے والا) چھلاوہ۔ غول بیابانی: عربوں کے نظریہ کے مطابق شیاطین کی ایک قسم، جو بیابان میں مختلف شکلوں میں آکر لوگوں کو بھٹکا دیتی یا ہلاک کردیتی ہے۔ القاموس الوحید ۱۱۹۱، مادة: غ، و، ل۔

باب کی سترہویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۱۱ : حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ[1] قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ ، حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ ، فَيَقُولُ : اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا ، حَتَّى لَا يَدْرِي أَثَلَاثًا صَلَّى أَمْ أَرْبَعًا ، فَإِذَا لَمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلَّى أَوْ أَرْبَعًا ، سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ) . [ر : ٥٨٣]

تراجم رجال

۱) محمد بن یوسف

یہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن واقد فریابی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب ما جاء أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يتخولهم ......" میں آچکے ہیں۔(۲)

۲) الاوزاعی

یہ ابوعمر عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب الخروج في طلب العلم" میں بیان کیے جاچکے۔(۳)

۳) یحییٰ بن ابی کثیر

یہ یحییٰ بن ابی کثیر طائی یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب كتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۴)

---

(۱) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب الأذان، باب فضل التأذين.

(۲) کشف الباری ۲۵۲/۳۔

(۳) کشف الباری ۴۰۸/۳۔

(۴) کشف الباری ۲۶۷/۴۔

۴)ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن

یہ مشہور تابعی حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان" میں آچکے۔(۱)

۵)ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإيمان" میں آچکا۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت واضح ہے کہ اس میں شیطان کے نفس انسانی میں دوران نماز وسوسہ ڈالنے کا ذکر ہے، ابلیس بندے کو ادھر ادھر کے خیالات میں الجھا دیتا ہے، یہاں تک کہ بندہ نماز کی رکعتیں بھول جاتا ہے۔

یہ حدیث سجدہ سہو کے بیان میں گذر چکی ہے۔(۳)

باب کی اٹھارہویں حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١١٢ : حدَّثنا أَبُو الْيَمَانِ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (۴) قَالَ : قالَ النَّبِيُّ ﷺ : (كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعُنُ الشَّيْطَانُ فِي جَنْبَيْهِ بِإِصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ ، غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ، ذَهَبَ يَطْعُنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ) . [٣٢٤٨ ، ٤٢٧٤]

---

(۱) کشف الباری ۳۲۳/۲۔

(۲) کشف الباری ۶۵۹/۱۔

(۳)صحيح البخاري، كتاب السهو، باب إذا لم يدر كم صلى: ثلاثا أو أربعا......؟

(٤) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": رواه البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم...... شرقيا﴾، رقم (٣٤٣١)، وكتاب التفسير، تفسير سورة آل عمران، باب قوله تعالى: ﴿وإني أعيذها بك......﴾، رقم (٤٥٤٨)، ومسلم، كتاب الفضائل، باب فضل عيسى صلى الله عليه وسلم، رقم (٦١٣٣ـــ٦١٣٥)، وكتاب القدر، باب معنى: "كل مولود يولد على الفطرة......"، رقم (٦٧٥٥ـ٦٧٦١)

تراجم رجال

۱) ابو الیمان

یہ ابو الیمان الحکم بن نافع حمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) شعیب

یہ شعیب بن ابی حمزہ اموی حمصی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں کا حضرات تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث السادس کے تحت آچکا ہے۔(۱)

۳) ابو الزناد

یہ ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) الاعرج

یہ عبدالرحمن بن ہرمز المعروف مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں محدثین کے حالات کتاب الایمان، "باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان" کے تحت ذکر کیے جاچکے ہیں۔(۲)

۵) ابو ہریرہ

صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" میں گذر چکے ہیں۔(۳)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: كل بني آدم يطعن الشيطان في جنبيه بإصبعه حين يولد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہر انسان

---

(۱) کشف الباری ۱/۴۷۹-۴۸۰۔

(۲) کشف الباری ۲/۱۰-۱۱۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کے دونوں پہلوؤں میں اپنی انگلی سے چوکے مارتا ہے۔

حدیث کی لغوی وصرفی تحلیل

طعن: باب نصر وفتح دونوں سے مستعمل ہے، اس کے معنی ہیں: ٹھوکے لگانا اور چوکے مارنا، عزت کو داغ دار کرنا وغیرہ۔(۱)

جنبیہ: صیغہ تثنیہ کے ساتھ صرف ابوذر اور جرجانی کی روایت میں ہے، جب کہ اکثر حضرات نے جنبہ مفرد نقل کیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کے پاس موجود نسخہ، جو اصیلی کی روایت سے ہے، اس میں جنبہ ہے، یعنی بائے موحدہ کی بجائے یائے مثناۃ ہے، یہ تصحیف ہے، خود قاضی صاحب نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔(۲)

باصبعه میں بھی دو روایتیں ہیں، اکثر نے مفرد روایت کیا ہے، جب کہ ابوذر اور جرجانی نے تثنیہ کے ساتھ۔(۳) یعنی انگلی۔

غير عيسى بن مريم، ذهب ليطعن، فطعن في الحجاب

سوائے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے، وہاں بھی وہ چوکا مارنے گیا تھا، مگر جنین کے پردے پر ہی مار سکا۔

حجاب سے مراد بقول ابن جوزی "مشیمہ" ہے، یعنی وہ جھلی، جس میں بچہ رحم مادر میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور بوقت ولادت بچے کے ساتھ نکلتی ہے۔(۴)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۷٦، ولسان العرب، مادة: طعن.

(۲) عمدة القاري ۱۵/۱۷٦، وفتح الباري ٦/۳٤۲.

(۳) عمدة القاري ۱۵/۱۷٦.

(٤) كشف المشكل من حديث الصحيحين ۳/۳۲۵، رقم (۲۷۱۵)، مسند أبي هريرة، وعمدة القاري ۱۵/۱۷٦، والتوضيح ۱۹/۲۱۰، والقاموس الوحيد ۹۰۵، مادة شيم.

ایک قول یہ ہے کہ اس سے وہ کپڑا مراد ہے جس میں نومولود کو لپیٹتے ہیں۔(۱)

حدیث شریف کی شرح

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ شیطان اپنی عادت کے موافق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی چوکے مارنے گیا تھا، لیکن حجاب میں اس کے چوکے کا اثر نہیں ہوا، اس روایت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استثنا کیا گیا ہے، لیکن عنقریب صفحہ ۴۸۸ پر روایت آرہی ہے، وہاں "غیر مریم وابنھا" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ اس استثنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام بھی داخل ہیں۔(۲)

حضرت عیسیٰ ومریم علیہما السلام کی فضیلت

اس حدیث سے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی فضیلت معلوم ہورہی ہے۔علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان نے حضرت مریم علیہا السلام پر بھی اپنا تسلط جمانے کی کوشش کی تھی، مگران کی والدہ محترمہ حضرت حنہ کی مقبول دعا کی برکت سے وہ محفوظ رہیں، قرآن کریم میں آیا ہے: ﴿وإني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم﴾(۳) کہ "اے رب! میں اس مریم کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں"۔(۴)

آج سے بتوں کی پوجا سے مایوس ہوجاؤ

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں سند متصل کے ساتھ وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تو شیاطین ابلیس کے پاس آئے اور کہا سارے بت اوندھے منہ گرے پڑے ہیں۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا کہ ضرور کوئی نئی بات پیش آئی ہے، تم سب اپنی اپنی جگہ

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۷۶.

(۲) صحيح البخاري ۱/۴۸۸، قديمي، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿واذكر في الكتاب مريم......﴾، رقم (۳۴۳۱).

(۳) آل عمران/ ۳۶.

(۴) المفهم ۲/۱۷۷، والتوضيح ۱۹/۲۱۰۔

رہو، میں دیکھ کر آتا ہوں۔ پھر وہ اڑا اور زمین کے دونوں سروں مشرق ومغرب میں گیا، مگر کچھ نہیں ملا، پھر سمندروں کی طرف آیا اور وہاں بھی کوئی راہ سجھائی نہ دی، پھر اڑا تو دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو چکے ہیں اور ملائک نے انہیں حفاظتی تحویل میں لے رکھا ہے...... تو مایوس ہو کر اپنے چیلوں میں واپس آیا اور کہا کہ رات ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے، آج تک ایسا نہیں ہوا کہ کوئی عورت حاملہ ہوئی ہو یا کسی عورت نے بچہ جنا ہو اور میں وہاں موجود نہ رہا ہوں، مگر اس عورت (مریم علیہا السلام) کے۔ آج سے اس شہر میں بتوں کی پوجا اور عبادت سے مایوس ہو جاؤ۔(۱)

اس حدیث کی مزید شرح ان شاء اللہ کتاب احادیث الانبیاء میں آئے گی۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت واضح ہے، اس حدیث میں بھی شیطان اور اس کے مختلف تصرفات کا ذکر ہے۔

باب کی انیسویں حدیث حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١١٣ : حدّثنا مالِكُ بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنا إِسْرَائِيلُ ، عَنِ المغيرَةِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ قالَ : قَدِمْتُ الشَّأْمَ ، فَقُلْتُ : مَنْ هَا هُنا ؟ قالُوا : أَبُو ٱلدَّرْدَاءِ(٢) ، قالَ : أَفِيكُمُ ٱلَّذِي أَجارَهُ ٱللهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ .

حدّثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنا شُعْبَةُ ، عَنْ مُغِيرَةَ ، وَقالَ : ٱلَّذِي أَجارَهُ ٱللهُ عَلَى لِسانِ نَبِيِّهِ ﷺ ، يَعْنِي عَمَّارًا . [٣٥٣٢ ، ٣٥٣٣ ، ٣٥٥٠ ، ٥٩٢٢]

---

(١) تفسير عبدالرزاق ١/١٢٦، والتوضيح ١٩/٢١٠، وعمدة القاري ١٥/١٧٦، واحياء علوم الدين ٩٤٧، كتاب شرح عجائب القلب، ربع المهلكات.

(٢) قوله: "أبو الدرداء رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري، في تفسير سورة الليل، باب ﴿والنهار إذا تجلى﴾، رقم (٤٩٤٣)، وباب ﴿ما خلق الذكر والأنثى﴾، رقم (٤٩٤٤)، في فضائل الصحابة، باب مناقب عمار وحذيفة رضي الله عنهما، رقم (٣٧٤٢، ٣٧٤٣)، وباب مناقب عبدالله

تراجم رجال

۱) مالک بن اسماعیل

یہ مالک بن اسماعیل بن زیاد بن درہم نہدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲) اسرائیل

یہ ابو یوسف اسرائیل بن یونس بن سبیعی ہمدانی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب العلم، "باب من ترك بعض الاختيار مخافة......" کے ذیل میں بیان ہو چکے۔(۲)

۳) مغیرۃ

یہ مغیرہ بن مقسم ضبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴) ابراہیم

یہ مشہور فقیہ ابو عمران ابراہیم بن یزید نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) علقمہ

یہ مشہور فقیہ علقمہ بن قیس نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں بزرگوں کا مفصل تذکرہ کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" میں آچکا۔(۴)

= بن مسعود رضي الله عنه، رقم (٣٧٦١)، وفي الاستيذان، باب من ألقى له وسادة، رقم (٦٢٧٨)، ومسلم رقم (١٨٨٦ـ ١٨٨٩) في فضائل القران ومايتعلق به، باب ما يتعلق بالقراء ات، والترمذي، رقم (٢٩٣٩)، في كتاب تفسير القران، باب ومن سورة الليل.

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان.

(۲) کشف الباری ۴/۵۴۶

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصوم، باب صوم يوم وإفطار يوم

(۴) کشف الباری ۲/۲۵۴۔۲۵۶۔

٦) ابوالدرداء

مشہور صحابی رسول حضرت ابوالدرداء عویمر بن مالک خزرجی رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الوضوء، "باب من حمل معه الماه......" میں بیان کیے جاچکے۔(١)

قال: قدمت الشام، فقلت: من ههنا؟

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں ملک شام آیا اور پوچھا (اکابر میں سے) یہاں کون کون ہے؟

تفصیلی روایت اوراس کا ترجمہ

اس روایت میں مشہور تابعی بزرگ حضرت علقمہ بن قیس نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے سفر شام کے متعلق انتہائی مختصر انداز میں ذکر کیا گیا ہے، جہاں ان کی ملاقات مشہور صحابی رسول حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، فضائل الصحابہ میں یہ روایت اسی سند کے ساتھ تفصیلاً آئی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن علقمة قال: قدمت الشام، فصليت ركعتين، ثم قلت: اللهم يسر لي جليسا صالحا، فأتيت قوما، فجلست إليهم، فإذا شيخ قد جاء، حتى جلس إلى جنبي، قلت: من هذا؟ قالوا: أبوالدرداء. فقلت: إني دعوت الله أن ييسر لي جليسا صالحا، فيسرك لي، قال: ممن أنت؟ قلت: من أهل الكوفة. قال: أو ليس عندكم ابن أم عبد، صاحب النعلين والوسادة والمطهرة؟ وفيكم الذي أجاره الله من الشيطان......".(٢)

"حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شام آیا، دو رکعتیں ادا کیں، پھر دعا مانگی،

(١) کشف الباری ٣٩٠/٥۔

(٢) صحيح البخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمار......، رقم (٣٧٤٢).

اے اللہ! ایک صالح ہم جلیس عطا فرما۔ پھر ایک جماعت کے پاس آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اچانک ایک بزرگ آئے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے، میں نے کہا یہ بزرگ کون ہیں؟ تو ساتھیوں نے کہا یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں۔ چناں چہ میں نے ان سے کہا کہ میں نے اللہ تعالی سے دعا کہ تھی کہ میری کسی نیک ہم جلیس تک رسائی فرمائے، سو اللہ نے مجھے آپ کی صحبت عطا کی۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا، کہاں کے ہو؟ میں نے کہا اہل کوفہ میں سے ہوں۔ فرمایا کیا تمہارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارکین، تکیے اور لوٹے کو سنبھالنے کے ذمے دار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نہیں ہیں؟ آپ کے شہر کوفہ میں وہ شخصیت بھی موجود ہیں جنہیں اللہ نے شیطان سے محفوظ کر دیا ہے......"۔

حدیث باب میں "أفيكم الذي أجاره الله من الشيطان" سے مراد مشہور صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں، (۱) جس کی صراحت خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اگلی روایت میں فرما رہے ہیں۔

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا شعبة، عن مغيرة، وقال: الذي أجاره الله على لسان نبيه، صلى الله عليه وسلم، يعني: عمارا.

تراجم رجال

۱) سلیمان بن حرب

یہ سلیمان بن حرب ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل ترجمہ کتاب الإیمان، "باب من كره أن يعود......" میں گذر چکا۔ (۲)

---

(۱) عمدۃ القاری ۱۵/۱۷۷، اس حدیث کی مفصل شرح کے لیے دیکھیے، کشف الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۰-۱۷۸، باب مناقب عمار وحذیفۃ ......۔

(۲) کشف الباری ۲/۱۰۵۔

۲) شعبہ

یہ امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج عتکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه......" کے تحت آچکے ہیں۔(۱)

۳) مغیرۃ

یہ مغیرہ بن مقسم ضبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

دیکھیے اس حدیث میں صراحت آگئی کہ "الذي أجاره الله على لسان نبيه" سے مراد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں، جو سابقین اولین میں سے ہیں، جن کے متعلق حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ نے ان کو شیطان کے اثرات سے محفوظ فرمادیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے

مشاجرات صحابہ کے معاملے میں علمائے حق کا ایک طبقہ توقف وسکوت کا قائل ہے، تاہم اہل حق کا غالب اکثریتی مسلک یہی ہے کہ ان جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، جس کی بہت سی دلیلیں ہیں، جن میں سے ایک دلیل حدیث باب ہے، چوں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے اور شیطانی اثرات سے محفوظ، مطلب یہ ہے کہ ناحق کی ہم نوائی کا صدور ان سے ممکن نہ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت واضح ہے، جو اس جملے میں ہے: "الذي أجاره الله من الشيطان"، جو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خصوصیت پر دال ہے اور شیطان کے شیطانی اثرات پر بھی کہ جو بندہ اللہ کی پناہ میں نہیں ہوتا اس پر شیطان اپنا تسلط جمالیتا ہے(۳)۔

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۷۸۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصوم، باب صوم یوم وافطار یوم.

(۳) فتح الباری ۶/۳۴۲

باب کی بیسویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے، جو بہ شکل تعلیق ہے۔

٣١١٤ : قالَ : وَقالَ اللَّيْثُ : حَدَّثَنِي خالِدُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ : أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ أَخْبَرَهُ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (الْمَلَائِكَةُ تَتَحَدَّثُ فِي الْعَنَانِ – وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ – بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ ، فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِينُ الْكَلِمَةَ ، فَتَقُرُّهَا فِي أُذُنِ الْكاهِنِ كما تُقَرُّ الْقَارُورَةُ ، فَيَزِيدُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ) . [ر : ٣٠٣٨]

تراجم رجال

١) اللیث

یہ محدث شہیر حضرت لیث بن سعد فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مختصر حالات بدء الوحی کی الحدیث الثالث کے تحت گذر چکے ہیں۔(١)

٢) خالد بن یزید

یہ خالد بن یزید جمحی مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٣) سعید بن ابی ہلال

یہ ابو العلاء سعید بن ابی ہلال لیثی، مدنی، بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں حضرات محدثین کا تفصیلی ترجمہ کتاب الوضوء، "باب فضل الوضوء والغر المحجلون......" کے تحت آچکا۔(٢)

٤) ابو الاسود

یہ ابو الاسود محمد بن عبد الرحمٰن بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٣)

٥) عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ بدء الوحی کی "الحدیث الثانی" میں اجمالا اور

---

(١) کشف الباری ١/٣٢٤۔

(٢) کشف الباری ٥/١٠٦۔١٠٨۔

(٣) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الغسل، باب الجنب یتوضأ......

کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" پر تفصیلاً گذر چکا ہے۔(۱)

۶) عائشہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی "الحدیث الثانی" کے تحت تفصیلاً آچکے ہیں۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس تعلیق کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے پیچھے "باب ذکر الملائکة" میں موصولاً نقل کیا ہے۔(۳)

علاوہ ازیں امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مستخرج میں ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے یہ روایت موصولاً ذکر کی ہے۔(۴)

عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الملائكة تتحدث في العنان —والعنان: الغمام— بالأمر يكون في الأرض

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتے بادلوں میں ان امور میں بات چیت کرتے ہیں جو زمین پر آئندہ ہونے ہوتے ہیں۔

بالأمر کا تعلق تتحدث سے ہے، درمیان میں والعنان: الغمام جملہ معترضہ ہے، جو متعلَق اور متعلِّق کے درمیان حائل ہوگیا ہے، اس جملے میں العنان کے معنی بتلائے گئے ہیں کہ بادل کو کہتے ہیں اور یکون في الأرض، الأمر سے حال واقع ہو رہا ہے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۹۱ و ۲/۴۳۲۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۳) دیکھیے، مذکورہ باب کی حدیث نمبر چار کی تخریج، رقم (۳۰۳۸)۔

(٤) عمدة القاري ١٥/١٧٧، وفتح الباري ٦/٣٤٢، وتغليق التعليق ٣/٥١٣، وإرشاد الساري ٥/٢٩٩.

(٥) عمدة القاري ١٥/١٧٧، وإرشاد الساري ٥/٢٩٩.

فتسمع الشياطين الكلمة فتقرها في أذن الكاهن كما تقر القارورة، فيزيدون معها مائة كذبة.

(یہ شیاطین بادلوں میں جاتے ہیں، کچھ) جملے سن لیتے ہیں، (واپس آکر) اپنے کاہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں، جیسے شیشی میں کوئی چیز ڈالی جاتی ہے۔تو یہ کاہن لوگ اس کے ساتھ سو جھوٹ اور ملا لیتے ہیں۔

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ شیاطین وہاں بادلوں میں جاتے ہیں اور کچھ کلمات سن لیتے ہیں، پھر وہ اپنے کاہنوں کے کانوں میں لاکر ڈال دیتے ہیں، جیسے شیشی میں کوئی چیز ہوتی ہے تو دوسری شیشی میں جب اسے ڈالا جاتا ہے تو اس کے منہ کو دوسری شیشی کے منہ سے ملا کر ڈالیں گے، اسی طرح وہ شیاطین اپنے کاہن کے کان سے اپنا منہ ملا کر وہ باتیں کاہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں، پھر اس میں کاہن اپنی طرف سے سو قسم کے جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتا ہے، اس طرح کچھ باتیں سچی نکل آتی ہیں اور کچھ جھوٹ ہوتی ہیں۔

اس حدیث کی مفصل شرح کتاب الطب اور کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت واضح ہے کہ اس میں شیطانی تصرفات اور شیطان کے کارندوں کا ذکر ہے، ظاہر ہے کاہن اس کا کارندہ ہی ہوتا ہے۔

باب کی اکیسویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١١٥ : حَدَّثَنَا عاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(٢)، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ ما ٱسْتَطَاعَ ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قالَ : هَا ، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ) . [٥٨٦٩ ، ٥٨٧٢]

---

(۱) کشف الباری، کتاب الطب ۹۴-۹۶، و کتاب الادب ۶۳۵-۶۳۶، نیز دیکھیے، التوضیح ۱۹/۲۱۲-۲۱۳۔

(٢) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري، في الأدب، باب ما يستحب من العطاس ويكره من التثاؤب، رقم (٦٢٢٣)، وباب ما إذا تثاءب فليضع يده على فيه، رقم (٦٢٢٦)، ومسلم، رقم (٧٤٩٠)، في الزهد، باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب، وأبوداود، رقم (٥٠٢٨)، =

تراجم رجال

۱۔عاصم بن علی

یہ عاصم بن علی بن عاصم بن صہیب واسطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲)ابن ابی ذئب

یہ محمد بن عبدالرحمٰن بن مغیرہ الشہیر بابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب حفظ العلم" میں آچکے۔(۲)

۳)سعید

یہ سعید بن ابی سعید مقبری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب الایمان، "باب الدين يسر" میں آچکے۔(۳)

۴)کیسان

یہ کیسان بن سعید المقبری المدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۵)ابوہریرہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذرچکا۔(۵)

= في الأدب، باب ما جاء في التثاوب، والترمذي، رقم (۳۷۰)، في الصلاة، باب ما جاء في كراهية التثاوب في الصلاة، وأبواب الأدب، باب ما جاء أن الله يحب العطاس، ويكره التثاوب، رقم (۲۷٤۸، ۲۷٤۷).

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاة، باب الصلاة في القميص......

(۲) کشف الباری٤/٤٤٢

(۳) کشف الباری۲/۳۳٦

(۴)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الإذان، باب وجوب القراءة للإمام والمأموم.

(۵) کشف الباری۱/۶۵۹۔

قال: التثاؤب من الشيطان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے، چناں چہ جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو جس قدر ہو سکے اس کو روکے، کیوں کہ جب تم میں کا کوئی جماہی لیتے ہوئے "ھا" کہتا ہے تو شیطان خوش ہو کر ہنستا ہے۔

جماہی شیطان کی خوشی کا سبب

یہاں تثاؤب کے لیے کہا گیا ہے کہ جب آدمی کو جماہی آتی ہے تو شیطان اس کو پسند کرتا ہے اور اس پر خوش ہوتا ہے، کیوں کہ تثاؤب عموما تب ہوتا ہے کہ جب بخارات معدہ اور پیٹ سے اٹھ کر دماغ تک پہنچتے ہیں اور دماغ کی طرف ان بخارات کا جانا عام طور پر تب ہوتا ہے جب امتلائے بطن کی کیفیت ہو اور خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو......، چناں چہ شیطان اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ خوب پیٹ بھی کر کھاؤ اور اس سے پھر یہ ہوتا ہے کہ معدہ سے بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف جاتے ہیں اور اس سے آدمی میں سستی پیدا ہوتی ہے، اس لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کردی گئی۔(۱)

باقی یہ ذہن میں رہے کہ بیداری کی کثرت اور کام کی زیادتی کی وجہ سے جو تھکن ہو جاتی ہے، اس کی وجہ سے جو جماہی آتی ہے وہ شیطان کی طرف منسوب نہیں ہوتی۔

اس حدیث کی مزید شرح کتاب الادب میں آچکی ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت بالکل واضح ہے، جو "التثاؤب من الشيطان" میں ہے، کیوں کہ جماہی سے غفلت پیدا ہوتی ہے، بندہ سست ہو جاتا ہے، اس طرح نیک اعمال سے دور ہو جاتا ہے اور شیطان

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۷۸، وشرح الطيبي ۲/۴۰۰، رقم (۹۸۶)، ومعالم السنن للخطابي ۷/۳۳، تحت رقم (۴۸٦۱)

(۲) کشف الباری، کتاب الادب ٦٦۵-٦٦٧۔

خوش ہوتا ہے۔اسی لیے علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام جماہی بالکل نہیں لیتے تھے کہ یہ دلیل غفلت ہے۔(۱)

باب کی بائیسویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣١١٦ : حدّثنا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ : قالَ هِشَامٌ : أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عائِشَةَ(٢) رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا قالَتْ : لَمَّا كانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ المُشْرِكُونَ ، فَصاحَ إِبْلِيسُ : أَيْ عِبادَ ٱللهِ أُخْرَاكُمْ ، فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَٱجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ اليَمانِ ، فَقالَ : أَيْ عِبَادَ ٱللهِ أَبِي أَبِي ، فَوَٱللهِ ما ٱحْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ : غَفَرَ ٱللهُ لَكُمْ . قالَ عُرْوَةُ : فَمَا زَالَتْ فِي حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتَّى لَحِقَ بِٱللهِ .

[٣٦١٢ ، ٣٨٣٨ ، ٦٢٩١ ، ٦٤٨٩ ، ٦٤٩٥]

تراجم رجال

۱) زکریاء بن یحییٰ

یہ زکریاء بن یحییٰ ابوالسکین طائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب التیمم، "باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء" میں آچکے۔(۳)

---

(١) عمدة القاري ١٥/١٧٨، وشرح القسطلاني ٥/٢٩٩، وأعلام الحديث للخطابي ٣/٢٢٢٦، وفيض القدير للمناوي ١/٤٠٥، رقم (٥٧١).

(٢) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، أخرجه البخاري، في المغازي باب ﴿إذ همت طائفتان منكم أن تفشلا والله وليهما﴾ رقم (٤٠٦٥)، وفي فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم باب ذكر حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، رقم (٣٨٢٤)، وفي الأيمان والنذور، باب إذا حنث ناسياً في الأيمان، رقم (٦٦٦٨)، وفي الديات، باب العفو في الخطاء بعد الموت، رقم (٦٨٨٣)، وباب إذا مات في الزحام أو قتل، رقم (٦٨٩٠).

(۳) کشف الباری، کتاب التیمم ۱۲۹۔

۲)ابواسامہ

یہ ابواسامہ حماد بن اسامہ بن زید کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے تفصیلی حالات کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلم" میں گذر چکے۔(۱)

۳)ہشام

یہ ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام اسدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)عروہ

یہ عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان دونوں حضرات کا ترجمہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی میں اجمالا اور کتاب الإیمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" پر تفصیلا گذر چکا ہے۔(۲)

۵)عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی "الحدیث الثانی" کے تحت آچکے۔(۳)

قالت: لما كان يوم أحد هزم المشركون، فصاح إبليس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ احد میں جب مشرکین کو ابتدا میں شکست ہوئی تو ابلیس پکارا:

أي عباد الله، أخراكم

اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے کی خبر لو۔

غزوہ احد کا خلاصہ

غزوہ احد میں جب کفار کو انفرادی مقابلوں میں زبردست شکست ہوئی اور ان کے کافی بہادر تہہ تیغ

(۱) کشف الباری ۳/۱۴۴۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱و۲/۴۳۲۔۴۳۶۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

ہوئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی بے جگری سے لڑے تو کفار میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گئے اور مسلمان مال غنیمت جمع کرنے لگے اور احد پہاڑ پر جو دستہ آپ علیہ السلام نے مسلمانوں کی پشت کی حفاظت کی غرض سے مقرر فرمایا تھا اس نے بھی غلط فہمی میں مقررہ جگہ چھوڑ دی، وہ لوگ بھی مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جو اس وقت لشکر کفار کے میمنہ پر تھے، انہوں نے احد کی گھاٹی کو خالی دیکھ کر اس طرف حملہ کر دیا، وہاں مسلمان دستے کے جو چند افراد رہ گئے تھے ان سب کو شہید کر دیا اور پشت سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ اس سے جنگ کا سارا نقشہ بدل گیا اور کفار کا جو لشکر پسپائی اختیار کر چکا تھا وہ بھی واپس آ گیا۔ اب مسلمان دونوں طرف سے کفار کے نرغے میں آ گئے اور دوست و دشمن کا امتیاز نہیں رہا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ بعض مسلمان خود مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت یمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہی شہید ہوئے، جس کا ذکر حدیث باب میں آ رہا ہے۔(۱)

ابلیس بھی وہاں موجود تھا، اس نے مسلمانوں کو گم راہ کرنے کے لیے یہ جملہ کہا: أي عباد الله، أخراكم کہ اپنے پیچھے کی خبر لو، تاکہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں، چناں چہ یہی ہوا کہ وہ اپنے پیچھے موجود مسلمانوں کو مشرکین سمجھ کر ان پر ٹوٹ پڑے، یوں مسلمان آپس میں ہی گتھم گتھا ہو گئے، ابلیس اپنی چال میں کام یاب ہو گیا۔ قسطلانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ومراده (أي إبليس) ـ عليه اللعنة ـ تغليطهم ليقاتل المسلمون بعضهم بعضا، فرجعت أولاهم قاصدين لقتال أخراهم؛ ظانين أنهم من المشركين“.(۲)

اور حافظ علیہ الرحمۃ اس جملے کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

قوله: ((أخراكم)) أي احترزوا من جهة أخراكم، وهي كلمة تقال لمن

---

(۱) کشف الباری، کتاب المغازی ۲۰۸ـ۲۰۹۔

(۲) شرح القسطلانی ۵/۲۹۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۷۹۔

يخشى أن يؤتى عند القتال من ورائه، وكان ذلك لما ترك الرماة مكانهم، ودخلوا ينتهبون عسكر المشركين".(١)

"یعنی اپنے پیچھے والوں سے بچو۔ یہ جملہ اس شخص سے اس وقت بولا جاتا ہے جس کو پیچھے سے حملے کا خدشہ ہو۔ یہ تب ہوا جب پہاڑ پر موجود تیر اندازوں نے اپنی اپنی جگہ چھوڑ دی تھی اور مشرکین کے لشکر میں مال غنیمت جمع کرنے جا گھسے تھے"۔

فرجعت أولاهم، فاجتلدت هي وأخراهم

چناں چہ پہلی جماعت پلٹ گئی، سو وہ اور دوسری جماعت آپس میں گتھم گتھا ہوگئی۔

مطلب یہ ہے کہ ابلیس لعین اپنی سازش میں کام یاب ہوگیا اور مسلمان آپس میں ہی لڑ پڑے اور دوست و دشمن کی تمیز ختم ہوگئی۔(۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

"وقد التفت صفوف أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهم هكذا، وشبك بين أصابع يديه، والتبسوا، فلما أخل الرماة تلك الخلة التي كانوا فيها، دخلت الخيل من ذلك الموضع، على أصحاب النبي ﷺ، فضرب بعضهم بعضا، والتبسوا، وقتل من المسلمين ناس كثير". [اللفظ لأحمد](٣)

فنظر حذيفة، فإذا هو بأبيه اليمان، فقال: أي عباد الله، أبي، أبي، فوالله ما احتجزوا حتى قتلوه، فقال حذيفة: غفر الله لكم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ(۴) نے دیکھا تو اچانک ان کی نگاہ اپنے (بوڑھے) والد یمان پر پڑی تو

---

(١) فتح الباري ٣٦٢/٧، كتاب المغازي، رقم (٤٠٦٥)، والكنز المتواري ٢٠٣/١٣، والكوثر الجاري ٢١٢/٦.

(٢) عمدة القاري ١٧٩/١٥.

(٣) رواه أحمد في مسنده ٢٨٧/١-٢٨٨، رقم (٢٦٠٩)، مسند ابن عباس رضي الله عنهما، والحاكم في مستدركه ٣٢٤/٢، كتاب التفسير، تفسير سورة آل عمران، رقم (٣١٦٣)، وفتح الباري ٣٦٣/٧.

(۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات کتاب العلم ۱۰۹/۲ میں گذر چکے ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی، اے اللہ کے بندو! میرے والد! میرے والد! مگر وہ لوگ نہیں رکے، یہاں تک حضرت یمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تم لوگوں کی مغفرت کرے۔

حضرت یمان رضی اللہ عنہ (حسیل بن جابر)

یہ حضرت حُسَیل یا حَسل بن جابر بن ربیعہ عبسی قُطَعی رضی اللہ عنہ ہیں، یمان کے لقب سے معروف تھے، عرب کے مشہور قبیلے بنوعبس سے ان کا تعلق تھا، یہ معروف صحابی حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ہیں۔(۱)

دراصل یمان ان کے ایک جد اعلی جروہ بن قطیعہ کا لقب ہے، اسی طرح ان کے ایک اور جد اعلی جروہ بن حارث کو بھی یمان کہا جاتا تھا۔

ان ثانی الذکر کے ہاتھوں اپنے علاقے میں ایک خون ہوگیا تھا، چناں چہ وہ فرار ہوکر مدینہ آگئے، وہاں انصار کے قبیلے بنوعبدالاشہل کے حلیف بن گئے اور انہیں میں شادی کی، انصار اصلاً چوں کہ یمن کے ہیں، اس لیے ان کو یمان کہا گیا ہے۔

چناں چہ جروہ بن حارث مکی بھی تھے اور یثربی (مدنی) بھی، قتل کا معاملہ فرو ہو جانے کے بعد جروہ مکہ مکرمہ واپس آگئے، مگر سسرالی رشتے کی وجہ سے مدینے کے ساتھ ان کا تعلق برقرار رہا اور آنا جانا بھی لگا رہا۔(۲)

حضرت یمان رضی اللہ عنہ قبیلہ عبس کے اس پہلے وفد میں شامل تھے جو اسلام قبول کرنے کی غرض سے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا تھا، اس وفد میں کل دس حضرات تھے۔ اس طرح حضرت یمان رضی اللہ عنہ ہجرت سے

---

(۱) الإصابة ۱/۳۳۱، حرف الحاء، القسم الأول، والاستيعاب ۱/۲۱۰.

(۲) الإصابة ۱/۳۱۸، وتهذيب الكمال ۵/۴۹۷، وسير أعلام النبلاء ۲/۳۶۲، والاستيعاب ۱/۲۰۰، باب حذيفة.

قبل مسلمان ہو چکے تھے۔(۱)

ایفائے عہد کی ایک عظیم مثال

یہ اپنے بیٹے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی کام سے مدینہ منورہ سے باہر گئے ہوئے تھے، واپسی میں ابوجہل نے انہیں گرفتار کر لیا اور دونوں سے حلف لیا کہ غزوہ بدر میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت و مدد نہیں کریں گے، تب جا کر انہیں چھوڑا۔ یہ دونوں حضرات آپ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنا کر غزوہ بدر میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انصرفا، نفي لهم بعهدهم، ونستعين الله عليهم". (۲)

کہ "آپ دونوں واپس لوٹ جائیں، ہم ان کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کریں گے اور ان پر اللہ کی مدد کے خواستگار رہیں گے"۔

حضرت یمان رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے، جس میں یہ شہادت سے سرفراز ہوئے، اسی کو حدیث باب میں بیان کیا گیا ہے۔

چوں کہ یہ حادثاتی موت تھی، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال سے ان کی دیت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دینا چاہی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول نہیں کیا اور بیت المال پر صدقہ کر دیا، جس سے نبی علیہ السلام کی نظروں میں ان کی منزلت اور مرتبہ مزید بڑھ گیا۔(۳)

رضي الله عنهم وأرضاهم

---

(۱)صور من حياة الصحابة۲۹۳، ترجمة حذيفة بن اليمان رضي الله عنه.

(۲)صحيح مسلم، ۱۰۶/۲، كتاب الجهاد والسير، باب الوفاء بالعهد، رقم(۱۷۸۷)، ومسند أحمد ۳۹۵/۵، رقم (۲۳۷٤٦)، مسند حذيفة بن اليمان، رضي الله عنه.

(۳)الإصابة ۳۳۱/۱-۳۳۲، وعمدة القاري ۱۷۹/۱۵، وشرح القسطلاني ۳۰۰/۵.

نیز دیکھیے ہدایہ رابع ۵٦۷/، کتاب الجنایات، باب مایوجب القصاص ومالا یوجبه.

قال عروة: فما زالت في حذيفة منه بقية خير حتى لحق بالله

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ(۱) فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تادم حیات (اپنے والد کے) قاتل خاطی کے لیے دعائے خیر ومغفرت کرتے رہے۔

اس جملے کے دو مطلب

روایات میں آتا ہے کہ حضرت یمان رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں خطا شہید ہوئے تھے۔ ناواقفیت اور بے خبری کی حالت میں انہوں نے انہیں قتل کر دیا تھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ان کے لیے دعائے خیر ومغفرت کرتے رہتے تھے۔

جب کہ اس جملے کا دوسرا مطلب علامہ تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تا آخر حیات اس بات پر غمگین وافسردہ(۲) رہے کہ ان کے والد کی شہادت مسلمانوں کے ہاتھوں ہوئی۔(۳)

واللہ اعلم بالصواب

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث واضح ہے کہ شیطان نے مسلمانوں کو آپس میں ہی لڑا دیا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی واضح فتح ظاہری شکست میں بدل گئی۔

---

(۱) ان کے حالات کتاب الایمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه": ٢/٤٣٦ میں آچکے ہیں۔

(۲) غالباً یہ معنی اس روایت کے اعتبار سے ہیں جس کی طرف علامہ کورانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے، جس میں "بقية خير" کی بجائے "بقية حزن" ہے، "ويروى بقية حزن". الکوثر الجاري ٦/٢١٢، لیکن حافظ رحمہ اللہ نے اسے وہم قرار دیا ہے، دیکھیے، فتح الباری ١١/٥٥٣، رقم (٦٢٩١).

(۳) عمدة القاري ١٥/١٧٩، والكنز المتواري ١٣/٢٠٥

باب کی تیسویں حدیث کی راویہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

٣١١٧ : حدّثنا الحسَنُ بْنُ الرَّبيعِ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ، عَنْ أَشْعَثَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَسْرُوقٍ قالَ : قالَتْ عائِشَةُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا(١) : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْتِفَاتِ الرَّجُلِ في الصَّلَاةِ ، فَقَالَ : (هُوَ ٱخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ) . [ر : ٧١٨]

تراجم رجال

١) الحسن بن الربیع

یہ الحسن بن الربیع رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات پیچھے ذکر الملائکہ میں، ہم بیان کر چکے ہیں۔

٢) اشعث

یہ اشعث بن سلیم محاربی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

٣) أبیہ

یہ سلیم بن اسود بن حنظلہ محاربی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٢)

٤) مسروق

یہ مشہور محدث مسروق بن اجدع کوفی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل ذکر کتاب الإیمان، "باب ظلم دون ظلم" میں آچکا۔(٣)

٥) عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی کی "الحدیث الثانی" کے تحت آچکے۔(٤)

---

(١) قوله: "قالت عائشة رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه، في صفة الصلاة، باب الالتفات في......

(٢) ان دونوں حضرات کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل.

(٣) کشف الباری ٢/٢٨١

(٤) کشف الباری ١/٢٩١

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث اپنی تفصیلات سمیت کتاب الصلاۃ میں آچکی ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

یہاں بھی مناسبت بالباب واضح ہے کہ اس میں شیطان کے اختلاس اور مومن کی نماز کو اچک لینے اور اس کو وسوسے میں ڈال دینے کا ذکر ہے، جو شیطان کے مختلف تصرفات میں سے ایک تصرف ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"لأن الالتفات لما كان فيه ذهاب الخشوع استعير لذهابه اختلاس الشيطان تصوير القبح ذلك بالمختلس؛ لأن المصلي مستغرق في مناجاة مولاه، وهو مقبل عليه، والشيطان مراصد له، منتظر لفوات ذلك؛ فإذا التفت المصلي اغتنم الشيطان الفرصة، فيختلسها منه".(۲)

باب کی چوبیسویں حدیث حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۱۸ : حدّثنا أَبُو الْمُغِيرَةِ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ[۳] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . وَحدّثني سُلَيْمانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ شَرِّهَا ، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ) .

[٥٤١٥ ، ٦٥٨٣ ، ٦٥٨٥ ، ٦٥٩٤ ، ٦٥٩٥ ، ٦٦٠٣ ، ٦٦٣٧]

---

(۱) دیکھیے، کتاب الصلاۃ، باب الالتفات فی الصلاۃ، رقم (۷۵۱)۔

(۲) شرح القسطلانی ۵/۳۰۰۔

(۳) قوله: "عن أبيه (أبي قتادة رضي الله عنه)": الحديث، أخرجه البخاري، في الطب، باب النفث في الرقية، رقم (٥٧٤٧)، وفي التعبير، باب الرؤيا من الله، رقم (٦٩٨٤)، وباب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة، رقم (٦٩٨٦)، وباب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، =

تراجم رجال

۱)ابوالمغیر ۃ

یہ ابوالمغیر ۃ عبدالقدوس بن الحجاج خولانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۲)الاوزاعی

یہ ابوعمر عبدالرحمٰن بن عمرواوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے مفصل حالات کتاب العلم،"باب الخروج فی طلب العلم"میں بیان کیے جاچکے۔(۲)

۳)یحییٰ بن ابی کثیر

یہ یحییٰ بن ابی کثیر طائی یمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب کتابة العلم" میں آچکا ہے۔(۳)

۴)عبداللہ بن ابی قتادہ

یہ عبداللہ بن ابی قتادہ سلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) أبیہ(ابوقتادہ)

یہ ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری بدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دونوں بزرگوں کا مفصل ترجمہ کتاب الوضوء، "باب النهی عن الاستنجاء بالیمین" کے تحت آچکا ہے۔(۴)

= رقم (٦٩٩٥ و٦٩٩٦)، وباب الحلم من الشيطان فإذا حلم فليبصق عن يساره، رقم (٧٠٠٥)، وباب إذا رأى ما يكره فلا يخبر بها ولايذكرها، رقم (٧٠٤٤)، ومسلم، رقم (٥٩٠٥-٥٩٠٨)، في الرؤيا، والترمذي، رقم (٢٢٧٧)، في الرؤيا، باب ماجاء إذا رأى في المنام مايكره وأبوداود، رقم (٥٢١٠)، في الأدب، باب ماجاء في الرويا، وابن ماجه، في تعبير الرؤيا، باب من رأى رؤيا ما يكرها، رقم (٣٩٥٥).

(۱)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب جزاء الصيد، باب تزويج المحرم.

(۲) کشف الباری ۳/۴۰۸۔

(۳) کشف الباری ۴/۲٦۷۔

(۴) کشف الباری ۵/۴۱۱۔۴۱۴۔

۱) سلیمان بن عبدالرحمٰن

یہ محدث دمشق حضرت ابوایوب سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسی بن میمون تمیمی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ یہ مشہور تابعی محدث شرحبیل بن مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے تھے۔(۱)

یہ یحییٰ بن حمزہ حضرمی، ولید بن مسلم، مروان بن معاویہ، خالد بن یزید بن ابی مالک، معدان بن یحییٰ لخمی، عبدالملک بن محمد صنعانی، محمد بن شعیب بن شابور، محمد بن حمیر حمصی، بقیۃ، حاتم بن اسماعیل مدنی، عثمان بن فائد، ابن عیینہ، ضمرہ بن ربیعہ، ابن وہب، عیسی بن یونس، معروف الخیاط رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے ایک بڑی جماعت روایت کرتی ہے، جیسے: بخاری، ابوداؤد، یزید بن محمد بن عبدالصمد، احمد بن الحسن ترمذی، احمد بن معلیٰ بن یزید القاضی، خالد بن روح، عثمان بن خرزاذ، محمود بن خالد سلمی، محمد بن یحییٰ ذہلی، ابو حاتم رازی، ابوزرعہ رازی، ابوعبید قاسم بن سلام رحمہم اللہ وغیرہ۔(۲)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس به بأس".(۳)

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"صدوق، مستقیم الحدیث، ولكنه أروى الناس عن الضعفاء والمجهولين، وكان عندي في حد: لو أن رجلا وضع له حديثا لم يفهم. وكان لايميز".(٤)

"سچے اور صحیح حدیثوں والے ہیں، مگر ضعفاء اور مجاہیل سے روایت کرنے میں سب سے آگے ہیں، میرے خیال کے مطابق اگر کوئی بندہ ان کے لیے کوئی حدیث گھڑ لے تو یہ سمجھ نہ پائیں، صحیح اور غیر صحیح کے درمیان تمیز نہیں کر پاتے تھے"۔

(۱) تہذیب الکمال ۱۲/۲۶، رقم الترجمہ (۲۵۴۴)، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۶۔

(۲) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۱۲/۲۶-۲۸، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۶-۱۳۷۔

(۳) تہذیب الکمال ۱۲/۲۹، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۷۔

(٤) الجرح والتعديل ٤/١٢٤، رقم الترجمة (٥٥٩).

امام یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کان صحيح الكتاب، إلا أنه كان يحول، فإن وقع فيه شيء فمن النقل، وسليمان ثقة".(۱)

امام صالح بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لابأس به، ولكنه يحدث عن الضعفى".(۲)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدوق".(۳)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الإمام الكبير......، وكان محدث دمشق ومفتيها".(۴)

نیز فرماتے ہیں: "وكان من أوعية العلم".(۵)

ابوزرعہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ذكر أهل الفتوى بدمشق" میں سلیمان بن عبدالرحمٰن کا ذکر کیا ہے۔(۶)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "حدثني سليمان بن عبدالرحمن: فقيه أهل دمشق". پھر ان کی روایت بیان کی۔(۷)

اعتراض اور اس کے جوابات

حضرت سلیمان بن عبدالرحمٰن بھی بخاری شریف کے ان رواۃ میں شامل ہیں کہ جن کی وجہ سے امام

(۱) المعرفۃ والتاریخ ۲/۴۰۶ و ۲/۴۵۳، وتہذیب الکمال ۱۲/۳۰، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۷-۱۳۸۔

(۲) تہذیب الکمال ۱۲/۲۹، وتہذیب التہذیب ۲۰۸۔

(۳) تہذیب الکمال ۱۲/۳۰، وتہذیب التہذیب ۲۰۸۔

(۴) تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۳۸۔

(۵) میزان الاعتدال ۲/۲۱۲۔

(۶) تہذیب الکمال ۱۲/۳۱، وتہذیب التہذیب ۲۰۸۔

(۷) تہذیب الکمال ۱۲/۳۱، وتہذیب التہذیب ۲۰۸

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون کیا گیا ہے اور ان پر تنقید کی گئی ہے کہ اپنی ''صحیح'' میں انہوں ایسے مختلف فیہ راوی کی مرویات کیسے درج فرمادیں؟!

تاہم اوپر ذکر کردہ اقوال ائمہ جرح وتعدیل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سلیمان خود ثقہ اور صدوق تھے، ان پر جو کلام ہے وہ ان کے ان ضعیف شیوخ کی وجہ سے ہے جن سے وہ روایت کرتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ان کی مرویات میں منکر روایتیں درآئیں، اسی حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"هو في نفسه صدوق، لكنه لهج برواية الغرائب عن المجاهيل والضعفاء".(١)

اسی کا اعتراف امام دارقطنی رحمہ اللہ کو بھی ہے، حاکم ابوعبداللہ نیسابوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قلت للدارقطني: سليمان بن عبدالرحمان؟ قال: ثقة. قلت: أليس عنده مناكير؟ قال: حدث بها عن قوم ضعفى، فأما هو فثقة".(٢)

گویا مسئلہ سلیمان بن عبدالرحمٰن کی طرف سے نہیں، بلکہ ان شیوخ کی جانب سے ہے جو مناکیر روایت کرتے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الاعتدال میں سلیمان بن عبدالرحمٰن کا ترجمہ بھی لکھا ہے، حالاں کہ انہیں حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے تذکرۃ الحفاظ میں بھی ذہبی ان کا ذکر کر چکے تھے! تو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لو لم يذكره العقيلي في كتاب الضعفاء (٣) لما ذكرته؛ فإنه ثقة مطلقا، قاله أبوداود: يخطئ كما يخطئ الناس، وهو خير من هشام بن عمار".(٤)

''کہ اگر عقیلی اپنی کتاب الضعفاء میں ان کا ذکر نہ کرتے تو میں بھی یہاں (میزان میں) ان

---

(١) سير أعلام النبلاء ١٣٨/٤.

(٢) سؤالات الحاكم للدارقطني، رقم (٣٣٩)، وتهذيب الكمال ٣١/١٢، سير أعلام النبلاء ١٣٨/٤.

(٣) الضعفاء الكبير ١٣٢/٢، رقم الترجمة (٦١٨).

(٤) ميزان الاعتدال ٢١٣/٢، رقم (٣٤٨٧).

کا ذکر نہ کرتا، کیوں کہ وہ مطلقاً ثقہ ہیں، اسی طرح امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس طرح دوسرے لوگ غلطی کرتے ہیں سلیمان بھی کرتے ہیں (تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟) اور وہ ہشام بن عمار سے بہتر ہیں''۔

گویا ان کے بارے میں خلاصہ وہ ہے جو حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یعتبر حدیثه إذا روی روی عن الثقات المشاهیر، فأما إذا روی عن المجاهیل ففیها مناکیر کثیرة، لا اعتبار بها". (۱)

''ثقات سے روایت کریں تو ان کی مرویات معتبر ہیں، اگر مجاہیل سے روایت کریں تو ان میں منکر روایتیں ہوتی ہیں''۔

جہاں تک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ہے، سو ان پر اعتراض اس لیے نہیں ہوسکتا کہ جیسا کہ ابھی گذرا سلیمان ثقہ ہیں، نیز انہوں نے سلیمان سے چند ہی روایات نقل کی ہیں، جن میں ان کے شیخ ولید بن مسلم ہیں، جو مشہور محدث اور ثقہ ہیں، عجلی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ (۲)

پیدائش ووفات

عمرو بن دحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۵۲ھ میں سلیمان بن عبدالرحمٰن کی ولادت ہوئی۔ (۳) جب کہ یعقوب بن سفیان اور ابن حبان رحمہما اللہ سن ولادت ۱۵۳ھ بتاتے ہیں۔ (۴) دوسرے قول کو حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے۔ (۵)

ابوزرعہ دمشقی، عمرو بن دحیم اور یعقوب بن سفیان رحمہم اللہ وغیرہ کئی حضرات نے سن وفات ۲۳۳ھ کو قرار دیا ہے، عمرو مزید اضافہ کرتے ہیں کہ ماہِ صفر کی آخری تاریخ تھی اور بدھ کا دن تھا۔

---

(۱) کتاب الثقات لابن حبان ۲۷۸/۸، باب السین، رقم (۱۳٤۳۵).

(۲) هدي الساري ۵۷۸، حرف السین من الفصل التاسع في سیاق أسماء من طعن فیه......

(۳) تهذیب الکمال ۳۱/۱۲.

(٤) المعرفة ۲۰۹/۱ والثقات لابن حبان ۲۷۸/۸.

(۵) تذکرة الحفاظ ٤۳۸/۲.

ابوزرعہ فرماتے ہیں میں ان کے جنازے میں شریک تھا، نماز جنازہ مالک بن طوق نے پڑھائی، جس نے رحبہ شہر کی بنیاد رکھی تھی۔(۱)

ائمہ ستہ میں امام مسلم رحمہ اللہ کے علاوہ باقی تمام حضرات نے ان کی مرویات قبول کی ہیں۔(۲)

رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۲) الولید

یہ ولید بن مسلم دمشقی اموی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

سند کے بقیہ رجال گذشتہ سند میں گذر چکے ہیں۔

حدیث کو دو طرق سے روایت کرنے کی وجہ

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث دو طرق سے روایت کی ہے، ان میں سے پہلا طریق بتصریح شراح، دوسرے طریق سے اعلی واولی ہے، اس کے باوجود طریق ذکر کرنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس میں یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی عبداللہ بن ابی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے تحدیث کی صراحت ہے، جب کہ پہلا طریق معنعن تھا۔(۴)

اچھے اور برے خواب

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ اچھے خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شیطان کی طرف سے، اچھے بایں معنی کہ دل کو ان کے دیکھنے سے سرور حاصل ہوتا ہے، انقباض انبساط سے تبدیل ہوجاتا ہے، بندہ ہشاش بشاش ہوجاتا ہے یا اس کی تعبیر اچھی ہوتی

---

(۱) تہذیب الکمال ۱۲/۳۱-۳۲، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۹، وتہذیب ابن حجر ۲۰۸۔

(۲) تہذیب الکمال ۱۲/۳۲، سیر اعلام النبلاء ۴/۱۳۶، وتہذیب ابن حجر ۲۰۷۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت المغرب۔

(۴) شرح القسطلانی ۵/۳۰۰، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۷۹، وفتح الباری ۶/۳۴۲۔

ہے، مآل اورانجام اچھا ہوتا ہے۔ انہیں رویا صادقہ بھی کہتے ہیں۔

اور برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر بندہ ڈر جاتا ہے کہ ڈراؤنی شکلیں نظر آتی ہیں یا...... طبیعت میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے یا...... رب کریم کے بارے بندہ کا گمان خراب ہو جاتا ہے یا ...... یہ کہ ان کہ تعبیر اور مآل اچھا نہیں ہوتا، انہیں رویا کاذبہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔(۱)

برے خوابوں کا علاج

اس حدیث میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برے خواب دکھائی دینے اور ان سے ڈر کر بیدار ہو جانے کی صورت میں یہ علاج تجویز کیا ہے کہ اپنی بائیں طرف تھوک دے، گویا شیطان کو دھتکارا جارہا ہے اور ان برے خوابوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے، اس طرح بندہ ان برے خوابوں کے نقصان وضرر سے بچ جائے گا۔(۲)

حضرت ابوسلمہ کے طریق میں تین مرتبہ تھوکنے کا ذکر آتا ہے، یعنی تعوذ پڑھ کر تین دفعہ بائیں جانب تھوک دے۔(۳)

سارے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہر قسم کے خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہوتے ہیں، اچھے ہوں یا برے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ اچھے خواب تو اللہ میاں دکھاتے ہوں اور برے خواب شیطان دکھاتا ہو، ہر قسم کے خوابوں کے خالق اللہ تعالی ہیں، تاہم اچھے خواب کی نسبت اللہ تعالی کی تکریم وتشریف کے لیے کر دی گئی اور برے خواب

---

(۱) شرح القسطلاني ۳۰۰/۵، وعمدة القاري ۱۸۰/۱۵، وشرح الطيبي ۳٤٤/۸، كتاب الرؤيا، رقم (٤٦١٢).

(۲) حوالہ جات بالا، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب الطب ۷۹-۸۰۔

(۳) انظر صحیح البخاري، كتاب الطب، باب النفث في الرقية، رقم (٥٧٤٧).

کی نسبت شیطان کی طرف کہ وہ اس پر خوش اور راضی ہوتا ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت واضح ہے کہ اس سے شیطان کا وجود اور اس کے مختلف تصرفات ثابت ہو رہے ہیں۔

باب کی پچیسویں حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١١٩ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ سُمَيٍّ ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(٢) : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (مَنْ قالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ ٱلْمُلْكُ وَلَهُ الحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ . في يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ، كانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقابٍ ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جاءَ بِهِ ، إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ) . [٦٠٤٠]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن یوسف

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی دمشقی کلاعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا اجمالی ذکر بدء الوحی اور تفصیلی ترجمہ

---

(١) عمدة القاري ٢١/٢٧٠.

قال العلامة الكوراني الحنفي رحمه الله:

"فان قلت: الكل بخلق الله، فما معنى قوله: ((من الشيطان))؟

قلت: الرؤيا الصالحة توجب سرور الرائي، ولذلك نسبت إلى الله تعالى، والكاذبة توقع الحزن والوسوسة في قلب الرائي، ولذلك أمر بأن يتفل عن يسار". الكوثر الجاري ٦/٢١٣

(٢) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في الدعوات، باب فضل التهليل، رقم (٦٤٠٣)، ومسلم، رقم (٦٨٤٢)، في الذكر، باب فضل التهليل والتسبيح، والترمذي، رقم (٣٤٦٤)، في الدعوات، باب رقم (٦١)، وابن ماجه، في الأدب باب فضل لاإله إلا الله، رقم (٣٨٤٣).

کتاب العلم، "باب لیبلغ الشاھد الغائب" میں آچکا۔(۱)

۲) مالک

یہ امام ابوعبداللہ مالک بن انس مدنی اصحی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل تذکرہ بدء الوحی اور کتاب الإیمان، "باب من الدین الفرار من الفتن" کے ضمن میں ذکر کیا جاچکا ہے۔(۲)

۳) سمی

یہ ابوعبداللہ سمی مولی ابی بکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴) ابوصالح

یہ ابوصالح ذکوان زیات سمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۵) ابوہریرہ

یہ مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ان دونوں بزرگوں کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے ہیں۔(۴)

یہ حدیث کتاب الدعوات میں بھی آئی ہے، کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت کے بیان کے لیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ذکر فرمایا ہے۔(۵)

حدیث کا ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان کلمات کا سو بار ورد یومیہ کرے گا تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کی طرح ثواب ملے گا، اس

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۸۹ الحدیث الثانی، و۴/۱۱۳۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۰، الحدیث الثانی، و۲/۸۰۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الأذان، باب الاستھام في الأذان.

(۴) کشف الباری ۱/۶۵۸۔۶۵۹۔

(۵) کشف الباری، کتاب الدعوات، باب فضل التھلیل، ص ۳۱۱۔

کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اس کے سو گناہ معاف کردیے جائیں گے، یہ کلمات اس دن شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوں گے، اس دن اس سے افضل اعمال صالحہ میں کوئی اور نہیں ہوگا، سوائے اس کے جس نے اس سے بڑھ کر یہ ورد کیے ہوں۔ وہ غیر معمولی ثواب کے حامل کلمات یہ ہیں:

"لا إله إلا الله وحده، لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير".

حدیث کے بعض کلمات کی توضیح

عدل: عین مہملہ کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ۔ کسی شے کی نظیر، مثیل اور اس کا مساوی۔(۱) جب کہ بعض حضرات نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ عین کے فتحہ کے ساتھ عدل کے معنی ہم جنس مثیل ونظیر کے ہیں اور کسرہ کے ساتھ غیر جنس سے مساوی ہونے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور بعض حضرات نے اس کا عکس بیان کیا ہے۔(۲)

حرز ـبكسر الحاء المهملةـ: محفوظ جگہ، جہاں قیمتی اشیاء کو سنبھال کر رکھتے ہیں۔ تعویذ کو بھی حرز کہا جاتا ہے۔(۳)

یہ حدیث مسلم، نسائی اور ترمذی میں بھی آئی ہے، وہاں ان کلمات کا اضافہ بھی مروی ہے: "سبحان الله وبحمده" کہ جو ان کلمات کا ورد یومیہ سو دفعہ کرے گا اس کے سارے گناہ ختم ہو جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔(۴)

---

(١) النهاية في غريب الحديث والأثر ١٧٣/٣، باب العين مع الدال، مادة: عدل، والكوثر الجاري ٢١٣/٦.

(۲) حوالہ جات بالا۔

(٣) عمدة القاري ١٨٠/١٥، والكوثر الجاري ٢١٣/٦۔

(٤) صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء......، باب فضل التهليل والتسبيح......، رقم (٢٦٩١)، والسنن الكبرى للنسائي ٢٠٧/٦، كتاب عمل اليوم والليلة، باب ثواب من قال: سبحان الله وبحمده، رقم (١٠٦٦٢)، وسنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب (بلا ترجمة)، رقم (٣٤٦٨).

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کو یہاں ذکر کرنے کا مقصد شیطان سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا طریقہ بتانا ہے، ظاہر ہے اس کو اگر مختلف تصرفات پر قدرت نہ ہوتی تو اس سے بچاؤ کے طریقوں کی تلقین کیوں کی جاتی!! چناں چہ ثابت ہوا کہ شیطان کو اللہ کے حکم سے مختلف تصرفات پر قدرت حاصل ہوتی ہے، اس کے جال میں پھنسنے سے یہی کلمات محفوظ رکھتے ہیں۔ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وجه إيراده للحرز من الشيطان بذلك". (١)

باب کی چھبیسویں حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٢٠ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ : حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ : أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ : أَنَّ أَبَاهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ(٢) قَالَ : اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ ، فَقَالَ عُمَرُ : أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ ، قَالَ : (عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي ، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ) . قَالَ عُمَرُ : فَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ ، ثُمَّ قَالَ : أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ ، أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ ؟ قُلْنَ : نَعَمْ ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ) .

[٣٤٨٠ ، ٥٧٣٥]

---

(١) التوضيح ٢١٧/١٩.

(٢) قوله: "أن أباه سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، رقم (٣٦٨٣)، وفي الأدب، باب التبسم والضحك، رقم (٦٠٨٥)، ومسلم، رقم (٦٢٠٢)، في فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر بن الخطاب رضي الله عنه.

تراجم رجال

۱) علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ ابن المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب الفهم في العلم" کے ذیل میں آچکا۔(۱)

۲) یعقوب بن ابراہیم

یہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب العلم، "باب ما ذكر في ذهاب موسى صلى الله عليه وسلم ......" کے تحت تفصیلاً آچکے ہیں۔(۲)

۳) أبي

یہ ابراہیم بن سعد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) صالح

یہ صالح بن کیسان المؤدب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان دونوں کا مفصل تذکرہ کتاب الإیمان، "باب من كره أن يعود في الكفر......" کے تحت آچکا ہے۔(۳)

۵) ابن شہاب

یہ معروف محدث امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی اور مفصل تذکرہ کتاب الغسل، "باب غسل الرجل مع امرأته" میں آچکا۔(۴)

۶) عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید

یہ جلیل القدر تابعی ابوعمر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب قرشی عدوی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۲۴۔

(۲) کشف الباری ۳/۳۳۱۔

(۳) کشف الباری ۲/۱۲۰۔۱۲۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۳۲۶، الحدیث الثالث، وکتاب الغسل ۱۹۴۔

یہ مشہور صحابی رسول حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔(۱)

ان کی والدہ میمونہ بنت بشر بن معاویہ ہیں، جن کا تعلق بنو بکاء بن عامر سے تھا۔(۲)

یہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے طرف سے ایک عرصے تک کوفہ کے گورنر بھی رہے۔(۳)

یہ اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن بن زید کے علاوہ، ابن عباس، محمد بن سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل، مسلم بن یسار جہنی، مقسم مولی ابن عباس اور مکحول شامی رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

نیز ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر اور حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہما سے مرسلا روایت کرتے ہیں۔

ان سے ان کے تین صاحب زادوں عبدالکبیر بن عبدالحمید، زید بن عبدالحمید اور عمر بن عبدالحمید کے علاوہ امام ابن شہاب زہری، قتادہ، زید بن ابی انیسہ اور حکم بن عتیبہ رحمہم اللہ وغیرہ روایت حدیث کرتے ہیں۔(۴)

انہیں خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین اہل مدینہ کے دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔(۵)

احمد بن عبداللہ عجلی، نسائی، ابن خراش اور ابوبکر بن ابی داؤد رحمہم اللہ فرماتے ہیں: "ثقة".(۶)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۷)

---

(۱) تهذيب الكمال ١٦/٤٤٩، رقم الترجمة (٣٧٢٤)، وسير أعلام النبلاء ٥/١٤٩.

(٢) تهذيب الكمال ١٦/٤٤٩، وتهذيب ابن حجر ٦/١١٩.

(٣) تهذيب الكمال ١٦/٤٤٩.

(۴) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۱۶/۴۵۰۔

(۵) تہذیب الکمال ۱۶/۴۵۰، وطبقات خلیفہ ۲۴۷۔

(۶) تہذیب الکمال ۱۶/۴۵۰، وتہذیب ابن حجر ۶/۱۱۹۔

(۷) الثقات لابن حبان ۷/۱۱۷۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإمام الثقة الأمير العادل". (۱)

علامہ مدائنی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالحمید کو ایک مرتبہ دس ہزار درہم کے انعام سے نوازا تھا۔ (۲)

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد خلافت میں، ۱۱۰ ہجری کے بعد، حران شہر میں ان کا انتقال ہوا۔ (۳)

یہ ائمہ ستہ کے متفق علیہ راوی ہیں۔ (۴) رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۷) محمد بن سعد بن ابی وقاص

یہ ابوالقاسم محمد بن سعد بن ابی وقاص زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۵)

۸) سعد بن ابی وقاص

یہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص تیمی مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے مفصل حالات کتاب الإیمان، "باب إذا لم یکن الإسلام علی الحقیقة......" کے تحت بیان کیے جا چکے ہیں۔ (۶)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت "ما لقیك الشیطان قط" میں ہے کہ اس سے شیطان کا وجود ثابت ہو رہا ہے، نیز یہ کہ جو بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے اس کی مرضیات اللہ کی مرضیات کے تابع ہو جاتی ہیں تو اس پر شیطان کے وار کارگر نہیں ہوتے، بلکہ یہاں تک ترقی ہو جاتی ہے کہ شیطان خود اس بندے سے بچتا ہے، چھپتا ہے اور بھاگتا ہے۔

---

(۱) سیر أعلام النبلاء ۱۴۹/۵.

(۲) حوالہ بالا۔

(۳) حوالہ بالا، وتہذیب الکمال ۴۵۱/۱۶۔

(٤) تهذيب الكمال ٤٥١/١٦، وسير أعلام النبلاء ١٤٩/٥.

(۵) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ عزوجل: ﴿لا یسألون الناس إلحافا﴾.

(۶) کشف الباری ۱۷۳/۲

ترجمہ حدیث

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، اس وقت آپ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) آپ علیہ السلام سے گفتگو کر رہی تھیں اور اونچی آواز میں خوب زور زور سے بات چیت کر رہی تھیں، سو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو وہ خواتین اٹھ کر جلدی سے پردہ میں چلی گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہنستے ہوئے آنے کی اجازت دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کرے آپ ہمیشہ تبسم ریز رہیں (اس وقت باعث تبسم کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان خواتین پر تعجب ہو رہا ہے، جو میرے پاس تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردے میں گھس گئیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! (بہ نسبت میرے) انہیں آپ سے زیادہ ڈرنا چاہیے تھا! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خواتین سے خطاب کرتے ہوئے) کہا اپنی جان کے دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول سے نہیں ڈرتیں؟ خواتین نے کہا بالکل! کیوں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ درشت اور سخت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب تمہیں شیطان کسی راستے سے چلتے ہوئے دیکھ لیتا ہے تو تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہو لیتا ہے۔

یہ حدیث فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آئی ہے، وہیں اس کی مفصل شرح ہو چکی ہے۔(۱)

---

(۱) کشف الباری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۸۲-۳۹۲۔

اس باب کی ستائیسویں اور آخری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٢١ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ، عَنْ يَزِيدَ ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ[1]، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (إِذَا ٱسْتَيْقَظَ – أُرَاهُ – أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ) .

تراجم رجال

۱)ابراہیم بن حمزہ

یہ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ قرشی اسدی زبیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا مفصل ترجمہ کتاب الإیمان، باب بلاترجمہ کے تحت بیان کیا جاچکا ہے۔(۲)

۲)ابن ابی حازم

یہ عبدالعزیز بن سلمۃ بن دینار مخزومی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۳)یزید

یہ یزید بن عبداللہ بن اسامہ لیثی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۴)محمد بن ابراہیم

یہ محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے اجمالی حالات بدء الوحی اور تفصیلی

(۱) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه مسلم، كتاب الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار……، رقم (٢٣٨/٥٦٤)، والنسائي، كتاب الطهارة، باب الأمر بالاستنثار عند الاستيقاظ من النوم، رقم (٩٠)

(۲) کشف الباری ۲/۶۶۲۔

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال فی المسجد.

(۴)ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الصلوات الخمس كفارة……

حالات کتاب الإیمان، "باب ماجاء أن الأعمال بالنیة......" کے ذیل میں بیان کیے جاچکے۔(۱)

۵)عیسیٰ بن طلحہ

یہ عیسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان تیمی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا مفصل ترجمہ کتاب العلم، "باب الفتیا وهو واقف على الدابة وغيرها" کے تحت نقل کیا جاچکا ہے۔(۲)

۶)ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الإیمان، "باب أمور الإیمان" میں گذر چکے۔(۳)

قال: إذا استيقظ ـ أراه ـ أحدكم من منامه فتوضأ فليستنثر ثلاثا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں کا کوئی اپنی نیند سے جاگے اور وضو کرے تو تین بار ناک میں پانی ڈال کر جھاڑ لے۔

استنثار واستنشاق میں فرق

استنثار کے معنی ہیں ناک میں سانس کے ذریعے پانی چڑھا کر اس کو نکالنا، تاکہ گند وغیرہ صاف ہوجائے۔

ایک چیز اور ہوتی ہے، جسے استنشاق کہتے ہیں، اس کے معنی ناک میں اوپر تک پانی چڑھانے کے ہیں، استنثار استنشاق کو بھی جامع ہے، یعنی استنثار استنشاق تو ہوسکتا ہے، مگر استنشاق استنثار نہیں ہوسکتا، علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والاستنثار من تمام فائدة الاستنشاق؛ لأن حقيقة الاستنشاق جذب الماء

(۱) کشف الباری ۳۳۸/۱، و۲/۳۹۷۔

(۲) کشف الباری ۴۶۵/۳۔

(۳) کشف الباری ۶۵۹۔

بريح الأنف إلى أقصاه، والاستنثار إخراج ذلك الماء". (١)

فإن الشيطان يبيت على خيشومه.

کیوں کہ شیطان اس کی ناک میں رات گذرتا ہے۔

لفظ خیشوم کی تحقیق وضبط

خیشوم خائے معجمہ کے فتحہ، یاء کے سکون، شین کے ضمہ اور واو کے سکون کے ساتھ ہے، آخری لفظ میم ہے۔

اس کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ناک کا اخری حصہ خیشوم ہے۔

ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ کے بقول ناک کو کہتے ہیں۔

جب کہ علامہ داودی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ناک کے دونوں نتھنے خیشوم کہلاتے ہیں۔(۲)

ناک میں رات گذارنے کے معنی

شیطان کا خیشوم میں رات گذارنا یا تو حقیقت پر محمول ہے کہ واقع میں شیطان وہاں شب باشی کرتا ہے۔ یا مجاز پر محمول ہے کہ ناک میں جو میل کچیل جمع ہوجاتا ہے وہ طاعات میں نشاط اور چستی سے محروم کردیتا ہے، چناں چہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اس دوران ناک کی صفائی کرتا ہے تو طبیعت میں نشاط پیدا ہوجاتا ہے۔(۳)

---

(١) عمدة القاري ١٨٢/١٥.

قال الحافظ: "والمقصود من الاستنشاق تنظيف داخل الأنف، والاستنثار يخرج ذلك الوسخ مع الماء، فهو من تمام الاستنشاق". فتح الباري ٣٤٣/٦.

(٢) عمدة القاري ١٨٢/١٥، وفتح الباري ٣٤٣/٦، وشرح الكرماني ٢٠٩/١٣، والتوضيح ٢١٩/١٩، والكنز المتواري ٢٠٨/١٣.

(۳) الکوثر الجاری ۲۱۵/۶

پھر یہ سمجھیے کہ ظاہر حدیث کا مقتضا یہ ہے کہ شیطان ہر سونے والے کی ناک میں رات گذارتا ہے، مگر یہ احتمال بھی بہر حال ہے کہ یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو سوتے وقت منقول ادعیہ ماثورہ کا اہتمام نہ کرتا ہو، کیوں کہ کچھ پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گذری ہے(۱)، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے شیطان سے حفاظت ہوتی ہے، خالق لم یزل کا ذکر بندے کو شیطانی اثرات سے بچاتا ہے۔ اسی طرح آیت الکرسی کی فضیلت میں بھی آیا تھا کہ "ولا یقربك شیطان" (۲) چناں چہ اس حدیث میں نفی قرب سے مراد یہ بھی محتمل ہے کہ وہ آیت الکرسی کی برکت سے مقام وسوسہ یعنی قلب مسلم کی طرف نہیں جا پائے گا تو مجبوراً ناک پر رات گذارے گا کہ جیسے ہی بندہ مسلم بیدار ہو اس کے قلب تک رسائی ممکن ہو سکے، اس لیے جب نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے گا اور اس میں ناک جھاڑے گا تو یہ عمل شیطان کو بیداری کے بعد مقام وسوسہ یعنی قلب پر حملہ آور ہونے سے روکے گا۔ اس طرح خیشوم والی یہ حدیث ہر نیند سے بیدار ہونے والے کو شامل ہوگی۔ (۳)

واللہ اعلم بالصواب

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بایں معنی ہیں کہ ناک میں موجود میل کچیل جنود الشیطان کے قبیل سے ہے، یہ شیطانی لشکر کا کام کرتے ہیں، جن کی موجودگی سے بندہ سست اور پژمردہ رہتا ہے۔ اس سے جنود الشیطان کا اثبات ہو رہا ہے۔

اور حقیقتاً بیتوتت مراد لینے کی صورت میں شیطان کے وجود کا اثبات ہوگا (۴)۔ واللہ اعلم

---

(۱) باب کی گذشتہ سے پیوستہ حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مراد ہے، جس میں ہے: "فکانت لہ حرزا من الشیطان"، رقم (۳۲۹۳)۔

(۲) دیکھیے، اسی باب کی حدیث نمبر (۳۲۷۵) حدیث ابو ہریرہ۔

(۳) فتح الباري ٦/٣٤٣، والكنز المتواري ١٣/٢٠٨.

(۴) الکوثر الجاری ۲۱۵/۶۔

١٢ - باب: ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ.

سابق باب سے مناسبت

سابق باب سے یہ وہم پیدا ہو رہا تھا کہ جنات سے صرف شر کا ہی صدور ہو سکتا ہے، کیوں کہ شیطان بھی تو نوعاً جن ہی ہے۔ تو اس وہم کا دفعیہ حضرۃ الامام رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا کہ یہ باب قائم کیا کہ وہ مکلف ہوتے ہیں، خیر وشر دونوں ان سے صادر ہوتے ہیں۔(۱)

ترجمۃ الباب کا مقصد

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کے ذریعے دو امور کی طرف اشارہ کیا ہے، ایک تو یہ کہ جنات کا وجود برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ مکلف ہیں، انہیں بھی انسانوں کی طرح طاعات پر ثواب اور سیئات پر عقاب ہوتا ہے۔ تفصیل ان شاء اللہ آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

جنات کا وجود برحق ہے

جیسا کہ ابھی گذرا: جنات کا وجود برحق ہے، اس کائنات رنگ وبو میں صرف انسان ہی نہیں اور بھی بہت سی مخلوقات پائی جاتی ہیں۔

یہ صرف آج کے مدعیان عقل کی بات نہیں، بلکہ ہر زمانے کے وہ لوگ، جو اپنے کو بڑا اعقل مند خیال کرتے ہیں، جنات کا انکار کرتے آئے ہیں۔

---

(۱) لامع الدراري ۷/۳۷۹، والكنز المتواري ۱۳/۲۰۹.

چناں چہ اکثر فلاسفہ، زنادقہ (۱)، قدریہ (۲) اور معتزلہ (۳) جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، ان کے پاس جنات کے عدم وجود کی کوئی دلیل تو ہے نہیں، بس وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہوتے تو ہم کو بھی محسوس ہوتے اور نظر آتے۔ (۴)

لیکن یہ کوئی دلیل نہیں ہے، اس لیے کہ ایک نابینا شخص ہوتا ہے...... تو اس کو سبز رنگ نظر آتا ہے نہ کالا، لال رنگ دکھائی دیتا ہے نہ سفید، چناں چہ اب اگر وہ کہنے لگے کہ مجھے تو یہ رنگ نظر آتے نہیں ہیں، لہٰذا میں ان کو نہیں مانتا...... تو اس کے انکار کو کون عقل مند صحیح قرار دے گا؟!

اسی طرح جنات کو اگر ان کی لطافت جسم کی وجہ سے ہم محسوس نہیں کر سکتے تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ

---

(١) قال إمام الحرمين الجويني رحمه الله: "اعلموا ـ رحمكم الله ـ أن كثيرا من الفلاسفة، وجماهير القدرية، وكافة الزنادقة أنكروا الشياطين والجن رأسا......".

آكام المرجان في غرائب الأخبار وأحكام الجان: ١٣، الباب الأول، في بيان إثبات وجود الجن.

(٢) وقال القاضي أبوبكر الباقلاني رحمه الله: "وكثير من القدرية يثبتون وجود الجن قديما، وينفون وجودهم الآن، ومنهم من يقر بوجودهم......". حواله بالا

(٣) قال أبو القاسم الأنصاري رحمه الله: "وقد أنكرهم معظم المعتزلة، ودل إنكارهم إياهم على قلة مبالاتهم، وركاكة دياناتهم......". حواله بالا.

(٤) قال القاضي أبو يعلى الحنبلي رحمه الله: "الجن أجسام مؤلفة، وأشخاص ممثلة، ويجوز أن تكون كثيفة، خلافا للمعتزلة في قولهم:

إنهم أجسام رقيقة، ولرقتهم لا نراهم، والدلالة على ذلك علمنا بأن الأجسام يجوز أن تكون رقيقة، ويجوز أن تكون مستقيمة، ولا يمكن معرفة أجسام الجن أنها رقيقة أو كثيفة إلا بالمشاهدة أو الخبر الوارد عن الله تعالى أو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكلا الأمرين مفقود، فوجب أن لا يصح أنهم أجسام رقيقة أصلا.

فأما قولهم: إن الجن إنما كانت أجساما رقيقة؛ لأننا لا نراها، وإنما لم نرها لرقتها، فلا يصح؛ لأننا قد دللنا على أن الرقة ليست بمانعة عن الرؤية، ويجوز أن تكون الأجسام الكثيفة موجودة ولا نراها، إذا لم يخلق الله تعالى فينا الإدراك". آكام المرجان ٢٧، الباب الرابع، في بيان أجسام الجن.

ان کے وجود کا انکار درست قرار دے دیا جائے؟!

امام الحرمین علامہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی دہریہ بے دین شخص جنات کا اور ان کے وجود کا انکار کرے اور نہ مانے تو اس پر کوئی تعجب نہیں۔ تاہم ان لوگوں پر بہرحال تعجب ہوتا ہے جو شریعت اور اصول شریعت کو مانتے ہیں، جانتے ہیں، پھر بھی جنات کا انکار کرتے ہیں، کتاب اللہ وسنت متواترہ سے جنات کا ثبوت ہو رہا ہے۔(۱)

اصول ثلاثہ اور سرسید احمد خان

ہندوستان کے سرسید احمد خان بھی جنات کے مخلوق ہونے کا انکار کرتے ہیں اور اس کو ایک قسم کی قوت بہیمیہ بتاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے ایک وہم اور علمائے اسلام کے ایک کھیل کے سوا کچھ نہیں، جسے عامۃ المسلمین کو ڈرانے، دھمکانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے(۲)، حالاں کہ وہ مدعی اسلام ہیں اور خود قرآن میں ان جنات کا تذکرہ کئی جگہ آیا ہے، قرآن کریم سن کر جنات کے ایمان لانے کی تصریح بھی قرآن میں مذکور ہے(۳)، لیکن سید احمد خان نے اس سے انحراف اور انکار کیا، ہٹ دھرمی کی روش اختیار کی اور عجیب وغریب تاویلیں کر کے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کی سعی لا حاصل کی، حالاں کہ قرآن وسنت کے علاوہ تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین سب کا اس پر ایمان تھا اور ہے، چودہ سو سال سے پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق واجماع چلا آرہا ہے کہ جنات ایک مستقل مخلوق ہے۔

عقل سلیم اور عقل سقیم

اور عقل سلیم کو بھی اس سے انکار نہیں، دنیا میں کتنے ہی لوگ ہیں جو مسلمان نہیں، مگر وہ جنات کے وجود کو مانتے ہیں، کیوں کہ اس میں عقلاً کوئی استبعاد نہیں، بشرطیکہ عقل سلیم ہو، ورنہ عقل سقیم کا کوئی علاج نہیں۔

---

(۱) آکام المرجان ۱۳، وفتح الباری ۶/۳۴۳۔

(۲) دیکھیے سرسید احمد خان کی تفسیر القرآن، حصہ سوم، ص ۵۷-۷۲، سورۃ الأنعام، تحت قولہ تعالی: ﴿یمعشر الجن والإنس......﴾.

(۳) قال اللہ تعالی: ﴿وإذ صرفنا إلیك نفرا من الجن...... أولئك في ضلال مبین﴾.[الأحقاف/۲۹-۳۲].

مشکل تو یہ ہے کہ عقل سقیم اور دہریت والحاد کسی چیز کو اس وقت تک تسلیم ہی نہیں کرتے جب تک وہ اپنی جسمانی آنکھ سے اسے دیکھ نہ لیں یا حواس خمسہ کے ذریعے اسے محسوس نہ کریں۔

مگر یہ صرف ایک مغالطہ ہے، دراصل کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے وجود کے ناپید ہونے کا ثبوت نہیں ہوسکتا، دنیا میں بہت سی اشیا ایسی ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں، لیکن اگر اس کا تعلق اسلام سے ہے تو مخبر صادق کے بتلانے کی وجہ سے...... اور اگر اس کا تعلق امور تکوینیہ سے ہے تو اس کے ماہر کی تصدیق پر عقل سلیم کو اس کا وجود تسلیم ہے۔

بطور مثال ہم صرف ایک حقیقت واقعیہ ذکر کریں گے، سانپ کے ڈسنے سے انسان، بلکہ ہر جان دار کو زہر چڑھ جاتا ہے، جو عام مشاہدے کی بات ہے، مگر دم کرنے اور تریاق دینے سے زہر اتر جاتا ہے اور اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے......، لیکن یہ زہر کسی کو نظر نہیں آتا......!! پر مانتے سب ہیں۔

علاوہ ازیں سائنسی علوم سے بھی جنات اور فرشتوں وغیرہ کی مخلوق کا موجود ہونا ثابت ہے، آج کی جدید ایکسرے مشینوں نے تو بہت ساری معدوم اشیا کو موجود کا درجہ دے دیا ہے۔(۱)

---

(۱) تفصیل کے لیے دیکھیے، محرف قرآن ۱۳۸۔۱۴۰، والانتباهات المفيدة (عربی): ۱۶۲۔

وقال الإمام ابن تيمية الحراني الدمشقي رحمه الله:

"لم يخالف أحد من طوائف المسلمين في وجود الجن، وجمهور طوائف الكفار على إثبات الجن، أما أهل الكتاب من اليهود والنصارى، فهم مقرون بهم كإقرار المسلمين، وإن وجد فيهم من ينكر ذلك، فكما يوجد في بعض طوائف المسلمين، كالجهمية والمعتزلة من ينكر ذلك، وإن كان جمهور الطائفة وأئمتها مقرون بذلك؛ لأن وجود الجن تواترت به أخبار الأنبياء، عليهم السلام، تواترا معلوما بالاضطرار، ومعلوم بالاضطرار أنهم: أحياء، عقلاء، فاعلون بالإرادة، مأمورون منهيون، ليسوا صفات وأعرضا قائمة بالإنسان أو غيره، كما يزعمه بعض الملاحدة.

فلما كان أمر الجن متواترا عن الأنبياء، عليهم السلام، تواترا ظاهرا، يعرفه العامة والخاصة لم يمكن طائفة من طوائف المؤمنين بالرسل أن ينكرهم، فالمقصود هنا: أن جميع طوائف المسلمين يقرون بوجود الجن، وكذلك جمهور الكفار كعامة أهل الكتاب، وكذلك عامة مشركي العرب =

جنات مکلّف ہیں

جنات افعال شرع کے مکلف ہیں یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مکلّف ہیں، حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وهم عند الجماعة مكلفون مخاطبون؛ لقوله تعالى: ﴿يٰمعشر الجن والإنس﴾، (١)وقوله تعالى: ﴿فبأي آلاء ربكما تكذبان﴾، (٢)وقوله: ﴿سنفرغ لكم أيها الثقلان﴾(٣)......"(٤)

نیز فرماتے ہیں کہ علمائے اسلام سب اس پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسان اور جنات دونوں کے

= وغيرهم من أولاد سام، والهند وغيرهم من أولاد حام، وكذلك جمهور الكنعانيين واليونانيين وغيرهم من أولاد يافث، فجماهير الطوائف تقر بوجود الجن؛ بل يقرون بما يستجلبون به معاونة الجن من العزائم والطلاسم، سواء كان ذلك سائغا عند أهل الإيمان، أو كان شركا؛ فإن المشركين يقرؤون من العزائم والطلاسم والرقي ما فيه من عبادة للجن وتعظيم لهم، وعامة ما بأيدي الناس من العزائم والطلاسم والرقا التي تفقه بالعربية فيها ما هو شرك بالله، ولهذا نهى علماء المسلمين عن الرقا التي لا يفقه بالعربية معناها؛ لأنها مظنة الشرك، وإن لم يعرف الراقي أنها شرك.

وفي الصحيح: عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه رخص ما لم تكن شركا، وقال: "من استطاع أن ينفع أخاه فليفعل". [(رواه مسلم في صحيحه، كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين......، رقم (٢١٩٩)، وأحمد في مسنده٣٠٢/٣، رقم (١٤٢٨٠)، و٣١٥/٣، رقم (١٤٤٣٥)، و٣٩٣/٣، رقم (١٥٣٠٥)] وقد كان للعرب ولسائر الأمم من ذلك أمور يطول وصفها، وأمور وأخبار العرب في ذلك متواترة عند من يعرف أخبارهم من علماء المسلمين، وكذلك كان عند غيرهم، ولكن المسلمين أخبر بجاهلية العرب منهم بجاهلية سائر الأمم". (مجموع الفتاوى ١٠٨٩/١٠).

(١)الأنعام / ١٣٠، والرحمن / ٣٣.

(٢)الرحمن / ١٣.

(٣)الرحمن / ٣١.

(٤)التمهيد لابن عبد البر ١١٧/١١، فضل محمد عليه السلام على سائر الأنبياء.

رسول اور دونوں کے لیے بشیر ونذیر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں انواع کی طرف مبعوث ہونا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی خصوصیات میں سے ایک خاصیت ہے، جن کی بنیاد پر آپ علیہ السلام کو دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی کہ انبیائے سابقین کی بعثت صرف اپنی ہم زبان قوم کی طرف ہوتی تھی، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث کیے گئے۔(۱)

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أطبق الكل على أن الجن كلهم مكلفون". (۲) کہ ان کے مکلف بالافعال ہونے پر سب کا اجماع ہے۔

قاضی عبدالجبار ہمذانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل علم میں جنات کے مکلف نہ ہونے کا کوئی اختلاف ہمارے علم میں نہیں ہے، بلکہ سب کا ان کے مکلف ہونے پر اجماع ہے، لیکن بعض حشویہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے افعال میں مضطر ہوتے ہیں، ان سے افعال کا صدور اضطراری طور پر ہوتا ہے۔ تاہم یہ قول غلط ہے، اللہ تعالی نے ان کو مکلف قرار دیا ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے افعال ان کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔

دیکھیے! اللہ تعالی نے قرآن کریم میں جا بجا شیاطین کی مذمت کی ہے، ان پر لعنت کی ہے، ان کے مکر وفریب سے بچنے کی تاکید کی ہے، نیز اللہ تعالی نے مختلف انواع واقسام کے عذاب بھی ذکر کیے، جو شیاطین کو دیے جائیں گے۔

سمجھنے کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی یہ سب اس کے ساتھ کرتے ہیں جس نے اوامر ونواہی کی مخالفت کی ہو، کبائر کا ارتکاب کیا ہو اور محرمات میں مبتلا ہوا ہو، حالاں کہ وہ اس سب سے بچ سکتا تھا، نیکیاں کر سکتا تھا اور وہ مکمل طور پر بااختیار تھا۔

جنات کے مکلف بالشریعۃ ہونے کی دوسری دلیل ذکر کرتے ہوئے قاضی ہمذانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ شیاطین پر لعنت کی جائے، ان کے

---

(۱) حوالہ بالا.

(۲) التفسير الكبير ۲۷/۲۸/۱۴، الأحقاف/۲۹-۳۲.

حالات لوگوں کو بیان کیے جائیں اور عامۃ الناس کو یہ بتلایا جائے کہ یہ شر اور گناہوں کی دعوت دیتے ہیں اور گناہوں کا وسوسہ ڈالتے ہیں۔ یہ بھی جنات کے مکلف ہونے پر دلالت کررہا ہے۔(۱)

شیاطین اور جنات کو ثواب یا عقاب ہوگا؟

اس کے بعد پھر ایک اور اختلاف ہے، وہ یہ کہ شیاطین اور جنات کو ان کے اعمال صالحہ پر ثواب اور اعمال سیئہ پر عقاب ہوگا یا نہیں؟

علمائے اسلام کا اتفاق واجماع ہے کہ کافر جنات کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا، ارشاد ربانی ہے: ﴿قال النار مثواکم خالدین فیھا......﴾. (۲)

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے: ﴿وأما القاسطون فکانوا لجنھم حطبا﴾ (۳) کہ "ہم مخلوق جنات میں سے جو ظالم، یعنی کافر و مشرک، ہوں گے وہ آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنیں گے"۔(۴)

مومن جنات کا حکم

مومن جنات کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اس میں علمائے اسلام کے دو قول ہیں:۔

پہلا مذہب اور قول یہ ہے کہ صرف دوزخ سے نجات وخلاصی ہی ان کا انعام ہوگا، پھر انہیں حساب وکتاب مکمل ہونے کے بعد حکم دیا جائے گا کہ تم بھی جانوروں کی طرح مٹی ہو جاؤ۔

حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات کا ثواب یہ ہوگا کہ ان کو دوزخ سے پناہ دے دی جائے گی، پھر انہیں کہا جائے گا کہ تم اب مٹی ہو جاؤ۔(۵)

---

(۱) آکام المرجان ٥٦، الباب الخامس عشر في بیان تکلیف الجن، فصل.

(۲) الأنعام/١٢٨.

(۳) الجن/١٥.

(٤) آکام المرجان ٨٣، الباب الثالث والعشرون، في بیان دخول کفار......، عمدة القاري ١٥/١٨٤، ولقط المرجان للسیوطي ٧٦، ذکر عقابهم وثوابهم.

(٥) فتح الباری ٦/٣٤٦، وعمدة القاري ١٥/١٨٤، وآکام المرجان ٨١، الباب الثاني والعشرون، والأشراف في منازل الأشراف لابن أبي الدنیا، رقم (٣٥٦)، ولقط المرجان ٧٧.

حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالی مومن جنات اور سب مخلوقات کو حکم دیں گے کہ تم مٹی ہو جاؤ۔ تو وہ مٹی ہو جائیں گے۔ اسی موقع پر کافر بطور تمنا کہے گا:

﴿یا لیتني کنتُ ترابا﴾ (۱) کاش کہ میں بھی خاک ہو جاتا۔ (۲)

اس مذہب کی مزید تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے ان شاءاللہ۔

اس سلسلے میں دوسرا مذہب یہ ہے کہ ان کو طاعات وحسنات پر انعام ملے گا، سیئات اور نافرمانی پر سزا ملے گی۔

یہ امام ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور ان کے تلامذہ، صاحبین (ابو یوسف ومحمد) رحمہم اللہ تعالی کا مسلک ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ بلکہ یہ جمہور علمائے اسلام کا مذہب ہے۔ (۳)

جمہور کے مذہب کے دلائل بہت ہیں، قرآن کریم کی بہت سی آیات اور نبی علیہ السلام کی بہت ساری حدیثیں اس موقف پر مضبوط دلیل ہیں کہ جنات کو بھی جنت کی نعمتیں حاصل ہوں گی، جیسا کہ پیچھے گذرا کہ وہ آیات وعید کے تحت داخل ہیں اور مکلف ہیں، اس پر اجماع امت ہے، تو یہ عجیب سی بات ہوگی کہ وعید میں تو وہ انسانوں کے ساتھ شامل ہوں، مگر نعمت میں شامل نہ ہوں۔

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مختلف آیات (جو آگے آئیں گی) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”وهذه صفة تعم الجن والإنس عموما، لا تجوز ألبتة أن يخص منها أحد النوعين، ومن المحال الممتنع أن يكون الله تعالى يخبرنا بخبر عام، وهو لا

---

(۱) النبأ/ ٤٠.

(۲) تفسير الطبري ٢٧/ ٨٨، وكتاب العظمة لأبي الشيخ، رقم (١١٦٨)، وآكام المرجان ٨١، ولقط المرجان ٧٧.

(۳) عمدة القاري ١٥/ ١٨٤، وفتح الباري ٦/ ٣٤٦، ولقط المرجان في أحكام الجان للسيوطي ٧٧، وآكام المرجان ٨٤، الباب الرابع والعشرون.

يـريـد إلا بـعـض مـا أخبرنا به، ثم لا يبين ذلك هو ضد البيان الذي ضمنه الله تـعالى لنا، فكيف وقد نص على أنهم من جملة المؤمنين الذين يدخلون الجنة ولابد". (١)

مخلوقات کی چار قسمیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مخلوقات کی باعتبار عذاب وثواب چار قسمیں ہیں، ایک مخلوق جنت میں جائے گی اور ایک مخلوق دوزخ میں اور دو مخلوقات جنت اور جہنم دونوں میں جائیں گی۔

چناں چہ وہ مخلوق جو کامل طور پر جنتی ہے وہ ملائک ہیں، وہ مخلوق جو مکمل جہنمی ہے وہ شیاطین ہیں، نیز وہ دو مخلوقات جو جنت اور جہنم دونوں میں جائیں گی یہ جنات اور انسانوں کی مخلوق ہے۔ ان میں کے مسلمانوں کا انعام واکرام ہوگا اور کافروں پر عذاب۔ (۲)

انعام اور عذاب دونوں میں حصے دار

مشہور تابعی بزرگ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنات ابلیس کی اور انسان حضرت آدم علیہ وعلی نبینا الصلوات والتسلیمات کی اولاد ہیں، اِن میں بھی مومن ہیں اُن میں بھی اور یہ عذاب وانعام میں بھی حصے دار ہیں، چناں چہ جو اِس مخلوق سے یا اُس مخلوق سے مومن ہوگا وہ اللہ تعالی کا دوست ہے، نیز جو اِس مخلوق سے یا اُس مخلوق سے کافر ہوگا وہ شیطان ہے اور اللہ کا دشمن۔ (۳)

جنات کا آخرت میں ٹھکانہ کیا ہوگا؟

مومن جنات کے بارے میں جب یہ ثابت ہوگیا کہ وہ طاعات پر انعام واکرام کے مستحق ہوں گے تو

---

(١) الفصل في الملل والأهواء والنحل ٣/ ٣٠٨، الكلام في تعبد الملائكة......، وآكام المرجان ٨٥.

(٢) الأثر صحيح. كتاب العظمة لأبي الشيخ، رقم (١١٦٨)، وابن جرير في تفسيره ٢٧/ ٨٨، ولقط المرجان للسيوطي ٧٨.

(٣) لقط المرجان للسيوطي ٧٨.

اب اس میں اختلاف ہوگیا کہ ان کا انعام کیا ہوگا؟ آیا وہ جنت میں داخل ہوں گے یا نہیں؟

اس میں علمائے امت کے چار اقوال ہیں:۔

پہلا قول یہ ہے کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں کی لازوال ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

مبشر بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ضمرہ بن حبیب کی مجلس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے یا نہیں؟ تو حضرت ضمرہ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جائیں گے۔(۱) اس بات کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں ہے: ﴿لم یطمثهن إنس قبلهم ولا جان﴾ (۲) چناں چہ جنات کے لیے جنیات اور انسانوں کے لیے انسان عورتیں ہوں گی۔(۳)

یہ قول جمہور کا مختار ہے، ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے الملل میں اس کو ابن ابی لیلیٰ، امام ابو یوسف رحمہما اللہ اور جمہور کا قول بتلایا ہے اور لکھا ہے: "وبه نقول".(٤)

دوسرا قول یہ ہے کہ جنات جنت کے اندر تک نہیں جائیں گے، بلکہ اس کے اطراف میں ہوں گے۔ ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں انسان تو انہیں دیکھ سکیں گے، مگر وہ انسانوں کو نہیں دیکھ پائیں گے۔

یہ قول ائمہ ثلاثہ اور صاحبین سے منقول ہے، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق بھی یہی ہے۔(۵) جب کہ

---

(۱) مشہور صوفی بزرگ حضرت امام حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جنات جنت میں داخل تو ہوں گے، مگر وہ انسانوں کو دیکھ نہیں پائیں گے، ان میں یہ صلاحیت وہاں نہیں ہوگی، وہاں دنیا کے برعکس معاملہ ہوگا۔ عمدة القاري ۱۵/۱۸۴، وآکام المرجان ۸۴، ولقط المرجان ۷۹۔

(۲) الرحمٰن ۵۶/۷۴۔

(۳) آکام المرجان ۸۵-۸٦، ولقط المرجان ۷۸، وتفسير ابن جرير طبرى ۲۷/۸۸، وأبو الشيخ في العظمة، رقم (۱۱٦۸).

(٤) الفصل في الملل والأهواء والنحل ۳/۳۰۸، الكلام في تعبد الملائكة......، وآكام المرجان ۸۵-۸٦، ولقط المرجان ۷۹، وعمدة القاري ۱۵/۱۸٤، وفتح الباري ٦/۳٤٦.

(٥) آكام المرجان ۸۵، وعمدة القاري ۱۵/۱۸٤، وفتح الباري ٦/۳٤٦، ومجموع الفتاوى ۱۹/۳۸.

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو پہلے قول کے قائلین میں شمار کیا تھا۔(۱)

تیسرا قول یہ ہے کہ وہ جنت سے باہر اعراف میں ہوں گے۔

چوتھا قول توقف اور سکوت کا ہے۔ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔(۲)

ایک اہم تنبیہ

جن حضرات نے اعراف والا قول اختیار کیا ہے ان کا مستدل حافظ ابو سعید محمد بن عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے اپنی ''امالی'' میں، اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن مؤمني الجن لهم ثواب، وعليهم عقاب؛ فسألنا عن ثوابهم، فقال: على الأعراف، وليسوا في الجنة. فقالوا: وما الأعراف؟ قال: حائط الجنة، تجري منه الأنهار، وتنبت فيه الأشجار والثمار". (۳) (اللفظ للآكام)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن جنات کو ثواب ملے گا اور ان کو سزا بھی ہوگی۔ تو ہم صحابہ نے ان کے ثواب کے بارے میں پوچھا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا ثواب اعراف ہوگا، وہ جنت کے اندر نہیں ہوں گے۔ تو صحابہ نے کہا کہ اعراف کیا ہے؟ تو فرمایا: وہ جنت کا ایک باغ ہے، جس سے نہریں نکلتی ہیں اور اس میں درخت اُگتے اور پھل لگتے ہیں''۔

علامہ بدر الدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو

(۱) آكام المرجان ٨٤، وعمدة القاري ١٥/١٨٤، وفتح الباري ٦/٣٤٦.

(۲) حواله جات بالا، وروح المعاني للألوسي ٩/١٣/١٨٩، الأحقاف/٣١، والتوضيح لابن الملقن ١٩/٢٢٢.

(۳) آكام المرجان ٨٧، رقم (١٥٨)، وعمدة القاري ١٥/١٨٤، وكتاب البعث والنشور للبيهقي ٨٤-٨٥، رقم (١١٧).

''منکر جدا'' فرمایا ہے۔(۱) واللہ تعالی اعلم

لِقَوْلِهِ : «يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي - إِلَى قَوْلِهِ - عَمَّا يَعْمَلُونَ» /الأنعام: ١٣٠-١٣٢/ . «بَخْسًا» /الجن: ١٣/ : نَقْصًا .

اللہ تبارک وتعالی کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے: اے جنوں اور انسانوں کی جماعت! کیا تمہارے پاس تم ہی میں کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں آئے تھے؟ جو تم سے میرے احکام بیان کرتے تھے اور تم کو آج کے اس دن کی خبر دیا کرتے تھے؟ وہ سب عرض کریں گے کہ ہم اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں۔اور ان کو دنیوی زندگی نے بھول (دھوکے) میں ڈال رکھا ہے اور وہ لوگ اقرار کریں گے کہ ہم کافر تھے۔یہ اس لیے ہے کہ آپ کا رب کسی بستی والوں کو کفر کی وجہ سے ایسی حالت میں ہلاک نہیں کرتا کہ اس بستی کے رہنے والے بے خبر ہوں۔اور ایک کے لیے درجات ملیں گے ان کے اعمال کے سبب۔اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔(۲)

مکمل آیات کریمہ

اوپر تین آیات کا ترجمہ ذکر کیا گیا ہے، مکمل آیات اس طرح ہیں:

﴿يمعشر الجن والإنس ألم يأتكم رسل منكم يقصون عليكم آيتي وينذرونكم لقاء يومكم هذا قالوا شهدنا على أنفسنا وغرتهم الحيوة الدنيا وشهدوا على أنفسهم أنهم كانوا كافرين ذلك أن لم يكن ربك مهلك القرى بظلم وأهلها غافلون ولكل درجت مما عملوا وما ربك بغافل عما يعملون﴾.

(۱) آكام المرجان ۸۷.

(۲) بيان القرآن بتغيير يسير ۱/ ۵۹۰.

آیات کریمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال

ان آیات کریمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کی تایید فرمائی ہے اور دلیل پیش کی ہے کہ جنات مکلف ہیں، چناں چہ ان آیات میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنات کو بھی عقاب وسزا سے ڈرایا جارہا ہے، یہی مکلف ہونے کی نشانی ہے، اس لیے فرمایا گیا: ﴿ألم یأتکم رسل......﴾ اور اسی طرح آگے چل کر ارشاد فرمایا گیا: ﴿ولکل درجت مما عملوا﴾، اس سے معلوم ہوا جیسے انسانوں کو درجات دیے جائیں گے اور ثواب ملے گا، اسی طرح جنات کو وہ درجات دیے جائیں گے اور ان کو بھی ثواب ملے گا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اللام في "لقوله" للتعليل للترجمة لأجل الاستدلال؛ وجه الاستدلال أن قوله تعالى: ﴿وينذرونكم﴾ يدل على العقاب، وقوله: ﴿ولكل درجت مما عملوا﴾ يدل على الثواب".(۱)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بھی جمہور کے موافق ہے، وہ ترجمۃ الباب کا مقصد وسابق سے مناسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سابقہ باب سے یہ وہم پیدا ہورہا تھا کہ جنات سے صرف شر کا ہی صدور ہوسکتا ہے، کیوں کہ شیطان بھی تو نوعاً جن ہی ہے۔ تو اس وہم کا دفعیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کیا کہ یہ باب باندھا کہ وہ مکلف ہوتے ہیں، جیسے انسان مکلف ہوتے ہیں، ان کے مطیع ثواب کے مستحق اور گناہ گار عذاب کے مستحق ہوں گے۔

علاوہ ازیں شیطان لعنت اور پھٹکار کا سزاوار اس لیے ٹھہرا ہے کہ اس نے شرارت کی تھی اور حکم خداوندی کو ماننے سے انکار کیا تھا، نہ کہ جن ہونے کی وجہ سے، جن ہونا کوئی جرم نہیں، نہ ہی یہ شر کا استعارہ ہے، وہ بھی ایک نوع ہے، جیسے بشر ایک نوع ہے، جس طرح وہ مکلف، اسی طرح یہ بھی مکلف ہیں۔(۲)

---

(۱)عمدة القاري ۱۸۵/۱۵.

(۲)لامع الدراري ۳۷۹/۷، والكنز المتواري ۲۰۹/۱۳-۲۱۱.

آپ علیہ السلام رسول الثقلین ہیں

امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف مبعوث کیا تھا، آپ علیہ السلام ثقلین کے نبی اور رسول ہیں۔ صحیحین میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خصوصیات گنواتے ہوئے فرمایا:

أعطيت خمسا، لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي، ......، وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة، وبعثت إلى الناس عامة".(۱)

"مجھے پانچ ایسی خصائص سے نوازا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، (ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مجھ سے پہلے) کوئی نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، جب کہ مجھے تمام لوگوں (ناس) کی طرف بھیجا گیا ہے"۔

ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لغوی اعتبار سے جنات بھی ناس میں داخل ہیں۔ علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الناس: جماعة حيوان ذي فكر وروية، والجن لهم فكر وروية، والناس من ناس ينوس: إذا تحرك". (۲)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"أرسلت إلى الجن والإنس، وإلى كل أحمر وأسود".(۳)

---

(۱) رواه البخاري في كتاب التيمم، باب بلا ترجمة، رقم (۳۳۵) وفي مواضع أخرى من صحيحه، انظر كشف الباري، كتاب التيمم ۸۳، ومسلم، كتاب المساجد......، باب المساجد......، رقم (۵۲۱).

(۲) آكام المرجان ۵۹، الباب السابع عشر، ولسان العرب ۱۴/۳۲۵-۳۲۶، مادة نوس، ومثله في المفردات للراغب، باب النون، مادة نوس، ص: ۵۱۱.

(۳) رواه البيهقي في دلائل النبوة۵/۴۷۴، رقم (۲۲۱۷)، وأيضا انظر ۵/۴۷۳، رواية جابر وأبي ذر، رضي الله عنهما، وكذا انظر مجلس في ختم كتاب الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ ۴۶.

کیا آپ علیہ السلام سے قبل جنات میں نبی ہوئے ہیں؟

علامہ بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام رسول الثقلین ہیں، تاہم آپ علیہ السلام کی بعثت سے قبل کیا معاملہ تھا؟ آیا جنات کی طرف انہی میں سے کوئی جن نبی بھی ہوا ہے؟ تو اس میں علمائے امت کا اختلاف ہے:۔

چناں چہ ترجمۃ الباب کے تحت ذکر کردہ آیت ﴿یمعشر الجن والإنس ألم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیتي......﴾ سے استدلال کرتے ہوئے حضرت ضحاک اور حافظ ابن حزم ظاہری رحمہما اللہ نے یہ مؤقف اپنایا ہے کہ جیسے انسانوں میں انسان نبی مبعوث ہوئے ہیں، اسی طرح قوم جنات میں، انہی میں سے جن نبی ہوئے ہیں۔

حافظ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے سند موصول کے ساتھ نقل کیا ہے کہ:

سئل الضحاك عن الجن، هل كان فيهم من نبي قبل أن يبعث النبي صلى الله عليه وسلم؟ فقال: ألم تسمع إلى قول الله تعالى: ﴿يمعشر الجن والإنس﴾ يعني بذلك أن رسلا من الإنس ورسلا من الجن؟ قالوا: بلى". (۱)

اسی طرح حافظ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل انسانوں میں سے کوئی نبی جنات کی طرف نہیں بھیجا گیا، کیوں کہ جنات انسان کی قوم میں سے نہیں ہیں۔ جب کہ آپ علیہ السلام نے خود ارشاد فرمادیا ہے کہ سابقہ امتوں میں ہر نبی کو کسی نہ کسی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا۔ (۲)

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ یہ بات تو یقینی طور سے ہم جانتے ہیں کہ جنات کو بھی ڈرایا گیا ہے (کہ وہ بھی مکلف ہیں) تو ثابت ہوا کہ ان میں سے بھی نبی ہوئے ہیں۔ دلیل وہی ارشاد ربانی ہے:

---

(۱) تفسير الضحاك ۱/۳۵۲-۳۵۳، سورة الأنعام، رقم (۷۹٦)، وآكام المرجان ۵۷، الباب السادس عشر، ولقط المرجان ٤٢، فصل: هل كان من الجن نبي أو رسول؟، وتفسير الطبري ۵/۱۳۰.

(۲) الحديث مر تخريجه آنفا من الصحيحين (متفق عليه) عن جابر رضى الله عنه.

﴿يمعشر الجن والإنس ألم يأتكم......﴾(۱)

علامہ بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی تائید قرآن کریم کی آیت ﴿ومن الأرض مثلهن﴾ (۲) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے، جو اس آیت کی تفسیر میں ان سے مروی ہے کہ زمینیں بھی سات ہیں، ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے اور آدم کی طرح ایک آدم ہے...... رواہ الحاکم (۳)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تحسین فرمائی ہے۔ (۴)

حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں کہ ظاہر قرآن بھی حضرت ضحاک کا ہم نوا ہے کہ جنات سے بھی نبی ہوئے ہیں، مگر اکثر علماء اس کے خلاف ہیں۔ (۵)

مذہب جمہور

جمہور ـ سلفا وخلفا ـ اس کے برعکس یہ فرماتے ہیں کہ جنات میں کبھی کوئی رسول ہوا ہی نہیں، جتنے بھی رسول آئے، سب انسانوں سے آئے۔

اس مذہب کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن جریج، مجاہد، ابن الکلبی، ابوعبید اور علامہ واحدی رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے نقل کیا گیا ہے۔

اور جمہور علماء آیت کریمہ ﴿يمعشر الجن والإنس ألم يأتكم......﴾ کی تاویل یہ فرماتے ہیں کہ یہ

(۱) الفصل في الملل ......۳/۱٤۷، وآكام المرجان ٥٧، الباب السادس عشر، في بيان هل كان في الجن نبي قبل بعثة نبينا......، ولقط المرجان ٤٢، وعمدة القاري ١٥/١٨٤-١٨٥

(۲) الطلاق/١٢.

(۳) المستدرك للحاكم ٢/٤٩٣، وصححه ابن حجر المكي في الفتاوى الحديثية ٦٩

(٤) تلخيص المستدرك للذهبي بذيل المستدرك ٢/٤٩٣، وآكام المرجان ٥٨، اس حدیث سے متعلق ابحاث اوائل کتاب میں باب ماجاء في سبع أرضين میں آچکی ہیں۔

(٥) الفتاوى الحديثيه ٩٤، مطلب لم يبعث إلى الجن نبي قبل نبينا قطعا.

جنات میں سے کچھ لوگ تھے، جو اللہ تعالی کی طرف سے با قاعدہ رسول نہیں تھے، لیکن اللہ تعالی نے ان کو زمین پر پھیلایا، چناں چہ انہوں نے اللہ کے ان رسولوں کا کلام سنا، جو انسانوں میں مبعوث ہوئے تھے اور اسے سن کر وہ اپنی قوم جنات کی طرف لوٹ آئے اور ان کو ڈرایا، کلام الٰہی (مامورات اور منہیات) سنایا۔ واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔(۱)

﴿بخسا﴾: نقصا.

یہ بھی ترجمۃ الباب کا حصہ ہے، اس عبارت تفسیریہ سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مدعی حاصل کیا ہے، آیت کریمہ ﴿فمن یؤمن بربه فلا یخاف بخسا ولا رهقا﴾ (۲) میں لفظ بخس کی شرح فرمائی کہ یہ نقص اور کمی کے معنی میں ہے، ساتھ ہی جنات کا مکلف ہونا بھی ثابت کردیا، کیوں کہ جو اپنے رب پر ایمان رکھے گا اسے کسی گھاٹے کا خدشہ نہیں ہوگا اور جو کافر ہوگا وہ ڈرے گا کہ کسی نقصان کا شکار نہ ہوجائے، یہ ڈر اور خوف جنات کے مکلف ہونے کی دلیل ہے، چوں کہ آیت کا تعلق انہی کی ذات سے ہے۔(۳)

---

(۱) آكام المرجان ٥٧، ولقط المرجان ٤٢-٤٣، والتوضيح لابن الملقن ١٩/٢٢١.

قال ابن حجر المكي: "ومعنى ﴿رسل منكم﴾ أي: من مجموعكم، وهم الإنس، أو المراد بهم رسل الرسل". الفتاوى الحديثية ٩٨، مطلب: الأصح أن الجن ليس فيهم نبي ولا رسول.

وقال الزمخشري في الكشاف (٢/٦٦):

"واختلف في أن الجن هل بعث إليهم رسل منهم؛ فتعلق بعضهم بظاهر الآية، ولم يفرق بين مكلفين ومكلفين أن يبعث إليهم رسول من جنسهم؛ لأنهم به آنس، وله آلف. وقال آخرون: الرسل من الإنس خاصة، وإنما قيل ﴿رسل منكم﴾ لأنه لما جمع الثقلان في الخطاب صح ذلك، وإن كان من أحدهما، كقوله: ﴿يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان﴾، وقيل: أراد رسل الرسل من الجن إليهم، كقوله تعالى: ﴿ولوا إلى قومهم منذرين﴾، وعن الكلبي: كانت الرسل قبل أن يبعث محمد صلى الله عليه وسلم يبعثون إلى الإنس، ورسول الله ﷺ بعث إلى الإنس والجن".

(٢) الجن/١٣.

(٣) عمدة القاري ١٥/١٨٥، وفتح الباري ٦/٣٤٦.

قالَ مُجَاهِدٌ : «وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا» /الصافات: ۱۵۸/ : قالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ : الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللهِ ، وَأُمَّهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ . قالَ اللهُ : «وَلَقَد عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ» / الصافات : ۱۵۸/ سَتُحْضَرُ لِلْحِسَابِ . «جُنْدٌ مُحْضَرُونَ» /يس :۷۵/ :عِنْدَ الْحِسَابِ .

حضرت مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ(۱) آیت کریمہ ﴿وجعلوا بينه وبين الجنة......﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے۔ نعوذ باللہ۔ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی مائیں جنوں کی سرداروں کی لڑکیاں ہیں۔

آیت کریمہ کی شرح وتفسیر

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعلیق حسب سابق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے ذکر کی ہے کہ جنات مکلف ہیں۔

وہ بایں طور کہ کفار کا عقیدہ ملائکہ کے بارے میں یہ تھا کہ وہ۔ نعوذ باللہ۔ اللہ بزرگ وبرتر کی بیٹیاں ہیں، اولاد کے اثبات کے لیے پھر زوج کی ضرورت ہوگی تو ان کا عقیدہ یہ تھا کہ جنات کی سردارزادیوں سے خدا نے۔ نعوذ باللہ۔ شادی کر رکھی ہے، جس کے نتیجے میں فرشتے پیدا ہوئے، اس طرح انہوں نے رب کریم اور جنات کے درمیان رشتے داری ثابت کرنے کی کوشش کی اور یہ عقیدہ اپنایا کہ جنات رب کریم کے سسرالی ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک.

اللہ تعالی نے مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ان کے اس بیہودہ اور فاسد عقیدے کی شناعت اور قبح کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس کی اپنی مخلوق سے خسروانہ تعلقات اور رشتے داریاں ہوں؟! حالاں کہ جنہیں سسرالی قرار دیا جارہا ہے انہیں خود یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہے کہ قیامت کے دن انہیں بھی رب قادر کے سامنے حساب کتاب کے لیے حاضر کیا جائے گا، سسرال تو ایک نعمت ہے(۲)، بھلا کہیں ان سے

---

(۱) حضرت مجاہد بن جبر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری، کتاب العلم، باب الفهم في العلم ۳/ ۳۰۷ میں آچکے ہیں۔

(۲) قال الله تعالى: ﴿وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا﴾. [الشعراء/ ٥٤].

بھی پوچھ پاچھ ہوتی ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ان لوگوں نے اللہ اور جنات میں بھی رشتے داری قرار دی ہے، جس کا بطلان اور بھی زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ بی بی جس کام کی ہوتی ہے اس سے حق تعالی منزہ ہے اور جب زوجیت محال ہے تو صہریت جو اس کی فرع ہے، نیز محال ہے۔''(۱)

تعلیق مذکور کی شرح

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اس تعلیق میں بخاری شریف کے تمام نسخوں میں "وأمهاتهم" وارد ہے، البتہ ابوذر کے نسخے میں "وأمهاتهن" ضمیر جمع مونث کے ساتھ ہے، تاہم بہتر پہلا ہی ہے۔(۲)

سروات جمع ہے، اس کا مفرد سراۃ ہے، جو خود بھی جمع ہے اور اس کا مفرد سري ہے، جس کے معنی سردار کے ہیں، گویا سروات جمع الجمع ہے۔(۳)

جب کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سریۃ کی جمع قرار دیا ہے، یعنی شریف عورت۔(۴)

آیت کریمہ کی دیگر تفسیریں

آیت کریمہ کی حضرت مجاہد کی یہ تفسیر حضرت قتادۃ اور ابن السائب رحمہما اللہ کے قول کے مطابق ہے، جو یہ فرماتے ہیں کہ آیت میں ''الجنۃ'' سے مراد جنات ہیں، یہ یہود کی رائے تھی کہ اللہ تعالی نے نعوذ باللہ جنات میں شادی کی اور اس کے نتیجے میں فرشتے پیدا ہوئے۔

یہاں مزید دو قول اور ہیں:۔

۱۔ عوفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں ''الجنۃ''

---

(۱) بیان القرآن ۳/۲۶۰، سورۃ الصافات/۱۵۸۔

(۲) عمدة القاري ١٥/ ١٨٥، وفتح الباري ٦/ ٣٤٦، وإرشاد الساري ٥/ ٣٠٦.

(۳) عمدة القاري ١٥/ ١٨٥، والتوضيح ١٩/ ٢٢٤، وإرشاد الساري ٥/ ٣٠٦.

(٤) فتح الباري ٦/ ٣٤٦.

سے مراد ابلیس ہے، یہ قول زنادقہ ملاعنہ کی طرف منسوب ہے، جو اس بات کے قائل ہیں کہ خدا اور ابلیس دونوں بھائی ہیں، خیر کا صدور خدا سے اور شر کا صدور ابلیس سے ہوتا ہے۔ اس صورت میں نسب سے اخوت نسبی مراد ہے، یہ مجوس کے زعم کی طرح باطل ہے جو دو خداؤں کے قائل ہیں؛ یزداں اور اہرمن۔

۲۔ کفار قریش اس بات کے قائل تھے کہ فرشتے اللہ تعالی کی بیٹیاں ہیں۔ نعوذ باللہ۔ اور جنہ فرشتوں کی ایک نوع ہے، جس کو جنہ کہتے ہیں۔ اس صورت میں نسب سے باپ بیٹی کا رشتہ یعنی بنوت مراد ہوگا۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والمعنى جعلوا بما قالوه نسبة بين الله وبين الملائكة، وأثبتوا بذلك جنسية جامعة لله وللملائكة. تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا".(۱)

یہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، جسے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

ان تینوں اقوال کو سامنے رکھنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ الجنۃ کے معنی میں دو قول ہیں:۔

۱۔ ملائکہ اور ۲۔ جنات۔

پہلی صورت میں آیت کریمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ فرشتوں کو بھی اس بات کا علم ہے کہ یہ مشرکین جہنم کی آگ پر پیش کیے جائیں گے۔

یعنی الجنة سے مراد فرشتے ہیں اور ﴿إنهم لمحضرون﴾ میں ہم ضمیر مشرکین مکہ کی طرف راجع ہے، جنہوں نے یہ گھٹیا بات کہی ہے۔

فرشتوں کو الجنۃ سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ وہ بھی نگاہوں سے اوجھل رہتے ہیں، جیسا کہ جنات۔(۲)

دوسری صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ خود جنات کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ ان کو حساب و کتاب کا سامنا کرنا ہوگا، چناں چہ إنهم میں ضمیر کی مراد جنات ہیں اور نسبا سے صہریت، یعنی سسرالی رشتہ مراد ہے۔(۳)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۱۸۵.

(۲) حوالہ بالا، وإرشاد الساری ۵/ ۳۰۶.

(۳) زاد المسير ٦/ ٣٢٥، وروح المعاني ٨/ ١٢/ ١٤٥، الصافات/ ١٥٩، وبيان القرآن ٣/ ٢٦٠، وعمدة القاري ١٥/ ١٨٥-١٨٦، والتوضيح ١٩/ ٢٢٣-٢٢٤.

ستحضر للحساب

وہ جنات حساب کے لیے حاضر کیے جائیں گے۔

اس عبارت میں ﴿محضرون﴾ کی تفسیر وتوضیح کی گئی ہے کہ احضار سے "حساب کے لیے حاضر کیا جانا" مراد ہے۔

یہاں صیغہ تانیث کے ساتھ ستحضر ہے، جب کہ بعض نسخوں میں سیحضرون آیا ہے، مفہوم تقریبا ایک ہے۔(۱)

﴿جند محضرون﴾

یہ سورہ یس کی ایک آیت کریمہ کا حصہ ہے، اس سے پہلے یہ آیات ہیں: ﴿واتخذوا من دون الله آلهة لعلهم ينصرون لا يستطيعون نصرهم وهم لهم جند محضرون﴾. (۲)

ان آیات کا بظاہر جنات سے کوئی تعلق نہیں ہے، تاہم یہاں اسے ماقبل کی سورہ صافات کی آیت کریمہ ﴿إنهم لمحضرون﴾ کی تاکید کے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہاں بھی احضار سے احضار للحساب مراد ہے۔

البتہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سورہ یس کی اس آیت میں بھی آلهة سے جنات مراد ہو سکتے ہیں، کیوں کہ کفار نے انہیں بھی بطور خدا اپنا رکھا تھا۔ اس طرح سابقہ آیت کے ساتھ اس آیت کا تعلق بھی ثابت ہو جائے گا۔

"ويحتمل أن يقال: لفظ ﴿آلهة﴾ في الآية متناول للجن؛ لأنهم أيضا اتخذوهم معابيد. والله أعلم".(۳)

ابوذر نے حموی اور مستملی وغیرہ سے "جند محضر" صیغہ مفرد کے ساتھ نقل کیا ہے، جب کہ کشمیہنی

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٤٣، وتغليق التعليق وتعليقاته ٣/ ٥١٤.

(۲) يس/ ٧٤-٧٥.

(۳) شرح الكرماني ١٣/ ٢١٠، وعمدة القاري ١٥/ ١٨٦.

نے جمع کے ساتھ ﴿جند محضرون﴾ نقل کیا ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے، کیوں کہ یہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔(۱)

تعلیق مذکور کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعلیق کو ذکر فرما کر اپنی مدعیٰ ثابت کیا ہے کہ جنات مکلف ہیں، ان سے حساب لیا جائے گا، جس کا خود انہیں بھی علم ہے۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی اس تعلیق کو امام فریابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند موصول کے ساتھ کچھ اضافے کے ساتھ یوں روایت کیا ہے:

"قال كفار قريش: قالوا: الملائكة بنات الله. قال أبوبكر (الصديق رضي الله عنه): فمن أمهاتهم؟ قالوا: بنات سروات الجن".(۳)

اسی طرح سورہ یس والی آیت کی تفسیر بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، جو فریابی رحمہ اللہ نے "آدم، عن ورقاء، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد" کے طریق سے موصولاً نقل کی ہے۔(۴) واللہ اعلم بالصواب

تعلیق مذکور کی ترجمۃ الباب سے مناسبت

اس تعلیق کی ترجمہ سے مناسبت بالکل واضح ہے، جو علمت الجن أنهم سيحضرون للحساب میں ہے، جس سے جنات کا مکلف ہونا واضح ہے۔(۵)

---

(۱) عمدة القاري ۱۸٦/۱٥، وفتح الباري ۳٤٦/٦، وإرشاد الساري ۳۰٦/٥.

(۲) عمدة القاري ۱۸٦/۱٥.

(۳) عمدة القاري ۱۸٥/۱٥، وفتح الباري ۳٤٦/٦، وتغليق التعليق ٥۱٤/۳، تفسير مجاهد ٥۷۱، سورة الصافات، وتفسير ابن جرير ٦۹/۲۳/۱۰.

(٤) تغليق التعليق ٥۱٤/۳، وتفسير مجاهد ٥٦۱، سورة يس ۷٥.

(٥) عمدة القاري ۱۸٦/۱٥، وفتح الباري ۳٤٦/٦.

٣١٢٢ : حدّثنا قُتَيْبَةُ ، عَنْ مالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الأَنْصارِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ : أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ(١) الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ لَهُ : إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الغَنَمَ والبَادِيَةَ ، فَإِذَا كُنْتَ في غَنَمِكَ وَبَادِيَتِكَ ، فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ ، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ ، فَإِنَّهُ : (لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ المُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ) . قالَ أَبو سَعِيدٍ : سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . [ر : ٥٨٤]

تراجم رجال

۱)قتیبہ

یہ شیخ الاسلام قتیبہ بن سعید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الایمان، "باب إفشاء السلام"میں گذر چکے ہیں۔(۲)

۲)مالک

یہ امام دارالہجرۃ،حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۳)عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن

یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ علیہ(۳) ہیں۔

۴)أبیہ(عبداللہ بن عبدالرحمٰن)

یہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) قوله: "أن أبا سعيد الخدري رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء،......

(۲) کشف الباری ۲/۱۸۹۔

(۳) ابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید ہے، جو جاہلیت میں مارا گیا، اس کے چار بیٹے تھے، حارث، جابر، قیس اور ابوکلاب۔ یہ چاروں صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ ان میں کے تین مختلف غزوات میں شہید ہوئے، حضرت حارث رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں اور حضرت جابر وابوکلاب رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے، جب کہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ بدر میں ساقی اور احد میں مقاتل تھے۔التوضیح ۱۹/۲۲۴، وعمدۃ القاري ۱۵/۱۸۶۔

۵) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

یہ مشہور صحابی حضرت سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چاروں بزرگوں کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت گذر چکا ہے۔(۱)

حدیث کا ترجمہ

عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریاں اور دیہات بہت پسند ہیں، جب آپ اپنی بکریوں کے ساتھ یا اپنے دیہات میں ہوں اور نماز کے لیے اذان دیں تو اپنی آواز دوران اذان بلند کیا کریں، کیوں کہ موذن کی اذان کو جہاں تک بھی کوئی انسان، جن یا کوئی بھی چیز سنے گی تو قیامت والے دن وہ چیز اس کے لیے گواہی دے گی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنی ہے۔

یہ حدیث کتاب الاذان میں گذر چکی، لہذا ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت حدیث کے اس جملے میں ہے:"لا يسمع مدى صوت المؤذن جن ولا إنس، شهد له......" جس سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ جنات کو بھی قیامت کے دن محشر میں جمع کیا جائے گا، ان کا حساب کتاب ہوگا، جو مکلف ہونے کی علامت ہے۔(۳)

نیز اس حدیث سے جنات کا وجود بھی ثابت ہو رہا ہے۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۸۰/۲-۸۳۔

(۲) كتاب الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، رقم(٦٠٩).

(۳) فتح الباری ۳۴۶/۶، وارشاد الساری ۳۰۶/۵۔

(۴) عمدۃ القاری ۱۸۶/۱۵۔

١٣ - باب : قَوْلِ اللَّهِ جَلَّ وَعَزَّ : «وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ - إِلَى قَوْلِهِ - أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ» /الأحقاف: ٢٩-٣٢/.

ترجمۃ الباب کا مقصد

صحیح بخاری شریف کے کسی شارح نے یہاں غرضِ ترجمہ اور اس کے مقصد کو چھیڑا تک نہیں، صرف حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غرضِ ترجمہ بتلایا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ اور آیت کریمہ کے ذریعے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مستدل کی طرف اشارہ کیا ہے، جن کا مذہب جنات کے بارے میں یہ ہے کہ ان کو طاعات کا ثواب نہیں ملتا، صرف عذاب سے خلاصی ملتی ہے، اس پر گذشتہ باب میں بھی بات ہو چکی ہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مستدل ترجمۃ الباب میں مذکور آیت کریمہ ہے کہ اس میں صرف عذاب سے خلاصی کا ذکر ہے، طاعات کے بدلے جنت ملنے کا کوئی تذکرہ نہیں۔

ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ تفسیر احمدی میں لکھتے ہیں:

وقال إمامنا الأعظم أبو حنيفة: إنهم لم يثابوا كالإنس، وغاية نفع إيمانهم أنهم ينجون من العذاب؛ لأنه قال في آخر هذه الآية: ﴿يغفر لكم من ذنوبكم ويجركم من عذاب أليم﴾، هكذا ذكر في المدارك والكشاف والبيضاوي".(١)

---

(١) الكنز المتواري ١٣/٢١٤، والأبواب والتراجم للكاندهلوي ١/٢١١، والتفسيرات الأحمدية ٦٦٠، حم تنزيل الكتاب، والبيضاوي مع حاشية الشهاب الخفاجي ٨/٤٨٢، سورة الأحقاف، والكشاف ٤/٣٠٤، ومدارك التنزيل ٣/٢١٨-٢١٩.

وقال الإمام الكرماني رحمه الله: "وقد جرى بين الإمامين أبي حنيفة ومالك، رضي الله عنهما، في المسجد الحرام مناظرة في هذه المسئلة، فقال أبوحنيفة: ثوابهم السلامة عن العذاب؛ متمسكا بقوله =

مکمل آیات کریمہ اور ان کا ترجمہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جن آیات کو ترجمۃ الباب کا جزو حصہ بنایا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

﴿وإذ صرفنا إليك نفرا من الجن يستمعون القرآن فلما حضروه قالوا أنصتوا فلما قضي ولوا إلى قومهم منذرين قالوا يقومنا إنا سمعنا كتبا أنزل من بعد موسى مصدقا لما بين يديه يهدي إلى الحق وإلى طريق مستقيم يقومنا أجيبوا داعي الله وامنوا به يغفر لكم من ذنوبكم ويجركم من عذاب أليم ومن لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الأرض وليس مه من دونه أولياء أولئك في ضلل مبين﴾(١)

''اور جب کہ ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے، جو قرآن سننے لگے تھے، غرض جب وہ لوگ قرآن کے پاس آپہنچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ پھر جب قرآن پڑھا جا چکا وہ لوگ اپنی قوم کے پاس خبر پہنچانے کے واسطے واپس گئے، کہنے لگے کہ اے بھائیو! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں، جو موسی کے بعد نازل کی گئی، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق اور راہ راست کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ اے بھائیو! تم اللہ کی طرف بلانے والوں کا کہنا مانو اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور عذاب دردناک سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والوں کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں اللہ کو ہرا نہیں سکتا اور خدا کے سوا کوئی اس کا حامی بھی نہ ہوگا، ایسے لوگ صریح گمراہی میں ہیں''۔(٢)

(ترجمہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

= تعالى: ﴿يغفر لكم من ذنوبكم ويجركم من عذاب أليم﴾، وقال مالك: لهم الكرامة بالجنة، وحكم الثقلين واحد، قال تعالى: ﴿ولمن خاف مقام ربه جنتان﴾، وقال: ﴿لم يطمثهن إنس قبلهم ولا جان﴾".

شرح الكرماني: ١٣/ ٢١٠.

(١) الأحقاف/ ٢٩-٣٢

(٢) بيان القرآن جديد ٣/ ٤٠٤، سورة الأحقاف.

«مَصْرِفًا» /الكهف: ٥٣/ : مَعْدِلاً . «صَرَفْنَا» : أَيْ وَجَّهْنَا .

﴿مصرفا﴾: معدلا

یہ ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے، جس میں انہوں نے مصرِف ۔بکسر الراء۔ کی تفسیر معدل سے کی ہے، جس کے معنی راستے اور جائے فرار کے ہیں۔

ترجمۃ الباب میں مذکور آیت کے لفظ ﴿صرفنا﴾ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ذہن حسب عادت ایک اور آیت کریمہ کی طرف منتقل ہوگیا، جہاں ﴿مصرفا﴾ آیا ہے، یعنی ﴿ولم يجدوا عنها مصرفا﴾ کہ وہ مجرمین جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے کوئی جائے امان نہیں پائیں گے۔ چناں چہ اس آیت کی طرف اشارہ کر دیا۔(۱)

﴿مصرفا﴾ اسم مکان ہے یا اسم زمان۔ بعض حضرات مثلاً ابوالبقاء اور ان کے ہم نواؤں نے اس کو مصدر قرار دیا ہے۔ علامہ سمین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سہو فرمایا ہے۔ ہاں! اگر ﴿مصرفا﴾ بفتح الراء ہوتا تو ان کی یہ بات درست ہوتی، جیسا کہ زید بن علی رضی اللہ عنہ کی قراءت میں بفتح الراء ہے، تاہم بکسر الراء کی صورت میں مصدر قرار دینا کسی طور پر درست نہیں۔(۲)

﴿صرفنا﴾: أي وجهنا.

یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تفسیر ہے، جس میں انہوں نے ﴿صرفنا﴾ کے معنی وجهنا سے کیے

(۱) عمدة القاری ۱۵/ ۱۸۷، وفتح الباری ۶/ ۳۴۷، ومجاز القرآن ۱/ ۴۰۷، سورة الکهف۔

(٢) روح المعاني ٨/ ٢٨٣، سورة الكهف، قال السمين الحلبي رحمه الله: "والمصرف يجوز أن يكون اسم مكان أو زمان، وقال أبو البقاء: ﴿مصرفا﴾ أي: انصرافا، ويجوز أن يكون مكانا.

قلت: وهذا سهو؛ فإنه جعل المَفعِل بكسر العين مصدرا لمضارعه يفعِل بالكسر من الصحيح، وقد نصوا على أن اسم مصدر هذا النوع مفتوح العين، واسم زمانه ومكانه مكسورها، نحو: المضرَب والمضرِب، وقرأ زيد بن علي ﴿مصرَفا﴾ بفتح الراء، جعله مصدرا؛ لأنه مكسور العين في المضارع، فهو كالمضرب بمعنى الضرب، وليت أبا البقاء ذكر هذه القراءة، ووجهها بما ذكره قبل". الدر المصون ٤/ ٤٦٥.

ہیں کہ ہم نے (ان جنات کو) متوجہ کیا، راستہ دکھایا۔(۱)

باب کی مناسبت سے ایک حدیث اور اس کا ترجمہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کے تحت کوئی حدیث ذکر نہیں کی، تاہم اس باب کے مناسب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جس میں آپ علیہ السلام کے عکاظ جانے اور جنات کی آپ صلی اللہ علیہ کی تلاوت سننے کا ذکر ہے، پوری حدیث درج ذیل ہے:

"عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: انطلق النبي صلى الله عليه وسلم في طائفة من أصحابه، عامدين إلى سوق عكاظ، وقد حيل بين الشياطين وبين خبر السماء، وأرسلت عليهم الشهب، فرجعت الشياطين إلى قومهم، فقالوا: ما لكم؟ فقالوا: حيل بيننا وبين خبر السماء، إلا شيء حدث، فاضربوا مشارق الأرض ومغاربها، فانظروا ما هذا الذي حال بينكم وبين خبر السماء. فانصرف أولئك......". (۲)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے روانہ ہوئے، درآں حالیکہ شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان روک لگا دی گئی تھی اور شیاطین پر شہابیے برسائے جا رہے تھے، چناں چہ شیاطین جب اپنی قوم کے پاس (ناکام) لوٹے تو قوم نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان روک لگا دی

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٤٧، وقال العيني رحمه الله (١٥/ ١٨٧): "وقيل: وفقناهم بصرفنا إياهم عن بلادهم إليك".

(۲) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الجهر بقراءة صلاة الصبح، رقم (٧٧٣)، وكتاب التفسير، رقم (٤٩٢١)، وصحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الجهر بالقراءة في الصبح......، رقم (٤٤٩).

گئی ہے اور ہم پر شہابیے برسائے جارہے ہیں۔تو قوم نے کہا تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں، سوائے اس کے کہ کوئی نئی بات ظہور پذیر ہوئی ہے۔زمین کے مشارق اور مغارب (چاروں طرف) پھیل جاؤ اور دیکھو کہ تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل یہ کیا چیز ہے؟

چناں چہ وہ جنات، جو تہامہ کی طرف نکلے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر گئے، آپ اس وقت نخلہ (جگہ کا نام ہے) میں تھے، سوق عکاظ کا ارادہ کیے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن سنا تو غور سے اس کی تلاوت سننے لگے اور کہنے لگے، بخدا! یہی ہے وہ جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل بن گیا ہے۔اسی موقع پر جب وہ اپنی قوم جنات میں واپس پہنچے تو کہا، اے بھائیو! ہم نے عجیب (مضامین کا حامل) قرآن سنا ہے، جو رشد و ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے...... تو ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔سو اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی: ﴿قل أوحي إلي أنه استمع نفر من الجن﴾.(۱) چناں چہ ان آیات میں جنات کی بات چیت بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائی گئی ہے۔"

چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیات کو ترجمۃ الباب کا حصہ بنا کر اسی حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے، دوبارہ اس کے ذکر کی حاجت نہیں سمجھی۔(۲)

---

(۱) الجن/۱.

(۲) فتح الباري ۳۴۷/۶، والکنز المتواري ۲۱۴/۱۳۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، التوضیح لابن الملقن ۲۲۵/۱۹-۲۲۶.

١٤ - باب : قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى : «وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ» /البقرة: ١٦٤/.

ترجمۃ الباب کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ملائکہ، ابلیس اور جن وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد اب تخلیق حیوانات کو ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔

گویا ملائکہ اور جن وغیرہ سب کو اللہ سبحانہ وتعالی نے حیات وغیرہ حیوانات سے پہلے تخلیق فرمایا ہے۔

یا یہ کہ ان سب کی تخلیق نوع انسانی کی تخلیق سے مقدم ہے۔

حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"كأنه أشار إلى سبق خلق الملائكة والجن على الحيوان أو سبق جميع ذلك على خلق آدم".(١)

حیوانات کی تخلیق انسانی نوع کی تخلیق پر مقدم ہے، اس پر مسلم شریف کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جس میں آیا ہے "إن خلق الدواب كان يوم الأربعاء".(٢)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

فقیہ النفس حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمۃ الباب کا مقصد یہ بتلایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فلاسفہ پر رد اور ان کا دفعیہ کرنا چاہتے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے (العیاذ باللہ) صرف عقل

---

(١) فتح الباري ٦/٣٤٧، ولامع الدراري ٧/٣٨٣، ٣٨٤.

(٢) بظاہر یہاں حافظ علیہ الرحمۃ سے تسامح ہوگیا ہے کہ خلق الدواب کی نسبت یوم الاربعاء کی طرف کی، حالاں کہ درست یوم الخمیس ہے، مسند احمد وغیرہ میں بھی یہی ہے، دیکھیے ۲/۳۲۷، رقم (۸۳۲۳)، وصحیح مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ ......، باب ابتداء الخلق......، رقم (۲۷۸۹)۔

اول کو پیدا کیا، اس کائنات میں، اس عالم میں رنگ وبو میں جو کچھ اچھا یا برا ہو رہا ہے اس سب کا تعلق عقل عاشر سے ہے، جسے وہ عقل فعال سے موسوم کرتے ہیں۔(۱)

کیوں کہ عادت یہی ہے چھوٹی موٹی چیزوں کی نسبت بڑے اور عظیم لوگوں کی طرف نہیں کی جاتی اس لیے بقول فلاسفہ کیا اللہ تعالی مکھی وغیرہ بھی پیدا کرے؟ اتنی عظیم ذات ہو کر وہ اتنے چھوٹے اور حقیر کام کرے، نہیں، ایسا نہیں، بلکہ یہ سب عقل عاشر سے پیدا ہوئی ہیں۔

چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا رد کیا اور یہ ترجمہ قائم فرمایا کہ ہر چیز، خواہ چھوٹی ہو یا بڑی، ذرہ ہو یا پہاڑ، زمین ہو یا آسمان، سب اسی عظیم ذات والاصفات کی پیدا کردہ ہیں۔

لامع میں ہے:

"ولما كانت العادة جارية بأن العظيم لا ينسب إليه الحقير، وقد كانت الفلاسفة زعمت أنه تبارك وتعالى لم يخلق إلا العقل الأول، وجملة ما يتكون في عالم الكون والفساد فإنه إلى العقل العاشر، دفعه (الإمام البخاري رحمه الله) بأن كل ذرة من ذرات العالم، وكل دابة مم على الأرض صغيرة

---

(۱) قال صاحب غياث اللغات:

"إن العقل قوة في نفس الإنسان، يميز بها دقائق الأشياء، وهو المسمي بالنفس الناطقة، وعند الحكماء يجي، بمعنى الملك، والمعروف عندهم أنه تعالى وتقدس خلق ملكا واحدا، وهو الذي يقال له: العقل الأول، وهذا الملك خلق ملكا ثانيا والفلك الأول، وهذا الملك الثاني خلق ملكا ثالثا والفلك الثاني، وهلم جرا، إلى أن خلق الملك التاسع الملك العاشر والفلك التاسع، وهذا الملك العاشر يقال له عندهم: العقل الفعال، وهو الذي خلق جميع العالم والأشياء كلها، ويقال: إن العقل العاشر هذا هو جبريل عليه الصلاة والسلام، كما صرح بذلك في الميبذي [١٦٩، فصل في كيفية توسط العقول بين الباري تعالى وبين العالم الجسماني]، وقال صاحب البرهان: إن العقل العاشر هو المسمى بنور محمد، وكناية أيضا عن جبريل عليهما الصلاة والسلام".

انتهى معربا مختصرا من غياث اللغات. تعليقات لامع الدراري ٧/٣٨٥، والكنز المتواري ١٣/٢١٦-٢١٧.

كـانـت أو كبيـرة، حقيرة أو ذات خطر- فإنما خلقه الله تبارك وتعالى، ومنه الخلق والأمر، فتبارك الله أحسن الخالقين".(١)

قرآن کریم کی بہت سی آیات بھی صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز کا خالق اللہ تعالی ہے۔(۲)

لفظ دابہ اور امام بخاری کا حسن ترتیب

دابہ کے لغوی معنی ہیں رینگنا، گھسٹنا اور چلنا، یعنی "ما يدب على الأرض" اور عرف میں اس کا استعمال ذوات الاربع یعنی چار ٹانگوں والے جانور کے لیے ہوتا ہے، اسی لیے بعض حضرات نے اس لفظ کو گھوڑے کے ساتھ اور بعض نے گدھے کے ساتھ خاص کیا ہے، تاہم یہاں جو مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے وہ معنی لغوی ہے، یعنی ہر جان دار زمین پر چلنے، رینگنے اور اڑنے والا۔(۳)

چناں چہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حسن ترتیب دیکھیے کہ انہوں نے یہاں ترجمۃ الباب میں تین آیات ذکر کر کے حیوانات کی تمام انواع، جو کہ تین ہیں، کا استیعاب اور احاطہ کر دیا ہے، وہ انواع ثلاثہ یہ ہیں:

۱۔ زمین پر جو حشرات الارض کیڑے مکوڑے وغیرہ رہتے ہیں، ان کی طرف لفظ حیات کے ساتھ اشارہ فرمایا۔

۲۔ جو جانور زمین پر چلتے ہیں، ان کی طرف ﴿وما من دابة إلا هو آخذ بناصيتها﴾ سے اشارہ کیا۔

---

(١) لامع الدراري ٧/ ٣٨٣-٣٨٧، والكنز المتواري ١٣/ ٢١٥-٢١٩.

(٢) فقد قال عز اسمه: ﴿خالق كل شيء فاعبدوه﴾ [الأنعام: ١٠٢] وقال عز اسمه: ﴿إنا كل شيء خلقناه بقدر﴾ [القمر: ٤٩].

قال الكرماني: التقدير خلقنا كل شيء بقدر، فيستفاد منه أن يكون الله خالق كل شيء. فتح الباري ١٦/ ٦٤٦، كتاب التوحيد، باب (٥٦) ﴿والله خلقكم وما تعملون﴾. انظر للاستزادة: تعليقات اللامع: ٧/ ٣٨٥.

(٣) فتح الباري ٦/ ٣٤٧، وتعليقات اللامع ٧/ ٣٨٥.

۳۔جو ہوا کے دوش پر اڑتے ہیں، یعنی پرندے، ان کی طرف آیت کریمہ ﴿أو لم يروا إلى الطير فوقهم صافات ويقبضن﴾ کے ذریعے اشارہ فرمایا۔(۱)

اس طرح تمام انواع حیوانات ترجمہ کے تحت آ گئے۔ وللہ درہ۔

قالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ : الثُّعْبَانُ الحَيَّةُ ٱلذَّكَرُ مِنْهَا .

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ثعبان مذکر سانپ کو کہتے ہیں۔

اس تعلیق میں لفظ ثعبان کے ذریعے قرآن کریم کی آیت ﴿فإذا هي ثعبان مبين﴾ (۲) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کی گئی کہ مذکر سانپ کو ثعبان کہتے ہیں، ذکر کے ساتھ اس لیے مقید فرمایا ہے کہ حیۃ کا اطلاق مذکر اور مؤنث دونوں صنف کے سانپوں پر ہوتا ہے، اس میں جو تاء ہے وہ تائے وحدت ہے، تائے تانیث نہیں، جیسا کہ تمرۃ کی تاء وحدت کے لیے ہے۔(۳)

مذکورہ تعلیق کی تخریج

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا اثر کو امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں مثنی کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۴)

اسی طرح ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے طریق سے اس کو موصولاً ذکر کیا ہے۔(۵)

بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ثعبان بڑے سانپ (اژدہے) کو کہتے ہیں، خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔(۶)

---

(۱) تعليقات اللامع ٧/٣٨٤.

(۲) الأعراف/١٠٧.

(۳) عمدة القاري ١٥/ ١٨٧، وشرح القسطلاني ٥/٣٠٦، ومعجم النحو والصرف ١٤٤، رشيديه.

(٤) جامع البيان (تفسير الطبري) ٦/١٠، الأعراف.

(٥) فتح الباری ٦/٣٤٧، وتغليق التعليق ٣/٥١٤، والدر المنثور ٣/١٠٦.

(٦) فتح الباری ٦/٣٤٧.

تاہم آیت کریمہ میں مذکر ہی مراد ہے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر سے ظاہر ہے۔

يُقَالُ : الحَيَّاتُ أَجْنَاسٌ : الجَانُّ وَالأَفَاعِي وَالأَسَاوِدُ . «آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا» /هود: ٥٦/ : في مِلْكِهِ وَسُلْطَانِهِ . يُقَالُ : «صَافَّاتٍ» : بُسُطٌ أَجْنِحَتَهُنَّ «يَقْبِضْنَ» /الملك: ١٩/ : يَضْرِبْنَ بِأَجْنِحَتِهِنَّ .

ويقال: الحيات أجناس، الجنان، والأفاعي والأسود.

اور کہا گیا ہے کہ سانپوں کی کئی جنسیں اور اقسام ہیں، جیسے جنان ہیں، افاعی ہیں اور اسود، اس جملے میں سانپوں کے مختلف اجناس کی وضاحت کی گئی ہے، اصیلی کے نسخے میں الحیات أجناس کی بجائے الجان أجناس لکھا ہے، تاہم بقول قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ درست پہلا ہے۔(۱) یعنی الحیات أجناس، کیوں کہ جان خود جنس ہے تو اس کے اجناس ہونے کے کیا معنی؟

یہ جملہ درحقیقت مجاز القرآن کے مصنف حضرت ابو عبیدہ معمر المثنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے، جو انہوں نے سورۃ القصص کی تفسیر کے تحت ذکر کیا ہے۔(۲)

جان (۳)

جان نون مشدد کے ساتھ، یہ ایک قسم کا سانپ ہے، چھوٹا چمکتا ہوا سفید سانپ، جو پتلا اور ہلکا ہوتا ہے، ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے یہ عموماً گھروں میں پایا جاتا ہے۔(۴)

قرآن کریم اور عصائے موسیٰ

حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے مشہور معجزے عصا (لاٹھی) کو قرآن کریم نے مختلف تعبیرات دیے

(۱) حوالہ بالا، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۷.

(۲) فتح الباری ۶/۳۴۷، وکشف الباری، کتاب التفسیر ۵۰۱-۵۰۲۔

(۳) علامہ عینی نے جنان بکسر الجیم وتشدید النون ذکر کیا ہے، جو جان کی جمع ہے۔انظر العمدۃ ١٥ / ١٨٧ .

(٤) النهاية ١ / ٢٩٦، باب الجيم مع النون.

ہیں، کہیں اس کو ﴿کأنها جان﴾ (۱) فرمایا اور کہیں ﴿حية تسعى﴾ (۲) اور کہیں ﴿ثعبان مبين﴾ (۳) اب یہ سب ایک ہی چیز کے متنوع اوصاف ہیں۔

چناں چہ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ لاٹھی نے ابتداءً جان کی شکل اختیار کی، جو چھوٹا ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ وہ ثعبان (بڑے سانپ) میں بدل گیا، جب وہ بہت بڑا ہوگیا تو آپ علیہ السلام نے اس کو زمین پر ڈال دیا، سو وہ پھر جادوگروں کے سارے سانپوں کو نگل گیا۔

اس کا دوسرا جواب حافظ علیہ الرحمۃ نے یہ نقل فرمایا ہے کہ وہ دوڑنے میں حیہ کی طرح نقل وحرکت میں جان کی طرح اور اشیاء کو نگلنے میں ثعبان کی طرح تھا۔ (۴) واللہ اعلم بالصواب

والأفاعي

یہ أفعی کی جمع ہے، مادہ سانپ کو کہتے ہیں، اس کے نر کو أُفعُوان -بضم الہمزة والعین- کہتے ہیں، اس کی کنیت ابوحیان اور ابو یحییٰ ہے، کیوں کہ یہ ایک ہزار سال تک زندہ رہتا ہے۔

اس کی خاصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دی جائے تو فوراً درست ہوجاتی ہے اور یہ کبھی

---

(۱) القصص: ۳۱.

(۲) طه: ۲۰.

(۳) الأعراف: ۱۰۷.

(٤) فتح الباری ٦/٣٤٧، ٣٤٨۔

قال الإمام عبدالقادر الرازي رحمه الله: "فإن قيل: قد ذكر الله تعالى عصا موسى عليه السلام بلفظ الحية والثعبان والجان، وبين الثعبان والجان تناف؛ لأن الجان الحية الصغيرة ...... والثعبان الحية العظيمة......؟

قلنا: أراد أنها في صورة الثعبان العظيم وخفة الحية الصغيرة وحركتها، ويؤيدها قوله: ﴿فلما رآها تهتز كأنها جان﴾.

الثاني: أنها كانت في أول انقلابها تنقلب حية صغيرة صفراء دقيقة، ثم تتورم، ويتزايد جرمها، حتى تصير ثعبانا، فأريد بالجان أول حالها، وبالثعبان مآلها".

مسائل الرازي من غرائب آي التنزيل ٢١٩، ٢٢٠ سورة طه.

بھی آنکھ نہیں جھپکتا۔(۱)

الأساود

یہ اسود کی جمع ہے، سیاہ سانپ، ابوعبیدۃ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "هي حية فيها سواد". یہ خبیث ترین سانپ ہوتا ہے، اس کو سالخ بھی کہتے ہیں، کیوں کہ یہ ہر سال اپنی کھال (کینچلی) تبدیل کرتا ہے، جو سفید رنگ کی ہوتی ہے۔(۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ابوداؤد اور نسائی میں حدیث ہے، اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں فرمایا کرتے تھے: "أعوذ بالله من أسد وأسود".(۳)

اس سے اس کی خباثت اور شرارت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے نبی بھی اس کے شر سے پناہ طلب فرما رہے ہیں۔

سانپوں کی کچھ عجیب عادات

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سانپ کو اگر کچھ کھانے کو نہ ملے تو یہ شبنم کے قطروں پر گزارہ کرتے ہیں اور ایک عرصے تک صرف انہیں قطروں پر گزر بسر کرتا ہے۔

جوں جوں اس کی عمر بڑھتی جاتی ہے اس کا جسم چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔ سانپ پانی نہیں پیتا، تاہم شراب کا بڑا شوقین ہوتا ہے، شراب تک کسی طرح اس کی رسائی ہو جائے تو اتنا پیتا ہے کہ مدہوش ہو جائے، جو بعض اوقات اس کی موت پر منتج ہوتا ہے، عریاں آدمی سے بھاگتا ہے، آگ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے، مزید یہ ہے کہ دودھ سے بہت محبت رکھتا ہے اور اس کا بہت شوقین ہوتا ہے۔(۴)

---

(۱) فتح الباری ۶/۳۴۸، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۸، وإرشاد الساري ۵/۳۰۶۔

(۲) حوالہ جات بالا.

(۳) سنن أبي داود، كتاب الدعوات، باب ما يقول الرجل إذا نزل المنزل، رقم (۲۶۳۰)، وسنن النسائي الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، رقم (۵۶۳).

(٤) إرشاد الساري ٥/٣٠٦، ٣٠٧، نیز دیکھیے، كتاب الحيوان للدميري ١/٤٤، الأسود السالخ، والمستطرف في كل فن مستظرف ٢/٢١٨، (الأفعى)، دار الكتب العلمية، وعمدة القاري ١٥/١٨٨.

﴿آخذ بناصيتها﴾: في ملكه وسلطانه

اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کریم کی آیت ﴿ما من دابة إلا هو آخذ بناصيتها﴾ (۱) کی طرف اشارہ فرمایا ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی جان دار ایسا نہیں جس کی پیشانی اس کے قبضے میں نہ ہو، یعنی ہر جان دار اس کی قدرت اور سلطنت میں ہے، اس کے دائرہ اختیار سے کوئی باہر نہیں نکل سکتا۔

في ملكه وسلطانه ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کا تفسیری جملہ ہے۔(۲)

ناصیہ کو مخصوص بالذکر کرنے کی وجہ یہی ہے عرب اطاعت وانقیاد، تسلیم ورضا کے لیے یہ جملہ بالا کرتے ہیں: "ناصية فلان في يد فلان" کہ فلاں فلاں کا مطیع ہے، اس لیے وہ جنگی قیدی کے پیشانی کے بال کاٹ دیا کرتے تھے، جب وہ اس کو آزاد کرتے...... یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا تھا کہ یہ میرا غلام اور مطیع ہے۔(۳)

ويقال: ﴿صافات﴾: بسط أجنحتهن. ﴿ويقبضن﴾: يضربن أجنحتهن.

اس عبارت میں آیت کریمہ ﴿أو لم يروا إلى الطير فوقهم صافات ويقبضن﴾ (٤) کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور آیت کے کلمے صافات کی وضاحت فرمائی کہ اس کے معنی ہیں ان پرندوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہے، پھر یقبضن کے معنی بتلائے کہ وہ پرندے اڑتے ہوئے اپنے پروں کو مارتے ہیں۔

اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ کیا یہ لوگ پرندوں کو بنظر غور وتعمق نہیں دیکھتے کہ یہ پرندے ان کے سروں پر اڑتے پھرتے ہیں، کبھی وہ اپنے کو اڑتے ہوئے پھیلاتے ہیں اور کبھی سکیڑ کر اندر کی طرف کر لیتے ہیں، ہوا میں بغیر کسی سہارے کے رک جاتے ہیں، مگر قربان جائیے اللہ کی قدرت پر کہ وہ گرتے ہیں، نہ ڈگمگاتے ہیں۔ سبحان اللہ الخالق القادر علی کل شیء۔

---

(۱) هود/٥٦.

(۲) عمدة القاري ١٥/١٨٨، وفتح الباري ٦/٣٤٨، ومجاز القرآن ١/٢٩٠، سورة هود.

(۳) التفسير الكبير للرازي ٩/١٨/١٢، سورة هود.

(٤) الملك/١٩.

یہ دراصل امام تفسیر حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، جوانہوں نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے، اس تفسیری اثر کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی نجیح کے طریق سے موصولاً نقل کیا ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ آیات کی مناسبت

یہاں جیسا کہ ماقبل میں گذرا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین آیات ذکر فرما کر حیوانات کی جملہ تمام انواع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ تمام انواع معنی لغوی کے اعتبار سے دابہ میں داخل ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

۳۱۲۳ : حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا(۲): أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ : (اقْتُلُوا الحَيَّاتِ ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ ، فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ البَصَرَ ، وَيَسْتَسْقِطَانِ الحَبَلَ) .

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن محمد

یہ ابو جعفر عبداللہ بن محمد جعفی مسندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات مختصراً کتاب الایمان، "باب

(۱) فتح الباری ۶/۳۴۸، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۸،

(۲) قوله: "عن ابن عمر رضی الله عنه": الحديث، رواه البخاري أيضا ، في الباب الآتي، باب خير مال المسلم غنم......، رقم (۳۳۱۰ و۳۳۱۲)، وفي المغازي، باب شهود الملائكة بدراً، رقم (٤٠١٦)، ومسلم، رقم (٥٨٢٥-٥٨٣٤)، في السلام (كتاب الحيوان)، باب قتل الحيات وغيرها، وأبوداود، رقم (٥٢٥٢-٥٢٥٥)، في الأدب، باب قتل الحيات، والترمذي، رقم (١٤٨٣)، في كتاب الأحكام، باب ماجاء في قتل الحيات، وابن ماجه، في الطب، باب قتل ذي الطفتين، رقم (٣٥٨٠).

أمور الإيمان" کے تحت آچکے۔(۱)

۲)ہشام بن یوسف

یہ ابوعبدالرحمٰن ہشام بن یوسف ابناوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها......" کے تحت گزر چکے ہیں۔(۲)

۳)معمر

یہ ابوعروہ معمر بن راشد ازدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی الحدیث الخامس کے تحت آچکا ہے۔(۳)

۴)زہری

یہ محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثالث کے ضمن میں گزر چکے ہیں۔(۴)

۵)سالم

یہ فقیہ مدینہ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان،،"باب الحياء من الإيمان" کے تحت آچکے۔(۵)

۶)ابن عمر

صحابی رسول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس......" میں گزر چکے ہیں۔(۶)

---

(۱) کشف الباری ۱/۶۵۷۔

(۲) کشف الباری، کتاب الحیض ۲۰۲۔

(۳) کشف الباری ۱/۴۶۵، نیز دیکھیے، کشف الباری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم ۴/۳۲۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۵) کشف الباری ۲/۱۲۸۔

(۶) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

أنـه سـمـع الـنـبـي صـلـى الله عـلـيـه وسـلـم يخطب على المنبر، يقول: اقتلوا الحيات، واقتلوا ذا الطفيتين والأبتر.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ سانپوں کو مار ڈالو اور پشت پر دو دھاریوں والے اور چھوٹی دم والے سانپ کو بھی مار ڈالو۔

طفیتین کے معنی

یہ طفیہ کا تثنیہ ہے، طائے مہملہ کے ضمہ اور فاء کے سکون کے ساتھ ہے، اس سانپ کو کہتے ہیں جس کی پشت پر دو سفید دھاریاں ہوں۔(۱)

الابتر کے معنی

بتـــــــر کے معنی قطع کے ہوتے ہیں اور ابتر اس سانپ کو کہتے ہیں جس کی دم یا تو نہ ہو یا بہت ہی چھوٹی ہو۔(۲)

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نیلے رنگ کا ہوتا ہے (اس کے زہر کی یہ تاثیر ہے کہ) حاملہ جب اس کو دیکھتی ہے تو اس کا حمل فوراً گر جاتا ہے۔(۳)

علامہ داودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بالشت بھر یا اس سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے۔(۴)

فإنهما يطمسان البصر

کیوں کہ یہ دونوں سانپ آنکھوں کی بینائی کو ختم کر دیتے ہیں۔

---

(۱) فتح الباری ۳٤۸/٦، وعمدة القاری ۱۸۸/۱۵، وإرشاد الساري ۳۰۷/۵.

(۲) حوالہ جات بالا۔

(۳) فتح الباری ۳٤۸/٦، والمنهاج للنووي ٤٤۹/۱٤.

(٤) فتح الباري ۳٤۸/٦، وعمدة القاري ۱۸۸/۱۵، وإرشاد الساري ۳۰۷/۵.

طمس باب نصر سے ہے، طمسا اس کا مصدر ہے، طمس عينه أو بصره کے معنی ہیں اندھا کر دینا اور بینائی زائل کرنا۔ قرآن کریم میں کفار کے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿ولو نشاء لطمسنا على أعينهم﴾ (١)

اسی حدیث ابن عمر کے ابن ابی ملیکہ کے طریق میں "ويذهب البصر" آیا ہے (٢)، جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں "فإنه يلتمس البصر" (٣) آیا ہے۔ جس کے معنی تلاش کرنے کے ہیں، یعنی وہ نگاہ کو نقصان پہنچانے کے لیے تلاش کرتا ہے۔ جب کہ مسلم شریف کی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک طریق میں "يخطفان البصر" (٤) وارد ہوا ہے، جس کے معنی اچکنے کے ہیں۔ (٥)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جملے کے دو مطلب ہیں:۔

١۔ اللہ تعالی نے ان کی آنکھوں میں کوئی خاصیت ودیعت کر رکھی ہے کہ جب ان کی آنکھوں سے کوئی انسان نظر ملانے کی جرأت کرتا ہے تو یہ دونوں اس کی بینائی کو اچک لیتے ہیں اور زائل کر دیتے ہیں۔

٢۔ یہ جب کسی کو نشانہ بناتے ہیں، کاٹتے ہیں تو اس کی آنکھوں کو ہدف بناتے ہیں۔ تاہم صحیح مطلب پہلا ہے۔ (٦)

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پہلے مطلب کو اصح فرمایا ہے۔

علماء حیوانیات نے لکھا ہے کہ سانپوں کی ایک نوع، جو "ناظر" کہلاتی ہے، اس کی نگاہ اگر کسی انسان پر پڑ جائے تو وہ بے چارہ فوراً مر جاتا ہے۔ (٧)

---

(١) یس/٦٦.

(٢) اگلے باب میں یہ روایت آرہی ہے۔ حدیث رقم (٣٣١٠)۔

(٣) اگلے باب میں یہ روایت آرہی ہے۔ حدیث رقم (٣٣٠٨)۔

(٤) مسلم شريف، كتاب الحيوان (السلام)، باب قتل الحيات، رقم (٥٨٣٣).

(٥) لسان العرب، مادة: خطف.

(٦) حياة الحيوان ٢/١٣٢.

(٧) حياة الحيوان ٢/١٣٢، والأوجز ١٧/٣٧٥.

ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کشف المشکل میں فرماتے ہیں عراق کے بعض علاقوں میں سانپوں کی ایسی قسمیں بھی پائی جاتی ہیں جو اپنے دیکھنے والے کو صرف اپنی نگاہ سے مار ڈالتی ہیں، کچھ ایسی قسمیں ہیں کہ اگر ان کی گزرگاہ سے کوئی گزر جائے تو مر جاتا ہے کہ راستہ بھی زہریلا ہو جاتا ہے۔(۱)

ویستسقطان الحبل

اور یہ دونوں عورت کے حمل کو گرادیتے ہیں۔

یستسقطان باب استفعال سے صیغہ مضارع ہے، جو یہاں یسقطان کے معنی میں ہے اور حبل حمل کو کہتے ہیں۔(۲)

مطلب یہ ہے کہ جب حاملہ عورت کی نگاہ ان دونوں انواع میں سے کسی ایک پر پڑتی ہے تو خوف کی وجہ سے اس کا حمل گر جاتا ہے(۳)، یہ اس کے زہر کی خاصیت ہے۔(۴)

بہر حال سانپوں کی بہت سی انواع واقسام ہیں(۵)، جن میں کچھ زہریلے نہیں ہوتے، جب کہ کچھ

(۱) كشف المشكل لما في الصحيحين۲/۱۰۷، كشف المشكل من مسند أبي لبابة الأنصاري رضي الله عنه، رقم (۶۹۸/۵۸۲).

(۲) إرشاد الساري ۵/۳۰۷، وعمدة القاري ۱۵/ ۱۸۸، وفتح الباری۶/۳۴۸.

(۳) إرشاد الساري ۵/۳۰۷، والكوثر الجاري ۶/۲۱۷.

(٤) قال الإمام النووي رحمه الله: "معناه: أن المرأة الحامل إذا نظرت إليهما وخافت أسقطت الحمل غالبا، وقد ذكر مسلم في روايته (رقم:۵۷۸۷) عن الزهري أنه قال: يرى ذلك من سمهما ......". المنهاج ۱۴/۴۴۹- ۴۵۰.

(۵) ونقل السهيلي عن المسعودي: "أن الله تعالى لما أهبط الحية إلى الأرض أنزلها بسجستان، فهي أكثر أرض الله حيات، ولولا العربد (وهي حية عظيمة تأكل الحيات) يأكلها، ويفني كثيرا منها، لخلت من أهلها لكثرة الحيات". حياة الحيوان ۱/۳۸۷، الحية.

وقال الجاحظ: الحيات ثلاثة أنواع، نوع منها لا ينفع للسعته ترياق، ولا غيره، كالثعبان والأفعى، والحية الهندية، ونوع منها ينفعه للسعته الترياق، وما كان سواهما مما يقتل، فإنما يقتل بواسطة الفزع. أوجز ۱۷/۳۶۳.

انتہائی خطرناک اور خبیث ہوتے ہیں، جن میں سے دو کا یہاں حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور شراح نے بھی اپنے اپنے علاقوں اور علم کے مطابق بہت سی انواع کی نشان دہی فرمائی ہے۔ اس سے دوسری انواع واقسام کی نفی نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

دونوں انواع کی وجہ تخصیص

یہاں حدیث باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالطفیتین اور ابتر کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اور اس کو مار ڈالنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

علامہ داودی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جنات اور شیاطین ان دونوں کا روپ اختیار نہیں کرتے، یعنی وہ دو دھاری سانپ یا دم کٹے سانپ کی شکل میں ادھر ادھر نہیں گھومتے پھرتے، چناں چہ جب ان دونوں کو مارا جائے گا تو وہ حقیقی سانپ ہی ہوں گے، جنات نہیں ہوں گے، کیوں کہ جیسا کہ آگے روایت میں آرہا ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوات البیوت یعنی گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ جنات ان کی شکل اختیار کر سکتے ہیں، اس لیے ان دونوں کی تخصیص کی گئی کہ یہ جن نہیں ہو سکتے۔(۱)

قالَ عَبْدُ اللهِ(۲): فَبَيْنَا أَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً لِأَقْتُلَهَا ، فَنَادَانِي أَبُو لُبَابَةَ : لَا تَقْتُلْهَا ، فَقُلْتُ : إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِ الحيَّاتِ . قالَ : إِنَّهُ نَهى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ .
وَقالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ : فَرَآنِي أَبُو لُبَابَةَ ، أَوْ زَيْدُ بْنُ الخَطَّابِ . وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَإِسْحٰقُ الْكَلْبِيُّ وَالزُّبَيْدِيُّ . وَقالَ صَالِحٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَابْنُ مُجَمِّعٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ : رَآنِي أَبُو لُبَابَةَ وَزَيْدُ بْنُ الخَطَّابِ . [۳۱۳٤، ۳۱۳٥، ۳۷۹۲]

---

(۱) "وإنما أمر بقتلها، لأن الجن لا تتمثل بها ...... ونهى عن قتل ذوات البيوت؛ لأن الجن تتمثل بها".

عمدة القاري ١٥/ ١٨٨.

(۲) قوله: "فناداني أبولبابة": الحديث، أخرجه البخاري أيضا في الباب القادم، باب خير مال المسلم......، رقم (۳۳۱۱، ۳۳۱۳)، ومسلم، كتاب السلام، (الحيوان)، باب قتل الحيات وغيرها، رقم (۵۸۲۵-۵۸۳٤)، وأبوداود، رقم (۵۲۵۲-۵۲۵۵)، في الأدب، باب قتل الحيات، والترمذي، رقم =

قال عبد الله: فبينا أنا أطارد حية لأقتلها فناداني أبو لبابة: لا تقتلها.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دوران کہ میں ایک سانپ کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ اس کو مار ڈالوں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ اسے مت مارو۔

عبداللہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔(۱) اور یہاں سے وہ اس واقعہ کا ذکر فرما رہے ہیں جو ان کے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہما کے درمیان پیش آیا۔

أطارد باب مفاعلہ سے مضارع متکلم کا صیغہ ہے، جس کے معنی تعاقب کرنے اور کسی کا پیچھا کرنے کے ہیں۔(۲)

حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، جانثار ساتھی حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری مدنی رضی اللہ عنہ ہیں۔(۳)

امام زہری اور خلیفہ بن خیاط نے ان کا نام بشیر بتایا ہے۔(۴) جب کہ امام احمد، امام ابن معین، حافظ ابن ہشام، ابوزرعہ دمشقی، حافظ ابونعیم اصفہانی اور امام مسلم رحمہم اللہ نے ان کا نام رفاعہ بن عبدالمنذر فرمایا ہے۔(۵) اور بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ رفاعہ خود ان کا نام نہیں، بلکہ ان کے بھائی کا نام ہے، چناں چہ ان

= (١٤٨٣)، في كتاب الأحكام، باب ماجاء في قتل الحيات، وابن ماجه، في الطب، باب قتل ذي الطفيتين، رقم (٣٥٨٠).

(١)عمدة القاري ١٥/١٨٩، فتح الباري ٦/٣٤٨، وإرشاد الساري ٥/٣٠٧.

(٢)حواله جات بالا، ولسان العرب، مادة: طرد.

(٣)تهذيب الكمال ٣٤/٢٣٢، الترجمة(٧٥٩١)، باب اللام من الكنى، وتهذيب التهذيب ١٢/٢١٤.

(۴) حوالہ جات بالا۔ بعض حضرات نے یسیر-یاء اور سین کے ساتھ- بتلایا ہے۔ تہذیب ابن حجر ۱۲/۲۱۴، جب کہ امام زمخشری وغیرہ کے بقول ان کا نام مروان تھا۔ انظر الکشاف ۲/۲۰۷، سورۃ الانفال، الآیۃ ۲۷۔

(٥)حواله جات بالا والاستيعاب بهامش الإصابة ٤/١٦٨، وتعليقات تهذيب الكمال ٣٤/٢٣٢، سيرة ابن هشام ١/٤٥٦، ومعرفة الصحابة ٢/٢٨٠.

کے دو بھائی تھے ایک رفاعہ، دوسرے مبشر۔(۱)، تاہم اپنی کنیت ابولبابہ سے مشہور تھے۔(۲)

مشہور قول کے مطابق دادا کا نام زنبر بن زید بن مالک ہے(۳)۔مدینہ منورہ کا مشہور قبیلہ اوس سے ان کا تعلق تھا(۴)۔ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ ہیں۔(۵)

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے، تاہم صحیح بات یہ ہے کہ یہ حکماً تو بدری ہیں، مگر انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت نہیں کی تھی۔

دراصل ہوا یہ تھا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بدر کے لیے روانہ ہوئے تھے، مگر مقام روحاء سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت عامل مدینہ انہیں واپس بھیج دیا تھا، غزوہ سے فارغ ہونے کے بعد غنیمت بدر سے ان کو حصہ بھی ملا اور بدری صحابہ کا اجر بھی۔اس طرح حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ حکماً بدری ہوئے۔(۶)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شریک تھے، انہوں نے اپنی قوم کے نمائندہ اور نقیب کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی۔(۷)

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ احد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، فتح مکہ کے موقع پر بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔(۸)

---

(۱)تهذيب الكمال ٢٣٢/٣٤، وتهذيب ابن حجر ٢١٤/١٢، والإصابة ١٦٨/٤، القسم الأول/اللام.

(۲)قال العيني: غلبت عليه كنيته، ١٨٩/١٥.

(۳)تهذيب الكمال وتعليقاته ٢٣٢/٣٤.

(۴)تهذيب الكمال ٢٣٢/٣٤، والإصابة ١٦٨/٤.

(۵)تهذيب الكمال ٢٣٣/٣٤.

(۶)حواله بالا، وسيرة ابن هشام ٦١٢/٢، وتهذيب ابن حجر ٢١٤/١٢، والاستيعاب بهامش الإصابة ١٦٨/٤، والإصابة ١٦٨/٤.

(۷)تهذيب الكمال ٢٣٣/٣٤، وتهذيب ابن حجر ٢١٤/١٢، والإصابة ١٦٨/٤.

(۸)حواله جات بالا، والاستيعاب بهامش الاصابة ١٦٨/٤.

یہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں ان سے ان کے دونوں صاحب زادے حضرت سائب اور حضرت عبدالرحمٰن، نیز حضرت ابن عمر، سالم بن عبداللہ بن عمر، نافع مولی ابن عمر، عبداللہ بن کعب عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر اور عبید اللہ بن ابی یزید رضی اللہ عنہم وغیرہ روایت حدیث کرتے ہیں۔(۱)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ہوا۔(۲)

تاہم ایک قول کے مطابق پچاس ہجری کے بعد (خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ) انتقال ہوا۔(۳)

بخاری، مسلم، ابوداود اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔(۴) صحیح بخاری میں ان کی صرف یہی حدیثِ باب ہے۔(۵) رضی اللہ عنہ وعنہم

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے کل پندرہ (۱۵) احادیث مروی ہیں، جن میں کی ایک حدیث متفق علیہ ہے۔(٦)

فقلت: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد أمر بقتل الحيات.

---

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے تہذیب الکمال ۳۴/۲۳۳۔

(۲) حوالہ بالا، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹، تاہم حافظ کی تہذیب ۱۲/۲۱۴ اور اصابہ ۴/۱۶۸ میں تو یہی ہے جو دوسرے حضرات فرما رہے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، مگر فتح الباری ٦/۳۴۸ میں ہے: "مات في أول خلافة عثمان على الصحيح" جو تقریباً ۲۴ یا ۲۵ ہجری کا زمانہ بنتا ہے۔ بظاہر یہ تسامح ہے، بعد کے کسی ناسخ سے سہو ہوگیا ہے، کیوں کہ فتح الباری کے حاشیہ میں ہے: "في نسخة: في آخر" یہی نسخہ درست ہے، خصوصاً جب ان کی دیگر تالیفات میں اس کے برخلاف ہے۔ واللہ اعلم

(۳) تهذيب الكمال ٣٤/٢٣٣، وتهذيب ابن حجر ١٢/ ٢١٤، والإصابة ٤/ ١٦٨.

(٤) تهذيب الكمال ٣٤/٢٣٣، وخلاصة الخزرجي، حرف اللام من الكنى ٤٥٨.

(٥) فتح البارى ٦/٣٤٨، وعمدة القارى ١٥/ ١٨٩.

(٦) خلاصة الخزرجي، حرف اللام من الكنى ٤٥٨.

تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دے رکھا ہے۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، جب حضرت ابولبابہ نے مذکورہ سانپ مارنے سے انہیں روکا تو انہوں نے حضرت ابولبابہ سے کہا کہ چوں کہ آپ علیہ السلام کا حکم ہے اسی لیے اس کو مار رہا ہوں۔

قال: إنه نهى بعد ذلك عن ذوات البيوت

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر والے سانپوں کو مارنے سے منع فرما دیا تھا۔

قتل حیات سے متعلق مختلف روایات

حدیث باب میں آیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک سانپ کا پیچھا کر رہے تھے کہ اس کو مار ڈالیں، تاہم حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پر رک گئے، اگلے باب میں یہی حدیث ابن ابی ملیکہ کے طریق سے آرہی ہے اس میں ہے:

"أن ابن عمر كان يقتل الحيات، ثم نهى، قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم هدم حائطا له، فوجد فيه سلخ حية، فقال: "انظروا أين هو"؟ فنظروا، فقال: "اقتلوه" فكنت أقتلها لذلك".(١)

"ابن عمر رضی اللہ عنہما سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے کہ (اچانک) پھر منع کر دیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک دیوار کو توڑ رہے تھے کہ اس کے اندر سے لوگوں کو سانپ کی کینچلی ملی (جو اس بات کی دلیل تھی کہ یہاں سانپ کا بسیرا رہا ہے) آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے تلاش کرو۔ جب تلاش کیا تو وہ مل گیا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مار ڈالو۔ چناں چہ اسی لیے میں انہیں مار ڈالا کرتا تھا۔

اس روایت سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ فعل کی وجہ معلوم ہوگئی کہ آپ رضی اللہ عنہما سانپوں کو کیوں مارا کرتے تھے، پھر خود ہی اس سے منع بھی فرما دیا، غالباً یہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

(١) صحيح البخاري، باب خير مال المسلم غنم...... رقم (٣٣١٠).

وفات کے بعد ہوا ہوگا، ممانعت کی وجہ بھی اسی روایت میں مذکور ہے:۔

"فلقيت أبا لبابة، فأخبرني أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تقتلوا الجنان إلا كل أبتر ذي طفيتين؛ فإنه يسقط الولد......". (۱)

سومیری ملاقات حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے مجھے بتلایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سانپوں کو نہیں مارو۔

جنان سے مراد جنان البیوت ہے، جیسا کہ حضرت نافع کے طریق میں ہے۔(۲)

جنان البیوت کو مارنے کی ممانعت کیوں؟

جیسا کہ آپ نے اوپر ملاحظہ کیا اولا سانپوں کو مارنے کی مطلقا اجازت تھی، پھر اس حکم کی تخصیص کر دی گئی کہ جنان کو قتل نہ کرو۔ اس ممانعت کی وجہ کیا تھی؟ تو اس پر تفصیلی روشنی اس روایت سے پڑتی ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی ہیں، چناں چہ اپنی صحیح میں انہوں نے سند موصول کے ساتھ حضرت ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ مشہور صحابی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے گھر حاضر ہوئے، فرماتے ہیں کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز میں مشغول تھے، چناں چہ میں ان کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا، اچانک گھر کے ایک کونے میں جہاں کھجوریں رکھی تھیں، میں نے حرکت محسوس کی، جب اس طرف پلٹا تو دیکھا کہ سانپ تھا، تو اسے مارنے کے لیے میں نے چھلانگ لگائی، تو حضرت نے مجھے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ تو میں بیٹھ گیا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ کیا یہ کمرہ دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کمرے میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا، جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، ہم غزوہ خندق کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو یہ نوجوان دن کے درمیانی حصے میں غزوہ سے اجازت لے کر اپنے گھر واپس آجاتا، حسب معمول ایک دن جب اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر جانے کی اجازت مانگی تو آپ علیہ

(۱) حوالہ بالا، رقم (۳۳۱۱)۔

(۲) حوالہ بالا، رقم (۳۳۱۲)۔

السلام نے فرمایا کہ اپنا اسلحہ لے کر جاؤ، مجھے اندیشہ ہے کہ بنو قریظہ تمہیں نقصان نہ پہنچائے، حسب ارشاد نبوی اس نوجوان نے اپنے ہتھیار لیے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا تو دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی ہے، یہ غیرت میں آکر اپنی بیوی کو نیزے سے مارنے کے لیے آگے بڑھا تو خاتون نے کہا ذرا نیزہ روکیے اور گھر کے اندر آئیے، تاکہ آپ کو ہمارے باہر نکلنے کی وجہ اور سبب معلوم ہو (جلد بازی مت کیجیے) سو وہ نوجوان جب اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا سانپ ہے، جو بستر پر لپٹا پڑا ہے تو یہ نوجوان اس سانپ کی طرف بڑھا اس کو اپنے نیزہ میں پرو یا اور باہر جا کر گھر (کے صحن) میں اس نیزہ کو گاڑ دیا، اچانک سانپ نے وہیں سے پلٹا کھایا اور اس پر جا گرا، اب یہ نہیں پتہ کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا سانپ یا نوجوان؟ (یعنی دونوں فوراً مر گئے) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، پورا واقعہ گوش گذار کیا اور ہم نے یہ بھی عرض کی کہ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اس نوجوان کو زندہ کر دے، تو آپ علیہ السلام نے فرمایا "استغفروا لصاحبکم" کہ اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو، (کہ یہ مر چکا ہے، اب زندہ نہیں ہوسکتا) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إن بالمدينة جنا قد أسلموا، فإذا رأيتم منهم شيئا فأذنوه ثلاثة أيام، فإن بدا لكم بعد ذلك فاقتلوه؛ فإنما هو شيطان".(١)

"مدینہ طیبہ میں جنات بھی ہیں جو مسلمان ہو چکے ہیں، اگر آپ لوگ ان سے کوئی نامانوس چیز دیکھیں تو اس جن کو تین دن تک تنبیہ کریں، پھر اگر مناسب لگے (کہ وہ باز نہ آئے) تو اس کو مار ڈالیں، کیوں کہ وہ تو شیطان ہے (جن مسلم نہیں)"۔

اس حدیث شریف سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ گھروں میں رہنے والے سانپوں کے بارے میں احتیاط کرنی چاہیے، ہوسکتا ہے کہ سانپ کے بجائے کوئی جن ہو، اس طرح جنات کی دشمنی کا شکار ہو جائے، جیسا کہ اوپر

---

(١) الحديث، أخرجه مسلم، كتاب الحيوان، باب قتل الحيات وغيرها، وأبو داود، كتاب الأدب، باب في قتل الحيات، رقم (٥٢٥٦- ٥٢٥٩)، والترمذي، أبواب الصيد، باب ما جاء في قتل الحيات، رقم (١٤٨٤)، وشرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم......، رقم (٢٩٣٨-٢٩٤٠).

مذکور واقعہ میں وہ نوجوان انصاری صحابی ان کی دشمنی کا شکار بنے۔

چناں چہ گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کے بارے میں اس حدیث شریف سے یہ راہ نمائی ملتی ہے کہ جب تک ان کو ڈرایا نہ جائے، تنبیہ نہ کی جائے ان کو مارا نہ جائے، تنبیہ کے بعد بھی اگر وہ گھر میں چلتا پھرتا نظر آئے تو وہ ناقض عہد ہے، اس کو مارنا بالکل درست ہے، کیوں کہ اس نے اس عہد کی خلاف ورزی کی ہے جو جنات نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی تھی کہ وہ ان کی امت کے گھروں میں نہیں رہیں گے اور اپنے آپ کو ظاہر نہیں کریں گے، اب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو کر اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا ہے تو اس کو جو حرمت حاصل تھی وہ ختم ہو گئی، وہ عام سانپوں کے درجے میں آ گیا اور عام سانپوں کو مارنا بالکل درست اور جائز ہے،

علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لا بأس بقتل الكل؛ لأنه صلى الله عليه وسلم عاهد الجن أن لا يدخلوا بيوت أمته، ولا يظهروا أنفسهم، فإذا خالفوا فقد نقضوا عهدهم، فلا حرمة لهم، وقد حصل في عهده صلى الله عليه وسلم وفيمن بعده الضرر بقتل بعض الجنات من الجن، فالحق أن الحل ثابت، ومع ذلك فالأولى الإمساك عما فيه علامة الجن، لا للحرمة، بل لدفع الضرر المتوهم من جهتهم......“.(۱)

گھریلو سانپوں کو کیسے ڈرایا جائے؟

اوپر آیا کہ اگر گھر میں کوئی سانپ نظر آئے تو اسے تنبیہ کی جائے، اب تنبیہ اور انذار کس طرح ہو اس میں مختلف اقوال ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابن حبیب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ جو شخص سانپ دیکھے وہ یہ کلمات کہے:

---

(۱) أوجز المسالك ۱۷/ ۳٦٥، نیز دیکھیے، شرح مشکل الآثار ۷/ ۳۸۱، باب بیان مشکل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحيات من إطلاق قتلها...... رقم (٤٦٠).

"أنشد كن بالعهد الذي أخذ عليكم سليمان بن داود أن لا تؤذونا".(۱)

اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إذا ظهرت الحية في المسكن، فقولوا لها: إنا نسألك بعهد نوح وبعهد سليمان بن داود أن لا تؤذينا، فإن عادت فاقتلوها".(۲)

اسی سے ملتے جلتے الفاظ ابوداود شریف میں ہیں۔(۳)

جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس قدر کہہ دینا کافی ہے:

"أحرج عليك الله واليوم الآخر أن لا تبدو لنا ولا تؤذينا".(٤)

قاضی عیاض اور علامہ نووی رحمہما اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلمات حدیث مبارکہ کے الفاظ "إن لهذه البيوت عوامر، فإذا رأيتم شيئا منها فحرّجوا عليها ثلاثا"(۵) سے لیے ہیں، جس کا مطلب ومعنی یہ ہیں کہ (اے سانپ!) اگر تم ہمارے درمیان رہے، یا ہمارے سامنے ظاہر ہوئے یا ہماری طرف واپس آئے تو تم تنگی مشکل میں پڑ جاؤ گے۔(٦)

انذار کتنے دن کرے؟

ابھی اوپر روایت میں ثلاثا کے الفاظ آئے ہیں، اب ثلاثا کی مراد کیا ہے؟ اس میں محدثین کا اختلاف ہوگیا، بعض حضرات کہتے ہیں کہ تین مرتبہ ڈرایا جائے، تنبیہ کی جائے، جب کہ جمہور علمائے امت، جیسا کہ علامہ

---

(۱) شرح النووي على صحيح مسلم ١٤ / ٤٤٩، وإكمال المعلم ٧/١٥٥، والديباج للسيوطي ٥/٢٥٤، ونيل الأوطار ٨/٢٩٧.

(۲) سنن الترمذي، كتاب الصيد، باب ماجاء في قتل الحيات، رقم (١٤٨٥).

(۳) أبو داود، كتاب الأدب، باب في قتل الحيات، رقم (٥٢٦٠)، وشرح الزرقاني على الموطأ ٤/٣٨٨.

(٤) شرح النووي على مسلم، ١٤ / ٤٤٩، والأوجز ١٧/٣٦٩.

(٥) حواله جات بالا وشرح الزرقاني ٤/٣٨٨، وإكمال المعلم ٧/١٥٦.

(٦) عمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹، وفتح الباری ۶/۳۴۹.

دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کے نزدیک مدتِ انذار تین دن ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعض طرق میں اس کی صراحت ہے "فـآذنـوه ثـلاثـة أيـام" (۱) اس میں ایذان سے مراد انذار ہی ہے(۲)۔ مطلب یہ ہے کہ تین دن ڈرایا جائے، اس دوران اگر کئی بار بھی دن میں سامنے آجائے تو اس کے در پے نہ ہوا جائے۔

عیسی بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ينذروا ثلاثة أيام، ولا ينظر إلى ظهورها، وإن ظهرت في اليوم مرارا".(۳)

انذار کے باوجود بھی اگر باز نہ آئے......

اگر تین دن کی تنبیہ اور انذار کے باوجود بھی اگر وہ سانپ گھر میں چلتا پھرتا دکھائی دے اور باز نہ آئے تو اسے مار ڈالنے میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ وہ عوامر البیوت میں سے نہیں اور نہ ہی جن مسلم ہے، بلکہ وہ شیطان ہے، جس کو مارنا بالکل مباح ہے، اسی کو فـإنـمـا هـو شيطان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معناه: إذا لم يذهب بالإنذار علمتم أنه ليس من عوامر البيوت، ولا ممن أسلم من الجن؛ بل هو شيطان؛ فإنه لا حرمة له فاقتلوه ولن يجعل الله له سبيلا للانتصار عليكم بثأره، بخلاف العوامر ومن أسلم......".(٤)

کیا حکمِ انذار مدینہ منورہ کے ساتھ خاص ہے؟

امام مازری رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانپوں کو بغیر انذار و تنبیہ کے نہیں مارا جائے گا، جہاں تک دوسرے علاقوں کے سانپوں کا تعلق ہے خواہ وہ گھروں میں ہوں یا زمین کے کسی حصے میں،

---

(۱) یہ حدیث ابھی گزری ہے۔

(۲) أوجز المسالك ۱۷/ ۳۷۲.

(۳) حواله بالا، وفتح الباري ٦/ ۳٤۹، والمنتقى ۷/ ۳۰۲، وإكمال المعلم، ۷/ ۱٦۱.

(٤) الأوجز ۱۷/ ۳۸۳، كتاب الاستئذان.

ان کو بغیر انذار کے مارنا مندوب ہے، ان احادیث صحیحہ کے پیش نظر، جن میں ان کے مارنے کا حکم آیا ہے، جیسا کہ اسی باب کی حدیث میں آیا ہے "اقتلوا الحیات......" اور مسلم شریف کی ایک روایت ہے: "خمس فواسق یقتلن فـي الـحـل والـحـرم" (۱)، اس میں حیہ کا بھی ذکر ہے اور انذار کہیں بھی مذکور نہیں، نیز وہ حدیث جس میں مقام منی (۲) میں سامنے آجانے والے سانپ کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مارنے کا حکم دیا تھا، اس میں انذار کا ذکر ہے نہ اس کا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو تنبیہ کی تھی، انہیں احادیث کی بنیاد پر بہت سے علماء نے سانپوں کے مارنے کو مطلقاً مستحب قرار دیا ہے۔ (۳)

علاوہ ازیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو شہروں کے ساتھ خاص کیا ہے کہ مدینہ منورہ و دیگر جو شہر ہیں ان میں انذار اور تنبیہ مناسب ہے، صحراؤں اور کھلے میدانوں میں اس کی ضرورت نہیں۔ (۴)

نماز میں سانپ مارنے کا حکم

ادائیگی نماز کے دوران کوئی سانپ یا بچھو سامنے آجائے تو اس کے مارنے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں، ہاں اگر کوئی اندیشہ یا خطرہ ہو تو اس سانپ سے بچے جو سیدھا چلتا ہے، چاندی کی طرح چمک دار اور سفید ہوتا ہے، کیوں کہ یہ جنات سے ہے، اس کو بغیر مارے چھوڑ دینا اولی ہے۔ (۵) واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) دیکھیے، مسلم، کتاب الحج، باب ما یندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدواب......، رقم (۲۸۶۲) حدیث عائشہ۔

(۲) صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب......، رقم (۳۳۱۷)، وکتاب الحج، باب ما یقتل المحرم من الدواب، رقم (۱۸۳۰).

(۳) شرح النووي على مسلم ۱۴/۴۴۹، والأوجز ۱۷/۳۶۴.

(۴) شرح النووي على مسلم ۱۴/۴۴۹، والأوجز ۱۷/۳۶۵، وشرح الزرقاني ۴/۳۸۶، وإكمال المعلم، ۷/۱۵۵، وفتح الباری ۶/۳۴۹، وعمدة القاری ۱۵، ۱۸۹، والتوضيح ۱۹/ ۲۳۲.

(۵) الدر المختار ۲/۵۰۸-۵۰۹، كتاب الصلاة، باب ما يفسد في الصلاة وما يكره فيها، مطلب: الكلام على اتخاذ المسبحة، وتبيين الحقائق ۱/۱۶۶، كتاب الصلاة، باب ما يفسد في الصلاة وما يكره، ومراقي الفلاح ۳۰۰، وإكمال المعلم ۷/۱۵۸، والأوجز ۱۷/ ۳۶۷، ۳۶۸.

وهي العوامر

وہ (ذوات البیوت) گھروں میں رہنے والے ہیں۔

اس جملہ میں ذوات البیوت کی تفسیر کی گئی ہے، یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے، جو مدرج فی الخبر ہے، چناں چہ معمر کے طریق میں اس کی تصریح ہے۔(۱)

عوامر جمع ہے عامرۃ کی، یہ عُمر –بفتح العين– سے مشتق ہے، طول بقاء اور درازی عمر کو کہتے ہیں، اہل لغت علامہ جوہری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ: عمار البیوت سکانها من الجن کہ اس سے مراد گھروں میں رہائش رکھنے والے جنات ہیں، انہیں عوامر اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ گھروں میں طویل عرصے تک رہائش رکھتے ہیں۔

جب کہ کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ انہیں عوامر ان کی درازی عمر کی وجہ سے کہتے ہیں، جنات بہت طویل العمر ہوتے ہیں اور صدیوں تک زندہ رہتے ہیں۔(۲)

تاہم حدیث کی مناسبت سے یہاں پہلے معنی زیادہ درست ہیں، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد ان کی عمر کی درازی بتانا نہیں، بلکہ یہ بتانا ہے کہ سانپ کی شکل میں بعض اوقات جنات بھی انسانی گھر میں رہتے ہیں اس لیے دیکھ لیا جائے کہ کہیں کسی جن کو تو نہیں مارا جا رہا کہ پھر ان کی دشمنی مول لینی پڑے۔

واللہ اعلم بالصواب

انسانوں اور سانپوں کی دشمنی کا سبب

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر (۳) میں سند متصل کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

---

(۱) قال الزهري: "وهي العوامر". مسند الإمام أحمد ٥/٤٠٧، حديث أبي لبابة عن النبي صلى الله عليه وسلم، رقم (١٥٨٤٠)، عالم الكتب.

(۲) عمدة القاري ١٥/١٨٩، وفتح الباري ٦/٣٤٩، وإرشاد الساري ٥/٣٠٧، والتوضيح لابن الملقن ١٩/٢٣٢، والصحاح للجوهري ٧٤١، مادة: عَمَر.

(۳) تفسیر طبری ۱/۲۷۵.

سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے دشمن ابلیس لعین نے روئے زمین کے تمام چوپاؤں اور جانوروں سے معاملہ طے کرنے کی کوشش کی کہ کوئی اسے جنت کے اندر تک پہنچا دے تو تمام جانوروں نے انکار کر دیا...... یہاں تک کہ اس نے سانپ سے بات کی اور کہا کہ اگر تم مجھے جنت کے اندرونی حصے میں لے جاؤ تو میں تمہیں بنی آدم سے بچاؤں گا اور تم میری پناہ میں رہوگی، تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا...... سو سانپ نے اس کی بات مان لی اور اپنی پیٹھ پر سوار کر کے ابلیس کو جنت کے اندر لے گیا، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

"اقتلوها حيث وجدتموها، اخفروا ذمة عدو الله".(١)

سانپ جہاں بھی ملے اسے مار ڈالو، اللہ کے دشمن کی پناہ کو توڑو۔

وقال عبد الرزاق(٢) عن معمر(٣): فرآني أبو لبابة، أو زيد بن الخطاب.

اور عبد الرزاق نے معمر سے روایت کرتے ہوئے شک کے ساتھ فرمایا ہے کہ مجھے ابولبابہ یا زید بن الخطاب نے دیکھا۔

حضرت زید بن الخطاب

یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب کے باپ شریک بھائی حضرت زید بن الخطاب بن نفیل قرشی عدوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ابوعبدالرحمٰن (۴) ان کی کنیت ہے۔(۵)

ان کی والدہ کا نام اسماء بنت وہب بن حبیب یا اسماء بنت حبیب بن وہب ہے۔(٦)

(١) التوضيح لابن الملقن ١٩/ ٢٣٣، ونوادر الأصول في أحاديث الرسول ١/ ٨١، الباب الخامس والثلاثون.

(۲) امام عبد الرزاق بن ہمام صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کشف الباری کتاب الایمان ۲/ ۴۲۱ میں آچکا ہے۔

(۳) امام معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری کتاب العلم ۴/ ۳۲۱ میں گذر چکے ہیں۔

(۴) تہذیب الکمال میں طباعت کی غلطی سے ابوعبدالرحمٰن کی بجائے عبدالرحمٰن لکھا ہے، دیکھیے، ۱۰/ ۶۵۔

(٥) حواله بالا وسير أعلام النبلاء ١/ ٢٩٨، والإصابة ٢/ ٥١٨.

(٦) تهذيب الكمال ١٠/ ٦٥، رقم الترجمة، ٢٢٠٥، والإصابة ١/ ٥٦٥، القسم الأول.

یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑے تھے، چہرہ گندمی اور قد بہت لمبا تھا، بدری ہیں، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔(۱)

حضرت زید نے حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے پہلے اسلام قبول کیا تھا، مہاجرین اولین میں ان کا شمار ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید اور حضرت معن بن عدی عجلانی رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تھی۔(۲)

بدر کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میری زرہ آپ پہن لیں تو حضرت زید نے فرمایا: "إني أريد من الشهادة ما تريد" کہ جیسا آپ شہادت چاہتے ہیں اسی طرح میں بھی چاہتا ہوں، سو دونوں حضرات نے زرہ نہیں پہنی۔ "فتر كاها جميعا".(۳)

مشہور تاریخی جنگ یمامہ، جو مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی، میں حضرت زید رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے علم بردار تھے، لشکر اسلام کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، وہ اسے لیے مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے، یہاں تک کہ دشمن کے اندر جا گھسے اور تلوار چلاتے رہے، بالآخر شہید ہو گئے (۴) تو جھنڈا گر پڑا، جسے حضرت سالم مولی ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اٹھالیا۔(۵)

ان کی شہادت کا یہ واقعہ ربیع الاول ۱۲ھ، عہد صدیقی میں پیش آیا۔(۶)

---

(۱) حواله بالا وسير أعلا م النبلاء ۱/ ۲۹۸.

(۲) حوالہ جات بالا، حضرت معن بن عدی بھی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(۳) حوالہ جات بالا، تاہم مزی نے یہ واقعہ غزوہ احد کا بتلایا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴) حافظ مزی نے ان کے قاتل کا نام رحال بن عنفوہ لکھا ہے، جب کہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ حضرت زید نے رحال کو قتل کیا تھا، دیکھیے تہذیب الکمال وتعلیقاتہ ۱۰/۶۵، حافظ نے عسکری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت زید کے قاتل کا نام صبیح بن محرش لکھا ہے، ہثیم بن عدی فرماتے ہیں کہ ان کے قاتل نے اسلام قبول کر لیا تھا، تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں یہ کہہ رکھا تھا کہ میرے ساتھ نہیں رہنا۔ تہذیب التہذیب ۳/۴۱۲، نیز دیکھیے الاستیعاب بہامش الإصابۃ ۱/۵۴۲-۵۴۴۔

(۵) تہذیب الکمال ۱۰/۶۵، وسیر اعلام النبلاء ۱/۲۹۸۔

(۶) تہذیب الکمال ۱۰/۶۶، وسیر اعلام النبلاء ۱/۲۹۸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو بہت غم زدہ ہوئے اور فرمایا کہ مجھ سے پہلے اسلام قبول کیا اور شہادت سی نعمت عظمی سے بھی مجھ سے قبل سرفراز ہوئے۔(۱)

نیز فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی بادصبا چلتی ہے تو مجھے زید کی خوش بو آتی ہے۔(۲)

یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

جب کہ ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں ان کے صاحب زادے عبدالرحمن اور بھتیجے ابن عمر رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔(۳)

کتب ستہ میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے صرف یہی ایک حدیث باب مروی ہے، جس کو امام بخاری نے تعلیقاً نقل کیا ہے۔(۴)

ان سے صرف تین حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے ایک متفق علیہ ہیں۔(۵)

رضي الله عنه وأرضاه

تعلیق مذکور کا مقصد

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس تعلیق "وقال ابن عبد الرزاق عن معمر......" سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہی روایتِ باب امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے، تاہم اس میں شک کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے حضرت ابولبابہ ملے تھے یا ان کے تایا محترم حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہم۔(۶)

---

(۱) حوالہ جات بالا۔

(۲) حوالہ جات بالا۔

(۳) سیر اعلام النبلاء ۱/۲۹۸۔

(۴) حوالہ بالا وتہذیب الکمال ۱۰/۶۶، وتہذیب ابن حجر ۳/۴۱۱۔

(۵) خلاصة الخزرجي ۱۲۸، ومعرفة الصحابة ۲/۳۲٦، واللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان ۳/۷۳، رقم (۱٤٤۲).

(٦) عمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹، وفتح الباری ٦/۳۴۹، وارشاد الساری ۵/۳۰۷۔

مذکورہ بالا تعلیق کی موصولا تخریج

اس تعلیق کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح (۱) میں نقل تو کیا ہے، مگر اس کے الفاظ ذکر نہیں کیے، جب کہ امام احمد نے اپنی مسند (۲) میں اور امام طبرانی رحمہم اللہ نے اپنی معجم (۳) میں اس طریق معمر کے ساتھ اس کے الفاظ بھی ذکر کیے ہیں۔ (۴)

وتابعه يونس وابن عيينة والكلبي والزبيدي.

اور معمر کی متابعت یونس بن یزید (۵) سفیان بن عیینہ (۶)، اسحاق بن یحییٰ کلبی (۷) اور محمد بن الولید زبیدی (۸) رحمہم اللہ نے کی ہے۔

متابعتِ مذکورہ کا مقصد

اس متابعت کا مقصود ومطلوب یہ ہے کہ مذکورہ بالا چاروں حضرات محدثین نے معمر بن راشد رحمہم اللہ کی متابعت وموافقت کی ہے کہ یہ روایت شک کے ساتھ ہے، اور ان حضرات اربعہ نے بھی اس روایت کو شک کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر کی ملاقات کس سے ہوئی تھی؟ حضرت ابولبابہ سے یا حضرت زید بن خطاب سے رضی اللہ عنہم۔ (۹)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات، رقم (۵۸۲۵).

(۲) مسند احمد ۳/۴۵۲، رقم (۱۵۸۴۰)، نیز دیکھیے مصنف عبدالرزاق ۱۰/۴۳۳، رقم (۱۹۶۱۶).

(۳) المعجم الکبیر ۵/۳۰، باب: رفاعۃ بن عبدالمنذر ر...... رقم (۴۴۹۸)

(۴) فتح الباری ۶/۳۴۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹.

(۵) یونس بن یزید ایلی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری ۱/۴۶۳، اور ۳/۲۸۲ میں آچکے ہیں۔

(۶) سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری ۱/۲۳۸ اور ۳/۱۰۲ میں آچکے ہیں۔

(۷) اسحاق بن یحییٰ کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الاذان، باب أهل العلم......أحق بالإمامة.

(۸) محمد بن الولید الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری ۲/۳۹۱ میں گزر چکے۔

(۹) فتح الباری ۶/۳۴۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹۔

متابعات مذکورہ کی موصولاً تخریج

امام یونس بن یزید رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے(۱)، تاہم اس کے الفاظ نقل نہیں کیے، الفاظ سمیت پوری روایت ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے۔(۲)

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت امام احمد(۳) اور امام حمیدی(۴) رحمہما اللہ نے اپنی اپنی مسند میں ان سے نقل کی ہے، نیز ان کی روایت امام مسلم اور امام ابو داود(۵) رحمہما اللہ نے بھی موصولاً نقل فرمائی ہے۔(۶)

جب کہ اسحاق بن یحییٰ کلبی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ان کے نسخہ میں موجود ہے۔(۷)

اور محمد بن الولید زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت موصولاً امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔(۸)

وقال صالح وابن أبي حفصة وابن مجمع عن الزهري عن سالم......

تعلیق مذکور کا مقصد

اس ثانی الذکر تعلیق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ ان تینوں حضرات صالح بن

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الحيوان، باب قتل الحيات، رقم (٥٨٢٧).

(۲) فتح الباری ۶/۳۴۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۸۹۔

(۳) مسند الإمام احمد ٢/٩، رقم (٤٥٥٧).

(٤) مسند الإمام الحميدى ٢/٢٧٩، رقم (٦٢٠).

(٥) رواه مسلم، كتاب الحيوان، باب قتل الحيات، رقم (٥٨٢٥)، وأبو داود، كتاب الأدب، باب فى قتل الحيات، رقم (٥٢٥٢).

(٦) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۰، وفتح الباری ۶/۳۴۹۔

(۷) فتح الباری ۶/۳۴۹۔

(٨) رواه مسلم، كتاب الحيوان، باب قتل الحيات، رقم (٥٨٢٦).

کیسان (۱)، ابن ابی حفصہ (۲) اور ابن مجمع رحمہم اللہ نے بھی یہ روایت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، تاہم ان تینوں حضرات نے واو جمع استعمال کیا ہے برخلاف سابق الذکر چاروں حضرات کے، ان تینوں حضرات کی روایت کے مطابق اب مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ملاقات حضرت ابولبابہ اور حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہما دونوں سے ہوئی۔ (۳)

تعلیقات مذکورہ کی موصولا تخریج

۱۔ حضرت صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کی موصولا تخریج امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ (۴) نے کی ہے، تاہم اس کے الفاظ ذکر نہیں کیے ہیں، البتہ ابوعوانہ نے اس کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

۲۔ محمد بن ابی حفصہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت موصولا ان کے نسخہ میں ہے۔ (۵)

۳۔ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی موصولا تخریج امام بغوی (۶)، حافظ طبرانی (۷) اور ابن السکن رحمہم اللہ نے کتاب الصحابہ میں کی ہے۔ (۸)

حافظ ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ ابن مجمع کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن مجمع اور جعفر بن برقان کے علاوہ میرے علم میں کوئی فرد ایسا نہیں جس نے اپنی روایت میں دونوں صحابہ کو جمع کیا ہو، یعنی واو جمع کے

---

(۱) صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کشف الباری ۲/۱۲۱، کتاب الایمان میں گزر چکے۔

(۲) محمد بن ابی حفصہ میسرہ البصری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت العصر.

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۰، وفتح الباری ۶/۳۴۹۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الحیوان، باب قتل الحیات، رقم (۵۸۲۷).

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۰، وفتح الباری ۶/۳۴۹.

(٦) رواه البغوي في معجم الصحابة ٢/٤٤٩، رقم (٨٢٤)، زيد بن الخطاب بن نفيل.

(٧) رواه الطبراني في الكبير ٥/٣١ باب الراء، رفاعة ...... رقم (٤٤٩٩)، و٥/٨١ باب الزاي، زيد بن الخطاب، رقم (٤٦٤٥).

(٨) عمدة القاري ١٥/ ١٩٠، وفتح الباري ٦/٣٤٩.

ساتھ صرف انہی دونوں تلامذۂ زہری نے روایت کیا ہے اوران دونوں کی امام زہری سے سماع اور روایت میں کلام ہے۔(۱)

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو بھی اگر سامنے رکھا جائے تو یہ چار حضرات ہو جائیں گے، جو جمع کے ساتھ روایت کرتے ہیں، تین وہ حضرات جو بخاری شریف میں مذکور ہیں، چوتھے جعفر بن برقان۔

عجیب بات یہ ہے کہ ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ بخاری شریف کے اپنے سامنے موجود نسخہ پر نہیں پڑی، جس میں صالح بن کیسان اور ابن ابی حفصہ کا بھی ذکر ہے، فسبحان من لا يذهل ولا يغفل، لا تأخذه سنة ولا نوم.

تاہم ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ابن ابی حفصہ اور صالح کی موصول روایات ان کے علم میں نہیں آئی ہوں گی۔

بہر حال روایت بالجمع والے چار حضرات ہیں اور جن حضرات نے شک کے ساتھ روایت کیا ہے وہ پانچ ہیں اوران چاروں میں سے صالح بن کیسان کے علاوہ کوئی فرد ایسا نہیں جو ضبط واتقان میں ان پانچوں حضرات محدثین کی برابری کر سکے۔(۲)

خلاصہ بحث

اس سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو نقل کرنے والے حضرات تین طرح کے ہیں۔

۱۔ جو بغیر شک کے صرف حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہیں، جیسے ہشام بن یوسف عن معمر کی حدیث باب۔

۲۔ جو شک کے ساتھ حضرت ابولبابہ اور زید بن الخطاب رضی اللہ عنہما دونوں کا ذکر کرتے ہیں، جیسے وہ پانچوں حضرات جن کا ذکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وقال عبد الرزاق عن معمر...... وتابعه يونس......

---

(۱) حوالہ جات بالا، وتغلیق التعلیق ۳/۵۱۷۔

(۲) فتح الباری ۶/۳۴۹، وہدی الساری ۴۹، وتغلیق التعلیق ۳/۵۱۷۔

میں کیا ہے۔

۳۔ جو بغیر شک کے جمع کے ساتھ دونوں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما کا ذکر کرتے ہیں، جیسے: صالح، جعفر، ابن ابی حفصہ اور ابن مجمع رحمہم اللہ تعالی......

راجح کیا ہے؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تین طرح کی روایات میں راجح کیا ہے؟ اس کا جواب ہے پہلی قسم یعنی جو بغیر شک صرف حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ذکر پر مشتمل ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی صنیع بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کہ انہوں نے اس باب میں ہشام بن یوسف عن معمر کی روایت کو پہلے بیان کیا ہے، جس میں صرف ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔

نیز حدیث باب امام بخاری رحمہ اللہ نے اگلے باب میں بھی دیگر طرق سے ذکر کی ہے(۱)، ان میں بھی صرف حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے۔(۲)

امام صالح جزرہ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ذکر سہو ہے، درست حضرت ابولبابہ ہے۔(۳) واللہ اعلم بالصواب

ابن مجمع

یہ ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع انصاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

یہ امام زہری، عمرو بن دینار، ابوالزبیر محمد بن مسلم، ہشام بن عروہ اور یحیٰ بن سعید انصاری رحمہم اللہ وغیرہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔

---

(۱) صحیح البخاري، باب خیر مال المسلم غنم...... رقم ۳۳۱۱ و۳۳۱۳.

(۲) فتح الباری ۶/۳۴۹، نیز دیکھیے معجم کبیر طبرانی ۵/۳۱، رقم (۴۵۰۰-۴۵۰۸)، رفاعۃ بن عبدالمنذر، رقم الترجمۃ (۴۳۵).

(۳) تعلیقات تهذیب الکمال ۳۴/ ۲۳۳، رقم الترجمة (۷۵۹۱)، باب اللام من الکنی.

(٤) تهذیب الکمال ۲/ ٤٥، رقم الترجمة (١٤٨)، وتهذیب ابن حجر ١/ ١٠٥.

ان سے روایت کرنے والوں میں حاتم بن اسماعیل، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، ابن ابی حازم، ابونعیم رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعيف ليس بشيء". (۲)

ابن المواق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يحتج به". (۳)

ابوزرعہ ابونعیم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان کے بارے میں یہ کہا: "لا يسوى حديثه فلسين" (٤) "ان کی حدیثیں دو پیسوں کے مساوی بھی نہیں"۔

امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كثير الوهم، ليس بالقوي، يكتب حديثه، ولا يحتج به". (٥)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروى عنه، وهو كثير الوهم عن الزهري". (٦)

امام نسائی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "ضعيف". (٧)

حاکم ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالمتين عندهم". (٨)

ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر بن عون کے طریق سے لکھا ہے کہ ابن مجمع رحمۃ اللہ علیہ کان کے بہرے تھے، امام زہری کے پاس سماع حدیث کے لیے بیٹھا کرتے تھے اور بہت مشکل سے کچھ سن پاتے تھے۔(۹)

---

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، حوالہ جات بالا۔

(۲) تهذيب الكمال ٢/ ٤٦، وتهذيب التهذيب ١/ ١٠٥.

(۳) إكمال مغلطاي ١/ ١٨١، رقم (١٨٦).

(٤) تهذيب الكمال ٢/ ٤٦، وتهذيب التهذيب ١/ ١٠٥.

(٥) حواله جات بالا، والجرح والتعديل ١/ ١/ ٣٦، باب حرف الألف، رقم (١٩٧).

(٦) تاريخ البخاري الكبير ١/ ١/ ٣٧١، باب إبراهيم، رقم ٨٧٢، وإكمال مغلطاي ١/ ١٨٠.

(٧) كتاب الضعفاء للنسائي ٢٨٣، وتهذيب الكمال ٢/ ٤٧، وتهذيب ابن حجر ١/ ١٠٥.

(٨) اکمال مغلطای ۱/ ۱۸۱، وتہذیب ابن حجر ۱/ ۱۰۵، وتعلیقات تہذیب الکمال ۲/ ۴۷۔

(۹) حوالہ جات بالا۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يقلب الأسانيد، ويرفع المراسيل". (۱)

ابو احمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومع ضعفه يكتب حديثه......". (۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے استشہاد کیا ہے اور تعلیقاً ان کی روایت باب ہذا کے تحت نقل کی ہے، جو ان کے نزدیک ابن مجمع کے معتبر و قابل استشہاد ہونے کی دلیل ہے۔ (۳)

اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے روایت لی ہے۔ (۴) رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حدیثِ باب کی ترجمۃ الباب کے ساتھ واضح ہے کہ ذوالطفیتین اور ابتر اسی طرح دوسرے سانپ وغیرہ سب پر دابہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ (۵)

(۱) كتاب المجروحين ۱/۱۰۳.

(۲) الكامل لابن عدى ۱/۲۳۲، وقال العقيلي في الضعفاء الكبير ۱/۴۳: يكتب حديثه. وفي رواية الترمذي عنه (ترتيب العلل ۱/۳۹۳، رقم [۱۱۰]): صدوق إلا أنه يغلط. وكذا انظر تعليقات إكمال مغلطاي ۱/۱۸۰.

(۳) تهذيب الكمال وتعليقاته ۲/۴۷، والجمع لابن القيسراني ۱/۲۱.

(۴) تهذيب الكمال ۲/۴۷.

(۵) عمدۃ القاری ۱۵/۱۸۸۔

١٥ - باب : خَيْرُ مالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ .

اختلاف نسخ

یہاں مستقل باب کے الفاظ ابوذر وغیرہ کے نسخہ میں ہیں، جب کہ نسفی اور اسماعیلی رحمہم اللہ کے نسخوں میں باب کا لفظ نہیں ہے، عام شراح اس باب کو ناسخین کی غلطی بتلاتے ہیں اور باب کے الفاظ کے حذف کو اولی کہتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں صرف ابتدائی دو حدیثوں میں غنم کا ذکر ہے، بقیہ احادیث میں غنم کا کوئی وجود نہیں۔(۱)

جب کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اس کو باب فی باب قرار دیتے ہیں اور یہی راجح ہے۔(۲) واللہ اعلم

اس باب کے تحت کل چودہ احادیث مذکور ہیں، جن میں کی پہلی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٢٤ : حدّثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قالَ : حَدَّثَنِي مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ(٣) الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قالَ : قالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مالِ الرَّجُلِ غَنَمٌ ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ) . [ر : ١٩]

تراجم رجال

۱) اسماعیل بن ابی اویس

یہ اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب من كره أن

---

(۱) فتح الباری ۶/۳۵۲، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۹۱۔

(٢) الكنز المتواري ١٣/ ٢١٩، ولامع الدراري مع تعليقاته ٧/ ٣٨٧.

(٣) قوله: "عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه في كتاب الإيمان ٢/ ٨٠.

يعود في الكفر كما يكره أن يلقى ...... "میں گزر چکا۔(۱)

۲) مالک

یہ مشہور فقیہ ومحدث مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کا ترجمہ بدء الوحی کی ''الحدیث الثانی'' اور کتاب الایمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" میں ذکر کیا جاچکا ہے۔(۲)

۳) عبدالرحمٰن بن عبداللہ

یہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابی صعصعہ ہیں۔

۴) أبیہ

یہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ابی صعصعہ ہیں۔

۵) ابوسعید خدری

یہ سعید بن مالک بن سنان الازدی الخزرجی ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہیں، ان تینوں حضرات کا تذکرہ بھی کتاب الایمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" میں گزر گیا ہے۔(۳)

تنبیہ

حافظ جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ الاشراف میں ابومسعود جیانی کی تقلید میں یہ لکھا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اس طریق کے ساتھ ''کتاب الجزیۃ'' میں ہے، جو ان دونوں حضرات کا تسامح ہے، جیسا کہ آپ ملاحظہ کررہے ہیں کہ یہ حدیث بدء الخلق کے اس باب میں آئی ہے، نہ کہ کتاب الجزیہ میں۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۱۱۳/۲۔

(۲) کشف الباری ۲۹۰/۱، و ۸۰/۲۔

(۳) کشف الباری ۸۲/۲۔۸۱۔

(٤) تحفة الأشراف مع النكت الظراف ٣٧٤/٣۔٣٧٥، رقم (٤١٠٣) وفتح الباري ٣٥١/٦.

ترجمہ حدیث

یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی وہاں تفصیل سے ہو چکی ہے۔(۱) اس لیے یہاں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جارہا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی، جن کے پیچھے پہاڑ کی چوٹیوں اور بارش کے مقامات میں وہ اپنا دین فتنوں سے بچاتے ہوئے بھاگتا پھرے گا۔

باب کی دوسری حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٣١٢٥ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ يُوسُفَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(٢) أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلاءُ فِي أَهْلِ الخَيْلِ وَالْإِبِلِ ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ) .
[٣٣٠٨ ، ٤١٢٧ – ٤١٢٩]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن یوسف

یہ مشہور محدث عبداللہ بن یوسف تنیسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی اور

---

(۱) کشف الباری ۸۳/۲ – ۸۸۔

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا في مواضع من كتابه: كتاب المناقب، باب قول الله تعالى: ﴿يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر وأنثى......﴾، رقم (٣٤٩٩)، وكتاب المغازي، باب قدوم الأشعريين وأهل اليمن، رقم (٤٣٨٨–٤٣٩٠)، ومسلم في صحيحه، كتاب الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان، رقم (٨٥)، والترمذي في سننه: كتاب الفتن، باب ما جاء في الدجال: لا يدخل المدينة، رقم (٢٢٤٤).

کتاب العلم، "باب لیبلغ العلم الشاھد الغائب" کے تحت آچکا۔(۱)

۲) مالک

یہ امام دارالہجرہ مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بھی بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے ذیل میں گزر چکا ہے۔(۲)

۳) ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴) الاعرج

یہ مشہور تابعی عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں حضرات کے تراجم کتاب الایمان، "باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الإیمان" کے تحت گزر چکے ہیں۔(۳)

۵) ابوہریرہ

صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات کتاب الایمان، "باب أمور الإیمان" میں گزر چکے۔(۴)

حدیث شریف کا ترجمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کفر کا سرغنہ مشرق کی طرف ہے، بے جا فخر اور تکبر گھوڑے والوں، اونٹوں والوں اور جانوروں کی دموں کے پاس چیخنے چلانے والے دیہاتیوں کا خاصہ ہے اور سکینت (وقار) بکریوں والوں میں ہے۔

---

(۱) کشف الباری ۱/۲۸۹، و۴/۱۱۳۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۰، مزید تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے، کشف الباری ۲/۸۰۔

(۳) کشف الباری ۲/۱۰، ۱۱۔

(۴) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

تنبیہ

اس حدیث شریف کی شرح کتاب أحادیث الأنبیاء اور کتاب المغازی میں آچکی ہے، اس لیے یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت احادیث

اس حدیث کی اور سابقہ حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت لفظ "الغنم" میں ہے۔(۲)

باب کی تیسری حدیث حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٢٦ : حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : حَدَّثَنِي قَيْسٌ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ(۳) قَالَ : أَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (الْإِيمَانُ يَمَانٍ هَا هُنَا ، أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ ، عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ ، فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ) . [٣٣٠٧ ، ٤١٢٦ ، ٤٩٩٧]

تراجم رجال

۱)مسدد

یہ مشہور امام حدیث مسدد بن مسرہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

---

(١) صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ﴿يا أيها الناس إنا خلقناكم......﴾، وكشف الباري، كتاب المغازي ٦٠٩-٦١٠.

(٢) عمدة القاري ١٥/١٩١.

(٣) قوله: "عن عقبة بن عمرو أبي مسعود": الحديث، أخرجه البخاري في المناقب، باب قول الله تعالى: ﴿يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر......﴾، رقم (٣٤٩٨)، وكتاب المغازي، باب قدوم الأشعريين وأهل اليمن، رقم (٤٣٨٧)، وكتاب الطلاق، باب اللعان، رقم (٥٣٠٣)، ومسلم، كتاب الإيمان، باب تفاضل أهل الإيمان، رقم (٥١).

۲) یحییٰ

یہ مشہور محدث یحییٰ بن سعید بن قطان رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب......" کے تحت گزر چکے۔(۱)

۳) اسماعیل

یہ اسماعیل بن ابی خالد احمسی بجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا مختصر تذکرہ کتاب الایمان، "باب المسلم من سلم المسلمون......" کے ذیل میں گزر چکے۔ (۲)

۴) قیس

یہ مشہور مخضرم تابعی حضرت قیس بن ابی حازم بجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: الدين......" کے تحت گزر چکے۔(۳)

۵) عقبہ بن عمرو ابومسعود

یہ مشہور انصاری صحابی حضرت عقبہ بن عمرو ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب ما جاء أن الأعمال بالنية ......" کے تحت آچکا ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت گذشتہ باب "وبث فيها من كل دابة" سے ہے، ظاہر ہے کہ ابل، یعنی اونٹ دابہ میں داخل ہے اور مخلوق ہے۔

اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آچکی ہے۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۔۳۔

(۲) کشف الباری ۲/۲۷۹۔

(۳) کشف الباری ۲/۶۱۷۔

(۴) کشف الباری ۲/۷۴۸۔

(۵) کشف الباری، کتاب المغازی ۶۰۹۔۶۱۱، باب قدوم الاشعریین واہل الیمن۔

باب کی چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۲۷ : حدّثنا قُتَيْبَةُ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ جعفرِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ :(١) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا» .

تراجم رجال

۱) قتیبہ

یہ قتیبہ بن سعید بن جمیل ثقفی بغلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب إفشاء السلام من الإيمان" میں گزر چکا۔(۲)

۲) اللیث

یہ لیث بن سعد ابو الحارث فہمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی میں آچکا۔(۳)

۳) جعفر بن ربیعہ

یہ جعفر بن ربیعہ بن شرحبیل بن حسنہ قرشی مصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب التیمم، "باب التيمم في الحضر إذا لم يجد الماء" میں گزر چکے ہیں۔(۴)

---

(١) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه مسلم أيضا، كتاب الذكر ......، باب استحباب الدعاء عند صياح الديكة، رقم (٢٧٢٩)، وأبو داود، كتاب الأدب، باب ما جاء في الديك والبهائم، رقم (٥١٠٢)، والترمذي، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا سمع نهيق الحمار، رقم (٣٤٥٥)، والنسائي في الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، باب ما يقول إذا سمع صياح الديكة، رقم (١٠٧٨٠).

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث صرف یہیں ذکر فرمائی ہے، صحیح بخاری میں اور کہیں نقل نہیں کی۔

تحفة الأشراف ١٠/ ١٥٥، رقم (١٣٦٢٩)

(۲) کشف الباری ۱۸۹/۲۔

(۳) کشف الباری ۳۲۶/۱۔

(٤) كشف الباري، كتاب التيمم ١٦٠، باب التيمم في الحضر إذا لم يجد......

۴)الاعرج

یہ عبدالرحمٰن ہرمزالاعرج ہیں،ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب حب الرسول صلی اللہ علیه وسلم من الإیمان" میں ذکر کیا جاچکا ہے۔(۱)

۵)ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان،"باب أمور الإیمان"میں گزر چکے۔(۲)

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا سمعتم صياح الديكة

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم مرغ کی بانگ(آواز)سنو......

لفظ دیکہ کی تحقیق

دیکہ جمع ہے دیک کی،مرغ کو کہتے ہیں،اس کی جمع قلت ادیاک اور جمع کثرت دیوک اور دیکۃ ہے، ابن سیدہ نے لکھا ہے کہ اس کی مؤنث کو دجاج کہتے ہیں،جب کہ علامہ داودی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات دجاجہ کا اطلاق دیک پر بھی ہوتا ہے۔(۳)

مرغ کی ایک خصوصیت

مرغ کی ایک بہت اہم خاصیت یہ ہے کہ اسے رات کے اوقات کی بڑی پہچان ہوتی ہے،وہ رات کے مختلف حصوں میں بانگ دیتا ہے،جس میں بہت کم فرق ہوتا ہے،علاوہ ازیں طلوع فجر اور اس کے بعد مسلسل بانگ دیتا ہے،اس میں بہت ہی کم غلطی کرتا ہے،راتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔(۴)

---

(۱)کشف الباری ۲/۱۱۔

(۲)کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳)عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۲، وإرشاد الساري ۵/۳۰۹، والمحكم۷/۸۰، والتوضيح۱۹/۲۴۳.

(٤)عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۲، وإرشاد الساري ۵/۳۰۹، وفتح الباري ٦/۳۵۳.

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس لیے بعض شافعیہ (قاضی حسین، متولی اور رافعی رحمہم اللہ)(۱) نے یہ فتوی دیا ہے کہ فجر کے وقت کے معاملے میں تجربہ کار مرغ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، اس کی تائید حضرت خالد بن زید جہنی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں آیا ہے کہ مرغ کو برا بھلا نہ کہو، کیوں کہ وہ نماز کے لیے بلا رہا ہوتا ہے۔

"لا تسبوا الديك؛ فإنه يدعو إلى الصلاة". [اللفظ لابن حبان](۲)

فاسألوا الله من فضله؛ فإنها رأت ملكا

تو اللہ تعالی سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیوں کہ انہوں نے فرشتہ دیکھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مرغ کے بانگ دیتے وقت دعا کرنے چاہیے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے، اگر اس وقت دعا کریں گے تو فرشتے اس کی دعا پر آمین کہیں گے اس کے لیے استغفار کریں گے اور اس کی عاجزی اور اخلاص کی گواہی دیں گے۔ اس طرح فرشتے اور بندہ کی دعائیں باہم موافق ہو کر اجابت کا سبب بن جائیں گی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إنما أمرنا بالدعاء حينئذٍ؛ لتؤمن الملائكة، وتستغفر، وتشهد للداعي بالتضرع والإخلاص......". (۳)

نیز حدیث شریف سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ جہاں صلحاء وغیرہ موجود ہوں وہاں دعا مستحب ہے، ان کے وجود کی برکت سے انشاء اللہ دعا قبول ہوگی۔ (۴)

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٥٣، وإرشاد الساري ٥/ ٣٠٩.

(۲) الحديث أخرجه أبو داود، كتاب الأدب، باب في الديك والبهائم، رقم (٥١٠١)، والإمام أحمد ١٩٢/٥-١٩٣، مسند زيد بن خالد رضي الله عنه، رقم (٢٢٠١٩)، وابن حبان فى صحيحه ٣٧/١٣، ٣٨، كتاب الحظر والإباحة، باب ما يكره من الكلام وما لايكره، ذكر الزجر عن سب المرء الديكة......، رقم (٥٧٣١)، والنسائي، كتاب عمل اليوم والليلة، رقم (١٠٧٨١).

(۳) فتح الباري ٦/ ٣٥٣، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٢، والمفهم ٥٧/٧-٥٨.

(٤) فتح الباري ٦/ ٣٥٣، وعمدة القاري ١٩٢/١٥، وإرشاد الساري ٣٠٩/٥، والتوضيح ٢٤٤/١٩.

مرغ کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے

بعض نادان لوگ مرغ کی بانگ سن کر ناراض ہوتے ہیں کہ نیند خراب ہو رہی ہے اور اسے برا بھلا کہتے ہیں، اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، مسند بزار میں ایک روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے قریب میں کسی مرغ نے بانگ دی تو وہاں موجود کسی آدمی نے کہا "اللهم العنه" کہ اللہ میاں! اس پر لعنت برسا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مه، كلا؛ إنه يدعو إلى الصلاة" کہ نہیں، ہرگز نہیں، وہ تو نماز کے لیے بلا رہا ہے۔(۱)

حضرت حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز یا شخص جس سے امور خیر میں استفادہ کیا جاتا ہو اس کو گالی نہیں دینی چاہیے اور نہ اس کی توہین و تذلیل کرنی چاہیے، بلکہ اس کا اکرام اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیے۔

مزید فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "فإنه يدعو إلى الصلاة" کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حقیقتاً "صلوا" یا "حانت الصلاة" کہہ رہا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عادت یہی ہے کہ مرغ طلوع فجر یا زوال آفتاب کے وقت ہی بانگ دیتا ہے، یہ اس کی عادت طبعیہ ہے، جس پر اللہ تعالی نے اسے پیدا فرمایا ہے۔

سو اس کی آواز سن کر لوگوں کا دھیان نماز کی طرف چلا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اگر اس کی بانگ کے علاوہ اور کوئی قرینہ یا دلالت نہ ہو تو نماز ادا کرنے لگیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا مرغ ہے جس کے بارے میں بارہا کا تجربہ ہے کہ وہ غلطی نہیں کرتا تو درست ہے اور یہ ایک قسم کا اشارہ ہوگا۔

"وليس معنى قوله (ﷺ): "فإنه يدعو إلى الصلاة" أن يقول بصوته حقيقة: صلوا، أو حانت الصلاة، بل معناه: أن العادة جرت بأنه يصرخ عند طلوع الفجر وعند الزوال، فطرة فطره الله عليها، فيذكر الناس بصراخه الصلاة. ولا يجوز لهم أن يصلوا بصراخه من غير دلالة سواها، إلا من جرب منه ما لا

(۱) حواله جات بالا، ومسند البزار ١٦٨/٥، رقم (١٧٦٣).

يخلف، فيصير ذلك له إشارة، والله الموفق".(١)

وإذا سمعتم نهيق الحمار فتعوذوا بالله من الشيطان؛ فإنه رأى شيطانا.

اور جب آپ لوگ گدھے کے رینکنے کی آواز سنیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگیں، کیوں کہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

حدیث باب میں حمار کا ذکر ہے، جب کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نباح الکلب کا اضافہ بھی مروی ہے کہ کتے کے بھونکنے کے وقت بھی تعوذ کا عمل مستحب ہے۔(۲)

اب مطلب یہ ہوا کہ گدھا ہو یا کتا، جب رینکنے لگے یا بھونکنے لگے تو اللہ تعالی کی پناہ میں آجانا چاہیے، تاکہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے اور اس کے وساوس سے حفاظت رہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفائدة الأمر بالتعوذ لما يخشى من شر الشيطان وشر وسوسته، فيلجأ إلى الله في دفع ذلك".(٣)

کیا گدھے شیطان کو دیکھ کر ہی رینکتے ہیں؟

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تقریر" میں لکھا ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ "فإنها رأت ملكا، فإنها رأت شيطانا" (۴) کے معنی یہ نہیں کہ مرغ جب بھی بانگ دیتا ہے تو وہ فرشتے کو دیکھ کر دیتا ہے اور گدھا جب بھی رینکے تو اس نے شیطان کو دیکھا ہے، یعنی ان کا بانگ دینا اور گدھے کا رینکنا

---

(١)فتح الباري ٦/٣٥٣، وشرح القسطلاني ٥/٣٠٩.

(٢)رواه أبو داود، كتاب الأدب، باب في الديك ......، رقم (٥١٠٣)، والإمام أحمد ٣/٣٠٦، رقم (١٤٣٣٤)، والحاكم ٤/٢٨٣-٢٨٤، رقم (٧٧٦٢).

(٣)فتح الباري ٦/ ٣٥٣، وعمدة القاري ١٥/١٩٣، ومثله في التوضيح ١٩/٢٤٤.

(۴) یہ ابوداؤد شریف کی روایت کے الفاظ ہیں، دیکھیے ابوداود مع البذل ۱۳/۴۹۶، رقم (۵۱۰۲)۔

فرشتے کو یا شیطان کو دیکھنے کو مستلزم نہیں، بلکہ مرغ کی بانگ اور گدھے کے رینکنے کے دیگر اسباب وعوارض بھی ہو سکتے ہیں، بلکہ اکثر دیگر اسباب وعوارض ہی ہوتے ہیں۔

اس لیے حدیث شریف کا صحیح محمل یہ ہے کہ ان دونوں کی آواز کبھی کبھار اس لیے بھی ہوتی ہے کہ مرغ نے فرشتہ اور گدھے نے شیطان کو دیکھا ہے، اب چوں کہ ہم انسانوں کے لیے اس کی تفریق ممکن ہی نہیں کہ کون سی آواز کسی دوسرے سبب کی وجہ سے ہے اور کون سی فرشتے یا شیطان کو دیکھنے کی وجہ سے؟ تو مناسب اور مستحب یہی ہے کہ یہ جانور جب بھی آواز دیں اس وقت دعا کی جائے یا تعوذ کیا جائے، تاکہ دعا اور تعوذ دونوں میں سے ہر ایک اپنے موقع ومحل پر واقع ہو، اگرچہ ہر ایک میں رؤیت ملک یا شیطان نہ ہوئی ہو۔

علاوہ ازیں دعا کی زیادتی شرعاً مطلوب..... بھی ہے، اگرچہ دعا محل اجابت میں واقع نہ ہو، دعا میں بخل نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح تعوذ بھی وجود شیطان پر موقوف نہیں ہے، ظاہر ہے کہ بندہ کو ہر دم اور ہر وقت دعا اور تعوذ کی ضرورت رہتی ہے۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

ایک اہم فائدہ

اس حدیث کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ائمہ خمسہ بخاری، مسلم، نسائی، ابوداود اور ترمذی رحمہم اللہ تعالی سبھی نے اس حدیث کو ایک ہی شیخ سے نقل کیا ہے، یعنی اس حدیث میں سب کے شیخ حضرت قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

گدھے پالنے کا حکم

مشہور مالکی عالم، علامہ ابی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے گدھے پالنے اور رکھنے کی مرجوحیت ثابت ہو رہی ہے، کیوں کہ اس کا وجود گھر میں شیطان کے داخلے کو مستلزم ہے کہ گھر میں گدھا ہوگا تو شیطان بھی داخل ہوگا، اس لیے گدھا نہیں رکھنا چاہیے۔ مگر حضرت کی یہ بات درست نہیں، کیوں کہ حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے اور رؤیت دخول کو

---

(۱) حوالہ بالا۔

(۲) فتح الباري ٦/٣٥٣، وعمدة القاري ١٥/١٩٢.

مستلزم نہیں۔

بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ اس حدیث سے گدھے کو پالنے اور رکھنے کی راجحیت ثابت ہو رہی ہے، کیوں کہ ہوتا یہ ہے کہ شیطان گھر میں گھس آتا ہے، مگر نظر نہیں آتا، اب گھر میں اگر موجود ہوگا تو رینک کر اس کی موجودگی اور داخلے کی کوشش کی اطلاع کردے گا، اس طرح تعوذ کے ذریعے شیطان کو نکالنا آسان ہوگا۔

علاوہ ازیں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یعفور نامی ایک گدھا تھا، اگر گدھے کا رکھنا درست نہ ہوتا تو آپ کیوں رکھتے؟!(۱) واللہ اعلم

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت

حدیث شریف کی ماقبل ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت واضح ہے کہ دیک، ملک، حمار اور شیطان یہ سب دابہ اور مخلوق میں داخل ہیں۔

باب کی پانچویں حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۱۲۸ : حدّثنا إِسْحٰقُ : أَخْبَرَنَا رَوْحٌ : أَخْبَرَنَا ٱبْنُ جُرَيْجٍ قالَ : أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ : سَمِعَ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا (۲) : قالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (إِذَا كانَ جُنْحُ ٱللَّيْلِ ، أَوْ أَمْسَيْتُمْ ، فَكُفُّوا صِبْيَانَكُمْ ، فَإِنَّ ٱلشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ ٱللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ ، وَأَغْلِقُوا ٱلْأَبْوَابَ وَٱذْكُرُوا ٱسْمَ ٱللهِ ، فَإِنَّ ٱلشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا) .

قالَ : وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ : سَمِعَ جابِرَ بْنَ عَبْدِ ٱللهِ نَحْوَ ما أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ ، وَلَمْ يَذْكُرْ : (وَٱذْكُرُوا ٱسْمَ ٱللهِ) . [ر : ۳۱۰۶]

---

(۱) شرح الأبي المالكي على صحيح مسلم ۷/۱٤٤، حديث قوله صلى الله عليه وسلم: إذا سمعتم صياح الديكة......، من كتاب الذكر.

(۲) قوله: "جابر بن عبدالله......": الحديث، مر تخريجه آنفا في باب ذكر إبليس......

تراجم رجال

۱) اسحاق

یہاں اسحاق سے مراد میں شراح بخاری کا اختلاف ہے کہ اسحاق غیر منسوب آیا ہے، چناں چہ ابن راہویہ بھی مراد ہو سکتے ہیں، جیسا کہ ابونعیم کے ہاں اس کی تصریح ہے اور ابن منصور بھی، کیوں کہ روح بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے شیخ ہیں، تاہم حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ الاشراف میں ابن منصور ہونے کو اختیار کیا ہے۔(۱)

علامہ کرمانی اور علامہ عینی رحمہم اللہ تعالی کی بھی یہی رائے ہے کہ اسحاق سے ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔(۲)

بہرحال! اگر ابن راہویہ مراد ہیں تو ان کے حالات کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلّم" کے تحت آچکے ہیں۔(۳)

اور اگر ابن منصور مراد ہیں تو ان کے حالات کتاب الایمان، "باب حسن إسلام المرء" کے تحت گزر چکے ہیں۔(۴)

۲) روح

یہ ابو محمد روح بن عبادہ قیسی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان، "باب اتباع الجنائز من الإيمان" کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔(۵)

---

(۱) فتح الباري ٦/٣٥٣، وعمدة القاري ١٥/١٩٣، وشرح القسطلاني ٥/٣٠٩، وشرح الكرماني ١٣/٢١٤، تحفة الأشراف ٢/٢٣٢، رقم (٢٤٤٦)، أحاديث جابر بن عبد الله رضي الله عنهما.

(۲) شرح الكرماني ١٣/٢١٤، وعمدة القاري ١٥/١٩٣.

(۳) کشف الباری ۳/۴۲۸۔

(۴) کشف الباری ۲/۴۲۰۔

(۵) کشف الباری ۲/۵۱۸۔

۳)ابن جریج

یہ ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج اموی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الحیض، "باب غسل الحائض رأس زوجها......" میں آچکا ہے۔(۱)

۴)عطاء

یہ ابومحمد عطاء بن ابی رباح مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب العلم، "باب عظة الإمام النساء......" کے تحت بیان کیے جاچکے ہیں۔(۲)

۵)جابر بن عبداللہ

یہ مشہور صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔(۳)

باب کے ساتھ مطابقتِ حدیث

باب کے ساتھ حدیث شریف کی مطابقت بایں معنی ہے کہ شیطان کا یہاں ذکر ہے، وہ بھی دابہ میں داخل ہے۔

وأخبرني عمرو بن دينار سمع جابر......

مذکورہ عبارت کا مقصد

یہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے اور أخبرني عطاء پر عطف ہے، یہاں وہ حضرت عطاء اور عمرو بن دینار رحمہما اللہ کی روایتوں میں فرق بتارہے ہیں کہ میں نے یہ حدیث دونوں حضرات سے سنی ہے، تاہم عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ حدیث میں "واذكروا اسم الله عليه" کے الفاظ نہیں ہیں۔(۴)

(۱) کشف الباری، کتاب الحیض ۲۰٤.

(۲) کشف الباری ٤/۳۷.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، "باب من لم یر الوضوء إلا من المخرجين......".

(٤) عمدة القاري ۱۵/۱۹۳.

باب کی چھٹی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۲۹ : حدّثنا مُوسٰى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ ، عَنْ خالِدٍ ، عَنْ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ[1]، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى ما فَعَلَتْ ، وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَأْرَ ، إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ) . فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ : أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُهُ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قالَ لِي مِرَارًا ، فَقُلْتُ : أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ ؟

تراجم رجال

۱) موسی بن اسماعیل

یہ موسی بن اسماعیل تبوذکی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا مختصر تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الرابع کے تحت گزر چکا ہے۔(۲)

۲) وہیب

یہ وہیب بن خالد بن عجلان بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات کتاب الایمان، "باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال" کے تحت آچکے۔(۳)

۳) خالد

یہ مشہور محدث خالد بن مہران الحذاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرۃ کتاب العلم، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: اللهم علمه الكتاب" کے ذیل میں آچکا۔(۴)

---

(۱) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب في الفأر، وأنه مسخ، رقم (۲۹۹۷)، فالحديث مما اتفق عليه الشيخان، ولم يخرجه غيرهما.

(۲) کشف الباری ۱:۴۳۳، مزید تفصیل کے لیے کشف الباری ۲/۲۷۷۔

(۳) کشف الباری ۲/۱۱۸۔

(۴) کشف الباری ۳/۳۶۱۔

۴۔) محمد

یہ مشہور تابعی حضرت محمد بن سیرین بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا ترجمہ کتاب الایمان، "باب اتباع الجنائز من الإيمان" کے تحت تفصیل سے آچکا ہے۔(۱)

۵) ابوہریرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان کے اوائل میں بیان ہو چکے۔(۲)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: فقدت أمة من بني إسرائيل، ولا يدري ما فعلت، وإني لا أراها إلا الفأر.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت گم ہوگئی، معلوم نہیں اس نے کیا کیا اور میرا گمان وخیال یہ ہے کہ وہ (اب) چوہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر نیست ونابود ہوگئی، کسی کو نہیں معلوم کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ البتہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ مسخ ہو کر چوہوں میں تبدیل ہو گئے ہیں، اب یہ جو چوہے ہیں اسی ممسوخہ جماعت کی نسل سے ہیں۔

''أُراها'' ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ گمان اور خیال کے معنی میں ہے، اور ''فأر'' ہمزہ کے سکون کے ساتھ، فأرۃ کی جمع ہے، یعنی چوہے۔(۳)

إذا وضع لها ألبان الإبل لم تشرب، وإذا وضع لها ألبان الشاء شربت

جب ان کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ نہیں پیتے اور جب ان کے سامنے بکریوں کا دودھ رکھا جاتا ہے تو پی جاتے ہیں۔

---

(۱) کشف الباری ۲/۵۲۴۔

(۲) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(۳) حوالہ جات بالا وارشاد الساری ۵/۳۱۰۔

ماقبل میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا تھا کہ چوہے بنی اسرائیل کی ایک جماعت کی ممسوخہ شکلیں اور صورتیں ہیں تو اس کو مبرھن کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ان کو اونٹ کا دودھ پیش کیا جائے تو وہ اس کو نہیں پیتے، جب کہ بکری کا دودھ پی جاتے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت میں، جو ابن سیرین ہی کی ہے، مگر طریق دوسرا ہے، "وآية ذلك أنه يوضع......" کے الفاظ ہیں۔(۱)

بنی اسرائیل پر چوں کہ اونٹ حرام تھا، وہ اس کے دوسرے اجزاء کے ساتھ ساتھ اس کا دودھ بھی نہیں پیتے تھے۔(۲)

اور چوہا بھی اونٹ کا دودھ نہیں پیتا تو یہ دلیل ہوئی کہ چوہے کا تعلق اسی ممسوخہ جماعت کے ساتھ ہے اور یہ اسی جماعت کی نسل سے ہے۔(۳)

ایک اشکال اور اس کا جواب

حدیث باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی جان دار کو مسخ کر دیا جائے تو اسی ممسوخہ شکل میں اس کی نسل چلتی ہے اور وہ فنا نہیں ہوتا۔ جب کہ مسلم شریف کی ایک روایت ہے، جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ ایک صحابی نے پوچھا کہ "يا رسول الله، القردة والخنازير مما مسخ؟" کیا بندر اور خنزیر انسانی شکل سے مسخ ہو کر اس صورت کو پہنچے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن الله عز وجل لم يهلك قوما، أو يعذب قوما، فيجعل لهم نسلا، وإن القردة والخنازير كانوا قبل ذلك".(٤)

جس کا حاصل یہ ہے کہ جو قوم اللہ کے عذاب کا شکار ہو کر فنا ہو جائے، نیست و نابود ہو جائے اس کی نسل

---

(١) مسلم شريف، كتاب الزهد والرقائق، باب الفأرة وأنه مسخ، رقم (٧٤٥٧).

(٢) عمدة القاري ١٥/١٩٤، والعذب النمير ٤/٢٨٧، سورة الأعراف، والتحرير والتنوير ٢/٢٧٨، سورة البقرة. مسند أبي داود الطيالسي ٣/١٥٠-١٥١، رقم (٢٨٥٤).

(٣) عمدة القاري ١٥/١٩٣، والكوثر الجاري ٦/٢٢١، والتوضيح ١٩/٢٤٦.

(٤) صحيح مسلم، كتاب القدر، باب بيان أن الآجال والأرزاق...... رقم (٦٧٧٢).

نہیں چلتی، باقی رہے بندر اور سور، یہ تو پہلے سے چلے آرہے ہیں۔

ان کا وجود بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کو بندر اور سور میں تبدیل کردینے سے پہلے سے تھا، جب اللہ میاں نے دوسرے حیوانات پیدا کیے اس وقت ان کو بھی پیدا کیا گیا تھا، ان کے وجود کا کسی امت یا جماعت کے مسخ ہونے سے کوئی تعلق نہیں۔

چناں چہ مسلم شریف کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ امت ممسوخہ کی نسل نہیں چلتی۔ اب یہ دونوں احادیث کے درمیان تعارض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں، حدیث باب کا تعلق وحی سے پہلے کا ہے، اس پر قرینہ لفظ "أراها" ہے کہ میرا گمان وخیال یہ ہے کہ...... پھر جب وحی الٰہی سے یقینی بات معلوم ہوئی تو وہ دوسرے موقع پر ارشاد فرمائی، اس کا ذکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اور یہ بات واضح ہوگئی کہ چوہوں کا کسی ممسوخہ جماعت سے تعلق نہیں اور نہ ہی ان کی نسل کسی ایسی جماعت سے آگے چلی ہے(۱)۔ واللہ اعلم بالصواب

فحدثتُ كعبا، فقال أنت سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقوله؟ قلت: نعم، قال لي مرارا، فقلت: أفأقرأ التوراة؟

چناں چہ میں نے یہ حدیث حضرت کعب کو سنائی تو انہوں نے استفساراً مجھ سے کہا کیا واقعی آپ نے یہ

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/۱۹٤، والتوضيح ۱۹/۲٤٥، وفتح الباري ٦/۳٥۳، والكوثر الجاري ٦/۲۲۱.

قال القسطلاني في شرحه (٥/۳۱۰):

"وقد اختلف في الممسوخ، هل يكون له نسل أم لا؟ فذهب أبو إسحاق الزجاج وابن العربي أبو بكر إلى أن الموجود من القردة من نسل الممسوخ؛ تمسكا بحديث الباب، وقال الجمهور: لا، وهو المعتمد؛ لحديث ابن مسعود رضي الله عنه عند مسلم مرفوعا: "إن الله لم يهلك قوما أو يعذب قوما فيجعل لهم نسلا، وأن القردة والخنازير كانوا قبل ذلك". [صحيح مسلم، في القدر، باب بيان أن الآجال......، رقم (٦٧٧٠-٦٧٧۳)] وأجابوا عن حديث الباب بأنه عليه الصلاة والسلام قاله قبل أن يوحى إليه بحقيقة الأمر في ذلك، وإنما لم يجزم به بخلاف النفي، فإنه جزم به، كما في حديث ابن مسعود".

بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! انہوں نے مجھ سے کئی بار یہ سوال پوچھا (آخر) میں نے کہا کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟

"حدثتُ" کے قائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، فرماتے ہیں کہ جب میں نے مذکورہ بالا حدیث شریف حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہوں نے مجھ سے کہا کیا واقعی آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ اور کیا یہ واقعی نبی علیہ السلام کی حدیث ہے یہ سوال انہوں نے کئی بار کیا، آخر مجھ سے رہا نہ گیا اور یہ کہہ دیا کہ کیا میں تورات پڑھتا ہوں اور اس کا مطالعہ کرتا ہوں۔ یعنی یہ حدیث ہی ہے، کیوں کہ میں وہی بیان کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو، اپنی طرف سے نہیں کہتا، نہ ہی تورات سے نقل کرتا ہوں۔

"أفأقرأ التوراة؟" میں ہمزہ استفہام انکاری ہے، مطلب یہ ہے کہ میں تورات نہیں پڑھتا، مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "أفأنزلت علي التوراة؟"(۱) کہ تورات مجھ پر نہیں اتری کہ اس سے تم لوگوں کو سناؤں۔(۲)

اس سے ایک بات یہ مستفاد ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل کتاب سے کچھ نقل نہیں کرتے تھے۔

نیز یہ بھی مستفاد ہوا کہ اس طرح کے کوئی صحابی اگر کوئی ایسی روایت نقل کریں جس میں رائے اور اجتہاد کا کوئی دخل نہ ہو تو وہ حدیث ''مرفوع'' کے حکم میں ہوگی۔(۳)

چناں چہ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابتداء اس حدیث کی نسبت جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں کی، جب حضرت کعب نے بار بار استفسار کیا تب یہ فرمایا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، نہ میں نے تورات پڑھ رکھی ہے، بلکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنا رہا ہوں۔(۴)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق باب في الفار وأنه مسخ، رقم (٧٤٥٧).

(٢) فتح الباری ٣٥٣/٦، وعمدة القاري ١٩٤/١٥، وإرشاد الساري ٣١٠/٥، والتوضيح ٢٤٦/١٩.

(٣) فتح الباری ٣٥٣/٦.

(٤) مسند احمد ٥٠٨/٢، رقم (١٠٦٠٢).

غالباً ان دونوں حضرات تک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نہیں پہنچی تھی، جس کا ذکر مسلم شریف کے حوالے سے ابھی گزرا، اس لیے وہ آخر تک اسی پر رہے کہ ممسوخ کی نسل چلتی ہے۔ تفصیل ابھی گزر چکی ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ

یہ مشہور مخضرم تابعی، حضرت کعب بن ماتع رحمۃ اللہ علیہ ہیں، یمن کے معروف قبیلے حمیر سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے حمیری کہلاتے ہیں، ابواسحاق ان کی کنیت ہے اور کعب الاحبار سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔(۱)

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ مذہباً یہودی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا، مگر مسلمان نہیں ہوئے، اسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے ہاتھ پر قبول کیا، ایک روایت کے مطابق عہد فاروقی میں اسلام قبول کیا، اور راجح بھی یہی قول ہے۔(۲)

قبول اسلام سے مشرف ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے رشتۂ موالات قائم کیا، حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام قبول نہیں کیا اور نہ ہی عہد صدیقی میں مشرف باسلام ہوئے، تاہم عہد فاروقی میں مسلمان ہوگئے؟ حضرت کعب نے جواب دیا کہ میرے والد نے (جو یہودی تھے) تورات کا ایک حصہ لکھ کر میرے حوالے کیا اور کہا کہ اسی پر عمل کرو، اور اپنی دیگر تمام مذہبی کتابوں پر مہر (سیل) لگادی اور مجھ سے بیٹے کا اپنے والد پر جو حق ہوتا ہے اس کی قسم لی کہ میں اس مہر کو نہ توڑوں اور نہ ان کتابوں کو دیکھوں اور مطالعہ کروں۔ تاہم اب جب میں نے دیکھا کہ اسلام تو مسلسل غالب ہوتا جارہا ہے اور بقاع عالم میں پھیلتا جارہا ہے تو سوچا کہ ان کتابوں کو دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں، میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ شاید ان میں کوئی ایسا علم ہو جو تمہارے والد

---

(۱) تهذيب الكمال ۱۸۹/۲۴، وتهذيب ابن حجر ۱۳۸/۸، وكتاب الثقات ۳۳۳/۵.

(۲) حواله جات بالا، والإصابة ۳۱۵/۳، قال الحافظ: والراجح أن إسلامه كان في خلافة عمر.

نے تم سے چھپایا ہو، اب انہیں پڑھ ہی لو، چناں چہ میں نے مہر توڑ دی اور وہ کتابیں پڑھیں تو مجھے ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات محمودہ اور ان کی امت کے حالات پڑھنے کو ملے، حق چوں کہ واضح ہو چکا تھا اس لیے میں مسلمان ہو گیا۔(۱)

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت حدیث کرتے ہیں۔ نیز حضرت صہیب رومی، حضرت عمر فاروق اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث روایت کرتے ہیں، تاہم ان کا انتقال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ہوا۔

اور ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت معاویہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کے علاوہ، ان کے سوتیلے بیٹے تبیع حمیری، نیز مالک بن ابی عامر اصبحی، عطاء بن ابی رباح، عبداللہ بن ضمرہ سلولی، عبداللہ بن رباح انصاری، ممطور ابوسلام، ابو رافع صائغ، عبدالرحمٰن بن مغیث، روح بن زنباع، یزید بن خمیر جیسے اساطین علم شامل ہیں۔(۲)

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا شمار اہل شام کے تابعین کے طبقہ اولی میں کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ آخر عمر میں انہوں نے شام کی رہائش اختیار کر لی تھی، ابتداءً مدینہ کے باشندے تھے۔(۳)

کسی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا ذکر کیا تو فرمایا:

"إن عند ابن الحِمْيَرِية لعلما كثيرا". (٤)

کہ "بھئی! ابن الحمیریہ کے پاس تو بہت سارا علم ہے"۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"ألا، إن أبا الدرداء أحد الحكماء، ألا إن عمرو بن العاص أحد الحكماء، ألا إن كعب الأحبار أحد العلماء، إن عنده لعلم كالثمار، وإن كنا فيه

(١) تهذيب الكمال ٢٤/ ١٩١، رقم الترجمة (٤٩٨٠)، وطبقات ابن سعد ٧/٤٤٥.

(٢) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تهذيب الكمال ٢٤/١٨٩، ١٩٠، وتهذيب التهذيب ٨/٤٣٨.

(٣) طبقات ابن سعد ٧/٤٤٥، وتهذيب الكمال ٢٤/١٩٠، وتهذيب التهذيب ٨/٤٣٨.

(٤) طبقات ابن سعد ٧/٤٤٦، وتهذيب الكمال ٢٤/١٩١، وتهذيب التهذيب ٨/٤٣٩.

لمفرِّطين". (۱)

''سنو! ابوالدرداء اور عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہما) دونوں ارباب دانش میں سے ہیں،
سنو! کعب احبار (رحمۃ اللہ علیہ) بڑے علماء میں سے ہیں، ان کے پاس پھلوں (کی کثرت) کی طرح علم ہے، اگرچہ ہم ان کی شان اور حق کی قدر نہیں کر سکے''۔

ابومعن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار دونوں کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہم کے ہاں ہوئی، عبداللہ بن سلام نے حضرت کعب سے پوچھا کہ ارباب علم کون ہیں؟ تو فرمایا "الذین یعملون به" کہ حقیقتاً بڑا عالم وہ ہے جو علم پر عمل کرتا ہو۔ پھر پوچھا کہ آخر کس وجہ سے علماء کے دلوں سے علم اٹھ جائے گا حالاں کہ انہوں نے اسے خوب یاد بھی کیا اور سمجھا بھی؟ حضرت کعب نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ اپنی حاجات لوگوں کے سامنے رکھیں گے، لالچ اور طمع کا شکار ہو جائیں گے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ (۲)

حضرت کعب کا انتقال کب ہوا؟ اس میں دو قول ہیں ۳۲ ہجری اور ۳۴ ہجری۔ مشہور قول دوسرا ہے کہ ۳۴ ہجری میں وفات ہوئی۔ انتقال کے وقت ان کی عمر مبارک ایک سو چار سال تھی۔ شام کے مشہور شہر حمص میں ان کی وفات ہوئی۔ (۳)

یہ حضرات صحابہ کے ساتھ غزوات میں نکلتے تھے اور ان کی وفات بھی غزوے کے لیے جاتے ہوئے راستے میں ہوئی، صائفہ کی طرف جانے والے لشکر کا حصہ تھے کہ بیمار ہو گئے اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوا۔ (۴) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سنن ثلاثہ، نیز ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کے راوی ہیں۔ (۵)

---

(۱) تهذيب الكمال ٢٤/١٩٢، وتهذيب ابن حجر ٨/٤٣٩.

(۲) تهذيب الكمال ٢٤/١٩٢.

(۳) حوالہ بالا، وتہذیب ابن حجر ۸/۴۳۹، وثقات ابن حبان ۵/۳۳۴۔

(٤) سير أعلام النبلاء ٣/٤٩٠، ٤٩١، وتهذيب الكمال ٢٤/١٩١.

(٥) تهذيب ابن حجر ٨/٤٣٩، وتهذيب الكمال ٢٤/١٩٣، وسير أعلام النبلاء ٣/٤٩٠.

تاہم صحیحین میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے، حافظ جمال الدین مزی رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تسامح ہوگیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب کو بخاری شریف کا راوی قرار دیا ہے، جب کہ بخاری میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔(۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت

حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت واضح ہے کہ اس میں مختلف جان داروں کا ذکر ہے، وہ سب مخلوق اور دابہ میں داخل ہیں۔

باب کی ساتویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣١٣٠ : حدّثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ ، عَنِ ٱبْنِ وَهْبٍ قالَ : حَدَّثَنِي يُونُسُ ، عَنِ ٱبْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ : يُحَدِّثُ عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهَا(۲) : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لِلْوَزَغِ : (الْفُوَيْسِقُ) . وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمَرَ بِقَتْلِهِ . وَزَعَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِهِ . [ر : ١٧٣٤]

---

(١) قال الحافظ ابن حجر رحمه الله في التهذيب ٨/٤٣٩: "هذا – أي حديث حميد بن عبد الرحمن سمع معاوية...... ـ جميع ما له في البخاري، وليست هذه برواية عنه، فالعجب من المؤلف (المزي) كيف يرقم له رقم البخاري، فيوهم أن البخاري أخرج له، وكذا رقم في الرواة عنه على معاوية بن سفيان رقم البخاري؛ معتمدا على هذه القصة، وفي ذلك نظر، وقد وقع ذكر الرواية عنه في مواضع، في مسلم، في أواخر كتاب الأيمان، وفي حديث أبي معاوية عن الأعمش، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه: "إذا أدى العبد حق الله وحق مواليه كان له أجران". فحدثت به كعبا، فقال كعب: "ليس عليه حساب، ولا على مؤمن مزهد".[صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب ثواب العبد وأجره إذا نصح لسيده......، رقم (١٦٦٦/٤٣٢٢)] قلت: والصواب مع ابن حجر، وقال ابن حجر في التقريب: ثقة مخضرم". تعليقات تهذيب الكمال ٢٤/١٩٣.

(٢) قوله: "عن عائشه رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه فى الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب......

تراجم رجال

۱) سعید بن عفیر

یہ ابوعثمان سعید بن کثیر بن عفیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) ابن وہب

یہ مشہور محدث ابومحمد عبداللہ بن وہب بن مسلم قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب العلم، "باب من یرد اللہ بہ خیرا......" کے تحت گزر چکا ہے۔(۱)

۳) یونس

یہ ابویزید یونس بن یزید ایلی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات بدء الوحی اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب من یرد بہ خیرا......" میں آچکے۔(۲)

۴) ابن شہاب

امام محمد بن مسلم بن عبید اللہ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثالث کے تحت بیان ہو چکے۔(۳)

۵) عروہ

یہ حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۶) عائشہ

یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان دونوں کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت گزر چکا۔(۴)

---

(۱) کشف الباری ۳/۲۷۴-۲۸۲۔

(۲) کشف الباری ۳/۲۸۲ و کشف الباری ۱/۴۶۳، الحدیث الخامس۔

(۳) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۴) کشف الباری ۱/۲۹۱، ۲۹۲۔

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال للوزغ: الفويسق.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کی بابت فرمایا کہ یہ فسادی اور موذی جانور ہے۔

وزغ کی لغوی وصرفی تحقیق

وزغ واو اور زاء کے فتحہ کے ساتھ وزغة کی جمع ہے، اس کی اور کئی جمع بھی آتی ہیں جیسے اوزاغ، وزغان، وزاغ اور ازغان، چھپکلی کو کہتے ہیں، اسے سام ابرص بھی کہا جاتا ہے۔(۱)

للوزغ میں جو لام جارہ ہے وہ عن کے معنی میں ہے، مطلب ہے "قال للوزغ: أي عن الوزغ" کہ چھپکلی کے بارے میں فرمایا......۔(۲)

فویسق صیغہ تصغیر ہے اور یہ تصغیر حقارت اور ذم کی غرض سے ہے، اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی ان شاء اللہ۔

ولم أسمعه أمر بقتله

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے نہیں سنا۔

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے، وہ یہ فرمارہی ہے کہ چھپکلی کو مارنا چاہیے یا نہیں؟ اس بابت میں نے آپ علیہ السلام سے کچھ نہیں سنا۔

شریعت مطہرہ میں اس موذی جانور کو مارنے کا حکم ہے، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول عدم قتل پر دلیل نہیں بن سکتا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا عدم سماع (نہ سننا) عدم وقوع کی دلیل نہیں، انہوں نے نہیں سنا!! مگر دیگر اور بہت سے صحابہ نے تو سنی ہے۔(۳)

---

(۱) إرشاد الساري ٥/٣١٠.

(۲) إرشاد الساري ٥/٣١٠.

(۳) قال ابن التين رحمه الله: "لا حجة فيه؛ إذ لا يلزم من عدم سماعها عدم الوقوع.. ...". عمدة القاری ١٥/١٩٤، وفتح الباری ٦/٣٥٣.

علاوہ ازیں روایت باب کے خلاف، مضمون کی روایت خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، جس سے چھپکلی کو مارنا ثابت ہوتا ہے، چناں چہ مسند احمد وغیرہ (۱) میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ایک نیزہ رکھا ہوا تھا، کسی نے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم اس کے ذریعے چھپکلی کو مارتے ہیں، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالا گیا تو روئے زمین کا ہر جانور، چوپایا غمگین تھا اور ہر جانور نے اس آتش نمرود کو ٹھنڈا کرنے اور اپنے اپنے طور پر اس کو سرد کرنے کی کوشش کی تھی، سوائے اس مردود چھپکلی کے کہ وہ آگ کو مزید بھڑکانے کے لیے اس پر پھونکا کرتی تھی، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا۔ (۲)

تاہم حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان یہ ہے کہ صحیح بخاری کی روایت ہی درست ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چھپکلی کو مارنے کی بابت نبی علیہ السلام سے کچھ نہیں سنا۔

رہی بات مسند احمد وغیرہ کی روایت کی کہ اس میں "أخبرنا" کے الفاظ آئے ہیں: "فإن النبي صلی اللہ علیہ وسلم أخبرنا....." تو یہ مجاز پر محمول ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپکلی کے بارے میں کچھ نہیں سنا تھا، بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی تھی، جس کی تعبیر انہوں نے أخبرنا سے کردی، چناں چہ أخبرنا سے مراد "أخبر الصحابة" ہے۔

اس کی مثال اور نظیر حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے: "خطبنا عمران....." کہ ہمیں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، تو ان کی مراد یہاں "خطب أهل البصرة" ہوتی ہے، کیوں کہ خود حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو براہ راست نہیں سنا ہے۔ (۳)

واللہ اعلم بالصواب

---

(۱) مسند الإمام أحمد ٦/٨٣، رقم (٢٥٠٣٩)، ومسند أبي يعلى الموصلي ٤/٣، رقم (٤٣٤٠)، أول حديث من مسند عائشة، وسنن النسائي، كتاب المناسك، باب قتل الوزغ، رقم (٢٨٣٤)، وسنن ابن ماجة، كتاب الصيد، باب قتل الوزغ، رقم (٣٢٣١).

(۲) عمدة القاري: ١٥/ ١٩٤، وفتح الباري ٦/٣٥٣، وإرشاد الساري ٥/٣١١.

(۳) فتح الباری ٦/٣٥٤.

وزعم سعد بن أبي وقاص أن النبي صلى الله عليه وسلم أمر بقتله.

اور سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کے مارنے کا حکم دیا۔

"زعم" قال کے معنی میں ہے، اب اس جملہ "وزعم سعد" کا قائل کون ہے؟ اس میں تین احتمالات ہیں۔

ا۔ اس کے قائل عروہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اس طرح حدیث متصل ہوگی، کیوں کہ ان کا سماع حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس جملہ کی قائل ہیں، تو یہ روایۃ القرین عن القرین ہوگی کہ ایک ساتھی کا دوسرے ساتھی سے سننا، اس احتمال کو عینی نے اقرب فرمایا ہے۔

"ويحتمل أن يكون عائشة رضي الله تعالى عنها، وهذا أقرب من حيثيته ما يقتضيه التركيب". (۱)

۳۔ اس جملہ کے قائل امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اس طرح یہ روایت منقطع ہوگی کیوں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے امام زہری کا سماع نہیں ہے۔

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری احتمال کو درست اور راجح کہا ہے۔ (۲)

وجہ ترجیح

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسرے احتمال کو راجح قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "غرائب مالک" (۳) میں حضرت عائشہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما دونوں کی حدیثیں ابن وہب کے طریق سے نقل کی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت عن یونس و مالک معاً عن ابن شہاب

---

(۱) عمدة القاري ١٥/١٩٤.

(۲) فتح الباري ٦/٣٥٤، وإرشاد الساري ٥/٣١١.

(۳) حوالہ جات بالا، وتغلیق التعلیق ۳/۵۱۹، وہدی الساری ۴۴۲۔

عن عروہ عن عائشہ کی سند سے ہے، جب کہ اتصال میں کوئی شک نہیں، تاہم ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث عن ابن شہاب عن سعد بن ابی وقاص کی سند سے ذکر فرمائی ہے، حالاں کہ ابن شہاب کا سماع جیسا کہ ابھی گزرا، حضرت سعد سے ثابت نہیں ہے، اس لیے دوسری روایت منقطع ہوئی۔(۱)

ایک اہم تنبیہ

یہ ساری تفصیل ابن وہب کے طریق کے اعتبار سے ہے، ورنہ یہی حدیثِ سعد مسلم اور ابو داود وغیرہ (۲) میں معمر عن الزہری کے طریق سے ہے، اس میں ابن شہاب زہری حضرت سعد کے صاحب زادے عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں اس طرح روایت متصل ہو جاتی ہے۔ گویا ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معمر بن راشد کو جب حدیث سنائی تو پوری سند موصولاً ذکر کی اور یونس بن یزید کو سناتے ہوئے ارسال کر دیا۔(۳) واللہ اعلم بالصواب

چھپکلی کو مارنے کا حکم

باب کی، چھپکلی سے متعلق احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موذی جانور کو مارنے کا حکم دیا تھا، اس لیے اس کو مارنا مستحب ہے، اس کے مارنے پر اجر کا وعدہ ہے، چناں چہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت، جو مسلم شریف وغیرہ (۴) میں ہے، سے چھپکلی کے مارنے پر سونیکیوں کے ملنے کا

---

(۱) حوالہ جات بالا۔

(۲) صحيح مسلم، كتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، رقم (٢٢٣٨)، وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في قتل الأوزاغ، رقم (٥٢٦٢)، وصحيح ابن حبان ٤٥٩/٨، كتاب الحظر والإباحة، باب قتل الوزغ، رقم (٥٦٠٦)، ومسند الإمام أحمد ١٧٦/١، رقم (١٥٢٣).

(۳) تغليق التعليق ٥١٩/٣، وهدي الساري ٤٤٢، وفتح الباري ٣٥٤/٦، وإرشاد الساري ٣١١/٥.

(٤) مسلم، كتاب الحيوان، باب استحباب قتل الوزغ، رقم (٥٨٤٦)، وأبو داود، كتاب الأدب، باب قتل الأوزاغ، رقم (٥٢٦٣ و٥٢٦٤)، والترمذي، كتاب الصيد، باب ما جاء في قتل الوزغ، رقم (١٤٨٢)، وابن ماجه، كتاب الصيد، باب قتل الوزغ، رقم (٣٢٦٩).

وعدہ ہے اور اسی روایت کے ایک طریق (۱) میں ستر نیکیاں ملنے کا بتلایا گیا ہے کہ اسے پہلی ضرب میں جو مارے گا اس کو سو یا ستر یعنی بہت زیادہ نیکیاں ملیں گی، دو ضربوں میں مارے گا اس کو کچھ اور کم، تین ضربوں میں جو مارے گا اس کو دو ضربوں سے مارنے والے سے کچھ کم......۔

چھپکلی کو مارنے کی علت

اس کو مارنے کی علت اور سبب یہی ہے کہ یہ جانور انتہائی خبیث الطبع اور کمینی فطرت کا ہوتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود لعین نے آگ میں ڈالا تو روئے زمین کے ہر چرند پرند نے اس آگ کو بجھانے کی کوشش کی اور اس عمل میں اپنا حصہ ڈالا، سوائے چھپکلی کے، کہ وہ اپنی کمینی فطرت کے عین مطابق آگ کو بڑھاوا دینے کے لیے اس میں پھونکے مارتی رہی، اس لیے اس کو دیکھتے ہی مارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

علاوہ ازیں اس جانور کا زہر انتہائی سریع الاثر ہوتا ہے، کھانے پینے کی اشیاء میں گر جائے تو بہت زیادہ نقصان اور ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی حدیث "من قتل وزغة في أول ضربة فله كذا وكذا حسنة" (۲) کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"المقصود به الحث على المبادرة بقتله، والاعتناء به، وتحريض قاتله على أن يقتله بأول ضربة، فإنه إذا أراد أن يضرب ضربات ربما انفلت وفات قتله". (۳)

---

(۱) مسلم، رقم (۵۸٤۸).

(۲) صحيح مسلم، كتاب الحيوان، رقم (٥٨٤٦-٥٨٤٨).

(۳) شرح النووي على مسلم ١٤/ ٤٥٥-٤٥٦، كتاب الحيوان، باب استحباب قتل الوزغ.

باب کی آٹھویں حدیث حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣١٣١ : حدّثنا صَدَقَةُ : أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ : أَنَّ أُمَّ شَرِيكٍ أَخْبَرَتْهُ[١] : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الأَوْزَاغِ . [٣١٨٠]

تراجم رجال

١)صدقہ بن الفضل

یہ امام ابوالفضل صدقہ بن الفضل مروزی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرۃ کتاب العلم، "باب العلم والعظة......" کے تحت گزر چکا ہے۔(٢)

٢)ابن عیینہ

یہ مشہور محدث سفیان بن عیینہ ہلالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مختصر حالات بدء الوحی میں اور مفصل حالات کتاب العلم، "باب قول المحدث: حدثنا......"میں آچکے۔(٣)

٣)عبدالحمید

یہ عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٤)

---

(١) قوله: "أم شريك رضي الله عنها": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالى: ﴿واتخذ الله إبراهيم خليلا﴾، رقم (٣٣٥٩)، ومسلم، كتاب الحيوان، باب استحباب قتل الوزغ، رقم (٥٨٤٢، ٥٨٤٣)، والنسائي، كتاب الحج، باب قتل الوزغ، رقم (٢٨٨٥)، وابن ماجه، كتاب الصيد، باب قتل الوزغ، رقم (٣٢٦٨).

(٢) کشف الباری، کتاب العلم ٣٨٨/٤۔

(٣) کشف الباری ٢٣٨/١، الحدیث الاول، و١٠٢/٣۔

(٤) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة......

۴) سعید بن المسیب

یہ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا ترجمہ کتاب الایمان، "باب من قال: إن الإیمان هو العمل......" کے تحت گزر چکا۔(۱)

۵۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا

یہ حضرت ام شریک عامریہ انصاریہ دوسیہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نام غزیلہ بنت دودان بن عمرو بن عامر ہے(۲)، جب کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا نام غزیہ بنت حکیم بن جابر لکھا ہے۔(۳)

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث کرتی ہیں، جب کہ ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید بن میتب، عروہ بن زبیر اور شہر بن حوشب رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۴)

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر ائمہ خمسہ نے ان کی روایات اپنی اپنی مصنفات میں ذکر کی ہیں۔(۵) رضي الله عنها وأرضاها.

أن أم شريك أخبرته أن النبي صلى الله عليه وسلم أمرها بقتل الأوزاغ.

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے انہیں بتلایا کہ نبی علیہ السلام نے انہیں چھپکلیوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چھپکلی جہاں نظر آئے اسے مار دینا چاہیے۔ تفصیل ابھی گزر چکی ہے۔

---

(۱) کشف الباری ۱۵۹/۲۔

(۲) تهذيب الكمال ۳۶۷/۳۵، وتهذيب التهذيب ۴۷۲/۱۲.

(۳) حواله جات بالا، والطبقات الكبرى لابن سعد ۱۵٤/۸.

(۴) شیوخ وتلامذہ کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۳۶۷/۳۵، وتہذیب التہذیب ۴۷۲/۱۲۔

(۵) تہذیب الکمال ۳۶۷/۳۵، ان کے بارے میں مزید تفصیلات کے لیے الاصابۃ ۴۶۶/۴، ۴۶۷، رقم (۱۳۴۷)۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت

حضرت عائشہ اور حضرت ام شریک رضی اللہ عنہما دونوں کی احادیث میں وزغ کا ذکر ہے، جو مخلوق ہے اور دابہ میں داخل ہے۔

باب کی نویں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

٣١٣٢ : حدّثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا[1] قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (اقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ ، فَإِنَّهُ يَطْمِسُ الْبَصَرَ ، وَيُصِيبُ الحَبَلَ) . تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ : أَبَا أُسَامَةَ .

تراجم رجال

۱) عبید بن اسماعیل

یہ ابو محمد عبد اللہ بن اسماعیل ہباری کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، عبید لقب ہے۔ ان کے حالات کتاب الحیض، "باب نقض المرأة شعرها......" کے تحت گذر چکے ہیں۔ (۲)

۲) ابو اسامہ

یہ ابو اسامہ حماد بن اسامہ بن زید قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب فضل من علم وعلّم" کے تحت گزر چکا ہے۔ (۳)

---

(١) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، أخرجه البخاري في نفس هذا الباب، رقم (٣٣٠٩)، ومسلم، في السلام (كتاب الحيوان)، باب قتل الحيات وغيرها، رقم (٥٨٢٤)، والنسائي، في مناسك الحج، باب قتل الوزغ، رقم (٢٨٣١)، وابن ماجه، في الطب، باب قتل ذي الطفتين، رقم (٣٥٧٩).

(٢) كشف الباري، كتاب الحيض ٣٩٨، وإرشاد الساري ٥/٣١١.

(٣) کشف الباری ۳/۲۱۴۔

۳)ہشام

یہ ابوالمنذر ہشام بن عروہ بن زبیر قرشی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)ابیہ (عروہ)

اب سے حضرت عروہ بن زبیر بن عوام قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں حضرات کا تفصیلی تذکرہ کتاب الایمان، "باب أحب الدين إلى الله أدومه" کے تحت گزر چکا ہے۔(۱)

۵)عائشہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات بدء الوحی میں آچکے۔(۲)

قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اقتلوا ذا الطفيتين؛ فإنه يطمس البصر، ويصيب الحبل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو دھاری سانپ کو مار ڈالو، کیوں کہ وہ آنکھوں کو بے نور اور حمل کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اس حدیث شریف کی شرح پیچھے گزر چکی ہے۔

تابعه حماد بن سلمة......

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اس متابعت کے ذکر سے مقصد یہ ہے کہ اس حدیث کی ہشام بن عروہ سے تخریج میں حماد بن سلمہ نے بھی ابو اسامہ کی متابعت کی ہے۔(۳)

مذکورہ متابعت کی تخریج

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا متابعت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں "عفان عن حماد

---

(۱) کشف الباری ۲/۴۳۲-۴۳۶، نیز دیکھیے کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۲) کشف الباری ۱/۲۹۱۔

(۳)فتح الباري ٦/٣٥٤، وإرشاد الساري ٥/٣١١، وعمدة القاري ١٥/١٩٥.

بن سلمة......"(۱) کے طریق سے موصولاً ذکر کیا ہے۔(۲)

باب کی دسویں حدیث بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

۳۱۳۳ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيىٰ ، عَنْ هِشَامٍ قالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ عائِشَةَ[۳] قالَتْ : أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَتْلِ الأَبْتَرِ ، وَقالَ : (إِنَّهُ يُصِيبُ البَصَرَ ، وَيُذْهِبُ الحَبَلَ) .

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ مسدد بن مسرہد بن مسربل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) یحییٰ

یہ مشہور محدث ابوسعید یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب الایمان،،"باب من الإيمان أن يحب لأخيه......" کے تحت آچکا۔(۴)

سند کے باقی رواۃ کے لیے سابقہ سند دیکھیے۔

ایک اہم فائدہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت میں "ابتر" پر اقتصار کیا ہے، سابقہ حدیث میں "ذوالطفیتین" پر اقتصار فرمایا تھا، دونوں روایتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہیں، حالاں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو حدیث سابق میں گزری ہے، اس میں ان دونوں کو ایک ہی روایت میں جمع کیا گیا ہے۔

---

(۱) مسند الإمام أحمد، مسند عائشة، ۱۳٤/٦، رقم (۲٥٥۳۹).

(۲) فتح الباري ۳٥٤/٦، وعمدة القاري ۱۹٥/۱٥، وإرشاد الساري ۳۱۱/٥.

(۳) قوله: "عن عائشه رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه آنفا.

(۴) کشف الباری ۲/۲۔

نیز مسلم شریف میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے ایک طریق، جو ابو معاویہ سے ہے(۱)، میں دونوں امور کو ایک ہی روایت میں جمع کیا گیا ہے، لہذا باب ہذا میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں امور کو جو الگ الگ روایتوں کے ذریعے ذکر فرمایا، اس کی وجہ یا تو ضبطِ راوی ہے کہ کسی نے کچھ ایک کو ضبط کیا اور کسی نے دوسرے کو۔ یا یہ اختلاف، اوقاتِ سماع کے اختلاف پر محمول ہے۔(۲) واللہ اعلم

اس حدیث کی شرح بھی پیچھے گزر چکی ہے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان دونوں احادیث کی مناسبت بالباب لفظ ''ذا الطفیتین'' اور ''ابتر'' میں ہے کہ یہ دونوں مخلوق ہیں اور دابہ ہیں۔

باب ہذا کی گیارہویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٣٥/٣١٣٤ : حدّثني عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ : حَدَّثَنَا ٱبْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقُشَيْرِيِّ ، عَنْ ٱبْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ : أَنَّ ابْنَ عُمَرَ(۳) كَانَ يَقْتُلُ الحَيَّاتِ ثُمَّ نَهَى ، قالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ هَدَمَ حائِطًا لَهُ ، فَوَجَدَ فِيهِ سِلْخَ حَيَّةٍ ، فَقَالَ : (ٱنْظُرُوا أَيْنَ هُوَ) . فَنَظَرُوا ، فَقَالَ : (ٱقْتُلُوهُ) . فَكُنْتُ أَقْتُلُهَا لِذٰلِكَ ، فَلَقِيتُ أَبَا لُبَابَةَ ، فَأَخْبَرَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ : (لَا تَقْتُلُوا ٱلْجِنَّانَ ، إِلَّا كُلَّ أَبْتَرَ ذِي طُفْيَتَيْنِ ، فَإِنَّهُ يُسْقِطُ الْوَلَدَ ، وَيُذْهِبُ الْبَصَرَ ، فَاقْتُلُوهُ) .

تراجم رجال

۱) عمرو بن علی

یہ حافظ عمرو بن علی بن بحر صیرفی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

---

(۱) مسلم شریف، کتاب الحیوان، باب قتل الحیات وغیرہا، رقم (۵۸۲۴)۔

(٢) الكوثر الجاري ٦/ ٢٢٢.

(٣) قوله: "أن ابن عمر......": الحديث، مر تخريجه في الباب السابق.

(٤) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضو، باب الرجل يوضئ صاحبه.

۲) ابن ابی عدی

یہ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی السلمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۳) ابو یونس قشیری

یہ ابو یونس حاتم بن مسلم بصری قشیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲) ابو صغیرہ ان کے نانا ہیں، جب کہ بعض نے کہا کہ ابو صغیرہ ان کے سوتیلے والد تھے۔(۳)

یہ عطاء بن ابی رباح عمرو بن دینار، ابن ابی ملیکہ، سماک بن حرب، نعمان بن سالم اور ابو قزعۃ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں شعبہ بن حجاج، عبد اللہ بن مبارک ابن ابی عدی، یحیٰی بن سعید القطان، روح بن عبادۃ، عبد اللہ بن بکر سہمی اور محمد بن عبد اللہ انصاری جیسے اساطین علم وعرفان شامل ہیں۔(۴)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الإمام الصدوق ...... من نبلاء المشائخ".(۵)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ثقة إن شاء الله".(٦)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ثقة ،ثقة".(۷)

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الغسل، باب إذا جامع، ثم عاد، ومن دار على ......

(۲) بضم القاف وفتح الشين المعجمة، وسكون الياء آخر الحروف، وبالراء — نسبة إلى قشير بن كعب بن ربيعة۔ عمدة القاري ۱۵/۱۹۵.

(۳) حوالہ بالا، وتهذيب الكمال ۱۹٤/٥، وإكمال مغلطاي ۲۷۲/۳، وتهذيب ابن حجر ۱۳۰/۲.

(۴) حوالہ جات بالا۔

(٥) سير أعلام النبلاء ۲٥۳/٦.

(٦) طبقات ابن سعد ۲۷۰/۷، وإكمال مغلطاي ۲۷۲/۳.

(۷) الإكمال ۲۷۲/۳، وتهذيب ابن حجر ۱۳۰/۲.

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۱)

خلاصہ یہ ہوا کہ ابو یونس قشیری رحمۃ اللہ علیہ متفق علیہ ثقہ ہیں، کسی سے ان کی جرح مروی نہیں۔

یہ ائمہ ستہ کے راوی ہیں، سب نے ان کی احادیث لی ہیں۔(۲)

تقریبا ۱۵۰ ہجری تک یہ زندہ رہے، اس کے بعد انتقال ہوا۔(۳) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

۴۔ابن ابی ملیکہ

یہ ابوبکر عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله......" کے تحت آچکا ہے۔(۴)

۵)ابن عمر رضی اللہ عنہما

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات کتاب الایمان، "باب الإيمان، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام......" کے تحت گزر چکے ہیں۔(۵)

لا تقتلوا الجنان إلا كل أبتر ذي طفيتين......

ایک اشکال اور اس کا جواب

اس حدیث کی شرح گذشتہ باب میں آچکی ہے، گذشتہ باب کی حدیث میں الفاظ یہ تھے: "اقتلوا ذا الطفيتين والأبتر" جس میں واو آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں الگ الگ صنف ہیں، جب کہ باب

---

(۱) الثقات لابن حبان ۶/۲۳۶.

(۲) تهذيب الكمال ۵/۱۹۵.

(۳) سير أعلام النبلاء ۶/۲۵۴.

(۴) کشف الباری ۲/۵۴۸۔

(۵) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

کی حدیث میں بدون واو ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی صنف ہیں۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کے دو جوابات دیے ہیں:۔

ا۔ یہ واو جمع بین الوصفین کے لیے ہے، جمع بین الذاتین کے لیے نہیں، اس طرح حدیث شریف کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سانپ کو مار دو جس میں یہ دونوں وصف پائے جاتے ہوں، اس کی مثال یہ جملہ ہے "مررت بالرجل الکریم والنسمة المبارکة" اس مثال میں "الکریم والنسمة المبارکة" دونوں رجل کے وصف ہیں، دو الگ الگ ذاتیں نہیں کہ اس بندہ کا گزر الرجل الکریم سے بھی ہوا اور النسمة المبارکة سے بھی۔

اسی طرح حدیث باب میں اور ذو الطفیتین سے ایک ہی ذات مراد ہے۔

۲۔ علاوہ ازیں ان دو امور میں کوئی منافات نہیں کہ ان دونوں صفات میں سے کسی ایک سے متصف کے قتل کا حکم دیا جائے اور جو دونوں صفات کا حامل ہو اس کے بھی مارنے کا حکم دیا جائے، کیوں کہ اس سانپ میں کبھی یہ دونوں صفتیں جمع ہوتی ہیں اور کبھی نہیں (۱)۔ واللہ اعلم بالصواب

باب کی بارہویں حدیث بھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

(۳۱۳۵) : حدَّثنا مالِكُ بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حازِمٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ٱبْنِ عُمَرَ(۲) : أَنَّهُ كانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ ، فَحَدَّثَهُ أَبُو لُبَابَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوتِ ، فَأَمْسَكَ عَنْهَا . [ر : ۳۱۲۳]

تراجم رجال

۱) مالک بن اسماعیل

یہ ابو غسان مالک بن اسماعیل بن زیاد نہدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۳)

---

(۱) شرح الكرماني ۲۱۹/۱۳، وعمدة القاري ۱۹۹/۱۵، وشرح القسطلاني ۳۱۲/۵.

(۲) قوله: "عن ابن عمر رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه في الباب السابق.

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان.

۲)جریر بن حازم

یہ ابونصر جریر بن حازم بن زید ازدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۱)

۳)نافع

یہ مفتی مدینہ نافع مولی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا مفصل تذکرہ کتاب العلم، "باب ذکر العلم والفتيا في المسجد" میں گزر چکا ہے۔(۲)

۴)ابن عمر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس......" میں آچکے۔(۳)

اس حدیث کی شرح بھی گذشتہ باب میں ہو چکی ہے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی دونوں روایتوں کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت واضح ہے، ان میں سانپ اور اس کی مختلف انواع کا ذکر ہے اور سب دابہ ہیں۔

---

(۱) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد.

(۲) کشف الباری ۶۵۱/۴۔

(۳) کشف الباری ۶۳۷/۱۔

١٦ – باب : خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ فَوَاسِقُ ، يُقْتَلْنَ في الحَرَمِ .

ترجمۃ الباب کی تحلیل لغوی وصرفی ونحوی

باب تنوین کے ساتھ ہے، خمس موصوف اور فواسق اس کی صفت ہے، پھر مبتدا، جب کہ یقتلن فعل مجہول اس کی خبر ہے۔(۱)

دواب جمع ہے دابہ کی، دب یدب دبیبا باب ضرب سے رینگنے کے معنی میں ہے، مگر اس کا اطلاق اب ہر زمین پر چلنے والے پر ہوتا ہے، بلکہ یہ لفظ ہر جان دار کو شامل ہے، مذکر ہو یا مؤنث، اس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔(۲)

فواسق جمع ہے فاسقہ کی، فسق سے مشتق ہے، جس کے معنی خروج کے ہیں۔

فاسق بھی اس لیے فاسق کہلاتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت سے خارج ہوتا ہے۔(۳)

---

(١) عمدة القاری: ١٥/ ١٩٦، وشرح القسطلانی ٥/ ٣١٢.

(٢) قال الإمام الفخر الرازي رحمه الله في تفسيره:

"قال الزجاج: الدابة اسم لكل حيوان؛ لأن الدابة اسم مأخوذ من الدبيب، وبنيت هذه اللفظة على هاء التأنيث، وأطلق على كل حيوان ذي روح، ذكرا كان أو أنثى، إلا أنه بحسب عرف العرف اختص بالفرس، والمراد بهذا اللفظ في هذه الآية الموضوع الأصلي اللغوي، فيدخل فيه جميع الحيوانات، وهذا متفق عليه بين المفسرين، ولا شك أن أقسام الحيوانات وأنواعها كثيرة، وهي الأجناس التي تكون في البير والبحر والجبال، والله يحصيها دون غيره، وهو تعالى عالم بكيفية طبائعها، وأعضائها، وأحوالها، وأغذيتها، وسمومها، ومساكنها، وما يوافقها، وما يخالفها؛ فالإله المدبر لأطباق السماوات والأرضين وطبائع الحيوان والنبات، كيف لايكون عالما بأحوالها؟؟!"

التفسير الكبير للرازي: ٩/ ١٤٨-١٤٩، سورة هود، الآية/ ٦.

(٣) شرح نووی ٨/ ٣٥٣۔

حدیث میں مذکور پانچوں جان داروں کو فواسق اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ عصمت وحفاظت سے خارج ہیں، فسادی ہونے کی وجہ سے مستحق قتل ہیں، ہر وہ چیز جو طبعاً تکلیف دہ اور ایذاء رسا ہو، اس کو قتل کرنا شرعاً درست ہے، چناں چہ معلوم یہ ہوا کہ استحقاق قتل ان پانچ میں منحصر نہیں، بلکہ ان کے علاوہ بھی اگر کوئی جانور تکلیف کا سبب بنے گا تو اسے مار دیا جائے گا، عدد کا یہاں کوئی مفہوم نہیں ہے۔(۱)

"فی الحرم" کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر حرم میں ان کو اور ہر موذی کو قتل کرنا بطریق اولی جائز ہے۔(۲)

علاوہ ازیں یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ سرخسی کے نسخے میں ترجمۃ الباب کے الفاظ میں یہ زیادتی بھی ہے "إذا وقع الذباب فی شراب أحد کم فلیغمسه" لیکن حافظ فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ بے محل ہیں، ان کے یہاں کوئی معنی نہیں۔(۳)

ترجمۃ الباب کا مقصد

یہاں بھی دواب کا ذکر ہے اور تخلیق حیوانات کی بحث چل رہی ہے۔

پھر اس باب کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ حدیثیں ذکر کی ہیں، جن میں سے پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

---

(۱) قال الإمام أحمد بن إسماعیل الکورانی رحمه الله:

"وسمی هذه الخمس فواسق؛ لخروجها عن العصمة، واستحقت القتل؛ لأنها مفسدة، والمؤذی طبعا یقتل شرعا، ولذلك یقتل ما سوی هذه من المؤذیات ولا مفهوم للعدد". الکوثر الجاری ۶/۲۲۳.

نیز دیکھیے ہدایہ ۴/۴۴۱، کتاب الذبائح، فصل فیما یحل اکلہ...... وشرح الکرمانی ۱۳/۲۱۷-۲۱۸۔

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۶، وشرح القسطلانی ۵/۳۱۲۔

(۳) فتح الباری ۶/۳۵۶۔

٣١٣٦ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ : حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنها[1] ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (خَمْسٌ فَوَاسِقُ ، يُقْتَلْنَ في الْحَرَمِ : الْفَأْرَةُ ، وَالْعَقْرَبُ ، وَالْحُدَيَّا ، وَالْغُرَابُ ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ) . [ر : ١٧٣٢]

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ مشہور محدث مسدد بن مسرہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب من الإيمان أن يحب لأخيه......" کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

۲) یزید بن زریع

یہ یزید بن زریع تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۳) معمر

یہ معمر بن راشد الازدی ابوعروہ بصری ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب بدء الوحی اور کتاب العلم،"باب كتابة العلم" میں گذر گیا ہے۔(۴)

۴) الزہری

امام محمد بن مسلم بن عبیداللہ شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بدء الوحی کی الحدیث الثالث کے تحت بیان ہو چکے۔(۵)

---

(۱) قوله: "عن عائشة رضي الله عنها": الحديث، مر تخريجه في كتاب جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب.

(۲) کشف الباری ۲/۲۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه وغسل ما يصيب من المرأة.

(۴) کشف الباری ۱/۴۶۵، و۴/۳۲۱۔

(۵) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

۵)عروہ

یہ حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۶)عائشہ

یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان دونوں کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی کے تحت گزر چکا ہے۔(۱)

حدیث کا ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ جان داروں کا خون حرم میں بھی حلال ہے، چوہا، بچھو، چیل، کوا اور باؤلا کتا۔

یہ حدیث كتاب جزاء الصيد، "باب ما يقتل المحرم من الدواب" میں آچکی ہے۔

باب کی دوسری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٣٧ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(۲): أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قالَ : (خَمْسٌ مِنَ ٱلدَّوَابِّ ، مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ : الْعَقْرَبُ ، وَالْفَأْرَةُ ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ ، وَالْغُرَابُ ، وَالْحِدَأَةُ) .

[ر : ١٧٣٠]

تراجم رجال

۱)عبداللہ بن مسلمہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب من الدين

(۱) کشف الباری ۲۹۱/۱۔حضرت عروہ کے لیے مزید دیکھیے، کتاب الایمان، (۴۳۶/۲) باب أحب الدين إلى الله......

(۲) قوله: "عن عبد الله......": الحديث، مر تخريجه، كتاب الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب.

الفرار من الفتن" کے تحت آچکا ہے۔(۱)

۲) مالک

یہ امام دار الہجرہ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا اجمالی تذکرہ بدء الوحی میں اور مفصل تذکرہ کتاب الایمان، کے مذکورہ بالا باب کے تحت گزر چکا ہے۔(۲)

۳) عبداللہ بن دینار

یہ مشہور محدث وتابعی حضرت عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات اجمالا کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" میں آچکے۔(۳)

۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

صحابی شہیر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات کتاب الایمان، "باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على خمس ......" میں گزر چکے۔(۴)

حدیث کا ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ جان دار ہیں، انہیں حالت احرام میں بھی کوئی مارے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، بچھو، چوہیا، باؤلا کتا، کوا اور چیل۔

اس حدیث کی شرح بھی پیچھے کتاب جزاء الصيد، "باب ما يقتل المحرم من الدواب" میں گزر چکی ہے۔

---

(۱) کشف الباری ۲/ ۸۰۔

(۲) کشف الباری ۲/ ۹۰، و ۱/ ۲۹۰۔

(۳) کشف الباری ۱/ ۶۵۸، نیز دیکھیے ۳/ ۱۲۵۔

(۴) کشف الباری ۱/ ۶۳۷۔

باب کی تیسری حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٣٨ : حدّثنا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ كَثِيرٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمَا(١) رَفَعَهُ قالَ : (خَمِّرُوا الآنِيَةَ ، وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ ، وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَٱكْفِتُوا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْعِشَاءِ ، فَإِنَّ لِلْجِنِّ ٱنْتِشَارًا وَخَطْفَةً ، وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرُّقَادِ ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا ٱجْتَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ) . قالَ ٱبْنُ جُرَيْجٍ وَحَبِيبٌ عَنْ عَطَاءٍ : (فَإِنَّ الشَّيْطَانَ) . [ر : ٣١٠٦]

تراجم رجال

۱) مسدد

یہ ابوالحسن مسدد بن مسرہد بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان، "باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه" کے تحت آچکے ہیں۔(٢)

۲) حماد بن زید

یہ حماد بن زید بن درہم جہضمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب المعاصي من أمر الجاهلية......" کے تحت آچکا ہے۔(٣)

۳) کثیر

یہ ابوقرۃ کثیر بن شنظیر ۔بكسر الشين والظاء المعجمتين، بينهما نون ساكنة۔(٤) مازنی ازدی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٥)

---

(١) قولـه: "عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما": الحديث، مر تخريجه قبل أبواب من هذا الكتاب في صفة إبليس......۔

(٢) کشف الباری ٢/٢۔

(٣) کشف الباری ٢/٢١٩۔

(٤) ارشاد الساری ٥/٣١٣، وفتح الباری ٦/٣٥٦، وعمدۃ القاری ١٥/١٩٦۔

(٥) تہذیب الکمال ٢٤/١٢٢، ١٢٣، رقم الترجمۃ (٤٩٤٥)، وحوالہ جات بالا۔

یہ عطاء، مجاہد، حسن بصری، محمد بن سیرین، انس بن سیرین اور یوسف بن الحکم رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت حدیث کرتے ہیں۔

ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں سعید بن ابی عروبہ، حماد بن زید، عبدالوارث بن سعید، ابان بن یزید العطار، حفص بن سلیمان، ابو عامر الخزار، عباد بن عباد اور بشر بن المفضل رحمہم اللہ وغیرہ کے علاوہ ایک بڑی جماعت ہے۔(۱)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے والد محترم سے کثیر بن شنظیر کی بابت دریافت کیا تو فرمایا کہ صالح آدمی ہے، پھر فرمایا کہ لوگوں نے ان سے روایت کیا ہے اور حدیثیں لی ہیں۔(۲)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان ثقة إن شاء الله". (۳)

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وليس في حديثه شيء من المنكر، وأحاديثه أرجو أن تكون مستقيمة". (٤)

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس به بأس". (٥)

ابو بکر اثرم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو ممن يكتب حديثه ويشتهي". (٦)

ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صالح". (٧)

---

(۱) شیوخ وتلامذہ کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۲۴/۱۲۳۔

(۲) الجرح والتعديل ٧/ ٢٠٧، باب الشين من الكاف، رقم (٨٥٤).

(۳) الطبقات الكبرى ٧/ ٢٤٣، وتعليقات تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤.

(۴) الکامل لابن عدی ۶/۷۱، رقم (۱۶۰۵)۔

(٥) كشف الأستار ٢/ ٢١١، كتاب الحدود، باب ما جاء في المثلة، رقم (١٥٣٧).

(٦) تعليقات تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٣، وثقات ابن شاهين ١١٧٧.

(۷) تہذیب الکمال ۲۴/۱۲۴۔

نیز فرمایا: "ثقة".(١)

یہ تو تھی ان کی تعدیل کہ بہت سے حضرات ائمہ ومحدثین نے انہیں معتبر قرار دیا ہے، تاہم دوسری طرف ان پر جرح بھی کی گئی ہے اور انہیں اور ان کی مرویات کو غیر معتبر کہا گیا ہے۔

چناں چہ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس بشيء".(٢)

ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعیف جدا".(٣)

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ ان کے واسطے سے تحدیث نہیں کرتے تھے۔(۴)

ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لین".(٥)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لیس بالقوي".(٦)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"كان كثير الخطأ، على قلة روايته، ممن يروي عن المشاهير أشياء مناكير، حتى خرج بها عن حد الاحتجاج، إلا فيما وافق الأثبات".(٧)

"یعنی مرویات کی قلت کے باوجود کثیر الخطا تھے، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مشاہیر امت سے منکر احادیث نقل کرتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ حد احتجاج واستدلال سے ہی خارج ہو گئے، البتہ یہ کہ اثبات کی جہاں موافقت کی ہو"۔

---

(١) رواية عثمان بن سعيد الدارمي في تاريخه، رقم (٧١٨)، وتعليقات تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤.

(٢) تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤، رواية عباس الدوري عنه، وتهذيب التهذيب ٨/ ٤١٨.

(٣) تعليقات تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤، وتهذيب التهذيب ٨/ ٤١٩.

(٤) تهذيب الكمال ٢٤/١٢٤، وتهذيب التهذيب ٨/٤١٩، وكتاب المجروحين ٢/٢٢٧، رقم (٨٩٢).

(٥) حواله جات بالا، والجرح والتعديل ٧/ ٢٠٧، والمغني في الضعفاء ٢/ ٢٢٦، رقم (٥٠٨٣).

(٦) تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤، وتهذيب ابن حجر ٨/ ٤١٩، والضعفاء والمتروكين ١٨٨، رقم (٥٣٣)، باب الكاف.

(٧) كتاب المجروحين ٢/ ٢٢٧، رقم (٨٩٢)، وتعليقات تهذيب الكمال ٢٤/ ١٢٤.

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ کثیر بن شنظیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دونوں قسم کے اقوال ہیں، بعض حضرات محدثین نے اگران کو قابل اعتماد گردانا ہے تو دوسرے بعض نے روایتِ حدیث میں نا قابل اعتبار ٹھہرایا ہے۔

قول فیصل

کثیر بن شنظیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ ساجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی فیصلہ کن معلوم ہوتا ہے کہ کثیر اگر چہ کچھ کمزور ہیں، ان کے بارے میں بعض محدثین کو اشکال بھی ہے، مگر یہ صدوق ہیں اور اپنی سچائی اور راست گوئی کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ان کی احادیث قبول کی جائیں، چناں چہ فرماتے ہیں: "صدوق، وفيه بعض الضعف، ليس بذاك، ويحتمل لصدقه". (١)

ائمہ ستہ میں سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر پانچوں حضرات نے ان کی روایات اپنی اپنی کتاب میں لی ہے۔ (٢)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صرف دو حدیثیں لی ہیں، ایک حدیث باب، جس کی متابعت روایت باب کے آخر میں ابن جریج اور حبیب معلم نے کی ہے۔ دوسری کتاب العمل فی الصلاۃ میں، جس کی متابعت مسلم شریف میں بطریق لیث موجود ہے۔ (٣)

اس لیے کم از کم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تو اس روایت کی وجہ سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

ایک اہم فائدہ

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام یحییٰ بن معین کی عادت یہ تھی کہ اگر کسی قلیل الروایہ شیخ یا محدث کا ان کے سامنے تذکرہ ہوتا تو کبھی کبھی فرماتے "ليس بشيء" مطلب یہ ہوتا کہ ان صاحب کی حدیثوں

---

(١) هدي الساري ٦٠٩، حرف الكاف، من الفصل التاسع، وتهذيب التهذيب ٨/ ٤١٩.

(٢) حوالہ جات بالا، وتہذیب الکمال ٢٤/ ١٢٥۔

(٣) صحيح البخاري، كتاب العمل في الصلاة، باب لا يرد السلام في الصلاة، رقم (١٢١٧)، ومسلم، كتاب المساجد، باب تحريم الكلام في الصلاة، رقم (٥٤٠).

کی تعداد اتنی نہیں ہے کہ ان میں مشغولیت اختیار کی جائے۔(۱) مقصود جرح نہیں ہوتی تھی۔

چناں چہ کثیر بن شنظیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یحییٰ بن معین کے ارشاد "لیس بشيء" کو اسی مطلب پر محمول کرنا چاہیے، خصوصاً جب ان سے کثیر کی تعدیل بھی مروی ہے، جیسا کہ ابھی گزرا۔

۴) عطاء

یہ مشہور محدث، امام وقت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے حالات کتاب العلم، "باب عظة الإمام النساء......" کے تحت بیان کیے جا چکے ہیں۔(۲)

۵) جابر بن عبداللہ الانصاری

یہ مشہور محدث حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ہیں۔(۳)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما رفعه

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت ہے......

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "رفعہ" اس لیے فرمایا ہے کہ رفع عام ہے واسطہ کے ساتھ ہو یا بدون واسطہ، نیز وہ عام ہے روایتِ حدیث کے ساتھ مقارن و متصل ہے یا نہیں؟ چناں چہ "رفعہ" فرما کر اس جانب اشارہ کر دیا کہ یہاں رفع بدون واسطہ روایت حدیث کے متصل و مقارن ہے۔(۴)

جب کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیلی کے نسخے میں حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت دو طریقوں سے مروی ہے اور دونوں میں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی تصریح ہے ("رفعہ" کے الفاظ نہیں ہیں)۔(۵)

---

(۱) فتح الباری ۶/۳۵۶، وتہذیب التہذیب ۸/۴۱۹، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۹۶۔

(۲) کشف الباری ۴/۳۷۔

(۳) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين ......

(٤) شرح الكرماني ١٣/ ٢١٨، وشرح القسطلاني ٥/ ٣١٣، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٦.

(٥) فتح الباري ٦/ ٣٥٦، وشرح القسطلاني ٥/ ٣١٣.

حدیث شریف کا ترجمہ

اس حدیث شریف کی شرح چوں کہ پہلے ہو چکی ہے، اس لیے یہاں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو، مشکیزوں کو باندھ لیا کرو، دروازوں کو بند کرلیا کرو، سر شام اپنے بچوں کا باہر نکلنے سے روکو، کیوں کہ جنات کے لیے (اس وقت) پھیلنا اور اچکنا (ہوتا) ہے، سوتے وقت بتیوں (چراغوں) کو بجھا دیا کرو، چوں کہ بسا اوقات چوہا بتی کو کھینچ کر لے جاتا ہے، اس طرح گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔

اس روایت میں "أكـفـوا صبيانكم عند العشاء" آیا ہے کہ عشاء کے وقت، یعنی رات کو اپنے بچوں کو گھر سے باہر نکلنے سے روکا کرو، جب کہ اس حدیث کے دیگر طرق (۲) میں ایسے الفاظ آئے ہیں جو شام (مساء) کے معنی پر دلالت کرتے ہیں، اسی لیے ہم نے ترجمہ میں سر شام کا لفظ استعمال کیا ہے، حدیث باب اور دیگر طرق میں کوئی منافات نہیں، یہاں شام کا آخری وقت اور ان طرق میں ابتدائی وقت مراد ہے۔ واللہ اعلم

قال ابن جريج وحبيب عن عطاء: فإن الشيطان

ابن جریج اور حبیب معلم نے عطاء سے "فإن الشيطان ......" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

متابعت کا مقصد

اس متابعت کا مقصد حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں روایت باب کے نقل میں جو لفظی

---

(۱) كشف الباري، كتاب الأشربة، باب تغطية الإناء، ٤٣٧، وكتاب الاستئذان، باب لا تترك النار، وباب غلق الأبواب ١٤١، ١٤٤.

(۲) مثلاً دیکھیے، صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب تغطية الإناء، رقم (٥٦٢٣)، وكتاب بدء الخلق باب صفة إبليس ...... رقم (٣٢٨٠).

اختلاف ہوا ہے اس کو واضح کرنا ہے، چناں چہ فرماتے ہیں کہ کثیر کی روایت میں جن (جنات) کا لفظ ہے، جب کہ ابن جریج اور حبیب معلم نے شیطان کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

دراصل یہ لفظی اختلاف ہے، حقیقتاً کوئی تضاد نہیں، کیوں کہ ہوسکتا ہے یہ دونوں صنفیں اس وقت ادھر ادھر پھیل جاتی ہوں، جنات بھی اور شیاطین بھی۔ یہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ہے۔

بعض حضرات علماء نے فرمایا ہے کہ جن اور شیطان دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے، ان میں فرق صرف صفات اور عادات کی بنیاد پر ہے، اس لیے کوئی تضاد نہیں (۱)۔ واللہ اعلم

مذکورہ متابعات کی موصولاً تخریج

ابن جریج عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (۲) کی متابعت کی موصولاً تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے گذشتہ باب کے شروع میں کی ہے۔

اور حبیب معلم رحمۃ اللہ علیہ (۳) کی متابعت کی موصولاً تخریج ابویعلی موصلی (۴)، امام بخاری (۵)، ابن حبان (۶) اور امام احمد (۷) رحمہم اللہ نے اپنی اپنی کتاب میں حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کے طریق سے ذکر کی ہے۔ (۸)

---

(۱) شرح الكرماني ١٣/ ٢١٩، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٧، وإرشاد الساري ٥/ ٣١٣، والكوثر الجاري ٦/٢٢٤.

(۲) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج کے حالات کے لیے دیکھیے کشف الباری، کتاب الحیض ۴۱۲۔

(۳) حبیب معلم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الحج، باب الطواف بعد الصبح والعصر۔

(٤) ٢/ ١٨٤، رقم (١٧٦٥)۔

(٥) الأدب المفرد ٢/ ٦٣٣-٦٣٤، باب ضم الصبيان عند فورة العشاء، رقم (١٢٣١).

(٦) ٣/ ٢٣٠، كتاب الطهارة، باب الماء المستعمل، ذكر العلة التي من أجلها......، رقم (١٢٧٣).

(٧) مسند أحمد ٣/ ٣٦٢، رقم (١٤٩٥٩).

(٨) فتح الباری ٦/ ٣٥٧، عمدة القاري ١٥/ ١٩٧، وشرح القسطلاني ٥/ ٣١٣، وتغليق التعليق ٣/ ٥٢٠.

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مناسبت

ترجمۃ الباب کے ساتھ اس حدیث کی مناسبت "فإن الفويسقة ربما ......" میں ہے۔

باب کی چوتھی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٣٩ : حدّثنا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ، عَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ (١) قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ في غارٍ ، فَنَزَلَتْ : «وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا» . فَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ ، إِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا ، فَابْتَدَرْنَاهَا لِنَقْتُلَهَا ، فَسَبَقَتْنَا فَدَخَلَتْ جُحْرَهَا ، فَقَالَ رَسُولُ ٱللهِ ﷺ : (وُقِيَتْ شَرَّكُمْ ، كما وُقِيتُمْ شَرَّهَا) .

وَعَنْ إِسْرَائِيلَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ : مِثْلَه . قالَ : وَإِنَّا لَنَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ رَطْبَةً . وَتَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ . وَقالَ حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَسُلَيْمانُ ابْنُ قَرْمٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ ٱللهِ . [ر : ١٧٣٣]

تراجم رجال

١) عبدۃ بن عبداللہ

یہ ابوسہل عبدۃ بن عبداللہ خزاعی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب العلم، "باب من أعاد الحديث ثلاثا ليفهم عنه" کے تحت گذر چکے۔(٢)

٢) یحیٰی بن آدم

یہ یحیٰی بن آدم بن سلیمان قرشی مخزومی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(٣)

---

(١) قوله: "عن عبد الله رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، كتاب جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب.

(٢) کشف الباری ٥٧٦/٣۔

(٣) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع وغيره.

۳)اسرائیل

یہ مشہور محدث اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب من ترك بعض الاختيار مخافة......" کے تحت آچکا ہے۔(۱)

۴)منصور

یہ مشہور امام حدیث منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب العلم، "باب من جعل لأهل العلم أياما معلومة" میں گذر چکے ہیں۔(۲)

۵)ابراہیم

یہ ابو عمران ابراہیم بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۶)علقمۃ

یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد حضرت علقمہ بن قیس نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۷)عبداللہ

یہ معروف صحابی رسول، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ان تینوں بزرگوں کے حالات کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔(۳)

قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غار، فنزلت ﴿والمرسلات عرفا﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ اس دوران سورہ والمرسلات نازل ہوئی۔

اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت سے قبل رونما ہونے والے ایک واقعے کو

(۱) کشف الباری ۵۴۶/۴۔

(۲) کشف الباری ۲۷۰/۳۔

(۳) کشف الباری ۲۵۷،۲۵۳/۲۔

بیان فرمارہے ہیں، اس میں جس غار کا تذکرہ ہے وہ ''منیٰ'' میں تھا، جیسا کہ کتاب الحج میں اس کی صراحت آئی ہے۔(۱)

فإنا لنتلقاها من فيه؛ إذ خرجت حية من جحرها

سو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے (سن کر) یاد کررہے تھے کہ ایک سانپ اپنے سوراخ سے نکلا۔

"لنتلقاها" تلقی سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں قبول کرنا، یاد کرنا، حاصل کرنا وغیرہ۔(۲)

"فيه" حالت جری میں ہے، چوں کہ ''من'' جارہ ہے، اس کی اصل فوہ ہے، یعنی فم (دہن، منھ)۔

جحرها۔بتقديم الجيم المضمومة على الهاء المهملة الساكنة۔ بل اور سوراخ کو کہتے ہیں، اس کی جمع "أجحار" ہے۔(۳)

فابتدرناها؛ لنقتلها، فسبقتنا، فدخلت جحرها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وقيتْ شرّكم، كما وقيتُم شرها.

چناں چہ ہم اس کی طرف اس کو مارنے کے لیے دوڑے، مگر وہ ہم سے آگے نکل گیا اور اپنے بل میں جا گھسا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تمہارے شر سے محفوظ رہا، جیسا کہ تم لوگ اس کے شر سے مامون رہے۔

"وقيت" اور "وقيتم" دونوں مجہول کے صیغے ہیں، ''وقاية'' مصدر سے بمعنی حفاظت اور لفظ ''شر'' دونوں جگہ منصوب علی المفعولیۃ ہے۔(۴)

---

(۱) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم (١٨٣٠).

(٢) الكوثر الجاري ٦/ ٢٢٥، والقاموس الوحيد، مادة "لقي".

(٣) إرشاد الساري ٥/٣١٣، ٣١٤.

(٤) عمدة القاري ١٥/ ١٩٧، وإرشاد الساري ٥/ ٣١٤.

ایک اشکال اور اس کا جواب

اشکال یہ ہے کہ سانپ مارنا تو ثواب کا کام ہے، خیر ہی خیر ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شر سے تعبیر فرمایا ہے، کیوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ خیر اور شر امور اضافیہ میں سے ہیں، سانپ کا مارنا ان صحابہ کے لیے تو خیر کا عمل تھا، مگر اس سانپ کے لیے شر ہی شر تھا، اس کی جان جا رہی تھی، تو اس سانپ کی رعایت کرتے ہوئے قتل کو شر فرمایا گیا۔(۱)

وعن إسرائيل عن الأعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله ...... مثله.

تعلیق مذکور کا مقصد

یہاں یہ بتلایا گیا ہے کہ یحییٰ بن آدم یہ کہہ رہے ہیں کہ اسرائیل بن یونس نے جیسا روایت باب کو منصور عن ابراہیم کے طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح سلیمان الاعمش عن ابراہیم کے طریق سے بھی روایت کیا ہے، گویا کہ یہ بتلایا گیا کہ یہ روایت ابراہیم ہی کی ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔(۲)

تعلیق مذکور کی تخریج

یہاں دو احتمال ہیں ۱۔ اوپر کی عبارت عطف ہے اور سند حدیث کے تحت داخل ہے، تب تو اس کی تخریج کی ضرورت نہیں، اس طرح موصول بالسند السابق ہوگی۔

۲۔ اوپر کی عبارت تعلیق ہے تو اس تعلیق کو موصولا ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''مستخرج'' میں "يحيى بن آدم عن إسرائيل عن منصور والأعمش معا" کے طریق سے ذکر کیا ہے۔(۳)

---

(۱) عمدة القاري ۱۵ / ۱۹۷، والكوثر الجاري ٦ / ٢٢٥.

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۷، ۱۹۸ و فتح الباری ۶/۳۵۷۔

(۳) الكوثر الجاري ٦ / ٢٢٥ وتغليق التعليق ٣ / ٥٢١.

قال: وإنا لنتلقاها من فيه رطبة.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان ان آیات کی تلاوت سے خشک بھی نہیں ہوئی تھی کہ ہم نے انہیں یاد کرلیا۔

اس جملے کے دو مطلب شراح نے لکھے ہیں۔

۱۔ رطبہ تر و تازہ کھجور کو کہتے ہیں، یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سورہ المرسلات کی، نزول کے بعد، پہلی اور ابتدائی تلاوت کو سہولت اور آسانی میں ''رطبۃ'' سے تعبیر کیا گیا ہے، جس طرح تازہ کھجور یا پھل کا تناول سہل اور آسان ہوتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نبی علیہ السلام کے دہن مبارک سے تازہ تازہ کلام سن کر اس کو یاد کر رہے تھے۔

۲۔ رطبۃ سے رطوبت فم یعنی تھوک مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد آپ علیہ السلام ان کی تلاوت میں مشغول ہو گئے، ابھی ان کے دہن مبارک میں تھوک خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ ہم نے ان آیات کو یاد کرلیا، چناں چہ یہ سرعت اخذ سے کنایہ ہے۔ یہی دوسرے معنی و مطلب راجح ہے۔(۱)

کتاب الحج کی روایت بھی اس پر دال ہے، جہاں یہ الفاظ ہیں "وإن فاه لرطب بها".(۲)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قوله: "رطبة" أي غضة طرية في أول ما تلاها، ووصفت التلاوة بالرطوبة لسهولتها، ويحتمل أن يكون المراد من الرطوبة: رطوبة فمه، يعني: إنهم أخذوها عنه قبل أن يجف عرقه من تلاوتها، كذا قاله الشراح. (قلت) هذا كناية عن سرعة أخذهم على الفور حين سمعوه، وهو يقرأ، من غير تأخير ولا توان.(۳)

---

(۱) فتح الباري ٦/ ٣٥٧، وشرح الكرماني ١٣/ ٢١٩.

(۲) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم (١٨٣٠).

(۳) عمدۃ القاری ۱۵/ ۱۹۸۔

وتابعه أبو عوانة عن مغيرة

اورابوعوانہ نے مغیرہ سے روایت کرتے ہوئے اسرائیل کی متابعت کی ہے۔

ابوعوانہ سے وضاح یشکری (۱) اور مغیرہ سے ابن مقسم (۲) رحمہما اللہ مراد ہیں۔

متابعت مذکورہ کا مقصد

اس متابعت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مغیرہ بن مقسم نے بھی اسرائیل کی اس امر میں موافقت کی ہے کہ ابراہیم بن یزید کے شیخ علقمہ ہے۔ (۳)

متابعت مذکورہ کی تخریج

ابوعوانہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ متابعت موصولا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التفسیر میں سورۃ المرسلات کی تفسیر میں ذکر کی ہے۔ (۴)

علاوہ ازیں اس متابعت کو امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ (۵) نے بھی موصولا ذکر کیا ہے۔ (٦)

وقال حفص وأبو معاوية وسليمان بن قرم عن الأعمش، عن إبراهيم عن الأسود عن عبد الله

مذکورہ بالا تعلیق کا مقصد

اوپر جو طریق گذرا ہے اس میں اسرائیل عن الاعمش عن ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ کی سند سے روایت

---

(۱) ان کے حالات کشف الباری ۱/۴۳۴ میں آچکے ہیں۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصوم، باب صوم يوم وإفطار يوم.

(۳) فتح الباري ۸/۶۸۷، كتاب التفسير، سورة والمرسلات، (باب بلا ترجمة).

(٤) صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة والمرسلات، رقم (٤٩٣١).

(٥) المعجم الكبير للطبراني ۱۰/۱۱۹، رقم (۱۰۱٥۸)، الاختلاف عن الأعمش في حديث عبدالله.

(٦) فتح الباري ۸/۶۸۷، كتاب التفسير، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٨.

باب کونقل کر رہے تھے، اس طریق میں ابراہیم کا شیخ علقمہ کو قرار دیا گیا تھا، جب کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہاں یہ فرمار ہے ہیں کہ ان تینوں حضرات محدثین حفص، ابومعاویہ اور سلیمان بن قرم نے اسرائیل کی مخالفت کی ہے کہ اعمش عن ابراہیم کے طریق میں اسرائیل نے علقمہ کو شیخ ابراہیم کہا تھا، جب کہ یہ تینوں حضرات فرمار ہے ہیں کہ ابراہیم کے شیخ اسود بن یزید ہیں، علقمہ نہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جریر بن عبدالحمید ضبی نے بھی ان تینوں حضرات کی موافقت کی ہے۔(۱)

مذکورہ تعلیقات کی موصولاً تخریج

۱۔حفص بن غیاث کی روایت کو مسنداً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحج اور کتاب التفسیر میں ذکر کیا ہے۔(۲)

۲۔ابومعاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ نے اپنی مسند میں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں موصولاً ذکر فرمایا ہے۔(۳)

۳۔سلیمان بن قرم کی روایت کے بارے میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ فرمادیا کہ یہ روایت موصولاً کہاں آئی ہے مجھے معلوم نہیں۔(۴)

جب کہ عینی رحمہ اللہ نے یہ دعوی کیا ہے کہ سلیمان کی روایت موصولہ ''فتوح'' میں موجود ہے(۵)۔

---

(۱)حوالہ جات بالا، وإرشاد الساري ۵/۳۱٤.

(۲) كتاب الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب، رقم (۱۸۳۰)، و كتاب التفسير، باب قوله: ﴿هذا يوم لا ينطقون﴾، رقم (٤۹۳٤).

(۳)مسند الإمام أحمد، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، ۱/٤۵٦، رقم (٤۳۵۷)، وصحيح مسلم، كتاب السلام، باب قتل الحيات وغيرها، رقم (۵۸۲٤).

(٤) فتح الباری ٦/۳۵۷، وإرشاد الساري ۵/۳۱٤، وهدي الساري ٤۹.

(۵)عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۸، نیز مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے:فتح الباري ۸/٦۸۷، كتاب التفسير، وتحفة الأشراف بمعرفة الأطراف ۷/۵، رقم (۹۱٦۳)، و۷/۱۰۳، رقم (۹٤۳۰) مسند عبد الله بن مسعود رضي الله عنه.

خلاصہ بحث

ان تمام تعلیقات ومتابعات کا خلاصہ یہ ہوا کہ باب کی یہ روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دو جلیل القدر شاگردوں علقمہ اور اسود بن یزید دونوں سے مروی ہے، گاہے ایک سے روایت کی گئی، کبھی دوسرے سے۔ واللہ اعلم

وقال حفص وأبو معاوية وسليمان بن قرم ......

تراجم رجال

۱) حفص

یہ حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الغسل، "باب المضمضة والاستنشاق في الجنابة" کے ضمن میں آچکے ہیں۔(۱)

۲) ابومعاویہ

یہ ابومعاویہ محمد بن خازم ضریر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب الحياء في العلم" کے تحت گذر چکا ہے۔(۲)

۳) سلیمان بن قرم

یہ ابوداود سلیمان بن قرم بن معاذ تمیمی ضبی ہیں، بعض حضرات نے دادا کی طرف منسوب کر کے سلیمان بن معاذ بھی کہا ہے۔(۳)

یہ ابواسحاق سبیعی، ابویحییٰ قتات، عطاء بن سائب، ابن المنکدر، اعمش، سماک بن حرب، عاصم بن بہدلہ رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

---

(۱) کشف الباری ۴۶۷۔

(۲) کشف الباری ۴/۶۰۵۔

(۳) تهذيب الكمال ۱۲/ ۵۱، رقم الترجمة (۲۵۵۵)، تهذيب ابن حجر ۴/ ۲۱۳، وإكمال مغلطاي ۶/ ۸۱.

ان سے روایتِ حدیث کرنے والوں میں سفیان ثوری(وهو من أقرانه)، ابوالجواب، حسین بن محمد مروزی، یعقوب بن اسحاق حضرمی، یونس بن محمد مؤدب، ابوالاحوص، بکر بن عیاش اور ابوداود طیالسی رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"كان أبي يتبع حديث قطبة بن عبد العزيز وسليمان بن قرم ويزيد بن عبد العزيز بن سياه، وقال: هؤلاء قوم ثقات، وهم أتم حديثا من سفيان وشعبة، وهم أصحاب كتب، وإن كان سفيان وشعبة أحفظ منهم".(۲)

"کہ میرے والد صاحب قطبہ، سلیمان اور یزید کی احادیث تلاش کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ یہ سب ثقہ لوگ ہیں، سفیان اور شعبہ کے مقابلے میں ان کی حدیثیں زیادہ مکمل اور تام ہوتی ہیں اور ان کے پاس کتابیں بھی ہیں، اگرچہ شعبہ اور سفیان ان لوگوں کی بنسبت زیادہ یادداشت کے مالک ہیں۔"

لیکن اس کے ساتھ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی مروی ہے:"لا أرى به بأسا، ولكنه كان يفرط في التشيع".(۳) کہ "شیعیت کے معاملے میں انتہا پسند تھے"۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ضعیف".(۴)

نیز فرماتے ہیں:"ليس بشيء".(۵)

امام ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ليس بذاك".(٦)

---

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تهذيب الكمال ١٢/ ٥١، ٥٢.

(۲) تهذيب الكمال ١٢/٥٢، ٥٣، وتهذيب التهذيب ٤/ ٢١٣.

(۳) الضعفاء الكبير للعقيلي ٢/١٣٧، رقم الترجمة (٦٢٥)، وتهذيب الكمال ١٢/ ٥٣.

(٤) رواية عباس الدوري عنه في تاريخه ٢/ ٢٣٤.

(٥) تهذيب الكمال ١٢/٥٣، والجرح والتعديل ٤/ ١٣٢، رقم(٥٧١٦/٥٩٧)، وتهذيب التهذيب ٤/٢١٣.

(٦) حوالہ جات بالا.

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ليس بالمتين".(١)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ضعيف".(٢)

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن قرم سے اہل بیت کے فضائل وغیرہ پر چند روایات نقل کی ہیں، اس کے بعد سلیمان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وله أحاديث حسان إفرادات، وهو خير من سليمان بن أرقم بكثير، وتدل صورة سليمان هذا على أنه مفرط في التشيع".(٣)

کہ "اچھی احادیث، جو افراد کے قبیل سے ہیں، ان کے پاس ہیں، وہ سلیمان بن ارقم سے کئی درجے بہتر ہیں، تاہم اس سلیمان کے چہرے بشرے سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ غالی شیعہ ہیں"۔

ایک شخصیت دو نام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن قرم ضبی اور سلیمان بن معاذ ضبی جو سماک بن حرب، عطاء بن سائب اور ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں اور ان سے امام ابو داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں، کے درمیان تفریق کی ہے اور فرمایا ہے کہ دو الگ الگ شخصیات ہیں، دونوں ایک نہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ سلیمان بن معاذ بصری ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ سلیمان بن معاذ نیک نام راوی ہیں، متقدمین میں سے کسی کا کلام میں نے ان کے بارے میں نہیں دیکھا، ان کی احادیث مرویہ بھی درست ہیں، البتہ بعض منکر روایتیں بھی ہیں۔(۴)

---

(١)حوالہ جات بالا، والمغني في الضعفاء ١/ ٤٤٢، رقم (٢٦١٣).

(٢)تهذيب الكمال ١٢/ ٥٣، وتهذيب التهذيب ٤/ ٢١٣.

(٣)حوالہ بالا، والكامل لابن عدي ٣/ ٢٥٧ (ملخصا)، رقم (٣/ ٧٣٥).

(٤)الكامل ٣/ ٢٧٣، ٢٧٤، رقم ١٣/ ٧٤٥، وتهذيب التهذيب ٤/ ٢١٤، وتهذيب الكمال ١٢/ ٥٤.

مغالطہ کس کو ہوا ہے؟

دراصل یہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مغالطہ ہوا ہے(۱)، آپ نے ہی سب سے پہلے ان دونوں کے درمیان فرق کو بیان کیا، پھران کی اتباع میں ابن حبان(۲)، ابن عدی، عقیلی(۳) اورابن القطان رحمہما اللہ نے سلیمان بن قرم بن معاذ اور سلیمان بن معاذ کے درمیان فرق کا قول ذکر کیا۔(۴)

حقیقت کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں، سلیمان بن معاذ ہی سلیمان بن قرم ہیں، بہت سارے محدثین اور ائمہ اسماء الرجال نے اس کی تصریح فرمائی ہے، جیسے امام ابوحاتم(۵)، امام عبدالغنی بن سعید مصری، حافظ دار قطنی(۶)، حافظ لالکائی(۷)، امام طبرانی(۸) اورامام ابن عقدہ(۹) رحمہم اللہ وغیرہ۔(۱۰)

---

(۱) التاريخ الكبير ۲/۲/۳۳، رقم (۱۸۷۱)، باب القاف من السين، و۲/ ۲/ ۳۹، رقم (۱۸۹٤)، باب الميم.

(۲) قال ابن حبان في ابن قرم: كان رافضيا غاليا في الرفض، ويقلب الأخبار مع ذلك، المجروحين له: ۱/ ٤۱۸، رقم (٤۰۹). وقال في ابن معاذ: شيخ من أهل البصرة ...... يخالف الثقات في الأخبار. المجروحين له: ۱/ ٤۱۹، رقم (٤۱۲).

(۳) الضعفاء الكبير للعقيلي ۲/۱۳٦.

(٤) تعليقات تهذيب الكمال ۱۲/ ٥٤، وتهذيب ابن حجر ٤/ ۲۱٤.

(٥) الجرح والتعديل ٤/ ۱۳۲.

(٦) تعليقات الدارقطني على المجروحين، وإكمال مغلطاي ٦/۸۱.

(۷) تهذيب ابن حجر ٤/ ۲۱٤، والإكمال للمغلطاي ٦/ ۸۱ وتعليقات تهذيب الكمال ۱۲/ ٥٤.

(۸) تهذيب ابن حجر ٤/ ۲۱٤، وتعليقات تهذيب الكمال ۱۲/ ٥۱.

(۹) تهذيب ابن حجر ٤/ ۲۱٤.

(۱۰) تهذيب ابن حجر ٤/ ۲۱٤، والإكمال للمغلطاي ٦/ ۸۱، وتعليقات تهذيب الكمال ۱۲/ ٥٤.

حافظ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ایضاح الاشکال میں فرماتے ہیں:"إن من فرق بینهما فقد أخطأ".(۱)

یہ مغالطہ کیونکر لگا؟

دراصل امام ابوداود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن قرم کے تلامذہ میں سے ہیں، لیکن جب ان سے روایت کرتے ہیں تو ابن قرم کی بجائے ابن معاذ کہتے ہیں، اب وہ ایسا کیوں کرتے تھے تو حقیقت تو اللہ ہی کو معلوم ہے، تاہم حافظ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ لوگوں کو پتہ نہ لگے کہ یہ شیخ مجروح ہیں۔(۲)

اور ابن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو امام ابوداود طیالسی کی غلطی اور تسامح قرار دیا ہے۔(۳)

بہر حال امام طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل سے ان حضرات محدثین کو مغالطہ لگ گیا جنہوں نے ان دونوں (سلیمان بن قرم اور سلیمان بن معاذ) کے درمیان تفریق کی ہے اور وہ یہ سمجھے کہ طیالسی والے اور کوئی راوی ہیں، ابن قرم نہیں۔ واللہ اعلم

خلاصہ بحث

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سلیمان بن قرم ضعیف راوی ہیں، تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بطور متابعت کے ان سے صرف یہی ایک حدیث روایت کی ہے، وہ بھی تعلیقاً، نہ کہ اَصالۃً، اس لیے چنداں مضر نہیں۔ دیگر حضرات میں امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ چاروں حضرات نے ان کی روایات قبول کی ہیں۔(۴)

---

(۱) حوالہ جات بالا۔

(۲) حوالہ جات بالا، والجرح والتعدیل ۴/۱۳۲۔

(۳) تہذیب ابن حجر ۴/۲۱۴۔

(٤) وذكره الحاكم في باب من عيب على مسلم إخراج حديثهم، وقال: غمزوه بالغلو في التشيع، وسوء الحفظ، تهذيب ابن حجر ٤/٢١٤، وتهذيب الكمال ١٢/٥٤ وإكماله للمغلطاي ٦/٨٢، وهدي الساري ٦٤٣، فصل، في سياق من علق البخاري شيئا......

۴)اعمش

یہ مشہور محدث سلیمان بن مہران اعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب ظلم دون ظلم" کے تحت آچکا۔(۱)

۵)ابراہیم

یہ ابراہیم بن یزید نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(حدیث مسند کی سند دیکھیے)

۶)الاسود

یہ اسود بن یزید نخعی کوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب العلم، "باب من ترك بعض الاختیار مخافة ....." کے تحت گذر چکے ہیں۔(۲)

۷)عبداللہ

یہ مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔(حدیث مسند کی سند دیکھیے)

حدیث سے مستنبط بعض فوائد

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سانپ کو حرم میں مارنا جائز ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سانپ کو اس کے بل میں گھس کر بھی مارا جاسکتا ہے۔(۳)

حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت

حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت بایں معنی ہیں کہ سانپ بھی موذی جانور ہے اور باب کے شروع میں یہ تصریح آچکی کہ فواسق کا قتل پانچ جان داروں میں منحصر نہیں ہے، بلکہ ہر وہ جان دار جو موذی ہوگا اس کو مارنا جائز ہوگا، چناں چہ سانپ بھی موذی ہے۔ لہذا اس کو مارنا بھی جائز ہوگا۔

---

(۱) کشف الباری ۲/۲۵۱۔

(۲) کشف الباری ۴/۵۵۳۔

(۳) فتح الباری ۶/۳۵۷۔

باب کی پانچویں حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

٣١٤٠ : حدّثنا نصرُ بنُ عليٍّ : أخبرَنا عبدُ الأعلى : حدَّثنا عُبيدُ اللهِ بنُ عُمرَ ، عنْ نافعٍ ، عنِ ابنِ عُمرَ رضيَ اللهُ عنهما [1] ، عنِ النبيِّ ﷺ قالَ : (دخلتِ امرأةٌ النارَ في هرَّةٍ ربطتْها ، فلمْ تُطعِمْها ، ولمْ تدعْها تأكلُ منْ خشاشِ الأرضِ) .

قال : وحدَّثنا عُبيدُ اللهِ ، عنْ سعيدٍ المقبُريِّ ، عنْ أبي هريرةَ ، عنِ النبيِّ ﷺ : مثلَهُ .

[ر : ٢٢٣٦]

تراجم رجال

ا۔ نصر بن علی

یہ ابو عمرو نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان بن اُبی ازدی، جہضمی، بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے دادا کا نام بھی نصر بن علی ہے۔(۲) اس لیے دادا جی کو نصر بن علی الکبیر اور صاحب ترجمہ کو الصغیر سے ممتاز کیا جاتا ہے۔(۳)

ایک سو ساٹھ ہجری کے بعد پیدا ہوئے، کبار محدثین میں سے تھے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الحافظ العلامة الثقة".(٤)

یہ یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، نوح بن قیس الحرانی، عبدربہ بن بارق، یحییٰ بن ابی زائدہ، عبدالاعلی بن عبدالاعلی، سفیان بن عیینہ، درست بن زیاد، بشر بن المفضل، حارث بن جبیر، عبدالعزیز دراوردی، عمر بن علی، ابن علیہ، عیسی بن یونس رحمہم اللہ جیسے اساطین علم حدیث سے روایت کرتے ہیں۔

اور ان سے ائمہ ستہ، نیز ابوزرعہ، ابوحاتم، ذہلی، بقی بن مخلد، عبداللہ بن احمد، عبدان الاہوزی، اسماعیل

---

(١) قوله: "عن ابن عمر رضى الله عنهما": الحديث، مر تخريجه في كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء.

(۲) یہ بھی کبار محدثین میں سے ہیں، دیکھیے تہذیب الکمال ۲۹/۳۵۴، وسیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۳۶۔

(٣) تهذيب الكمال ٢٩/ ٣٥٥، رقم ٦٤٠٦، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٣، وتهذيب التهذيب ١٠/ ٤٣٠، رقم (٧٨٠).

(٤) سير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٣، وأيضا الكاشف ٣/ ١٨٧، رقم (٥٨٩٦).

قاضی، ابن ابی الدنیا، ابن خزیمہ، عبداللہ بن محمد بن یاسین، قاسم بن زکریا مطرز، محمد بن محمد بن سلیمان باغندی، ابو بکر بن ابی داود، ابو القاسم بغوی، ابو حامد حضرمی اور یحییٰ بن محمد بن صاعد رحمہم اللہ وغیرہ روایت حدیث کرتے ہیں۔(۱)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مروی ہے: "ما به بأس، ورضيته".(۲)

ابن حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقة".(۳)

امام نسائی اور ابن خراش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقة".(٤)

عبداللہ بن محمد فرہیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نصر عندي من نبلاء الناس".(٥)

ختنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما كتبت بالبصرة عن أحد أعقل من نصر بن علي".(٦)

"کہ بصرہ میں، میں نے کسی سے حدیث نہیں لکھی جو نصر بن علی سے زیادہ عاقل و ہوشیار ہو"۔

بہر حال نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ متفق علیہ ثقہ ہیں، مسلمہ بن قاسم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: "هو ثقة عند جميعهم".(۷)

---

(۱) شیوخ و تلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے، تہذیب الکمال ۲۹/۳۵۶-۳۵۸۔

(۲) الجرح والتعديل ٨/ ٥٣٧، رقم ٢١٥٩، وتهذيب ابن حجر ١٠/ ٤٣٠، وتهذيب الكمال ٣٩/ ٣٥٨، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٤.

(۳) حوالہ جات بالا۔

(٤) تهذيب ابن حجر ١٠/ ٤٣٠، وتهذيب الكمال ٣٩/ ٣٥٨، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٤، وتاريخ الخطيب ١٣/ ٢٨٨.

(٥) تهذيب الكمال ٢٩/ ٣٥٩، وتاريخ بغداد ٢٢٨/٣، وتهذيب التهذيب ١٠/ ٤٣٠، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٤.

(٦) تهذيب التهذيب ١٠/ ٤٣١.

(٧) تهذيب ابن حجر ١٠/ ٤٣١، وتعليقات تهذيب الكمال ٢٩/ ٣٦١.

قضا کی پیشکش اور نصر بن علی کا ردعمل

حافظ ابوبکر بن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عباسی خلیفہ مستعین باللہ نے قضا کی پیشکش کے ساتھ اپنا قاصد امام نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیجا اور اس کے لیے ان کی تعیین کی، چناں چہ امیر بصرہ عبدالملک نے انہیں بلوایا اور اس عہدے کو قبول کرنے کا حکم دیا، نصر بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں گھر جا کر استخارہ کرنا چاہتا ہوں......، یہ کہہ کر وہ امیر کے ہاں سے دوپہر کو لوٹ آئے، گھر آ کر دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا: "اللھم، إن كان لي عندك خير فاقبضني إليك" کہ "اگر آپ کے ہاں میرے لیے کوئی خیر ہے تو میری روح قبض کر لیجیے۔ یہ کہہ کر سو گئے، بعد میں جب گھر والوں نے جگایا تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو چکا تھا۔(۱)

امام بخاری(۲)، محمد بن اسحاق سراج، بکر بن محمد قزاز ابراہیم بن محمد کندی اور ابن حبان(۳) رحمہم اللہ وغیرہ کا قول یہ ہے کہ ۲۵۰ھ کو بصرہ میں ان کا انتقال ہوا، غالباً ربیع الثانی کا مہینہ تھا۔

ایک قول ۲۵۱ھ کا بھی ہے، لیکن پہلا قول درست ہے۔(۴)

یہ اصول ستہ کے راوی ہیں، کما مر. رحمہ اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ

۲) عبدالاعلی

یہ عبدالاعلی بن عبدالاعلی شامی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(۱) تهذيب ابن حجر ١٠/ ٤٣١، تهذيب الكمال ٢٩/ ٣٦٠، ٣٦١، وتاريخ الخطيب ١٣/ ٢٨٩، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٦، شذرات الذهب ٢/ ١٢٣، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٨.

(۲) تاريخ البخاري الصغير ٢/ ٣٩١، وتهذيب الكمال ٢٩/ ٣٦١، تاريخ بغداد ١٣/ ٢٨٩.

(۳) كتاب الثقات لابن حبان ٩/ ٢١٨.

(٤) تهذيب الكمال ٢٩/ ٣٦١، وسير أعلام النبلاء ١٢/ ١٣٦، تاريخ بغداد (مدينة السلام) ١٣/ ٢٨٩، والكاشف ٣/ ١٨٧.

(٥) ان کے حالات دیکھیے، کتاب الغسل، باب إذا ذكر في المسجد أنه جنب......

۳) عبید اللہ بن عمر

یہ مشہور محدث حضرت عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ان کے حالات کتاب الوضوء، "باب التبرز في البیوت" میں آچکے ہیں۔(۱)

۴) نافع

یہ ابولبابہ نافع مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے مفصل حالات کتاب العلم، "باب ذكر العلم الفتيا في المسجد" کے تحت آچکے۔(۲)

۵) ابن عمر رضی اللہ عنہما

مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب الإيمان، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام على......" کے ضمن میں گذر چکے۔(۳)

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: دخلت امرأة النار في هرة،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئی۔

"امـرأة" اس عورت کا نام کیا تھا؟ یہ معلوم نہیں ہوسکا، حافظ اور عینی رحمہما اللہ وغیرہ نے یہاں لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔(۴)

تاہم روایات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ اس کا تعلق بنو حمیر سے تھا، نیز یہ کہ وہ ایک سیاہ لمبی عورت تھی۔(۵)

---

(۱) کشف الباری ۵/۳۶۰۔

(۲) کشف الباری ۴/۶۵۱۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۳۷۔

(۴) فتح الباری ۶/۳۵۷، وعمدۃ القاری ۱۵/۱۹۸۔

(۵) حوالہ جات بالا، ومسند أبي داود الطيالسي ۲/ ۳۵٤، مسند جابر بن عبد الله، رقم (۱۸٦۱)، ومسند الإمام أحمد ۳/۳۷٤، رقم (۱۵۰۸۲)، وحلية الأولياء ٦/ ۲۸٤.

البتہ ایک روایت میں "امرأة من بني إسرائيل ......" (۱) کے الفاظ وارد ہوئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا، جب کہ بنوحمیر عرب تھے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں کوئی منافات اور تضاد نہیں ہے، کیوں کہ بنوحمیر کی ایک جماعت یہودیت میں داخل ہو کر بطور دین اس کو اپنا چکی تھی، چناں چہ بطور قوم اس عورت کی نسبت بنوحمیر کی طرف کی گئی اور بطور مذہب بنواسرائیل کی طرف اس کو منسوب کیا گیا۔(۲)

یہ عورت مؤمنہ تھی یا کافرہ؟

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرۃ (بلی) کا قتل حرام ہے، اس کو باندھنا اور کھانے پینے سے محروم رکھنا بھی حرام ہے، اسی وجہ سے وہ عورت جہنم میں داخل ہوئی، ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت مسلمہ تھی، لیکن اس کو بلی کو باندھنے اور بھوکا رکھنے کی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی۔(۳)

جب کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ عورت کافرہ ہو، اس کے کفر کی وجہ سے اس کو عذاب دیا گیا ہو اور بلی کو ستانے اور سزا دینے کی وجہ سے اس کے عذاب میں اضافہ کر دیا گیا ہو، وہ عورت عذاب کی مستحق اسی لیے ہوئی کہ وہ مؤمنہ نہیں تھی، کیوں کہ مؤمنہ کے صغائر تو کبائر سے اجتناب کرنے پر معاف ہو جاتے ہیں، اس لیے جب گناہ معاف ہو گیا تو سزا اور عذاب کے کیا معنی؟ اس لیے وہ کافرہ ہی تھی، اسی پر عذاب ہو رہا تھا اور بلی کو ستانے کا عذاب اس پر مستزاد۔(۴)

---

(۱) صحيح مسلم، كتاب الكسوف، باب ما عرض على النبي صلى الله عليه وسلم في صلاة الكسوف......، رقم (۲۱۰۰)، عن جابر رضي الله عنه.

(۲) فتح الباري ٦/ ٣٥٧، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٨، وإرشاد الساري ٥/ ٣١٤.

(۳) فتح الباري ٦/٣٥٧، وعمدة القاري ١٥/١٩٨، وشرح النووي ٢/٢٣٦، وإكمال إكمال المعلم مع شرحه مكمل إكمال الإكمال ٦/ ٥٦.

(٤) شرح النووي على مسلم ٢/ ٢٣٦، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٨، وإكمال المعلم للقاضي ٣/٢٠٨.

تاہم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درست یہی ہے کہ وہ مسلمہ تھی، نہ کہ کافرہ، اس کے دخول نار کا سبب وہ بلی ہی تھی، نہ کہ کفر۔ کما ہو ظاہر الحدیث۔ جہاں تک آپ (قاضی عیاض) کی اس بات کا تعلق ہے کہ بلی کو ستانا صغائر میں داخل ہے، جو کبائر سے اجتناب اور احتراز کی صورت میں معاف ہو جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بلی کو ستانا صغیرہ نہیں رہا تھا، بلکہ اس عورت کے اصرار کی وجہ سے کبیرہ بن گیا تھا۔

علاوہ ازیں حدیث میں مخلد فی النار ہونے کا ذکر کہاں ہے کہ اشکال ہو؟!(۱)

راجح کیا ہے؟

لیکن یہاں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بات صحیح ہے، انہوں نے جو کافرہ ہونے کا احتمال ذکر فرمایا ہے وہ درست ہے، ابو نعیم کی تاریخ اصفہان (۲) اور علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہما کی البعث والنشور (۳) میں تصریح ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی، ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا ایک قول یہی ذکر کیا ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی اور ان کا دوسرا قول امام نووی کے موافق ہے۔ (۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے بھی یہی ہے کہ وہ عورت کافرہ تھی اور یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے، جن کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کی ہے اور فرمایا ہے:

”هل تدري ما كانت المرأة؟!! إن المرأة مع ما فعلت كانت كافرة، وإن المؤمن أكرم على الله عز وجل من أن يعذبه في هرة، فإذا حدثت عن رسول

(۱) حوالہ جات بالا۔

(۲) تاريخ أصبهان (أخبار أصبهان) ۲/ ۱۵٤، تحت ترجمة رقم (۱۳٤۱) محمد بن النعمان بن عبدالسلام، وعمدة القاري ۱۵/ ۱۹۸، والتوضيح ۱۹/ ۲۵۲.

(۳) كتاب البعث والنشور للبيهقي ۱/ ۷۹، باب قول الله عزوجل: ﴿إن الله لا يغفر......﴾، رقم (٤۸)، وباب ما يستدل به النبي صلى الله عليه وسلم......، رقم (۱۹۰ و ۱۹۱)، وفتح الباري ٦/ ۳۵۸.

(٤) التوضيح ۱۹/ ۲۵۲، وعمدة القاري ۱۵/ ۱۹۸، وفتح الباري ٦/ ۳۵۸.

الله صلى الله عليه وسلم فانظر كيف تحدث؟". (۱)

"یعنی کیا آپ کو پتہ ہے کہ وہ عورت کیا تھی؟ وہ عورت، جو کچھ اس نے کیا اس سمیت، کافرہ تھی، مؤمن کی شان و مرتبہ اللہ کے نزدیک اس سے بلند و برتر ہے کہ ایک بلی کی وجہ سے اس کو عذاب دے......"۔ واللہ اعلم بالصواب

ربطتها، فلم تطعمها، ولم تدعها تأكل من خشاش الأرض

اس عورت نے بلی کو باندھے رکھا، اس کو کچھ کھلایا نہ ہی اس کی بندش کھولی کہ وہ حشرات الارض (کیڑے مکوڑوں) میں سے کچھ کھالیتی۔

خشاش کی خاء مثلثہ ہے، یعنی اس پر ضمہ، فتحہ یا کسرہ تینوں حرکات پڑھنا جائز ہے، حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں، جیسے چوہا ہے، جو بلی کی مرغوب ترین غذا ہے۔ (۲)

حدیث سے مستنبط فوائد

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلیاں پالنا اور ان کو باندھنا جائز ہے، بشرطیکہ ان کے کھانے پینے کا مناسب انتظام بھی کرے، یہی حکم تمام پالتو جانوروں اور پرندوں کا ہے۔

نیز ان کے کھانے پینے کا انتظام اس کے مالک پر اس صورت میں واجب ہے کہ اگر ان کو مستقلا باندھے رکھے۔ قالہ القرطبی والنووي (۳)

علاوہ ازیں یہ بھی مستفاد ہوا کہ بلیوں وغیرہ کی تملیک (پھر بیع وشراء) جائز ہے۔ چناں چہ ایک روایت جو ہمام بن منبہ کے طریق سے ہے (۴)، اس میں "هـرـة لهـا" کے الفاظ ہیں، یعنی وہ بلی اس عورت کی مملوکہ

(۱) إرشاد الساري ٥/ ٣١٤، وفتح الباري ٦/ ٣٥٨، ومسند أحمد ٢/ ٥١٩، رقم (١٠٧٣٨).

(٢) إرشاد الساري ٥/ ٣١٤، وعمدة القاري ١٥/ ١٩٨، وفتح الباري ٦/ ٣٥٨، وشرح النووي على مسلم ٢/ ٢٣٦.

(٣) عمدة القاري ١٥/ ١٩٨، وفتح الباري ٦/ ٣٥٨، وشرح النووي على مسلم ٢/ ٢٣٦، وشرح القرطبي على مسلم ٦/ ٦٠٥، كتاب البر والصلة، باب عذبت امرأة في هرة، رقم (٢٥٣٠).

(٤) صحيح مسلم، كتاب البر والصلة ...... باب تحريم تعذيب الهرة ...... رقم (٦٦٧٩).

تھی۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

ترجمۃ الباب سے مناسبتِ حدیث

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کے مطابق تو ترجمۃ الباب کے ساتھ اس حدیث کی مناسبت واضح ہے کہ وہ ان تمام احادیث کو پچھلے باب نمبر ۱۴ کے ساتھ جوڑتے ہیں، درمیان کے دو باب "باب خیر مال المسلم......" و"باب خمس من الدواب ......" کو موقع محل کے اعتبار سے حذف کرنے کو اولی قرار دیتے ہیں اور اس کو ناسخین کی غلطی ٹھہراتے ہیں۔(۲)

باب نمبر ۱۴ کا عنوان تھا "باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة﴾" بلاشبہ زیر بحث حدیث اس سے مناسبت رکھتی ہے کہ ہرہ بھی دابہ میں شامل ہے اور ہر دابہ مخلوق ہے۔

دیگر شراح عینی وقسطلانی وغیرہ نے یہاں مناسبت بیان کرنے سے تعرض نہیں کیا، مگر ہمارے اکابر علمائے دیوبند میں سے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ثم إن جميع ما أورده في الباب (۳) من الروايات فمقصوده منها أن للدواب ذكراً فيها، غير أن بعض الروايات لما كانت تتضمن فائدة أزيد من هذا القدر نبه عليها بزيادة لفظ الباب(٤) هناك، وأورد الرواية المتضمنة لتلك الفائدة......(٥)

"کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں جتنی روایات نقل فرمائی ہیں ان سب کا مقصود یہی ہے کہ ان میں دواب (جان داروں) کا ذکر ہے، مگر ان میں کی بعض روایات

---

(۱) عمدة القاري ١٥/ ١٩٨.

(۲) فتح الباری ٦/ ٣٦٠.

(۳) أي باب قول الله تعالى: ﴿وبث فيها من كل دابة ......﴾.

(٤) "هو أصل مطرد من أصول التراجم المذكورة في المقدمة، وهو الأصل السادس منها". تعليقات اللامع ٧/ ٣٨٧. نیز دیکھیے: کشف الباری ۱/۲/۱۷، اصل نمبر ۱۲، فصل اول، تراجم بخاری، مقدمۃ الکتاب۔

(٥) لامع الدراري ٧/ ٣٨٧.

چوں کہ اس سے زائد فائدے کو متضمن ہیں تو اس فائدہ (جدیدہ) زائدہ پر تنبیہ کرنے کے لیے لفظ "باب" کا وہاں اضافہ کر دیا اور پھر اس روایت کو لے کر آئے جو اس فائدہ کو متضمن تھی۔"

خلاصہ یہ ہوا کہ یہاں ناسخین صحیح بخاری کی تغلیط کی ضرورت نہیں اور یہ باب فی باب کے قبیل سے ہے، حضرت شیخ الحدیث محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔(۱)

قال: وحدثنا عبيد الله عن سعيد المقبري عن أبي هريرة(۲)

عبارت کا مطلب اور حدیث کی تخریج

قال کی ضمیر عبدالاعلی سامی کی طرف راجع ہے اور اس عبارت میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ایک دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اور یہ حدیث جس کی طرف امام نے اشارہ کیا ہے مسلم شریف میں موصولاً موجود ہے۔(۳)

باب کی چھٹی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٤١ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ(۴) : أَنَّ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ قَالَ : (نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ ، فَأَمَرَ بِجَهَازِهِ فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا ، ثُمَّ أَمَرَ بِبَيْتِهَا فَأُحْرِقَ بِالنَّارِ ، فَأَوْحَى ٱللهُ إِلَيْهِ : فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً) . [ر : ٢٨٥٦]

---

(۱) تعليقات اللامع ٣٨٧/٧.

(۲) حضرت سعید مقبری کے حالات کشف الباری ۳۳۶/۲ کتاب الایمان اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کشف الباری ۶۵۹/۱ کتاب الایمان میں گذر چکے ہیں۔

(۳) صحيح مسلم، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة، رقم (٢٢٤٢).

(٤) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، مر تخريجه، في كشف الباري، كتاب الجهاد ٣٥٤/٢-٣٥٥.

تراجم رجال

۱)اسماعیل بن ابی اویس

یہ ابوعبداللہ اسماعیل بن ابی اویس مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الإیمان، "باب تفاضل أهل الإيمان في الأعمال" کے تحت آچکا۔(۱)

۲)مالک

یہ امام مالک بن انس مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الإیمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" کے تحت بیان کیے جاچکے۔(۲)

۳)ابوالزناد

یہ ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۴)الاعرج

یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج مدنی قرشی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں محدثین کے تراجم کتاب الإیمان، "باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم من الإيمان" کے ذیل میں گذر چکے ہیں۔(۳)

۵)ابی ہریرہ

مشہور صحابی رسول، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" کے تحت آچکے ہیں۔(۴)

---

(۱) کشف الباری۲/۱۱۳۔

(۲) کشف الباری۲/۸۰۔

(۳) کشف الباری۲: ۱۰، ۱۱۔

(۴) کشف الباری۱/۶۵۹۔

حدیث کا ترجمہ

انبیائے کرام علیہم الصلوات والتسلیمات میں سے ایک محترم نبی (عزیر یا موسی علیہما السلام) کسی درخت کے نیچے آرام کی غرض سے اترے، جہاں ایک چیونٹی نے آپ علیہ السلام کو کاٹا، تو آپ نے اپنا سامان وہاں سے ہٹانے کا حکم دیا، پھر چیونٹی کے بل کے بارے میں حکم جاری فرمایا، اس طرح اس چیونٹی کے بل کو جلا دیا گیا۔ (اس پر) اللہ تبارک وتعالی نے وحی نازل فرمائی کہ آپ نے صرف ایک چیونٹی (جس نے تکلیف پہنچائی تھی) پر کیوں اکتفا نہیں فرمایا؟

یہ حدیث کتاب الجہاد میں گذر چکی ہے اور اس سے متعلقہ کچھ مباحث بھی وہاں آ چکے ہیں، اس لیے ہم یہاں صرف چند فوائد ذکر کریں گے۔ (۱)

چیونٹی کی عجیب وغریب عادات

تلاش رزق کے لیے ہر جان دار مختلف حیلے، متنوع اسباب اور کئی طریقے اختیار کرتا ہے، مگر ان میں سب سے حیلہ باز جان دار چیونٹی ہے۔

اس کی عجیب عادات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر اسے کوئی چیز مل جائے تو اکیلا اس کو ہڑپ کرنے کی کوشش نہیں کرتی، بلکہ اپنی برادری کے دیگر افراد کو بھی خبر دار کرتی ہے، گرمی کے موسم سے ہی موسم سرما کی خوراک جمع کرتی ہے، اگر دانوں کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو انہیں سطح زمین پر لے آتی ہے، تاکہ تازہ ہوا فراہم ہو، اگر کہیں زمین کھود کر اپنا بل (گھر) بناتی ہے تو اسے ٹیڑھے میڑھے انداز میں بناتی ہے، سیدھا نہیں بناتی، تاکہ بارش کا پانی ان کو اور ان کی خوراک کو متاثر نہ کرے، جان داروں میں اس جیسا کوئی اور نہیں جو اپنی جسامت سے زائد وزن اٹھاتا ہو۔ (۲)

---

(۱) کشف الباری، کتاب الجہاد دوم، ۳۵۶ - ۳۵۸۔

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۱۹۹، وفتح الباری ۶/۳۵۹۔

سال بھر کی خوراک: ایک دانۂ گندم

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک چیونٹی سے پوچھا کہ تمہیں ایک سال کے لیے کتنی خوراک کافی ہوتی ہے؟ تو چیونٹی نے جواب دیا کہ گندم کا ایک دانہ۔ سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس چیونٹی کو کسی بوتل میں بند کر دیا جائے اور اس کے لیے بطور خوراک گندم کا دانہ رکھ دیا جائے، سال بھر وہ بوتل پڑی رہی، سال گذرنے کے بعد آپ علیہ السلام نے وہ بوتل طلب فرمائی اور اس کا ڈھکنا کھولا تو...... دیکھا کہ چیونٹی زندہ سلامت موجود تھی اور اس نے صرف آدھا دانہ کھایا تھا!! حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی سے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ میرے ایک سال کی خوراک ایک دانۂ گندم ہے؟ چیونٹی نے جواباً عرض کی، اے اللہ کے نبی! آپ ایک عظیم الشان بادشاہ ہیں، بہت سارے امور ومعاملات میں مشغول رہتے ہیں، سو مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں آپ مجھے فراموش نہ کر دیں اور اس پر دو سال گذر جائیں، اس لیے میں نے آدھا دانہ تو کھالیا اور آدھا اگلے سال کے لیے ذخیرہ کر دیا کہ بھوکی نہ مروں!!

چناں چہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس چیونٹی کی سمجھ داری، بیدار مغزی اور ہوشیاری سے بہت متعجب ومتاثر ہوئے۔(۱)

کمزوروں کی بدولت رزق کی فراہمی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے حوالہ سے علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیاۃ الحیوان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چیونٹیوں کو نہ مارا کرو۔ کیوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دفعہ صلاۃ استسقاء کی نیت سے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی پیٹھ کے بل لیٹی ہوئی تھی اور اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ پاؤں (آسمان کی طرف) اٹھا رکھے تھے اور وہ یہ الفاظ کہہ رہی تھی:

"اللهم، إنا خلق من خلقك، لا غنى لنا من فضلك، اللهم، لاتؤاخذنا بذنوب

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۹، وتعليقات اللامع ۷/ ۳۹۵.

عبادك الخاطئين، وأسقنا مطرا، تنبت لنا به شجرا، وأطعمنا ثمرا".(۱)

''اے اللہ! ہم بھی آپ کی جملہ مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، ہم بھی آپ کے فضل وکرم سے مستغنی نہیں، اے اللہ! آپ اپنے خطا کار بندوں کے گناہوں کا مواخذہ ہم سے نہ فرمایئے اور ہمارے لیے ایسی بارش برسا دیجیے جس کے ذریعے ہمارے لیے پودوں درختوں کو اگائیں اور ہمیں (ان کا) پھل کھلایئے''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ سارا منظر دیکھ کر اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ واپس چلو، ہمارے لیے یہ کافی ہوگئے ہیں اور تم دوسری مخلوقات کے عوض پلائے (سیراب کیے) جارہے ہو۔(۲)

عربی زبان کی وسعت کی ایک مثال

روایت باب میں آیا ہے "ثم أمر ببيتها" یہی روایت پیچھے کتاب الجہاد میں بھی آئی ہے، وہاں "فأمر بقرية النمل......". (۳) کے الفاظ ہیں، چناں چہ چیونٹی کے بل یا سوراخ کو قریہ کہا جاتا ہے اور روایت باب میں جو بیت کے الفاظ ہیں وہ روایت بالمعنی ہے۔ اور قریۃ النمل کے معنی ہیں ان کے جمع ہونے کی جگہ۔(۴)

اہل عرب اوطان میں تفریق کرتے ہیں، چناں چہ انسانی مسکن کو وطن سے موسوم کرتے ہیں اور شیر کی کچھار کے لیے عرین اور غابۃ، اونٹ کے لیے عطن، ہرن کے لیے کناس، بھیڑیے کے لیے وِجار، پرندوں کے لیے عُش، بھڑ کے لیے کور اور چوہے کے لیے نافق استعمال کرتے ہیں۔(۵)

---

(۱) مشكوة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، الفصل الثالث، رقم (۱۵۱۰)، وسنن الدارقطني ۲/۶٦، كتاب الاستسقاء، رقم (۱)، وشرح مشكل الآثار ۲/۳۳۱، رقم (۸۷۵).

(۲) حياة الحيوان ۲/۵۰۲، باب النون، النمل، فائدة أخرى، وإرشاد الساري ۵/۳۱۵.

(۳) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب (بلا ترجمة) رقم (۳۰۱۹).

(٤) عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۹، وشرح القسطلاني ۵/ ۳۱٤، وفتح الباري ٦/ ۳۵۸.

(۵) عمدة القاري ۱۵/ ۱۹۹، وفتح الباري ٦/ ۳۵۸.

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت

جان داروں میں سے جو موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے، اسی میں چیونٹی بھی داخل ہے کہ ایذاء وتکلیف کا سبب بنے تو اس کو مارنا جائز ہوگا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وفيه دليل على جواز قتل النمل، وكل مؤذ".(۱)

(۱) إكمال المعلم ۷/۱٦٥، كتاب السلام، رقم (۲۲۳۱)، وعمدة القاري ۱۵/۱۹۹، وشرح القسطلاني ٥/۳۱٤، وفتح الباري ٦/ ۳٥٨، وشرح السنة للبغوي ٦/٢٨٨.

١٧ - باب : إِذَا وَقَعَ ٱلذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ، فَإِنَّ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِي الْأُخْرَى شِفَاءً .

اختلاف نسخ

جیسا کہ ماقبل میں گذرا کہ شراح بخاری کی عمومی رائے یہی ہے کہ بعض ناسخین نے کتاب بدء الخلق میں کچھ بے جوڑ تراجم ذکر کردیے ہیں، جو ان تراجم کے تحت ذکر کردہ احادیث سے میل نہیں کھاتے، یہی مسئلہ یہاں بھی ہے، حافظ ابن حجر، علامہ عینی اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذباب سے قبل ابوذر کے نسخے میں ان کے بعض شیوخ کے حوالے سے "باب إذا وقع......" کے عنوان سے ترجمۃ الباب قائم کیا گیا ہے، جب کہ دیگر ناسخین کے نسخوں میں یہ عبارت یا ترجمہ محذوف ہے اور بقول ان حضرات شراح کے، یہی اولی ہے۔(۱)

اور حضرت گنگوہی اور شیخ الحدیث کاندھلوی رحمہما اللہ کے نزدیک یہ ترجمہ بھی باب فی باب کے قبیل سے ہے اور زائد فائدے کو متضمن ہے۔(۲)

ترجمۃ الباب کا مقصد

اس باب کے تحت مندرج احادیث میں ذباب (مکھی) کا ذکر ہے اور دیگر بعض جان داروں کا ذکر بھی ہے اور یہ سب مخلوق ہیں۔

پھر جانیے کہ یہاں چھ حدیثیں مذکور ہیں، جن میں کی پہلی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

---

(۱) فتح الباری ۶/۳۶۰، وعمدۃ القاری ۱۵/۲۰۰، وشرح القسطلانی ۵/۳۱۵.

(۲) لامع الدراري مع تعليقاته ۷/۳۸۷، والأبواب والتراجم ۱/۲۱۲.

٣١٤٢ : حدثنا خالد بن مخلد : حدثنا سليمان بن بلال قال : حدثني عتبة بن مسلم قال : أخبرني عبيد بن حنين قال : سمعت أبا هريرة رضي الله عنه يقول[1] : قال النبي ﷺ : (إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ثم لينزعه ، فإن في إحدى جناحيه داء والأخرى شفاء) . [٥٤٤٥]

تراجم رجال

۱) خالد بن مخلد

یہ ابوالہیثم خالد بن مخلد کوفی بجلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۲) سلیمان

یہ ابوایوب سلیمان بن بلال رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان دونوں حضرات کا تذکرہ کتاب العلم، "باب طرح الإمام المسألة على أصحابه ......" کے تحت آچکا۔(۲)

۳) عتبہ بن مسلم

یہ عتبہ بن مسلم مدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، بنوتیم کے مولی ہیں، یہی عتبہ بن ابی عتبہ بھی ہیں۔(۳)

یہ عبید بن حنین، حمزہ بن عبداللہ بن عمر، نافع بن جبیر بن مطعم، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، عبداللہ بن رافع بن خدیج اور عکرمہ مولی ابن عباس رحمہم اللہ تعالی وغیرہ سے روایتِ حدیث کرتے ہیں۔

ان سے سماعِ حدیث کرنے والوں میں ابن اسحاق، سلیمان بن بلال، اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر، محمد

---

(١) قوله: "سمعت أبا هريرة رضي الله عنه": الحديث، أخرجه البخاري أيضا، كتاب الطب، باب إذا وقع الذباب في الإناء، رقم، (٥٧٨٢)، وأبو داود في سننه، كتاب الأطعمة، باب في الذباب يقع في الطعام، رقم (٣٨٤٣)، وابن ماجه في سننه، كتاب الطب، باب الذباب يقع في الإناء، رقم (٣٥٠٥).

(۲) کشف الباری ۳/۱۳۵-۱۳۷۔

(٣) تهذيب الكمال ١٩/ ٣٢٣، وتهذيب التهذيب ٧/ ١٠٢، والجرح والتعديل ٦/ ٤٩١، رقم الترجمة (٢٠٦٥).

بن جعفر بن ابی کثیر، مسلم بن خالد زنجی، سعید بن ابی ہلال، ابراہیم بن ابی یحییٰ اور یوسف بن یعقوب الماجشون رحمہم اللہ وغیرہ شامل ہیں۔(۱)

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔(۲)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "صدوق".(۳)

حافظ خزرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقۃ".(۴)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقۃ".(۵)

عتبہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر ائمہ ستہ کے راوی ہیں۔(۶)

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

تنبیہ (امام بخاری کا ایک وہم)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے موضح میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عتبہ بن ابی عتبہ اور عتبہ بن مسلم کے درمیان فرق کیا ہے اور اپنی تاریخ (۷) میں دونوں کو الگ الگ شمار کر کے ہر ایک کا ترجمہ علیحدہ لکھا ہے، حالاں کہ درست یہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہیں۔(۸) یہی عبدالغنی بن سعید ازدی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مروی ہے(۹)، بظاہر امام بخاری کو وہم اس لیے لگا ہے کہ عتبہ کے شاگرد سعید بن ابی ہلال جب عتبہ سے روایت

(۱) شیوخ وتلامذہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے حوالہ جات بالا۔

(۲) كتاب الثقات ٥/ ٢٥٠، وتهذيب الكمال ١٩/ ٣٢٣.

(۳) الكاشف ٢/ ٢٤٠، رقم (٣٧١٣).

(٤) خلاصة الخزرجي ٢٥٨، من اسمه: عتبة.

(٥) تقريب التهذيب ١/ ٦٥٤، رقم (٤٤٥٨).

(٦) تهذيب الكمال ١٩/ ٣٢٤.

(٧) التاريخ الكبير ٦/ ٢/ ٥٢٤، رقم ٣١٩٥ و ٣١٩٦.

(٨) موضح أوهام الجمع والتفريق ١/ ١٦١، وتهذيب التهذيب ٧/ ١٠٢، وتعليقات تهذيب الكمال ١٩/ ٣٢٣

(٩) تهذيب التهذيب ٧/ ١٠٢.

حدیث کرتے ہیں تو کبھی عتبہ بن مسلم فرماتے ہیں اور گاہے عتبہ بن ابی عتبہ۔(۱) واللہ اعلم بالصواب

۴) عبید بن حنین

یہ ابوعبداللہ عبید بن حنین مولی زید بن الخطاب عدوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی رسول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حالات کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" میں گذر چکے۔(۳)

ایک اور تنبیہ

حافظ نے عبید بن حنین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں ان کی حدیث باب کے علاوہ اور کوئی روایت نہیں ہے۔(۴)

یہ ان کا تسامح ہے، صحیح بخاری میں ان کی اور روایات بھی ہیں۔(۵)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم، فليغمسه، ثم لينزعه، فإن في إحدى جناحيه داءً، والأخرى شفاءً.

ترجمۂ حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہارے (کھانے) پینے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ لگاؤ، پھر نکال لو، کیوں کہ اس

(۱) تہذیب التہذیب ۱۰۲/۷۔

(۲) ان کے حالات کے لیے دیکھیے، کتاب الصلاۃ، باب الخوخة والممر في المسجد.

(۳) کشف الباری ۶۹۰/۱۔

(۴) فتح الباری ۲۵۰/۱۰، کتاب الطب۔

(۵) دیکھیے کتاب الصلاۃ کا محولہ باب، رقم (۴۶۶)، وتحفۃ الاشراف ۳۹۵/۳، رقم (۴۱۴۵)، مسند سعد بن مالک ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

کے ایک پر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہوتی ہے۔

الذباب کی تحقیق

حافظ ابن التین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذباب جمع ہے ذبابۃ کی، جب کہ ابو ہلال عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ذباب خود مفرد ہے اور اس کی جمع ذبان ہے، عامۃ الناس ذبانۃ واحد کے لیے اور ذبان جمع کے لیے بولتے ہیں، سو یہ غلط ہے۔

اس لفظ کی حقیقت میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں، لیکن دل کو لگتی بات ابن سیدہ کی ہے، جو انہوں نے المحکم (۱) میں ذکر فرمائی ہے کہ ذبابۃ مستعمل تو نہیں ہے، مگر ابو عبیدہ نے احمر سے یہی نقل کیا ہے، درست ذباب ہے، قرآن کریم میں آیا ہے ﴿وان یسلبھم الذباب شیئا......﴾ (۲)، اس کی تفسیر مفسرین نے واحد سے کی ہے۔(۳)

شراب سے مراد

یہاں شراب کے مفہوم میں ہر قسم کی مائع چیزیں داخل ہیں، قرآن میں شہد کے لیے بھی شراب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، فرمایا ہے ﴿یخرج من بطونھا شراب ......﴾. (٤)

بلکہ صحیح بخاری اور ابوداؤد شریف (۵) کی وہ روایت زیادہ جامع ہے، جس میں اناء کا لفظ ہے، برتن میں تو ماکولات و مشروبات دونوں ہوتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے کھانے پینے کی چیزوں میں مکھی گر جائے......(۶)۔

---

(١) المحكم ١٠/٥٤، الذال والباء، مادة ذ ب ب.

(٢) الحج/ ٧٣.

(٣)عمدة القاری ١٥/ ٢٠٠، والتوضيح ١٩/ ٢٥٧، وفتح الباری ١٠/ ٢٥٠، رقم (٥٧٨٧).

(٤) النحل: ٦٩.

(٥) صحيح البخاري، كتاب الطب، باب إذا وقع الذباب في الإناء، رقم (٥٧٨٢)، وسنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب في الذباب يقع في الإناء، رقم (٣٨٤٣).

(٦) عمدة القاري ١٥/٢٠٠، وفتح الباری ١٠/ ٢٥٠.

علاوہ ازیں حضرت ابوسعید خدری وانس رضی اللہ عنہما کی روایت میں طعام کا لفظ آیا ہے(۱)، لیکن جیسا کہ ابھی ہم نے بتایا ''إناء'' کا لفظ زیادہ جامع ہے۔

فليغمسه

''غمس'' باب ضرب سے بمعنی غوطہ دینا، داخل کرنا۔(۲)

ابوعبیدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ اس پوری مکھی کو کھانے یا پینے کی چیز میں غوطہ دے، تاکہ جس طرح بیماری نکلی ہے، اسی طرح شفاء بھی نکل آئے......(۳)

کتنے غوطے دینے ہیں ایک یا تین؟

باب کی روایت میں یہ مصرح نہیں ہے کہ کتنی دفعہ اس مکھی کو غوطہ دینے ہیں؟ صرف یہی ہے کہ غوطہ دے کر نکال کر پھینک دے، ایک دوسری روایت میں، جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے، اس میں ہے کہ:

"كنا عند أنس، فوقع ذباب في إناء، فقال أنس بإصبعه، فغمسه في ذلك الإناء ثلاثا، ثم قال: بسم الله، وقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرهم أن يفعلوا ذلك".(٤)

''جس کا حاصل یہ ہے کہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے بقول حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین بار مکھی کو برتن میں غوطہ دیا، بسم اللہ پڑھی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(١) سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب الذباب يقع في الإناء، رقم (٣٥٠٤)، وابن حبان ٢١٨/٣، كتاب الطهارة، باب المياه، ذكر الأمر بغمس الذباب في الإناء، رقم (١٢٤٤).

(٢) القاموس الوحيد، مادة: غمس، وعمدة القاري ٢٠٠/١٥.

(٣) عمدة ٢٠٠/١٥.

(٤) كشف الأستار، كتاب الأطعمة، باب الذباب يقع في الإناء، رقم (٢٨٦٦)، ومجمع الزوائد للهيثمي ٣٨/٥، كتاب الأطعمة، باب في الذباب......، والأحاديث المختارة للضياء المقدسي ٢٠٦/٥-٢٠٧، رقم (١٧٣٥).

وسلم نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے''۔

یہی حدیث حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہے، حافظ فرماتے ہیں:

"ورواه حماد بن سلمة عن ثمامة، فقال: "عن أبي هريرة" ورجحها أبو حاتم، وأما الدار قطني، فقال: الطريقان محتملان".(۱)

چناں چہ دونوں صورتیں درست ہیں، تثلیث والی روایت مبالغہ پر محمول ہے۔(۲)

فإن في إحدى جناحيه داء ......

کہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے......

ابوداود شریف(۳) کی روایت میں احد ہے، یعنی مذکر ہے، تاہم اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ لفظ ''جناح'' مذکر ومؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، ایک قول یہ ہے کہ تانیث جناح باعتبار ید ہے، جب کہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحد جناحيه" یعنی مذکر والی روایت کو راجح کہا ہے اور تانیث کے احتمال کا انکار کیا ہے۔(۴)

داء سے کیا مراد ہے؟

مکھی کی جبلت اور طبعی عادت یہی ہے کہ وہ جب کسی کھانے پینے کی چیز پر گرتی ہے تو اس پر کے پہلو گرتی ہے جس میں بیماری پوشیدہ ہوتی ہے، تاکہ اپنی جان بچائے(۵)، تو مقصد تو اس فعل سے اپنی جان بچانا

(۱) فتح الباري ۱۰/ ۲۵۰.

(۲) التوضيح لابن الملقن ۱۹/۲۵٦.

(۳) سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب في الذباب يقع في الإناء، رقم (۳۸٤۳).

(٤) فتح الباري ۱۰/۲۵۱، وشرح القسطلاني ۵/۳۱۵، وعمدة القاري ۱۵/۲۰۱.

(۵) كما في رواية أبي داود، رقم (۳۸٤٤)، وابن حبان ۱۲/ ۵۵، كتاب الأطعمة، باب آداب الأكل، رقم (۵۲۵۰)، ومسند أحمد۲/ ۲۳۰، رقم (۷۱٤۱)، مسند أبي هريرة.

وقال أفلاطون: "الذباب أحرص الأشياء؛ حتى إنه يلقي نفسه في كل شيء، ولو كان فيه هلاكه". فتح الباري ۱۰/۲۵۰.

ہوتا ہے، تاہم اس کے اس پر میں زہر (یا جدید محاورے کے مطابق جراثیم) ہوتا ہے، ایک روایت (۱) میں زہر کی تصریح آئی ہے، تو داء سے مراد زہر ہے۔ (۲)

زہر والا پر کون سا ہوتا ہے؟

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے کسی بھی طریق سے ''کس پر میں بیماری ہے اور کس میں شفاء؟'' مجھے معلوم نہیں ہوسکا اور اس کی تعیین نہیں کر پایا، لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں تامل کیا، غور وفکر کی راہ اپنائی تو معلوم ہوا کہ مکھی کسی چیز پر گرتے وقت اپنے بائیں پر سے اپنا بچاؤ کرتی ہے، یعنی اپنے بائیں پہلو گرتی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ اس کے دائیں پر میں شفاء ہے۔

چناں چہ لکھتے ہیں:

"ولم يقع لي في شيء من الطرق تعيين الجناح الذي فيه الشفاء من غيره، لكن ذكر بعض العلماء أنه تأمله، فوجده يتقي بجناحه الأيسر، فعرف أن الأيمن هو الذي فيه الشفاء، والمناسبة في ذلك ظاهرة". (۳)

حدیث حقیقت پر محمول ہے، مجاز پر نہیں

اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ حدیث پاک میں مکھی کے بارے میں جو کہا گیا ہے کہ اس کے ایک پر میں بیماری یا زہر ہوتا ہے تو یہ حقیقت ہے، مجاز نہیں، بعض حضرات نے داء سے مجازاً داء الکبر مراد لیا ہے اور شفاء سے مراد کبر کا علاج قرار دیا ہے کہ اس طرح مکھی کو مکمل غوطہ دینے سے تواضع پیدا ہوتا ہے اور تکبر ختم ہوتا ہے، کیوں کہ عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ کھانے میں اس طرح کی کوئی چیز گر جائے تو بندہ کھانا چھوڑ دیتا ہے، اس طرح وہ کھانا ضائع ہوجاتا ہے۔ (۴)

---

(۱) الطب النبوي لأبي نعيم ۲/ ٦٤٠، رقم (٦٩٣).

(۲) بذل المجهود ۱۱/ ٥٦٨، رقم (۲۸٤۳)، وفتح الباري ۱۰/ ۲٥۱، والتوضيح لابن الملقن ۱۹/ ۲٥٤، وعمدة القاري ۱٥/ ۲۰۱۔

(۳) فتح الباری ۱۰/۲۵۱۔

(۴) حوالہ بالا، والتوضیح ۱۹/۲۵۶۔

چناں چہ صاحب بحر نے سراج سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس سے داء الکبر مراد ہے، لیکن خود صاحب البحر کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے، اس لیے کہ پھر جناحین کے تذکرے اور شفاء کے تذکرے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ علاوہ ازیں یہ موقف حدیث کی نص کے خلاف ہے۔ (۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث ذباب کی مطابقت ترجمۃ الباب کے ساتھ واضح ہے کہ ذباب بھی ازقبیل مخلوقات ہے۔

باب کی دوسری حدیث بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

۳۱۴۳ : حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ الْأَزْرَقُ : حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنِ الْحَسَنِ وَٱبْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ،(۲) عَنْ رَسُولِ ٱللّٰهِ ﷺ قالَ : (غُفِرَ لِٱمْرَأَةٍ مُومِسَةٍ ، مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ ، قالَ : كادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ، فَنَزَعَتْ خُفَّهَا ، فَأَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا ، فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الماءِ ، فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ) . [۳۲۸۰]

تراجم رجال

۱) الحسن بن الصباح

یہ الحسن بن صباح ابوعلی واسطی ثم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب زیادۃ

---

(۱) قال صاحب البذل: "والظاهر أن الداء والشفاء محمولان على الحقيقة؛ فإن لها شواهد ونظائر، كالنحلة يخرج من بطنها الشراب النافع، وينبت من إبرها السم النافع، فلا باعث للحمل على المجاز".

(بذل المجهود ۱۱/ ۵٦۸، کتاب الأطعمة)

(۲) قوله: "عن أبي هريرة رضي الله عنه": الحديث، رواه البخاري، في كتاب الأنبياء، باب بعد باب حديث الغار، رقم (۳٤٦۷)، ومسلم، رقم (۵۸۱٤ و۵۸۱۵)، في كتاب الحيوان، باب فضل سقي البهائم المحرمة وإطعامها.

الإيمان ونقصانه" پرآچکا ہے۔(۱)

۲)اسحاق الازرق

یہ اسحاق بن یوسف بن یعقوب بن مرداس مخزومی ابومحمد الازرق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۲)

۳)عوف

یہ عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی عبدی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب اتباع الجنائز من الإيمان"میں گذر چکا ہے۔(۳)

۴)الحسن

یہ مشہور تابعی محدث حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب المعاصي من أمر الجاهلية ويكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرك"میں آچکا ہے۔(۴)

۵)ابن سیرین

یہ مشہور محدث محمد بن سیرین انصاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب اتباع الجنائز......"پر گذر چکا ہے۔(۵)

۶)ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

مشہور صحابی رسول،حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الایمان،"باب أمور الإيمان" میں گذر چکا ہے۔(۶)

---

(۱) کشف الباری۲/۳٦۷۔

(۲)ان کے تذکرہ کے لیے دیکھیے، كتاب الحج ،باب أين يصلى الظهر يوم التروية؟

(۳) کشف الباری۲/۵۲۲۔

(۴) کشف الباری۲/۲۲۰۔

(۵) کشف الباری۲/۵۲۴۔

(۶) کشف الباری۱/٦۵۹۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: غفر لامرأة مؤمسة مرت بكلب على رأس ركي يلهث قال: كاد يقتله العطش.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زانیہ کی مغفرت (صرف اس بات پر) کردی گئی کہ اس کا گذر ایک کتے کے پاس سے ہوا، جو پیاس کی شدت (جو قریب تھا کہ اس کو ہلاک کردیتی) کی وجہ سے ایک کنویں کے سرے پر ہانپ رہا تھا۔

''غفر'' فعل ماضی مجہول ہے، ''غفرانا'' اس کا مصدر ہے۔

''مومسہ'' کے معنی اور مادہ اشتقاق

''مومسہ'' کے معنی فاجرہ اور زانیہ کے ہیں، اس کی جمع ''میامس، مومسات'' اور ''مو امس'' ہے(۱)، جب کہ اصحاب حدیث اس کی جمع میامیس لکھتے ہیں۔ایک حدیث شریف میں آتا ہے:"لا يموت جريج حتى ينظر في وجه المياميس" (۲) اور حضرت ابووائل شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں "أكثر تبع الدجال اليهود وأولاد المومس" کہ ''دجال لعین کی اتباع کرنے والے عموماً زانیات اور فاجرات کی اولاد ہوگی'' کے الفاظ ہیں۔(۳)

اس لفظ کی اصل اور مادہ اشتقاق میں اختلاف ہے، بعض نے اس کو مہموز اور بعض نے اس کو مثال واوی قرار دیا ہے، یعنی ومس سے مشتق ہے، یہی اصحاب عربیت کی رائے ہے۔(۴)

---

(١) عمدة القاري ١٥/ ٢٠١ .

(٢) ورد ذلك في حديث جريج العابد، انظر صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب مسح الحصا في الصلاة، رقم (١٢٠٦) عن أبي هريرة رضي الله عنه.

(٣) رواه أبونعيم في الفتن، عن وكيع،٢/ ٥٤٧، رقم (١٥٣٤) مكتبة التوحيد، القاهرة.

(٤) النهاية في غريب الحديث والأثر ٤/ ٣١٨، مادة مومس، باب الميم مع الواو، ومجمع بحار الأنوار ٤/ ٦٣٢، مادة "مومس".

جب کہ ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ اس کو مہموز قرار دیتے ہیں۔ ابن قرقول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ہمزہ کے ساتھ یہ لفظ درست ہے تو یہ "مأس الرجلُ" سے ہے، جس کے معنی ہیں کہ بندہ کا اس قدر بگڑ جانا کہ نصیحت کو قبول ہی نہ کرے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے "مأس بين القوم" کہ قوم کے درمیان فساد پھیلانا اور بگاڑ پیدا کرنا۔(۱)

تاہم علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے مہموز ہونے کے احتمال کو رد کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر مومسہ مأس سے مشتق ہوتا تو اسم فاعل مائسۃ ہوتا، اس لیے بقول علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے "میرے نزدیک یہ لفظ باب فعللۃ سے ہے، یعنی مَوْمَس، وَسْوَس کے وزن پر، اس باب سے اسم فاعل مؤنث کے لیے مومسہ ہی ہے"۔(۲)

واللہ اعلم

رکی کے معنی اور ضبط

رکی راء کے فتح، کاف کے کسرہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ ہے، کنویں کو کہتے ہیں، بشرطیکہ اس کی منڈیر نہ ہو، اس کی جمع رکایا ہے۔(۳)

"یلہث" کے معنی لغوی و تحقیق صرفی

"يلهث" باب فتح سے فعل مضارع ہے، لهثا اس کا مصدر ہے، پیاس اور گرمی کی شدت سے زبان باہر نکل آنے کو لہث کہتے ہیں "أي يخرج لسانه من شدة العطش والحر".(٤)

اور "كاد يقتله العطش" کسی راوی کا تفسیری جملہ ہے۔

فنزعت خفها، فأوثقته بخمارها، فنزعت له من الماء، فغفر لها بذلك.

چناں چہ اس خاتون نے اپنا موزہ اتارا، اس کو اپنے دوپٹہ کے ساتھ باندھا، تو اس کتے کے لیے کچھ

---

(١) عمدة القاري ١٥/٢٠١، ٢٠٢ والمحكم لابن سيدة ٨/٦٢٩، مقلوبه: موس.

(۲) عمدۃ القاری ۱۵/۲۰۲۔

(۳) حوالہ بالا، وارشاد الساری ۵/۳۱۶۔

(٤) مجمع بحار الأنوار ٤/٥١٨، مادة لهث.

پانی کھینچا۔اس عمل کی وجہ سے اس خاتون کی مغفرت کردی گئی۔

مطلب یہ ہے کہ جب اس گناہ گار خاتون نے اس کتے کی بے بسی دیکھی اور پیاس کی وجہ سے اس کی تکلیف کا مشاہدہ کیا تو ایک جان دار ہونے کے ناطے اس کتے پر رحم کھاتے ہوئے اس کی پیاس دور کرنے کے لیے یہ کیا کہ اپنا موزہ اتار کر اسے اپنے دوپٹے کے ساتھ باندھ کر کنویں میں اتار دیا اور جب وہ پانی سے تر ہو گیا تو اسے کھینچ کر، اس کا پانی نچوڑ کر کتے کو پلایا۔

اس خاتون کا یہ چھوٹا سا عمل اللہ کریم کو اتنا پسند آیا کہ صرف اس عمل کی بنیاد پر اللہ تبارک وتعالی نے اس کی مغفرت فرما دی۔ چناں چہ اس حدیث سے یہ فائدہ مستفاد ہوا کہ اللہ تبارک وتعالی بعض اوقات اپنے خاص فضل واحسان کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھوٹے سے عمل صالح کی بدولت کبائر تک کو معاف فرما دیتے ہیں۔(۱)

جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جانوروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے، انہیں تکلیف نہیں دینی چاہیے، وہ بھی اللہ کی مخلوق ہیں، مشہور حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "ارحموا من فی الأرض یرحمکم من فی السماء" (۲) اس لیے انسان تو انسان، دیگر جان داروں کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنا چاہیے۔

ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت حدیث

اس حدیث کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت بایں معنی ہیں کہ کلب بھی اللہ کی مخلوق ہے۔

---

(۱) التوضیح لابن الملقن ۱۹/ ۲۵۹، وعمدة القاري ۱۵/ ۲۰۲، وشرح القسطلاني ۵/ ۳۱٦.

(۲) الحديث، أخرجه الترمذي، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في رحمة الناس، رقم (۱۹۲٤)، وأبوداود، كتاب الأدب، باب في الرحمة، رقم (٤۹٤۱)، وأحمد في مسنده ۲/ ۱٦۰، رقم (٦٤۹٤)، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه.

باب کی تیسری حدیث حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٤٤ : حدّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ : حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كما أَنَّكَ هَا هُنَا : أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ ٱللهِ ، عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُمْ(١) ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ : (لَا تَدْخُلُ المَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ) . [ر : ٣٠٥٣]

تراجم رجال

۱)علی بن عبداللہ

یہ مشہور محدث علی بن عبداللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ما ذكر في ذهاب موسى صلى الله عليه وسلم في البحر إلى الخضر" میں گذر گیا۔(۲)

۲)سفیان

یہ سفیان بن عیینہ ابومحمد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الاول اور کتاب العلم "باب قول المحدث: حدثنا أو أخبرنا......" میں گزر گیا ہے۔(۳)

۳)الزہری

یہ محمد بن مسلم ابن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب بدء الوحی الحدیث الثالث میں گزر گیا ہے۔(۴)

۴)عبداللہ

یہ عبداللہ بن عتبہ بن مسعود الہذلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۵)

---

(۱)قوله: "عن أبي طلحة رضي الله عنهم": الحديث مر تخريجه سابقا، باب إذا قال أحدكم: آمين......

(۲) کشف الباری ۳/۳۳۱۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۳۸ و۳/۱۰۲۔

(۴) کشف الباری ۱/۳۲۶۔

(۵)ان کے تذکرہ کے لیے دیکھیے، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح ......".

۵) ابن عباس

یہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا تذکرہ کتاب بدء الوحی کی الحدیث الرابع اور کتاب الایمان، "باب کفران العشیر و کفر دون کفر" میں گزر گیا ہے۔(۱)

۶) ابوطلحہ

یہ زید بن سہل ابوطلحہ الانصاری النجاری رضی اللہ عنہ ہیں۔(۲)

"کما أنك ههنا" کے معنی

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ حدیث حضرت علی بن المدینی کو سنائی تو یہ فرمایا کہ میں نے یہ حدیث امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہے اور یاد کی ہے، چناں چہ جس طرح تمہاری موجودگی میرے سامنے یقینی ہے، اسی طرح میرا امام زہری سے سننا اور اسے یاد کرنا بھی یقینی ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"يعني كما لا شك في كونك في هذا المكان كذلك لا شك في حفظي منه".(۳)

یہ حدیث قریب ہی میں چند ابواب پہلے گزری ہے، وہیں اس کی شرح بھی ہو چکی ہے۔(۴)

ترجمۃ الباب کے ساتھ حدیث کی مطابقت

اس حدیث کی ترجمہ کے ساتھ مناسبت لفظ کلب اور ملائکہ میں ہے کہ دونوں مخلوقات خداوندی ہیں۔

واللہ اعلم

(۱) کشف الباری ۱/۴۳۵، و ۲/۲۰۵۔

(۲) ان کے تذکرہ کے لیے دیکھیے، کتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان.

(۳) شرح الكرماني ۱۳/۲۲۱، وعمدة القاري ۱۵/۲۰۲، وإرشاد الساري ۵/۳۱٦، قال الكوراني الحنفي رحمه الله: "أراد تحقيق السماع". الكوثر الجاري ٦/۲۲۷.

(٤) في باب سلف عن قريب: باب إذا قال أحدكم: آمين......

باب کی چوتھی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے۔

۳۱٤٥ : حدَّثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا(١): أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الكِلَابِ.

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن یوسف

یہ عبداللہ بن یوسف التنیسی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی میں اجمالا اور کتاب العلم، "باب لیبلغ العلم الشاهد الغائب" میں تفصیلا گذر چکا ہے۔(۲)

۲) مالک

یہ مشہور امام و محدث مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الثانی اور کتاب الایمان، "باب من الدين الفرار من الفتن" میں گزر چکا ہے۔(۳)

۳) نافع

یہ مشہور تابعی حضرت نافع ابو عبداللہ العدوی مولی ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب العلم، "باب ذكر العلم والفتيا في المسجد" میں گزر چکا۔(۴)

---

(١) قوله: "عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما": الحديث، أخرجه مسلم، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب ......، رقم (١٥٧٠)، والنسائي في سننه، كتاب الصيد، باب الأمر بقتل الكلاب، رقم (٤٢٨٨)، والترمذي في جامعه، كتاب الصيد، باب ما جاء: من أمسك كلبا......، رقم (١٤٨٨)، وابن ماجه في سننه، كتاب الصيد، باب قتل الكلاب، رقم (٣٢٠٢).

(۲) کشف الباری ۱/۲۸۹، الحدیث الثانی، و ۴/۱۱۳۔

(۳) کشف الباری ۱/۲۹۰، الحدیث الثانی، و ۲/۸۰۔

(۴) کشف الباری ۴/۶۵۱۔

۴)عبداللہ بن عمر

مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات کتاب الایمان،"باب الإيمان، وقول النبي صلى الله عليه وسلم: بني الإسلام......" کے تحت گزر چکے ہیں۔(۱)

باب کی پانچویں حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٤٦ : حدّثنا مُوسَى بْنُ إِسْماعِيلَ : حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، عَنْ يَحْيَىٰ قالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ(۲) اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قالَ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْقُصْ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ ، إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ ماشِيَةٍ) . [ر : ٢١٩٧]

تراجم رجال

۱)موسی بن اسماعیل

یہ موسی بن اسماعیل التبوذکی تمیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ بدء الوحی کی الحدیث الرابع اور کتاب العلم،"باب من أجاب الفتيا بإشارة اليد والرأس" میں گزر گیا ہے۔(۳)

۲)ہمام

یہ ہمام بن یحییٰ العوذی البصری ہیں۔(۴)

۳۔)یحییٰ

یہ یحییٰ بن ابی کثیر الطائی ابوالنضر الیمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کا تذکرہ کتاب العلم،"باب كتابة

(۱)کشف الباری ۱/۶۳۷۔

(۲) قوله: أن أبا هريرة رضي الله عنه حدثه": الحديث، مر تخريجه في كشف الباري، كتاب البيوع...... والمزارعة، ٤١٩.

(۳)کشف الباری ۱/۴۳۳،و۳/۴۷۷۔

(۴)ان کے حالات کے لیے دیکھیے،کتاب الصلاة، باب من نسي صلاة فليصل......

العلم" میں گزر چکا ہے۔(۱)

۴) ابوسلمۃ

یہ ابوسلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف الزہری المدنی ہیں، ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان" میں گزر چکا۔(۲)

۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" میں آچکا۔(۳)

باب کی چھٹی حدیث حضرت سفیان بن ابی زہیر شنئی رضی اللہ عنہ کی ہے۔

٣١٤٧ : حدّثنا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ : حَدَّثَنَا سُلَيْمانُ قالَ : أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ قالَ : أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ : سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَئِيَّ(۴): أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ ٱللهِ ﷺ يَقُولُ : (مَنِ ٱقْتَنَى كَلْبًا ، لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا ، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ) . فَقَالَ السَّائِبُ : أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ ٱللهِ ﷺ ؟ قالَ : إِيْ وَرَبِّ هٰذِهِ ٱلْقِبْلَةِ .

[ر : ٢١٩٨]

تراجم رجال

۱) عبداللہ بن مسلمہ

یہ مشہور محدث عبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے حالات کتاب الایمان، "باب من

(۱) کشف الباری ۴/۲۶۷۔

(۲) کشف الباری ۲/۳۲۳۔

(۳) کشف الباری ۱/۶۵۹۔

(٤) قوله: "سمع سفيان بن أبي زهير الشنئي......": الحديث، مر تخريجه، كشف الباري، كتاب المزارعة ٤٢٥.

الدين الفرار من الفتن" کے تحت گذر چکے ہیں۔(۱)

۲)سلیمان

یہ سلیمان بن بلال التیمی ابومحمد القرشی المدنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں،ان کا تذکرہ کتاب الایمان، "باب أمور الإيمان" میں گزر گیا ہے۔(۲)

۳)یزید بن خصیفہ

یہ یزید بن عبداللہ بن خصیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۳)

۴)سائب بن یزید

یہ مشہور تابعی حضرت سائب بن یزید کندی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔(۴)

۵)سفیان بن ابی زہیر الشنئی

یہ صحابی رسول حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ ہیں۔عرب کے مشہور قبیلے ازدشنوءۃ کی طرف منسوب ہوکر شنئی کہلاتے ہیں۔(۵)

أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من اقتنى كلبا، لا يغني عنه زرعا، ولا ضرعا، نقص من عمله كل يوم قيراط.

حضرت سائب بن یزید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جس نے ایسا کتا پالا جو اسے نہ زراعت

(۱) کشف الباری۲/۸۰۔

(۲) کشف الباری۱/۶۵۸۔

(۳)ان کے حالات کے لیے دیکھیے،"كتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المسجد".

(۴)ان کے حالات کے لیے دیکھیے،"كتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس......".

(۵)ان کے حالات کے لیے دیکھیے،"كتاب فضائل المدينة، باب من رغب عن المدينة".

میں فائدہ پہنچائے اور نہ جانوروں کی رکھوالی میں......تو اس بندے کے نیک عمل سے ہر روز ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔

''اقتنی''، فعل ماضی ہے، اس کا مصدر اقتناء ہے، اس کے معنی پالنے کے ہیں۔ اور ضرع دراصل تھن کو کہتے ہیں، مگر یہاں مویشی مراد ہیں۔

قیراط کے معنی اور مراد

قیراط ایک وزن کا نام ہے، اکثر علاقوں میں یہ دینار کا بیسواں حصہ ہوتا تھا اور اہل شام کے ہاں قیراط دینار کے چوبیسویں حصے کا نام ہے، کیوں کہ اہل شام کے نزدیک دینار کے چوبیس حصے ہوتے ہیں۔(۱)

یہاں حدیث میں یقیناً یہ معنی مراد نہیں، بلکہ اس کی حقیقی مقدار اللہ ہی کو معلوم ہے اور مراد حدیث کی یہ ہے کہ اس کے نیک عمل کے اجزاء میں سے ایک جزء روز کم ہو جاتا ہے، یہ بلا ضرورت کتے رکھنے کی سزا ہے۔(۲)

روایات میں اختلاف اور ان میں تطبیق

باب کی دونوں حدیثوں میں قیراط مفرد آیا ہے، جب کہ بعض روایات میں (جیسا کہ حضرت ابن عمر وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں) قیراطان تثنیہ کے ساتھ آیا ہے کہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔(۳)

---

(۱) مجمع بحار الأنوار ٢٥١/٤، مادة قرط، باب القاف مع الراء.

(۲) عمدة القاري ١٥/ ٢٠٣، وقال المحدث الكوراني رحمه الله: "وقد سلف أن المراد بالقيراط شيء من عمله، لا يعلمه غير الله، أو أعلم رسوله، ولم يبين لنا ذلك". الكوثر الجاري ٢٢٨/٦.

(۳) انظر صحيح مسلم، كتاب المساقاة و المزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب ...... رقم (٤٠٢٣-٤٠٢٥ و٤٠٢٧ و٤٠٢٨)، عن ابن عمر رضي الله عنه، ورقم (٤٠٢٠)، عن أبي هريرة رضي الله عنه.

ان دونوں احادیث میں تطبیق کے لیے علماء نے درج ذیل ارشادات فرمائے ہیں:۔

۱۔ کتوں کی دو الگ الگ قسموں کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا، چناں چہ جس کا ضرر زیادہ ہوگا اس پر دو اور جس کا کم ہوگا اس پر ایک قیراط منہا ہوگا۔

۲۔ یا معنوی اعتبار سے یہ تفریق کی گئی، یہ جگہوں کے اختلاف پر مبنی ہے، چناں چہ مدینہ منورہ میں دو قیراط کہ اس کی فضیلت بہت زیادہ ہے، خارج مدینہ ایک قیراط منہا ہوگا۔

۳۔ بڑے شہروں اور قصبوں میں دو قیراط اور دیہاتوں میں ایک قیراط عمل ضائع ہوگا۔

۴۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق یہ اختلاف دو زمانوں کے اعتبار سے ہے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیراط کا ذکر فرمایا، پھر جب دیکھا کہ لوگ باز نہیں آرہے تو اس میں شدت اختیار فرمائی اور دو قیراط کا ذکر فرمایا۔(۱)

۵۔ جب کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے قیراطان تثنیہ والی روایت کو راجح قرار دیا ہے "لكونه حفظ ما لم يحفظه الآخر".(۲)

۶۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولاً قیراطان کا حکم ارشاد فرمایا اور ثانیاً قیراط کا، اس کی وجہ یہ ہے کہ کتوں کے معاملے میں ابتداءً بہت سختی تھی اور ان کو جہاں پائے جائیں مارنے کا حکم تھا، جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آئے گی، ان شاء اللہ، پھر اس حکم میں تخفیف آگئی، چناں چہ قیراطان کا تعلق زمانہ شدت سے اور قیراط کا تعلق زمانہ خفت سے ہے۔

اسی آخری قول کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے راجح قرار دیا ہے۔(۳)

---

(۱) شرح صحيح مسلم للنووي ١٠/ ٢٣٤، وعمدة القاري ١٥/ ٢٠٣، والأوجز ١٧/ ٢٧٨، ٢٧٩، والكوثر الجاري ٦/ ٢٢٨، وإرشاد الساري ٥/ ٣١٦.

(۲) فتح الباري ٥/ ٥، وتكملة فتح الملهم ١/ ٢٤٣.

(۳) أوجز المسالك ١٧/ ٢٧٩.

نقصان اجر کہاں سے ہوگا؟

پھر علماء کا اس نقصانِ عمل کے محل میں بھی اختلاف ہے کہ یہ کہاں سے ہوگا؟ چناں چہ علامہ عبدالواحد رویانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر میں لکھا ہے کہ دن کے اعمال سے ایک قیراط اور رات کے اعمال میں سے ایک قیراط کم ہوگا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ فرائض میں سے ایک قیراط اور نوافل میں سے ایک قیراط کم ہوگا۔(۱)

مگر راجح یہی ہے کہ یہ سب بلا وجہ کی قیاس آرائیاں ہیں، کیوں کہ اس نقصان کا محل کیا ہوگا اس کی تعیین بذریعہ قیاس نہیں ہوسکتی، اس طرح کے امور کی توضیح وتنقیح سماع پر موقوف ہوتی ہے، جو یہاں موجود نہیں ہے، اس لیے ان قیاس آرائیوں کی ضرورت بھی بظاہر کوئی نہیں۔

چناں چہ شارع علیہ السلام کا مقصود ومطمحِ صرف اس قدر ہے کہ بلا حاجت وضرورت کتے نہ پالے جائیں، ورنہ سزا ملے گی کہ بندے کے عمل میں سے روزانہ دو قیراط اجر کم ہوجائے گا، اس لیے فیشن کے طور پر بلاضرورت کتے پالنے اور انہیں گھر میں رکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

لہٰذا اس طرح کے مباحث میں غور وخوض کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، علامہ ابی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

"والله أعلم بما أراد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وذكر القيراط هنا تقديراً لمقدار، الله أعلم به، والمراد به نقص جزء ما".(۲)

نقصان اجر کا سبب کیا ہے؟

ا۔ بلاضرورت اور فیشن کے طور پر انہیں گھر میں رکھنے کی وجہ سے اجر میں جو کمی واقع ہوتی ہے اس کا سبب کیا ہے؟

---

(۱) عمدة القاري ۱۵/ ۲۰۳، والأوجز ۱۷/ ۲۷۸، وبحر المذهب للروياني ۵/ ۸۹، باب بيع الكلب، ومسند الروياني ۲/ ۹۶، رقم (۸۹۲).

(۲) شرح الأبي على صحيح مسلم ۴/ ۲۵۵.

علمائے امت نے اس کے مختلف اسباب بیان فرمائے ہیں:

ا۔اس کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۲۔آنے جانے والوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے، کہ یہ کتے ہر گزرنے والے کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اوران کا پیچھا کرتے ہیں۔

۳۔شریعت کی طرف سے ممنوعہ شے کو رکھنے اوراس کی بات نہ ماننے کی یہ سزا ہے۔

۴۔ظاہر ہے یہ کتا گھر میں ہوگا تو ادھر ادھر منہ بھی مارے گا، بندے کو خبر ہی نہیں ہوگی، حالاں کہ شریعت کا حکم ولوغ کلب کے بارے میں واضح ہے،سو اس غفلت کی وجہ سے بندہ برتن کو دھوئے گا نہ اس کو مانجھے گا،اس لیے اس کی یہ سزا ہوگی۔(۱)

ممانعت تنزیہی ہے یا تحریمی؟

ان تمام احادیث کے ظاہر سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ ضرورت کے لیے اگر کتے پالے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں،ضرورت کی تعیین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے کہ کھیتی کی حفاظت مقصود ہو یا مویشیوں کی حفاظت، یا شکار کے لیے ہو۔اس سب کے علاوہ اگر کوئی کتے رکھے تو اس کا حکم کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عمل جائز نہیں،احادیث کا ظاہر اسی پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ حکم تحریمی ہے، تاہم حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کو کراہت تنزیہی پر محمول فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں صرف اس قدر آیا ہے کہ اجر کم ہو جائے گا، گناہ گار ہونے کا کہیں ذکر نہیں،حرمت کے لیے گناہ کا ہونا ضروری ہے۔

تاہم حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اس موقف پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اجر کی کمی بھی ایک طرح کا گناہ ہے،یا حدیث میں نقصان اجر سے مراد یہ ہے کہ کتے رکھنے اور پالنے کی وجہ سے جو گناہ ہوتا ہے وہ ایک یا دو قیراط اجر کے برابر ہوتا ہے۔(۲)

---

(۱) شرح الكرماني ۱۳/ ۲۲۲، وشرح النووي على صحيح مسلم ۱۰/ ٤٨٣.

(۲) فتح الباري ٥/ ٥، والتمهيد لابن عبدالبر ١٤/ ٢١٩.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ مضمون آیا ہے کہ ملائکہ رحمت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔

اسی باب میں یہ حدیث گزری ہے۔

ظاہر یہی ہے کہ ملائکہ کا عدم دخول اسی لیے ہے کہ اس میں گناہ ہے۔(۱)

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ حکم حرمت کے لیے ہے، بلاضرورت کتے پالنے جائز نہیں۔

گھروں اور مکانات کی رکھوالی کے لیے کتے پالنے کا حکم

اس میں تو علمائے امت کا اتفاق ہے کہ شکار کے لیے، کھیتی کی حفاظت اور مال مویشی کی حفاظت کے لیے کتے پالنے میں کوئی حرج نہیں، بالکل جائز ہے۔ البتہ کیا اس پر قیاس کرتے ہوئے حویلی، مکان وغیرہ کی حفاظت کے لیے کتے رکھنے کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے تو اس کا جواب اثبات میں ہے، یعنی جائز ہے، اکثر علماء وفقہاء کی یہی رائے ہے۔

چناں چہ حافظ علیہ الرحمہ نے گلی یا راستے کی حراست وچوکیداری کے لیے کتے رکھنے کا جواز علمائے شافعیہ سے نقل کیا ہے۔(۲)

یہی مذہب شافعیہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے اور اس پر کسی قسم کی نکیر نہیں کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ عینی حنفی کا بھی یہی موقف ہے۔(۳)

مالکیہ میں حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ تو مطلقاً جلب منفعت اور دفع مضرت کے لیے اس کے قائل ہیں(۴)۔

---

(۱) تكملة فتح الملهم ١ / ٣٤٣.

(۲) فتح الباري ٥ / ٦، كتاب المزارعة.

(۳) عمدة القاري ١٠ / ٧١٤، كتاب المزارعة.

(٤) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ١٤ / ٢١٨.

جب کہ حنابلہ میں ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ گھروں یا راستے وغیرہ کی رکھوالی کے لیے کتے پالنے کو نا جائز فرماتے ہیں اور یہی قول ان کے نزدیک اصح ہے۔(۱)

ائمہ احناف کثر اللہ سوادہم نے بھی جواز کی صراحت فرمائی ہے، چناں چہ فتاوی عالمگیری میں اجناس کے حوالے سے لکھا ہے کہ کتا رکھنا مناسب نہیں، البتہ اگر ڈاکوؤں یا چوروں وغیرہ کا ڈر ہو تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح شیر، چیتا دوسرے درندے وغیرہ حراست وچوکیداری کی غرض سے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور ''ذخیرہ'' کے حوالے سے لکھا ہے:

"ویجب أن یعلم بأن اقتناء الکلب لأجل الحرس جائز شرعا......".(۲)

کتے پالنے سے ممانعت کی حکمتیں

شریعت مطہرہ نے جو کتے رکھنے، انہیں بلاضرورت پالنے سے ممانعت فرمائی ہے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں، امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں حکمت اور راز یہ ہے کہ اپنی جبلت اور فطرت کے اعتبار سے کتا شیطان کے مشابہ ہے، کیوں کہ اس کی عادت کھیل کود اور غصہ کرنا ہے، پھر گندگی میں رہتا ہے، لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے اور شیطانی الہامات ووساوس کو قبول کرتا ہے۔(۳)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کتا تر وتازہ گوشت کی بجائے مردار کھانا زیادہ پسند کرتا ہے، گندگی کھاتا ہے اور اپنی قئ کردہ چیز کو دوبارہ کھاتا ہے۔(۴)

اس کا لعاب انسان کے لیے انتہائی مضر ہے کہ زہریلا ہوتا ہے، اس لیے بلاضرورت اس سے اجتناب اور دوری ہی بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۱) المغني لابن قدامة ٤/١٧٣، رقم (٣١٥٨).

(۲) الفتاوى العالمكيرية (الهندية) ٥/ ٣٦١، والموسوعة الفقهية ٣٥/١٢٤.

(۳) حجة الله البالغة، مبحث في تطهير النجاسات ١/١٨٥.

(٤) حياة الحيوان للدميري ٢/٢٢٦.

فقال السائب: أنت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: إي، ورب هذه القبلة.

حضرت سائب نے حضرت سفیان سے استفسار کیا کہ کیا واقعی آپ نے یہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بالکل! اس قبلہ کے رب کی قسم۔

کلمہ ''إي'' حرف ایجاب

کلمہ ''إي'' ہمزہ کی زیر کے ساتھ حرف ایجاب ہے، نعم کے معنی میں ہے، یعنی جی ہاں! بالکل! وغیرہ۔ اس پر تو تمام نحاۃ کا اتفاق ہے کہ یہ کلمہ ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے، مگر کس کے بعد آتا ہے اس میں نحاۃ کا اختلاف ہے، جمہور نحاۃ کے نزدیک یہ خبر دینے والے کی تصدیق، جیسے "قام زید" پوچھنے والے (سائل) کو خبر دینے کے لیے "هل قام زيد؟" اور کسی کام طلب کرنے والے سے وعدہ کرنے کے لیے جیسے "اضرب زیدا" کے لیے استعمال ہوتا ہے، چناں چہ ان سب کے جواب میں ''إي'' آئے گا، جیسا کہ ''إن'' کے بعد ''نعم'' آتا ہے۔(۱)

جب کہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کلمہ استفہام کے ساتھ خاص ہے، یعنی صرف استفہام کے بعد آتا ہے۔(۲)

جیسے کلام اللہ میں آیا ہے: ﴿ويستنبؤنك أحق هو قل إي وربي......﴾.(۳)

البتہ ''نعم'' اور ''إی'' میں فرق ہے، وہ یہ کہ نعم کے بعد قسم ہونا ضروری نہیں اور إی کے بعد قسم کا ہونا ضروری ہے اور اس کا مقسم بہ ہمیشہ لفظ ''رب'' لفظ ''اللہ'' اور ''لعمری'' ہوتا ہے(۴)۔ واللہ اعلم

---

(۱) عمدة القاري ١٥/ ٢٠٣، ومغني اللبيب ١٥٩/١، تفسير المفردات......

(۲) حوالہ جات بالا، والکافیہ ۱۲۰، حروف الایجاب، مکتبہ رحمانیہ۔

(۳) یونس/۵۳.

(۴) معجم النحو والصرف ۱۲۱.

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بقتل الكلاب.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔

کتوں کو مارنے کا حکم

ابتدائے اسلام میں کتوں کو مارنے کا حکم تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا تھا کہ مدینہ منورہ میں کوئی کتا نظر نہ آئے، بلکہ اسے مار دیا جائے، کیوں کہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے، زمانہ جاہلیت کی بہت سی بری عادتوں میں سے ایک عادت کتے پالنے کی بھی تھی، اسلام قبول کرنے کے بعد بھی بعض لوگوں کا سابقہ شوق باقی تھا، اس لیے نبی علیہ السلام نے شدت سے انہیں ختم کرنے کا حکم جاری فرمایا، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب، حتى إن المرأة تقدم من البادية بكلبها، فنقتله، ثم نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن قتلها، وقال: عليكم بالأسود البهيم ذي النقطتين؛ فإنه شيطان".(١)

"کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قتل کلاب کا حکم دے رکھا تھا، (سو اس حکم کو بجالانے میں اتنی شدت اختیار کی گئی کہ کوئی عورت اگر اپنے کتے کے ساتھ دیہات سے شہر مدینہ آتی تو بھی ہم اس کے کتے کو مار ڈالتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کلاب سے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان میں جو انتہائی سیاہ ہیں دھبے والے ہیں صرف ان کو قتل کرو، کیوں کہ وہ تو شیطان ہیں"۔

پھر جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس حکم میں تخفیف ہوگئی اور مذکورہ حکم صرف کالے کتے تک محدود ہوگیا کہ اسے مار دیا جائے۔

---

(١) صحيح مسلم، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الأمر بقتل الكلاب ...... رقم (١٥٧٢)، وسنن أبي داود، كتاب الصيد، باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره، رقم (٢٨٤٦).

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

"أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقتل الكلاب، ثم قال: ما بالهم وبال الكلاب؟ ثم رخص في كلب الصيد وكلب الغنم".(١)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں اس معاملے میں شدت تھی، پھر تخفیف ہوگئی۔

ائمہ اربعہ کے مذاہب

اس بات پر تو علمائے امت کا اجماع ہے کہ کلب عقور (کاٹنے والا) کو مار ڈالنا جائز ہے، اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ وہ کتا جو بے ضرر ہو اس کا مارنا جائز ہے یا نہیں؟ ائمہ اربعہ کے اس مسئلے میں اقوال مختلف ہیں۔

۱۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث باب (حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے استدلال کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ استثنائی صورتوں کے علاوہ کتوں کو مارنا جائز ہے، انہیں مارنے کے حکم کو وہ منسوخ نہیں مانتے، بلکہ محکم کہتے ہیں۔

جب کہ دیگر حضرات ائمہ فرماتے ہیں کہ بے ضرر کتے کو مارنا جائز نہیں، وہ اس حکم قتل کلاب کو منسوخ مانتے ہیں، ناسخ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہے۔(٢)

---

(١) الحديث اخرجه مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، رقم (٢٨٠/٦٥٣)، وكتاب المساقاة ......، باب الأمر بقتل الكلاب، رقم (١٥٧٣)، وأبو داود، كتاب الصيد، باب ما جاء في اتخاذ الكلب للصيد، رقم (٢٨٤٥)، والترمذي، كتاب الصيد، باب ما جاء في قتل الكلاب، رقم (١٤٨٦)، وباب ما جاء من أمسك كلبا......، رقم (١٤٨٩)، وابن ماجه، كتاب الصيد، باب قتل الكلاب، رقم (٣٢٠٠ و٣٢٠١)

(٢) المنتقى ٧/ ٢٨٩، ما جاء في أمر الكلاب، مطبعة السعادة، مصر، والأوجز ١٧/ ٢٨٠، ٢٨١، وعمدة القاري ١٥/ ٢٠٢، والموسوعة الفقهية ٣٥/١٣٢، ١٣٣، وشرح النووي على مسلم ١٠/ ٤٧٩، والمغني ٤/١٧٣، كتاب البيوع، باب حكم قتل الكلب واقتنائه وتربية الجرو الصغير، رقم (٣١٥٧)، والمفهم ٤/٤٤٨، كتاب البيوع، باب ما جاء في قتل الكلاب......، رقم (١٦٦٢).

ملاحدہ کا ایک اعتراض اور اس کا جواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث باب بخاری شریف میں اسی قدر ہے کہ "أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم أمر بقتل الکلاب". تاہم مسلم شریف کی ایک روایت، جو عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ہے، اس میں یہ اضافہ بھی ہے "إلا کلب صید أو کلب غنم أو ماشیة" نیز اس میں یہ اضافہ بھی ہے: "فقیل لابن عمر: إن أبا هریرة یقول: أو کلب زرع، فقال ابن عمر: إن لأبي هریرة زرعا" کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ "أو کلب زرع" (اور وہ کتا جو کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ابوہریرہ کی تو کھیتی باڑی (کا کام) ہے۔(۱)

اس مؤخر الذکر اضافے کو بنیاد بنا کر بعض ملحدین احادیث پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین روایات حدیث میں ایک دوسرے پر شک کرتے تھے اور العیاذ باللہ وہ ایک دوسرے کو وضع حدیث کے ساتھ متہم کرتے تھے کہ وہ اپنی خواہش نفسانی کے مطابق احادیث میں تصرف کرتے تھے، اس لیے احادیث ہرگز حجت نہیں ہو سکتیں۔

انہی ملحدین کے ان اعتراضات سے متاثر ہو کر بعض ان مصنفین نے جو اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں، مگر اس طرح کے بے بنیاد واقعات کو بنیاد بنا کر اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر دیا، مقصد صرف یہ ہے کہ احادیث کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے اور صحابہ کرام جو امت کا مقدس ترین طبقہ ہے اس پر تعریض کی جائے۔ نستغفر اللّٰہ العظیم

مگر یہ اعتراض بالکل بیجا اور لغو ہے، صرف ایک کینہ ہے جس کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید نہیں بنایا گیا کہ "چوں کہ ان کی کھیتی ہے اس لیے وہ کھیتی کے کتے کا اضافہ کرتے ہیں جب کہ نبی علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا" ان نفوس قدسیہ کے بارے میں یہ تصور تک روا نہیں کہ وہ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے، دنیا کے معمولی سے

---

(۱) صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الکلاب، رقم (۴۰۱۹).

فائدے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں خیانت کریں گے اور ان میں اپنی ذاتی غرض کے لیے کوئی اضافہ کریں گے۔ چناں چہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی توہین کے لیے ہے اور نہ ہی اس میں شک کے لیے۔

بلکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کی غرض اور مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا چوں کہ کھیتی باڑی کا کام ہے، اس لیے انہوں نے اس اضافہ کو یاد رکھنے کا اہتمام کیا اور خوب یاد کیا، عرف اور عادت بھی یہی ہے کہ جو کسی چیز کے ساتھ مبتلا ہوتا ہے جس چیز کا کسی کو شغف ہوتا ہے اس سے متعلقہ امور کو وہ اس شخص کے مقابلے میں زیادہ یاد رکھتا ہے اور ان کا اہتمام کرتا ہے جو مبتلا بہ نہیں ہوتا یا شوق نہیں رکھتا۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

نیز یہی زیادتی (کہ کھیتی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت ہے) حضرت ابن المغفل (۱) اور حضرت سفیان بن ابی زہیر (۲) کی روایات میں بھی موجود ہے، ظاہر ہے انہوں نے بھی نبی علیہ السلام سے ہی سنا ہے۔

علاوہ ازیں خود حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے ایک طریق، جس کا مدار حضرت ابوالحکم عبد الرحمن بن ابی نعم البجلی ہے (۳) میں بھی یہ اضافہ موجود ہے، چناں چہ لگتا یہ ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ اضافہ سنا اور انہیں پختہ یقین حاصل ہو گیا کہ یہ بھی نبی علیہ السلام کے کلمات مبارکہ ہیں تو آپ رضی اللہ عنہما بھی اسے روایت کرنے لگے، آئندہ کی احادیث میں اس زیادتی کے اضافے کے ساتھ روایت فرمانے لگے۔

اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی غرض حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض ہوتی، جیسا کہ ان ملحدین کا گمان فاسد ہے تو وہ ہرگز خود اسے روایت نہ فرماتے۔ واللہ اعلم بالصواب

خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس زیادت کے ساتھ منفرد نہیں ہیں اور اگر منفرد ہوتے بھی

---

(۱) مر تخریجه آنفا.

(۲) اس باب کی سب سے آخری حدیث مراد ہے۔

(۳) صحیح مسلم، کتاب المساقاة......، باب الأمر بقتل الکلاب ......، برقم (۴۰۲۹).

تو یہ زیادتی مقبول ومرضی ہوتی، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والحاصل أن أبا هريرة ليس منفردا بهذه الزيادة، بل وافقه جماعة من الصحابة في روايتها، عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولو انفرد بها لكانت مقبولة مرضية مكرمة". (۱)

ترجمۃ الباب کے ساتھ مطابقت حدیث

باب کی آخری تینوں حدیثوں یعنی حدیث ابن عمر، حدیث ابی ہریرہ اور حدیث سفیان بن ابی زہیر کی ترجمۃ الباب کے ساتھ مناسبت لفظ "کلباً" یا "کلاب" میں ہے، جو مخلوق ہے۔

تتمہ (خلاصہ کتاب بدء الخلق)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب بدء الخلق میں 160 مرفوع حدیثیں ذکر کی ہیں، جن میں سے 22 تعلیقات ہیں، باقی 138 موصول روایات ہیں، پھر ان میں ایسی احادیث جو مکرر ہیں، ان کی تعداد 93 ہے، بقیہ 67 حدیثیں پہلی بار اس کتاب میں آئی ہیں۔

نیز اس کتاب میں صحابہ اور تابعین وغیرہ کے 40 آثار بھی ہیں۔ (۲)

❁❁❁

وهذا آخر ما أردنا إيراده هنا من شرح أحاديث كتاب بدء الخلق، من صحيح البخاري، رحمه الله تعالى، للشيخ الإمام، المحدث الجليل **سليم الله خان**، حفظه الله ورعاه، ومتعنا الله بطول حياته بصحة وعافية.

وقد وقع الفراغ من تسويده، وإعادة النظر فيه، ثم تصحيح ملازم الطبع بيوم

---

(۱) شرح النووي على صحيح مسلم ۱۰/ ٤٨٠، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب.

(۲) فتح الباری ٦/ ٣٦٠.

الخميس ٢٩ من محرم الحرام ه، الموافق١٢ نوفمبر ٢٠١٥م.

والحمد لله الذي بنعتمه تتم الصالحات، وصلى الله على النبي الأمي، وآله وصحبه وتابعيهم، وسلم عليه ما دامت الأرض والسماوات.

رتبه، وراجع نصوصه، وعلق عليه **حبيب الله محمد زكريا:** عضو قسم التحقيق والتصنيف، والأستاذ للأدب العربي والفقه الإسلامي بالجامعة الفاروقية، ووفقه الله تعالى لإتمام باقي الكتب، كما يحبه ويرضاه، وهو على كل شيء قدير، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم، ويليه إن شاء الله تعالى: **"كتاب أحاديث الأنبياء"**.

فهرس المصادر والمراجع

(١)القرآن الكريم

(٢) الأبواب والتراجم لصحيح البخاري، للشيخ العلام محمد زكريا الكاندهلوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤٠٢ﻫ، سعيد، كراتشي

(٣) الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي، رحمه الله تعالى،(١٢٦٢ﻫ/١٣٠٤ﻫ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

(٤) الآحاد و المثاني، للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن ضحاك الشيباني (ابن أبي عاصم)، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٨٧ﻫ، دار الراية، الرياض، الطبعة الأولى:١٤١١ﻫ-١٩٩١م.

(٥) الأحاديث المختارة، للشيخ الإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد الحنبلي المقدسي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٤٣ﻫ، الطبعة الرابعة: ١٤٢١ﻫ، دار خضر، بيروت

☆ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان (انظر: صحيح ابن حبان)

(٦) أحكام القرآن، لأبي بكر محمد بن عبدالله المعروف بابن العربي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٤٣ﻫ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٧) أحكام القرآن، للإمام حجة الإسلام أبي بكر أحمد بن علي الرازي الجصاص، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٧٠هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٨) إحياء علوم الدين، للإمام شيخ الإسلام محمد بن محمد الغزالي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٠٥هـ، دار الكتاب العربي (في مجلد واحد)، بيروت

(٩) أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه، للإمام عبدالله محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي المكي، رحمه الله تعالى، من علماء القرن الثالث الهجرى، المتوفى ٢٧٢هـ، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ

(١٠) أدب الكاتب، للإمام أبي محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبة الدِيْنَوَرِي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٦هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٤هـ

(١١) الأدب المفرد، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة بن بردزبه البخاري، رحمه الله تعالى، (١٩٤هـ - ٢٥٦هـ)، الصدف بيلشرز، كراتشي.

(١٢) إرشاد الساري، للإمام شهاب الدين أبي العباس أحمد بن محمد الشافعي القسطلاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٢٣هـ، دار الكتب العلمية/المطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر المحمية، سنة ١٣٢٣هـ (الطبعة السابعة)

(١٣) الاستذكار، للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٣هـ، دار إحياء التراث العربي

(١٤) الاستيعاب في أسماء الأصحاب (بهامش الإصابة)، للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٣هـ، دار الفكر، بيروت

(١٥) الاستيعاب في أسماء الأصحاب، للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر المالكي رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٣هـ، دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ

(١٦) أسد الغابة في معرفة الصحابة، للإمام عز الدين أبي الحسين علي بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٣٠ هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٧) الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة، للملاّ عليبن (سلطان) محمد نور الدين الهَرَوي القاري(١٠١٤هـ)، المكتب الإسلامي - بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

(١٨) الإصابة في تمييز الصحابة، للإمام الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجرشهاب الدين العسقلاني الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ هـ، دار الفكر، بيروت/دار الجيل، بيروت

(١٩) الأضداد، للإمام أبيبكر محمد بن القاسم بن محمد بن بشار المعروف بابن الأنباري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٢٨هـ، المكتبة العصرية، بيروت

(٢٠) أعلام الحديث في شرح صحيح البخاري، للإمام المحدث أبي سليمان حمد بن محمد الخطابي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٨هـ، مركز إحياء التراث الإسلامي، جامعة أم القرىٰ، مكة المكرمة

(٢١) الأعلام لأشهر الرجال والنساء من العرب والستغربين والمستشرقين، للإمام الشيخ خير الدين الزِّرِكْلِيِّ، رحمه الله تعالى، الطبعة الخامسة عشرة: ٢٠٠٢م، دار العلم للملايين، لبنان

(٢٢) أعلام النبوة، للإمام أبي الحسن علي بن محمد بن حبيب الماوردي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٠هـ، الطبعة الأولى ١٩٨٧م، دار الكتاب العربي، بيروت

(٢٣) آكام المرجان في غرائب الأخبار وأحكام الجان، للعلامة المحدث القاضي بدر الدين أبي عبدالله محمد بن عبدالله الشبلي الحنفي، رحمه الله تعالى، ٧٦٩هـ، دار الغد الجديد، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ

(٢٤) إكمال المعلم بفوائد مسلم، للإمام الحافظ أبي الفضل عياض بن موسىٰ بن عياض اليحصبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٤٤هـ، دار الوفا للطباعة والنشر والتوزيع / دار الكتب

العلمية، بيروت

(٢٥) إكمال إكمال المعلم شرح صحيح مسلم، للإمام أبي عبدالله محمد بن خلفة الوشناني الأُبي المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٢٧ أو ٨٢٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٦) إكمال تهذيب الكمال، للعلامة علاء الدين مغلطائي ابن قليج بن عبدالله الحنفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٦٢هـ، الفاروق الحديثية للطباعة والنشر

(٢٧) الأنساب، للإمام أبي سعد عبدالكريم بن محمد ابن منصور التميمي السمعاني، رحمه الله، المتوفى ٥٦٢هـ، دار الجنان، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ/دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت.

(٢٨) الأنواء في مواسم العرب، للإمام أبي محمد عبدالله بن مسلم بن قتيبة الدينوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٦هـ، دار المعارف العثمانية، حيدرآباد، دكن، الهند، الطبعة ١٩٧٨م

(٢٩) أوجز المسالك، للإمام المحدث محمد زكريا الكاندهلوي المدني، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤٠٢هـ، دارالقلم، دمشق

(٣٠) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، للإمام العلام الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٧٠هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٣١) البحر الزخار المعروف بمسند البزار، للحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتكي البزار، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٩٢هـ، الطبعة الأولى: ١٤٠٩هـ، مؤسسة علوم القرآن، بيروت

(٣٢) بحر المذهب، للإمام أبي المحاسن عبدالواحد بن إسماعيل الروياني الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٠٢هـ، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٣٣) البداية والنهاية، للإمام الحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، رحمه الله تعالى،

المتوفى سنة ٧٧٤هـ، دار الكتب العلمية، بيروت / دار إحياء التراث العربي

(٣٤) البدر الساري حاشية فيض الباري، لمولانا محمد بدرعالم ميرٹھي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٨٥هـ، المكتبة الرشيدية، كوئٹه

(٣٥) البدور السافرة في أحوال الآخرة، للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩١١هـ، دار الكتب العلمية، ١٤١٦هـ

(٣٦) البعث والنشور، للإمام أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨هـ، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ، مركز الخدمات والأبحاث الثقافية، بيروت

(٣٧) بذل المجهود في حل أبي داود، للشيخ المحدث خليل أحمد السهارنبوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٤٦هـ، مركز الشيخ أبي الحسن الندوي، الهند

(٣٨) بيان القرآن، للشيخ مولانا أشرف علي التهانوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٦٢هـ، إدارة التاليفات الأشرفية، ملتان

(٣٩) البيان والتبيين، للعلامة أبي عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٥هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٤٠) تاج العروس، للشيخ أبي الفيض محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسيني، الملقب بمرتضى الزبيدي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٠٥هـ، دار الهداية

(٤١) تاريخ أسماء الثقات، للإمام عمر بن أحمد بن عثمان المعروف بابن شاهين، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٥هـ، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ، الدار السفية، الكويت

(٤٢) تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، للإمام شمس الدين أبي عبدالله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ، دار الكتاب العربي

(٤٣) تاريخ أصبهان (أخبار أصبهان)، لأبي نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد بن إسحاق الأصبهاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٣٠هـ، دارالكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ

(٤٤) تاريخ بغداد، للإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت المعروف بالخطيب البغدادي، رحمه الله، المتوفى سنة: ٤٦٣ ﻫ، دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الثانية:١٤٢٥ﻫ

(٤٥) تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس، للإمام حسين بن محمد بن الحسن الدياربكري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٦٦ﻫ، دار صادر، بيروت

(٤٦) التاريخ الصغير، للحافظ النقاد شيخ الإسلام أبي عبدالله إسماعيل بن إبراهيم البخاري رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٦ ﻫ، دار المعرفة، بيروت

(٤٧) تاريخ الطبري (تاريخ الأمم والملوك)، للإمام جعفر محمد بن جرير الطبري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣١٠ﻫ، الطبعة الثانية، دارالمعارف، مصر

(٤٨) تاريخ عباس الدُّوري، عن أبي زكريا يحيى بن معين، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٢٣ﻫ، مركز البحث العلمي وإحياء التراث الإسلامي، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٣٩٩ﻫ

(٤٩) تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٨٠ﻫ، عن أبي زكريا يحيى بن معين، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٢٣ﻫ، دار المأمون للتراث

(٥٠) التاريخ الكبير، للحافظ النقاد شيخ الإسلام أبي عبدالله إسماعيل بن إبراهيم البخاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٦ ﻫ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

☆ تاريخ مدينة السلام (راجع: تاريخ بغداد)

(٥١) تاريخ يحيى بن معين، للإمام يحيىٰ بن معين بن عون المُزي البغدادي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٣٣ﻫ، دار القلم للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت

(٥٢) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، للإمام فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي الحنفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٣ﻫ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٢٠ﻫ، دارالكتب العلمية، بيروت

(٥٣) تحذير الناس من إنكار أثر ابن عباس رضي الله عنهما، لحجة الإسلام قاسم العلوم

والخيرات مولانا محمد قاسم النانوتوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٩٧هـ، إدارة تحقيقات أهل سنت/إدارة العزيز گوجرانواله

(٥٤) تحرير تقريب التهذيب، تأليف: الدكتور بشار عواد معروف، والشيخ شعيب الأرنؤوط، الطبعة الأولى: ١٤١٧هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت

(٥٥) التحرير والتنوير ، للشيخ محمد الطاهر بن محمد بن محمد بن عاشور التونسي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٩٣هـ، الدار التونسية للنشر، تونس

(٥٦) تحفة الأحوذي بشرح الجامع للإمام الترمذي، للإمام الحافظ أبي العلي محمد بن عبدالرحمن بن عبدالرحيم المباركفوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٥٣هـ، دار الفكر.

(٥٧) تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف، للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزّي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٢هـ، الطبعة الثانية: ١٤٠٣هـ، المكتب الإسلامي، بيروت

(٥٨) تحفة الباري شرح صحيح البخاري، للإمام شيخ الإسلام أبي يحيىٰ زكريا بن محمد الأنصاري الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٢٦هـ، دار الكتب العلمية / دار ابن حزم / مكتبة الرشد

(٥٩) تدريب الراوي في شرح تقريب النووي، للإمام عبد الرحمٰن بن أبي بكر السيوطي، المتوفى ٩١١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية: ١٤٠٩هـ.

(٦٠) تذكرة الحفاظ، للإمام الحافظ أبي عبدالله شمس الدين محمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ، دار إحياء التراث العربي / دائرة المعارف النظامية بالهند

(٦١) تذکرہ وسوانح الامام الکبیر مولانا محمد قاسم النانوتوی، للشیخ عبدالقیوم الحقانی، حفظہ اللہ، القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، نوشہرہ.

(٦٢) ترتيب العلل (علل الترمذي الكبير) لأبي طالب القاضي، مكتبة النهضة العربية/عالم الكتب، بيروت، ١٤٠٩هـ

(٦٣) تعليقات إحياء علوم الدين (المغني عن حمل الأسفار في الأسفار)، للإمام زين الدين أبي الفضل عبدالرحيم بن الحسين العراقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٠٦هـ، دار الكتاب العربي، بيروت

(٦٤) تعليقات الأسماء والصفات، للأستاذ عبدالله بن محمد الحاشدي، مكتبة السوادي، جدة.

(٦٥) تعليقات تدريب الراوي، للأستاذ عبدالوهاب عبد اللطيف، المطبوع بذيل تدريب الراوي، الطبعة الثانية ١٣٩٢هـ

(٦٦) تعليقات خلاصة الخزرجي المطبوع مع الخلاصة، لم يعرف كاتبه، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب

(٦٧) تعليقات تغليق التعليق، للشيخ سعيد عبدالرحمن موسى، المكتبة الأثرية، لاهور

(٦٨) تعليقات الدارقطني على المجروحين لابن حبان، للإمام المحدث الحافظ الكبير علي بن عمر الدار قطني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٥هـ، دار الكتاب الإسلامي، القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ

(٦٩) تعليقات الشيخ المحقق المحدث محمد عوامه على المصنف لابن أبي شيبة، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي، الطبعة الأولى: ١٤٢٧هـ، شركة دار القبلة / مؤسسة علوم القرآن

(٧٠) تعليقات لامع الدراري، للإمام المحدث محمد زكريا الكاندهلوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤٠٢هـ، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة، ط:١٣٩٦هـ-١٩٧٦م.

(٧١) تغليق التعليق، للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ هـ، المكتبة الأثرية، باكستان

(٧٢) تفسير ابن أبي حاتم (تفسير القرآن العظيم) للإمام أبي محمد عبدالرحمن بن محمد بن

إدريس التميمي الرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٢٧هـ، مكتبة نزار مصطفى الباز، المملكة العربية السعودية

(٧٣) تفسير البغوي (معالم التنزيل)، للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥١٦هـ، طبع: ١٤٠٩هـ، دار طيبة للنشر والتوزيع: الرياض

(٧٤) تفسير البيضاوي مع حاشية الشهاب، (أنوار التنزيل وأسرار التأويل) للقاضي الإمام ناصر الدين أبي سعيد عبد الله بن عمر البيضاوي الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٩١هـ، دارالكتب العلمية، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ

(٧٥) التفسيرات الأحمدية في بيان الآيات الشرعية، للعالم الجليل، الشيخ أحمد، المدعو بملا جيون الجونفوري، رحمه الله تعالى، المطبع الكريمي الواقع بمباي، الهند

(٧٦) تفسير الخازن، للإمام العلامة علاء الدبن علي بن محمد المعروف بالخازن، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٢٥هـ، وحيدى كتب خانه، پشاور

(٧٧) تفسير روح البيان، للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٢٧هـ، دار إحياء التراث العربي - بيروت.

(٧٨) التفسير الكبير / مفاتيح الغيب، للإمام المفسر الكبير أبي عبدالله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التميمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٠٤هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٧٩) التفسير لابن كثير، للإمام الجليل الحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٧٤هـ، وحيدي كتب خانه، بشاور / مؤسسة قرطبة، بيروت

(٨٠) تفسير الضحاك، للإمام أبي القاسم الضحاك بن مزاحم البلخي الهلالي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٥هـ، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ، جمع ودراسة وتحقيق: الدكتور / محمد

شكري أحمد الزاويتي، دار السلام، القاهرة، مصر

(١٨) تفسير عبدالرزاق، للإمام المحدث أبي بكرعبدالرزاق بن همام بن نافع الصنعاني، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢١١هـ، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٨٣) تفسیر ماجدی، مولانا عبدالماجد دریا آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مجلس نشریات اسلام، کراچی، اشاعت ۱۴۱۸ھ.

☆تفسير الماوردي (انظر: النكت والعيون)

(٨٤) تفسير مجاهد، للإمام المحدث المفسر مجاهد بن جبر المكي المخزومي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٠٤هـ، دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر

☆ تفسير النسفي (انظر: مدارك التنزيل وحقائق التأويل)

(٨٥) تفسير الطبري (جامع البيان عن تأويل آي القرآن)، للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣١٠هـ، تحقيق الدكتورعبد اللّٰه بن عبد المحسن التركي، دار هجر، مركز البخوث والدراسات العربية والإسلامية

(٨٦) تفسير عثماني (اردو)، لشيخ الإسلام العلامة شبير أحمد العثماني، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٣٦٩هـ، دار الاشاعت، كراتشي

(٨٧) تفسير القرآن العظيم (تفسير ابن كثير)، للإمام الجليل الحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٧٧٤هـ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٢١هـ، الفاروق الحديثة للطباعة والنشر، القاهرة / مؤسسة قرطبة

(٨٨) تفسير القرآن، لسرسيد أحمد خان، طبع: ١٩٩٨م، دوست ايسوسي ايٹس، لاهور

(٨٩) تفسير الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل، للعلامة جار اللّٰه أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٥٣٨هـ، الطبعة الأولىٰ: ١٤١٨هـ، مكتبة العبيكان، الرياض

(٩٠) التفسير المظهري، للعلامة الكبير القاضي محمد ثناء اللّٰه العثماني المظهري، رحمه اللّٰه

تعالی، المتوفی ١٢٢٥هـ، حافظ کتب خانه، کوئٹه.

(٩١) التفسير الوسيط، للإمام المفسر أبي الحسن علي بن أحمد بن محمد الواحدي النيسابوري الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٩٢) تقييد المهمل وتمييز المشكل، للإمام أبي على الحسين بن محمد الغساني الجياني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٩٨هـ، الناشر: وزارة الأوقاف، المملكة العربية السعودية

(٩٣) التمهيد لما في المؤطأ من المعاني والأسانيد، للإمام الحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالله بن محمد بن عبدالبر المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٣هـ، المكتبة التجارية، مكة المكرمة

(٩٤) التوضيح لشرح الجامع الصحيح، للإمام سراج الدين أبي حفص عمر بن علي بن أحمد الأنصاري الشافعي المعروف بابن ملقن، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٠٤هـ، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت

(٩٥) تهذيب تاريخ دمشق الكبير، للإمام الحافظ أبي القاسم علي المعروف بابن عساكر الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٧١هـ، دار المسيرة، بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ

(٩٦) تقريب التهذيب، للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ هـ، دار الرشيد، سوريا، حلب

(٩٧) تهذيب الأسماء واللغات، للإمام العلامة الحافظ الفقيه أبي زكريا محيي الدين بن شرف النووي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٧٦هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٩٨) تهذيب التهذيب، للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ هـ، مؤسسة الرسالة

(٩٩) تهذيب الكمال في أسماء الرجال، للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزّي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٢هـ، مؤسسة الرسالة

(١٠٠)تهـذيـب اللغة، للإمام أبي منصور محمد بن أحمد الأزهري الهروي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣٧٠هـ، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ٢٠٠١م

(١٠١) جـامـع الأحـاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير) للعلامة جلال الدين عبد الرحـمـن بـن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٩١١هـ، الطبعة: ١٤١٤هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٠٢) جـامـع الأصـول فـي أحـاديـث الـرسـول، للإمام مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد الجزري، المعروف بابن الأثيررحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٦٠٦هـ، دار الفكر

☆ جامع البيان (راجع تفسير الطبري)

☆ جامع الترمذي (انظر: سنن الترمذي)

(١٠٣) جامع الدروس العربية، للشيخ مصطفىٰ الغلاييني، منشورات المكتبة العصرية، بيروت

(١٠٤) الـجامع لأحكام القرآن، للإمام العلام أبي عبداللّٰه محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٦٧١ هـ، دار إحياء التراث العربي

(١٠٥) الـجـرح والتـعـديل، للإمام الحافظ شيخ الإسلام أبي محمد عبدالرحمن بن أبي حاتم مـحـمـد بـن إدريـس بـن الـمنذر التميمي الحنظلي الرازي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣٢٧هـ، الطبعة الأولى: ١٤٢٢هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٠٦) جزء القراءة خلف الإمام، للإمام أبي عبداللّٰه محمد بن إسماعيل البخاري، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٥٦هـ، الطبعة الأولى ١٤٠٠هـ، المكتبة السلفية

(١٠٧) الـجمع بين الصحيحين، للإمام المحدث محمد بن فتوح الحميدي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٤٨٨هـ، دار ابن حزم

(١٠٨) الجهاد لابن أبي عاصم، للإمام أحمد بن عمرو بن الضحاك بن مخلد الشيباني، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٨٧، مكتبه العلوم والحكم، المدينة المنورة

(١٠٩) حاشية الجمل على الجلالين (الفتوحات الإلهية)، للإمام العلام سليمان الجمل، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٠٤، قديمى كتب خانه

(١١٠) حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح، للإمام محمد بن أبي بكر أيوب المعروف بابن قيم الجوزية، رحمه الله تعالى، المنوفى ٧٥١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

☆حاشية ابن عابدين (راجع إلى رد المحتار)

(١١١) حاشية الدسوقي (على الشرح الكبير)، للإمام الغلام الشيخ محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقي المالكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٣٠هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١١٢) حاشية السندي على صحيح البخاري، للإمام أبي الحسن نور الدين محمد بن عبدالهادي السندي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٣٨هـ، قديمي كتب خانه

(١١٣) حاشية السهارنپوري على صحيح البخاري، للشيخ المحدث أحمد علي السهارنفوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٩٧هـ، قديمي كتب خانة، كراتشي

(١١٤) حاشية الشهاب على تفسير البيضاوي (عناية القاضي وكفاية الراضي)، للشيخ أحمد بن محمد بن عمر قاضي القضاة الملقب بشهاب الدين الخفاجي المصري الحنفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٦٩هـ، الطبعة الأولى:١٤١٧هـ، دارالكتب العلمية، بيروت

(١١٥) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، للإمام العلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي الحنفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٣١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١١٦) حجة الله البالغة، للإمام الكبير الشيخ أحمد المعروف بشاه ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي، رحمه الله تعالى، قديمي كتب خانه، كراتشي

(١١٧) الحجة للقراء السبعة، للإمام المقرئ أبي على الحسن بن أحمد بن عبدالغفار الفارسي الأصل، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٧٧هـ، دار المأمون للتراث، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ

(١١٨) الحجة في القراءات السبع، للإمام المقرئ أبي عبدالله الحسين بن أحمد بن خالويه، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٧٠هـ، دار الشروق، بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠١هـ

(١١٩) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبدالله الأصفهاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٣٠هـ، دار الفكر، بيروت/ دار الكتب العلمية، بيروت

(١٢٠) حياة الحيوان الكبرى، لأبي البقاء كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى الدميري الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٠٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ

(١٢١) ختم كتاب الشفاء، للإمام محمد بن عبدالله بن محمد بن أحمد بن مجاهد القيسي الدمشقي الشافعي الشهير بابن ناصر الدين، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٤٢هـ، دار البشائر الإسلامية، الطبعة الثانية ١٤٢٦هـ

(١٢٢) خلاصة الخزرجي (خلاصة تذهيب تهذيب الكمال)، للعلامة صفي الدين الخزرجي، رحمه الله تعالى، المتوفى بعد سنة ٩٢٣هـ ، مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب

(١٢٣) الدر المختار، للإمام العلام علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٨٨ هـ، دار عالم الكتب

(١٢٤) الدر المصون في علوم الكتاب المكنون، للإمام شهاب الدين أبي العباس بن يوسف بن محمد بن إبراهيم، المعروف بالسمين الحلبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٥٦هـ، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٢٥) دلائل النبوة، لأبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨هـ، دار الكتب العلمية / المكتبة الأثرية ،لاهور / دار الريان للتراث

(١٢٦) الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج، للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩١١هـ، الطبعة الأولى: ١٤١٦هـ، دار ابن عفان للنشر والتوزيع، السعودية/إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي

(١٢٧) ديوان الحماسة، لأبي تمام حبيب بن أوس الطائي١٨٨-٢٢١هـ، قديمى كتب خانه كراتشي

(١٢٨) ديوان الفرزدق، لإمام الشعراء همام بن غالب بن صعصعة بن ناجية، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٤هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ

(١٢٩) رد المحتار، لـلفقيه العلام محمد أمين بن عمر، الشهير بابن عابدينرحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٥٢هـ، دار عالم الكتب / دار الثقافة والتراث، دمشق، سورية

(١٣٠) رسالة شرح تراجم أبواب صحيح البخاري (المطبوع مع صحيح البخاري)، للإمام المحدث الشاه ولي الله، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٧٦هـ، قديمي كتب خانه

(١٣١) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغداديرحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٧٠هـ، دار الكتب العلمية/ دار إحياء التراث العربي، بيروت

(١٣٢) الروض الأنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام، للإمام المحدث عبد الرحمن السهيلي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٨١هـ، الطبعة الأولى: ١٣٨٧هـ، دار الكتب الإسلامية

(١٣٣) زاد المسير في علم التفسير، للإمام أبي الفرج جمال الدين عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي القرشي البغداديرحمه الله تعالى، المتوفى ٥٩٧هـ، الطبعة الثانية: ١٤٢٢هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٣٤) زاد المعاد في هدي خير العباد، للإمام العلامة المحدث شمس الدين أبي عبدالله محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي، المعروف بابن قيم الجوزية، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٥١هـ، مؤسسة الرسالة / مكتبة المنار الإسلامية

(١٣٥) سؤالات الآجري (سؤالات أبي عبيد الأجري أبا داود السجستاني)، للإمام أبي داود صاحب السنن، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٥هـ، الناشر: الجامعة الإسلامية ١٣٩٩هـ

(١٣٦) سؤالات الحاكم للدارقطني، للإمام علي بن عمر الدارقطني البغدادي، رحمه الله تعالى، مكتبة المعارف، الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤ھ

(١٣٧) سبل السلام شرح بُلوغ المرام، للإمام العلامة محمد بن إسماعيل الصنعاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٨٢ھ، الطبعة الأولى: ١٤٢٧ھ، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض

(١٣٨) سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، للإمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٤٢ھ، وزارة الأوقاف، لجنة إحياء التراث الإسلامي، مصر

(١٣٩) سنن ابن ماجه، للإمام الحافظ أبي عبدالله محمد بن يزيد الربعي ابن ماجه القزويني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٣ھ، دار السلام

(١٤٠) سنن الترمذي، للإمام المحدث الحافظ محمد بن عيسىٰ بن سورة الترمذي رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٩، دار السلام

(١٤١) سنن الدار قطني، للإمام المحدث الحافظ الكبير علي بن عمر الدار قطني رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٥ھ، دار نشر الكتب الإسلامية لاهور / مؤسسة الرسالة / دار المعرفة، بيروت

(١٤٢) سنن النسائي، للإمام الحافظ أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي ابن سنان النسائي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٠٣ھ، دار السلام

(١٤٣) سنن أبي داود، للإمام الحافظ أبي داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق الأذدي السجستاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٥ھ، دار السلام

(١٤٤) سير أعلام النبلاء، للإمام شمس الدين أبي عبدالله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨ھ، مؤسسة الرسالة.

(١٤٥) سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، للشيخ عبدالملك بن حسين بن

عبدالملك العصامي المكي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١١١هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٤٦) السنن الكبرىٰ، للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت / مجلس دائرة المعارف الإسلامية بهند

(١٤٧) السنن الكبرىٰ، للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٠٣ هـ، إدارة التاليفات الأشرفية، ملتان

(۱۴۸) سوانح قاسمی (مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی)، یعنی سیرت شمس الاسلام، از: رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی، رحمہ اللہ تعالی، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور۔

(١٤٩) السيرة الحلبية، (إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون)، للعلامة علي بن برهان الدين الحلبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٤٤هـ، المكتبة الإسلامية، بيروت

(١٥٠) السيرة النبوية، للإمام أبي محمد عبدالملك بن هشام بن أيوب المعافري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢١٣هـ، المكتبة العلمية، بيروت، لبنان

(۱۵۱) سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، رحمہ اللہ تعالی، متوفی: ۱۹۷۴ء، دار الاشاعت / کتب خانہ مظہری، کراچی۔

(١٥٢) شذرات الذهب في أخبار من ذهب، للإمام عبدالحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العكري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٨٩هـ دار ابن كثير، دمشق/بيروت، طبعة ١٤٠٦

☆شرح ابن بطال (انظر: شرح صحيح البخاري)

☆شرح الأبي على صحيح مسلم (راجع إكمال إكمال المعلم)

(١٥٣) شرح الزرقاني على المؤطأ، للإمام محمد بن عبدالباقي بن يوسف الزرقاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ١١٢٢هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٥٤) شرح صحيح البخاري، لأبي الحسن علي بن خلف بن عبدالملك ابن بطال البكري القرطبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٤٩هـ، دار الكتب العلمية / مكتبة الرشد، رياض

(١٥٥) شرح العقائد النسفية، للعلامة سعد الدين التفتازاني رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٩٢ﻫ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٣٠ﻫ، مكتبة البشرىٰ، كراتشي

☆شرح القسطلاني (راجع: إرشاد الساري)

(١٥٦) شرح الكرماني، (الكواكب الدراري)، للإمام العلام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي الكرماني رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٨٦ﻫ، دار إحياء التراث العربي

(١٥٧) الشرح الكبير مع حاشية الدسوقي، للإمام أبي البركات أحمد بن محمد العدوي، الشهير بالدردير، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٠١ﻫ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٥٨) شرح النووي على صحيح مسلم، للعلامة محي الدين يحيى بن شرف النووي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٧٦ﻫ، الطبعة الأولىٰ: ١٣٤٧ﻫ، الطبعة المصرية، الأزهر

(١٥٩) شرح النووي على صحيح مسلم، المطبوع مع صحيح مسلم، قديمى كتب خانه

(١٦٠) شرح لباب المناسك (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على لباب المناسك للإمام السندي، رحمه الله تعالى)، للعلامة علي بن سلطان المعروف بملا علي القاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠١٤ﻫ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٦١) شرح مشكل الآثار، للإمام المحدث الفقيه أبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٢١ﻫ، الطبعة الثانية ١٤٢٧ﻫ، مؤسسة الرسالة

(١٦٢) الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ، للعالم العلامة المحقق القاضي أبي الفضل عياض اليحصبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٤٤ﻫ، دار الكتب العلمية، بيروت

(١٦٣) شعب الإيمان، للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨ﻫ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٢٣ﻫ، مكتبة الرشد، الرياض

(١٦٤) صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان، للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥٤ﻫ، الطبعة الثانية: ١٤١٤ﻫ ١٤١٤ﻫ، مؤسسة الرسالة،

بيروت

(١٦٥) الصحيح لابن خزيمة، للعلامة أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣١١هـ، الطبعة: ١٤٠٠، المكتب الإسلامي، بيروت

(١٦٦) صحيح البخاري، للإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٥٦هـ، دار السلام

(١٦٧) صحيح الإمام مسلم، للإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشري النيسابوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٦١هـ، دارالسلام

(١٦٨) صور من حياة الصحابة، للدكتور عبدالرحمن رأفت الباشا، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤٠٦هـ، دار النفائس، بيروت

(١٦٩) الطبقات الكبرىٰ، للإمام محمد بن سعد بن منيع أبي عبدالله البصري الزهري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٣٠هـ، دار صادر ، بيروت / مكتبة الخانجي، القاهرة

(١٧٠) طبقات خليفة، للإمام أبي عمرو خليفة بن خياط بن خليفة بن خياط العصفري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٤٠هـ، دار الفكر، بيروت

(١٧١) الطب النبوي، للإمام أبي نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد الأصفهاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٣٠هـ، دار ابن حزم، الطبعة ٢٠٠٦م

(١٧٢) الطراز لأسرار البلاغة وعلوم حقائق الإعجاز، للعلامة المؤيد بالله يحيى بن حمزة بن علي بن إبراهيم العلوي الطالبي، المتوفى ٧٤٥هـ، المكتبة العنصرية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ

(١٧٣) الضعفاء والمتروكون، للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني النسائي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٠٣هـ، الطبعة الأولى ١٣٩٦هـ، دار الوعي، الحلب

(١٧٤) عارضة الأحوذي، للإمام أبي بكر محمد بن عبدالله المعروف بابن العربي المالكي

رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٤٣ھ، دار الكتب العلمية، بيروت

(۱۷۵) عجالہ نافعہ (فارسی/اردو)، حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، رحمہ اللہ تعالی، متوفی ۱۲۳۹ھ، مطبوع مع فوائد جامعہ، مکتبہ الکوثر

(١٧٦) العذب النمير من مجالس الشنقيطي في التفسير، للعلامة محمد أمين بن محمد المختار بن عبدالقادر الشنقيطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٩٣ھ، دار عالم الفوائد، مكة المكرمة، الطبعة الثانية ١٤٢٦ھ

(١٧٧) العرش للإمام شمس الدين أبي عبدالله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨ھ، عمادة البحث الإسلامي بالجامعة الإسلامية، المدينه المنورة، الطبعة الثانية ١٤٢٤ھ

☆العظمة لأبي الشيخ (انظر: كتاب العظمة)

(١٧٨) العقائد النسفية المطبوع مع شرحه للتفتازاني، المتوفى ٧٩٢ھ، الطبعة الأولى: ١٤٣٠ھ، مكتبة البشرى، كراتشي

(١٧٩) العلل الواردة في الأحاديث النبوية، للإمام الحافظ أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٥ھ، دار طيبة

(١٨٠) العلل ومعرفة الرجال، للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٤١ھ، الطبعة الثانية: ١٤٢٢ھ، دار الحاني، الرياض

(١٨١) عمدة القاري، للإمام الحافظ بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٥ھ، دار الكتب العلمية/إدارة الطباعة المنيرية

(١٨٢) غريب الحديث لأبي عبيد القاسم بن سلام، رحمه الله، المتوفى ٢٢٤ھ، دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد الدكن، ط:١٣٨٤ھ/دار الكتاب العربي بيروت، ط:١٣٩٦ھ

(۱۸۳) غیاث اللغات فارسی، غیاث الدین محمد بن جلال الدین بن شرف الدین رام پوری، طبع ۱۹۵۹ء

(١٨٤) الفائق في غريب الحديث والأثر، لإمام اللغة العلامة جار الله محمود بن عمر الزمخشري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٣٨ھ ، دار الفكر، بيروت

(١٨٥) الفتاوى الحديثية، لشيخ الإسلام أحمد بن محمد بن علي بن حجر المكي الهيثمي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٧٤ھ، مير محمد كتب خانه، كراتشي/دار الفكر. بيروت

(١٨٦) الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان (الفتاوىٰ العالمكيرية)، للعلامة الهمام مولانا الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند الأعلام رحمهم الله، الطبعة الأولىٰ: ١٤٢١ھ، دار الكتب العلمية، بيروت / رشيدية، كوئٹه

(١٨٧) فتح الباري، للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ھ، دار المعرفة / دار الكتب العلمية / دار السلام

(١٨٨) فتح الملهم شرح صحيح مسلم، للعلامة شبير أحمد العثماني رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٦٩ھ، دار القلم

(١٨٩) الفصل في الملل والأهواء والنحل، للإمام المحدث أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٦ھ، مكتبة الخانجي، القاهرة

(١٨٩) فضائل الأوقات، للإمام أحمد بن الحسين بن علي البيهقي الخراساني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨ھ، مكتبة المنارة، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ

(۱۹۰) فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ، مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی، حفظہ اللہ، مکتبۃ الکوثر، سنہ طباعت ۱۴۳۳ھ

(۱۹۱) فہم فلکیات، سید شبیر احمد صاحب کاکاخیل، حفظہ اللہ، مکتبہ دار العلوم کراچی

(۱۹۲) فیروز اللغات، مصنف الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز سنز، لاہور، کراچی، دوسرا ایڈیشن، فیروز اللغات اردو جدید، اٹھائیسویں اشاعت: ۲۰۱۲ء

(١٩٣) فيض الباري علىٰ صحيح البخاري، للفقيه المحدث الشيخ محمد أنور الكشميري ثم الديوبندي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٢٥٢ھ، دار الكتب العلمية / المكتبة الرشيدية، كوئٹه

(١٩٤) فيض القدير شرح الجامع الصغير، للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٣١هـ، الطبعة الثانية: ١٣٩١هـ، دار المعرفة، بيروت

(١٩٥) فيوض قاسمی فارسی (الفيوض القاسمية باللغة الفارسية)، مجموعة ردور للأسئلة الواردة على الإمام محمد قاسم النانوتوي، رحمه الله تعالى.

(١٩٦) القاموس المحيط، للعلامة مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي الشيرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨١٧هـ، مطبعة البابي الحلبي، بمصر، الطبعة الثانية ١٣٨١هـ

(١٩٧) القاموس الوحيد، لمولانا وحيد الزمان قاسمي كيرانوي، رحمه الله تعالى، إدارة إسلاميات، لاهور

(١٩٨) الكافية، للعلامة جمال الدين عثمان ابن الحاجب، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٤٦هـ، مكتبه رحمانيه، اردو بازار، لاهور

(١٩٩) الكاشف عن حقائق السنن الشهير بشرح الطيبي، للعلامة حسن بن محمد الطيبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٣هـ، إدارة القرآن والعلوم، كراتشي

(٢٠٠) الكاشف في معرفة من له الرواية في الكتب الستة، للإمام شمس الدين أبي عبدالله محمد بن أحمد الذهبي الدمشقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ، دار القبلة للثقافة الإسلامية، جدة / مؤسسة علوم القرآن، جدة

(٢٠١) الكامل في التاريخ، للإمام العلامة عمدة المؤرخين أبي الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبدالكريم بن عبدالواحد الشيباني، المعروف بابن الأثير الجزري، رحمه الله، المتوفى ٦٣٠هـ، بيروت، لبنان، الطبعة الرابعة: ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م.

(٢٠٢) الكامل في ضعفاء الرجال، للإمام الحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٦٥هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٠٣) كتاب الأسماء والصفات، للإمام أحمد بن الحسين بن علي البيهقي، رحمه الله تعالى،

المتوفى ٤٥٨هـ، دار إحياء التراث العربي، بيروت

☆كتاب الأضداد (راجع: الأضداد)

(٢٠٤) كتاب الأمالي لأبي علي القالي (مع ذيل الأمالي والنوادر)، للإمام اللغوي أبي علي إسماعيل بن القاسم القالي، ررحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥٦هـ، المكتبة العصرية، بيروت، طبع ١٤٢٩هـ

☆كتاب البعث والنشور (راجع البعث والنشور للإمام البيهقي رحمه الله)

(٢٠٥) كتاب الثقات، للإمام الحافظ محمد بن حبان بن أحمد أبي حاتم التميمي البستي رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥٤هـ، دار الفكر.

☆كتاب الثقات لابن شاهين (انظر: تاريخ أسماء الثقات)

(٢٠٦) كتاب الجمع (بين كتابي الكلاباذي والأصبهاني رحمهما الله تعالى)، للإمام محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٠٧هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ

(٢٠٧) كتاب الدعوات الكبير، للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي، رحمه الله تعالى، المتوفى: ٤٥٨هـ، طبع: ١٤١٤هـ، منشورات مركز المخطوطات، والتراث

(٢٠٨) كتاب الزهد، ويليه كتاب الرقائق، للإمام شيخ الإسلام عبد الله بن المبارك المروزي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٨١هـ،حققه وعلق عليه: الأستاذ المحدث المحقق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية:١٤٢٥هـ

(٢٠٩) كتاب السنة، للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن ضحاك الشيباني (ابن أبي عاصم)، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٨٧هـ، المكتب الإسلامي، بيروت

(٢١٠) كتاب العظمة، أبي محمد عبدالله بن محمد بن جعفر بن حيان الأنصاري المعروف بأبي الشيخ الأصبهاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٦٩هـ، دار العاصمة، الرياض، الطبعة

١٤٠٨هـ

(٢١١) كتاب عمل اليوم والليلة، للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني النسائي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٠٣هـ، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت

(٢١٢) كتاب العين، للإمام خليل بن أحمد الفراهيدي التميمي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٧٠هـ، دار ومكتبة الهلال، بيروت

(٢١٣) كتاب الفتن، لأبي عبد الله نعيم بن حماد المروزي، رحمه الله تعالى، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ، مكتبة التوحيد، القاهرة

(٢١٤) كتاب المجروحين مِنَ المحدثين والضعفاء والمتروكين، للإمام محمد بن حِبَّان بن أحمد بن أبي حاتم البُسْتِي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥٤هـ، الطبعة ١٤٢٠هـ/دار الصميعي، الرياض

(٢١٥) كتاب الميسر، للإمام أبي عبدالله فضل الله بن الصدر الإمام السعيد تاج الملة والدين الحسن التوربشتي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٦١هـ، مكتبه نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة-الرياض

(٢١٦) كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، للباحث العلامة محمد علي التهانوي، رحمه الله تعالى، مكتبة لبنان ناشرون، بيروت

(٢١٧) كشف الأستار عن زوائد البزار علىٰ الكتب الستة، للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٨٧هـ، مؤسسة الرسالة،بيروت، الطبعة الثانية:١٤٠٤هـ

(٢١٨) كشف الباري ، للشيخ سليم الله خان دامت معاليهم، المكتبة الفاروقية ،كراتشي

(٢١٩) كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس، للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العَجْلَوني الجراحيّ، المتوفى:١١٦٢هـ، الطبعة ١٤٢٧هـ،دار إحياء التراث العربي

(٢٢٠) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، للعلامة مصطفىٰ بن عبد الله الشهير بحاجي خليفة، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٠٦٧ھ، دار إحياء التراث العربي، بيروت

(٢٢١) الكشف عن وجوه القراء ات السبع وعللها وحججها، للإمام المقري أبي محمد مكي بن أبي طالب القيسي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٤٣٧ھ، مؤسسة الرسالة، الطبعة الثالثة ١٤٠٤ھ

(٢٢٢) كشف المشكل من حديث الصحيحين، للإمام الحافظ جمال الدين أبي الفرج عبدالرحمن بن علي بن محمد الجوزي رحمه اللّٰه، المتوفى سنة ٥٩٧ھ، ط:١٤١٨ھ

(٢٢٣) الكوكب الدري، للإمام المحدث الشيخ رشيد أحمد الگنگوهي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى سنة ١٣٢٣ھ، مع تعليقات المحدث محمد زكريا بن محمد يحيىٰ الكاندهلوي رحمه اللّٰه، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، كراتشي، ط:١٤٠٧ھ-١٩٨٧م/ لكنؤ.

☆ الكواكب الدراري شرح صحيح البخاري (انظر: شرح الكرماني)

(٢٢٤) الكوثر الجاري إلىٰ رياض أحاديث البخاري، للإمام أحمد بن إسماعيل بن عثمان بن محمد الكُوراني، الشافعي، ثم الحنفي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٨٩٣ھ، الطبعة الأولىٰ: ١٤٢٩ھ، دار إحياء التراث العربي

(٢٢٥) كنز العمال في سنن أقوال والأفعال، للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٩٧٥ھ، الطبعة الثانية: ١٤٢٤ھ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٢٦) الكنز المتواري، للشيخ العلام محمد زكريا الكاندهلوي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٤٠٢ھ، مؤسسة الخليل الإسلامي، فيصل آباد

(٢٢٧) الكنى والأسماء، للإمام مسلم بن الحجاج القشيرى، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٦١ھ، عمادة البحث الإسلامي بالجامعة الإسلامية، المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤ھ

(٢٢٨) اللؤلؤ والمرجان فيما اتفق عليه الشيخان، وضعه الأستاذ محمد فؤاد عبدالباقي، رحمه الله تعالى، المتوفى ه، دار إحياء الكتب العربية

(٢٢٩) لامع الدراري على جامع البخاري، للفقيه المحدث الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٢٣ه، المكتبة الإمدادية، مكة المكرمة

☆ لباب التأويل في معاني التنزيل (راجع تفسير الخازن)

(٢٣٠) لسان العرب، للإمام العلام أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن منظور الأفريقي المصري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧١١ه، دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثالثة

(٢٣١) لسان الميزان، للإمام الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجرالعسقلاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢ه، الطبعة الأولى:١٤٢٣ه، دار البشائر الإسلامية، بيروت

(٢٣٢) لقط المرجان، للإمام الحافظ جلال الدين السيوطي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩١١ه، مكتبة القرآن للطبع والنشر والتوزيع، القاهرة

(٢٣٣) لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح، للعلامة المحدث عبدالحق الدهلوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠٥٢ه، دار النوادر، دمشق، سوريا، الطبعة الأولى ١٤٣٥ه

(٢٣٤) مجاز القرآن، للإمام أبي عبيدة معمر بن المثنى التيمي البصري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٠٩ه، مكتبة الخانجي، القاهرة، الطبعة ١٣٨١ه

(٢٣٥) مجمع بحار الأنوار، للشيخ العلام اللغوي محمد طاهر الصديقي الهندي الگجراتي رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٨٦ه، طبع بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، بحيدر آباد، الدكن، الهند

(٢٣٦) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٠٧ه، الطبعة الأولى:١٤٢٥ه، دار الفكر، بيروت

(٢٣٧) مجمل اللغة، للإمام اللغوي أبي الحسين أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي،

رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٩٥هـ، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ، مؤسسة الرسالة، بيروت

(٢٣٨) مجموع الفتاوى، للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٢٧هـ، الطبعة الثالثة: ١٤٢٦هـ، دار الوفاء

(☆٢٣٨) محرف قرآن، علامہ سید تصدق بخاری، مدظلہ، ادارۃ العلم والتحقیق، نوشہرہ

(٢٣٩) المحكم والمحيط الأعظم، لإمام اللغة أبي الحسن علي بن إسماعيل بن سيده المرسي، المعروف بابن سيده، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٤٠) المحلىٰ بالآثار، للإمام المحدث أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٦هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(٢٤١) مختار الصحاح، للإمام محمد بن أبي بكر بن عبدالقادر الرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى بعد سنة ٦٦٦هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(٢٤٢) المخصص، لإمام اللغة أبي الحسن علي بن إسماعيل بن سيده المرسي، المعروف بابن سيده رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٥٨هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٤٣) مدارك التنزيل وأسرار التأويل، للإمام الفقيه عبدالله بن أحمد النسفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧١٠هـ، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ، قديمى كتب خانه/دار الكلم الطيب، بيروت

(٢٤٤) مراقي الفلاح بإمداد الفتاح شرح نور الإيضاح ونجاة الأرواح، للإمام العلامة حسن بن عمار بن علي الشرنبلالي الحنفي، رحمه الله، دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٤٥) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، للعلامة الشيخ الملا علي بن سلطان محمد القاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠١٤هـ، دار الكتب العملية، بيروت

(٢٤٦) مسائل الرازي من غرائب آي التنزيل، للإمام اللغوي محمد بن أبي بكر بن عبدالقادر الرازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٦٦هـ، مكتبه علوم اسلاميه، پشاور

(٢٤٧) المستدرك على الصحيحين، للإمام الحافظ أبي عبدالله محمد بن عبدالله الحاكم

النيسابوري، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٤٠٥هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(٢٤٨) المُستَطرف في كل فنٍ مستظرف، للإمام شهاب الدين محمد بن أبي الفتح الأبْشَيْهي المحلي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٨٥٠هـ، مكتبة الجمهورية العربية، مصر

(٢٤٩) مسند الحميدي، للإمام المحدث أبي بكر عبدالله بن الزبير القرشي المعروف بالحميدي، رحمه الله، المتوفى ٢٠٩، تحقيق: الشيخ المحدث حبيب الرحمٰن الأعظمي، دار الفكر، بيروت، ط: ١٣٨٠هـ/ دار السقا، دمشق.

(٢٥٠) مسند الروياني، للإمام أبي بكر محمد بن هارون الروياني، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣٠٧هـ، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ، مؤسسة قرطبة، القاهرة

(٢٥١) مسند عبد بن حميد (المنتخب)، للإمام الهمام أبي محمد عبد بن حميد بن نصر الكسي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٤٩هـ، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، مكتبة السنة، القاهرة

(٢٥٢) مسند أبي عوانة، للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الأسفرائيني رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣١٦هـ، دار المعرفة، بيروت، لبنان

(٢٥٣) مسند أبي يعلى موصلي، للإمام الحافظ أحمد بن علي بن المثنى التميمي رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣٠٧، الطبعة الثانية: ١٤١٠هـ، دار المأمون للتراث، دمشق

(٢٥٤) مسند الإمام أحمد، للإمام أبي عبد اللّٰه أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٤١هـ، مؤسسة الرسالة / عالم الكتب

(٢٥٥) مسند الطيالسي، للإمام المحدث سليمان بن داود بن الجارود، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٢٠٤هـ، دار الكتب العلمية / دار هجر للطباعة والنشر

(٢٥٦) مشارق الأنوار على صحاح الآثار، للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي المالكي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٥٤٤هـ، دار التراث، بيروت

(٢٥٧) مشكوٰة المصابيح، للإمام محمد بن عبد اللّٰه المعروف بالخطيب التبريزي، رحمه اللّٰه

تعالی، المتوفی ٧٤١ھ، الطبعة الثانية: ١٢٩٩، المكتب الإسلامي

(٢٥٨) المصنف لابن أبي شيبة، للإمام أبي بكر عبدالله بن محمد بن أبي شيبة العبسي الكوفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٣٥ھ، الطبعة الثانية: ١٤٢٨ھ، شركة دار القبلة / مؤسسة علوم القرآن / إدارة القرآن والعلوم الإسلامية باكستان.

(٢٥٩) المصنف لعبدالرزاق، للإمام المحدث أبي بكر عبدالرزاق بن همام الصنعاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢١١ھ، الطبعة: ١٣٩٢ھ، دار الكتب العلمية، بيروت/ المكتب الإسلامي، بيروت / منشورات المجلس العلمي، هند.

(٢٦٠) المصنوع في معرفة الحديث الموضوع، للعلامة نور الدين علي بن سلطان القاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٠١٤ھ، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب

(٢٦١) معارف القرآن، لإمام المحدثين مولانا محمد إدريس الكاندهلوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٩٧٤م، قرآن محل، لاهور

(٢٦٢) معارف القرآن، للعلامة مولانا المفتي محمد شفيع الديوبندي، رحمه الله تعالى، طبع: ١٤١٥ھ، إدارة المعارف، كراتشي

☆معالم التنزيل (راجع: التفسير البغوي)

(٢٦٣) معالم السنن (شرح سنن الإمام أبي داود)، للإمام أبي سليمان حمد بن محمد الخطابي البستي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٨٨ھ، الطبعة ١٣٥١ھ، مطبعة العلمية، حلب

(٢٦٤) معاني القرآن، للإمام أبي زكريا يحيى بن زياد بن عبدالله الديلمي الفراء، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٠٧ھ، دار المصرية للتأليف والترجمة، مصر، الطبعة الأولى

(٢٦٥) المعجم الأوسط، للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٦٠ھ، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥ھ/ دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة ١٤٣٣ھ

(٢٦٦) معجم البلدان، للشيخ الإمام شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي الرومي البغدادي، رحمه الله تعالى، طبع: ١٣٩٧هـ، دار صادر، بيروت

(٢٦٧) معجم الصحابة، للإمام الحافظ أبي الحسين عبدالباقي بن قانع البغدادي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٥١هـ، مكتبة نزار مصطفى الباز، مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ

(٢٦٨) معجم الصحاح، للإمام إسماعيل بن حماد الجوهري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٩٣هـ، دار المعرفة، بيروت، لبنان

(٢٦٩) المعجم الصغير، للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٦٠هـ، المكتب الإسلامي بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

(٢٧٠) المعجم الكبير، للإمام الحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني رحمه الله تعالى، المتوفى ٣٦٠هـ، الطبعة الثانية، دار إحياء التراث العربي، بيروت

(٢٧١) المعجم المفهرس لألفاظ الحديث النبوي، أ-وي منسنك، وي ب-منسنج، مطبعة بريلي في ليدن ١٩٦٥م

(٢٧٢) معجم النحو والصرف (معجم القواعد العربية)، للأستاذ عبدالغني الدقر، حفظه الله، مكتبه محموديه، كوئٹه-لاهور

(٢٧٣) معرفة الثقات، للإمام أحمد بن عبدالله بن صالح أبي الحسن العجلي الكوفي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٦١هـ، مكتبة الدار، المدينة المنورة

(٢٧٤) المعرفة والتاريخ، للإمام أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفسوي الفارسي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٧٧هـ، دار الكتب العلمية

(٢٧٥) معرفة الصحابة لأبي نعيم، للإمام المحدث العلامة أحمد بن عبدالله بن أحمد بن إسحاق بن مهران، المعروف بأبي نعيم الأصبهاني رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٣٠هـ، دار الوطن للنشر / دار الكتب العلمية، بيروت

☆المغني عن حمل الأسفار في الأسفار (راجع تعليقات إحياء علوم الدين)
(٢٧٦) المغني في ضبط أسماء الرجال ومعرفة كنى الرواة وألقابهم وأنسابهم، للعلامة محمد طاهر بن علي الهندي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٨٦هـ، الرحيم اكيڈمي، كراتشي
(٢٧٧) المغني في الضعفاء، للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ، دار إحياء التراث العربي، قطر
(٢٧٨) المغني في فقه الإمام أحمد رحمه الله تعالى، للإمام موفق الدين أبي محمد عبدالله بن أحمد بن قدامة، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٢٠ هـ، دار الفكر / دار عالم الكتب ، الرياض
(٢٧٩) مغني اللبيب عن كتب الأعاريب، للإمام جمال الدين عبدالله بن يوسف بن أحمد ابن هشام الأنصاري، رحمه الله تعالى، المتوفى ٧٦١هـ، قديمى كتب خانه، كراتشي
(٢٨٠) مفتاح صحيح البخاري، للشيخ فضل إلهي بن غلام حسين، المكتبة الإسلامية، چكوال، جهلم.
(٢٨١) مفردات القرآن، للعلامة أبي القاسم الحسين بن محمد، المعروف بالراغب الأصفهاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٠٣هـ،دار الكتب العلمية، بيروت، ط:١٤٢٥هـ
(٢٨٢) المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب المسلم، للإمام الحافظ أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٥٦هـ، الطبعة الأولى: ١٤١٧هـ، دار ابن كثير، دمشق
(٢٨٣) المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٠٢هـ، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ
☆مقدمة فتح الباري (انظر: هدي الساري)
(٢٨٤) مكائد الشيطان، للإمام أبي بكر عبدالله بن محمد القرشي المعروف ابن أبي الدنيا، رحمه الله تعالى، المتوفى ٢٨١هـ.

(٢٨٥) المنتقىٰ (شرح مؤطأ الإمام مالك)، للإمام القاضي أبي الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب الباجي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٩٤هـ، دار الكتب العلمية ، بيروت، لبنان

(٢٨٦) المنهاج شرح النووي علىٰ صحيح الإمام مسلم، للإمام العلامة الفقيه الحافظ أبي زكريا محيي الدين بن شرف النووي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٧٦ هـ، دار المعرفة / المطبعة المصرية بالأزهر

(٢٨٧) منحة الباري (تحفة الباري)، للإمام شيخ الإسلام أبي يحيىٰ زكريا الأنصاري المصري الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٩٢٦هـ ، مركز الفلاح للبحوث العلمية / دار الكتب العلمية، بيروت

(٢٨٨) موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله، لمجموعة من المؤلفين، البطعة الأولى ١٤٠١هـ، عالم الكتب للنشر والتوزيع، بيروت

(٢٨٩) الموسوعة الفقهية، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الطبعة الثانية: ١٤٠٤هـ، طباعة ذات السلاسل، الكويت

(٢٩٠) موضح أوهام الجمع والتفريق، للإمام أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٤٦٣هـ، دار المعرفة، بيروت

(٢٩١) موضوعات الصغاني، للإمام الحسن بن محمد الهندي الصغاني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٥٠هـ، دار المأمون/دار الكتب العلمية

(٢٩٢) المؤطا، للإمام مالك بن أنس الأصبحي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٧٩هـ، دار الكتب العلمية/دار إحياء التراث العربي

(٢٩٣) المهند على المفند، للإمام الجليل خليل أحمد السهارنفوري، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٣٤٦هـ، إدارة الرشيد، كراچی

(٢٩٤) الميذي (شرح هداية الحكمة) للقاضي كمال الدين حسين بن معين الدين، رحمه

اللّٰه تعالى، كتب خانه مجيديه، ملتان/ السطبع المجتبائي، دهلي

(٢٩٥) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، للإمام أبي عبد اللّٰه شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٧٤٨هـ، دارالمعرفة، بيروت

(٢٩٦) النبراس على شرح العقائد، للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد الفرهاوي رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٢٣٩، مكتبة الرشيدية، كوئٹة

(٢٩٧) النحو الوافي، للأستاذ النحوي الكبير عباس حسن، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٣٩٨هـ، دار المعارف

(٢٩٨) نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض، للعلامة أحمد بن محمد بن عمر شهاب الدين الخفاجي المصري، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ١٠٦٩هـ، المكتبة السلفية، المدينة المنورة

(٢٩٩) النكت الظراف على الأطراف، للحافظ ابن حجر العسقلاني، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٨٥٢هـ، المطبوع بذيل تحفة الأشراف.

(٣٠٠) النكت والعيون، للإمام أبي الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٤٥٠هـ، دار الكتب العلمية، بيروت

(٣٠١) نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول، للعلامة أبي عبد اللّٰه محمد الحكيم الترمذي، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٣٢٠هـ، الطبعة الأولى، مكتبة الإمام البخاري، مصر. ودار الجيل، بيروت ١٩٩٢م

(٣٠٢) النهاية في غريب الحديث والأثر، للإمام مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد الجزري، المعروف بابن الأثير، رحمه اللّٰه تعالى، المتوفى ٦٠٦هـ، الطبعة الثالثة: ١٤٣٠هـ، دار المعرفة، بيروت

(٣٠٣) نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار، للشيخ الإمام محمد بن علي الشوكاني، رحمه اللّٰه

تعالى، المتوفى ١٢٥٥هـ، دار الكتب العلمية ، بيروت

(٣٠٤) وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، للعلامة أبي العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن أبي بكر بن خلكان، رحمه الله تعالى، المتوفى ٦٨١هـ، دار صادر، بيروت

(٣٠٥) الهداية، للإمام برهان الدين أبي الحسن علي بن أبي بكر المرغيناني، رحمه الله تعالى، المتوفى ٥٩٦هـ، مكتبه شركت علميه، ملتان

(٣٠٦) هداية النحو، قديمى كتب خانه

(٣٠٧) هدي الساري (مقدمة فتح الباري)، للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي، رحمه الله تعالى، المتوفى ٨٥٢هـ، دار السلام، الرياض

(٣٠٨) الهيئة الكبرى مع شرحها السماء الفكرى (الفلكيات)، للشيخ محمد موسى الروحاني البازي، رحمه الله تعالى، المتوفى ١٤١٩هـ، إدارة التصنيف، لاهور، الطبعة: ١٤٢٥هـ